۱

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

مفہوم فرمان مہدیؑ: ''مہدی اور مہدویان قیامت تک رہیں گے۔''

مہدویت

جاوداں، پیہم رواں، ہردم جواں

(پہلی جلد)

..... از .....

فقیر سید رفعت جاوید (اہل کالاڈیرہ)

ناشر مہدویہ ویلفیر ٹرسٹ

قریب حظیرہ حضرت بندگی میاں سید راج محمدؒ المعروف بہ حظیرۂ شہیداں، واقع

چنچلگوڑہ، حیدرآباد، ریاست تلنگانہ۔ ہند

ب

نام کتاب : مہدویت: جاوداں، پیہم رواں، ہردم جواں (حصہ اول)
مصنف : فقیر سید رفعت جاوید (اہل کالاڈیرہ)
ای میل آئی ڈی: یس آر جاوید ایٹ دی ریٹ آف آوٹ لک ڈاٹ کام۔
ماہ وسن اشاعت: رجب المرجب ۱۴۳۹ ہجری مطابق اپریل ۲۰۱۸ عیسوی
کمپیوٹر کتابت و کتاب ملنے کا پتہ
۱۔ SAN کمپیوٹر سنٹر، صوبیدار امیر علی خاں روڈ (نئی سڑک)
چنچل گوڑہ، حیدرآباد۔فون نمبر 9959912642
کتاب ملنے کے مزید پتے:
۱۔ NAS ڈی.ٹی.پی و زیراکس سنٹر، قریب مرکزی انجمن مہدویہ،
روبرو ڈائمنڈ کیفے، چنچل گوڑہ، حیدرآباد۔فون: 8019328677
۲۔ اے ٹو زیڈ اسٹیشنری، مرکزی انجمن مہدویہ، چنچلگوڑہ، حیدرآباد
طباعت : رگھویندرا گرافکس، 1-9-630/1، اڈکمیٹ روڈ، آر آر ڈی کالج بلڈنگ
ودیانگر حیدرآباد۔, Cell: 9949734563, 04027664561
ناشر : مہدویہ ویلفیر ٹرسٹ، قریب حظیرہ حضرت بندگی میاں سید راج محمدؒ
المعروف بہ حظیرۂ شہیداںؒ چنچل گوڑہ، حیدرآباد۔تلنگانہ۔ ہند
قیمت

ج

عمل مصطفیٰ ﷺ کا نام دین مہدی ہے۔
یعنی مہدویت!

خصوصیات مہدویت کیا ہیں؟

مہدویت
تعلیم اسلام، تعلیم ایمان اور بذریعہ مہدی موعودؑ تعلیم احسان

جاوداں
حسب فرمان مہدی موعودؑ، مہدویت کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک باقی و برقرار رکھا ہے
اور اس کو رکنے و مٹنے سے محفوظ فرمادیا ہے

پیہم رواں
تعلیمات مہدی موعودؑ جاری و ساری ہیں اور انشاءاللہ تا قیامت رہیں گی

ہردم جواں

مہدویت ہر زمانہ میں پوری توانائی سے برقرار رہی ہے اور انشاءاللہ رہے گی۔

اس کو خدائے تعالیٰ نے ضعف یا پژمردگی سے محفوظ فرمادیا ہے۔

د

فہرست

سلسلہ		صفحہ نمبر
ا	سرورق	ا
ب	پتے	ب
ج	تشریح عنوان سرورق	ج
د	فہرست	د
ا	عرضِ ناشر	۵
۲	ابتدائیہ	۱۳
۳	احکامِ شریعت	۱۹
۴	شریعت حاکم فقہ محکوم	۲۹
۵	درس اطاعت وفرمانبرداری	۳۰
۶	صرف میراں سید محمد جون پوری کی ذات پر انوار ہی مہدی موعود ہے	۳۲
۷	قبل مہدیؑ یہ دعوے اور توبہ! مہدی برحق کے ثبوت کے لئے تھے	۳۹
۸	القرآن والمہدی: تشریحات: 'اللہ نے دیا ہے'۔ 'رجوع'۔ 'یکسوئی' وغیرہ	۴۵
۹	فرمان مہدیؑ : بندہ کا آنا اس وقت ہوا جب ایمان مجذوبوں میں رہ گیا تھا مع	۔
۱۰	ارشاد حضرت خواجہ بندہ نوازؒ	۵۵

۱۱	نور سراپا نور ہے ذات مہدی موعود علیہ السلام	۵۸
۱۱۲	اہل انکار کا یہ اطمینان ؟ مہدی موعودؑ ''آئے اور گئے'' کی بیّن دلیل ہے	۶۱
۱۳	فرامین و سیرت مہدیؑ ہی ثبوت مہدیؑ ہے	۷۲
۱۴	انکار مہدی کی وجہ؟ حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے بیان فرمائی	۷۶
۱۵	مکتب مہدیؑ کا معجزانہ تصرف	۷۶
۱۶	کلمہ گو پر کس وجہ سے حکم کفر عائد ہوتا ہے؟	۷۷
۱۷	بحکم مہدی موعود علیہ السلام، منکرین کی اقتداء سے پرہیز لازمی	۸۰
۱۸	پیغمبروں اور خلفاء الٰہیہ کی بعثت، باعث امتحان (مضمون علامہ شمسیؒ)	۸۶
۱۹	خاتمین صلی اللہ علیہما وسلم کی تصدیق کے معیارات یکساں ہیں (از علامہ شمسیؒ)	۹۰
۲۰	غارت گران دین و ایمان ، دوزخ نوازوں کی دوزخ نوازیاں	۹۵
۲۱	علم، علم، علم، کون سا علم؟	۱۰۲
۲۲	کیا منکران مہدی کی ان جامعات کو جانا ضروری ہے؟	۱۰۹

عرض ناشر

حضرت امامنا میراں سید محمد مہدی موعود علیہ السلام کی ذات پر انوار پر ایمان لانے والے مہدوی کہلاتے ہیں۔

اسی روئے زمین کی اہم ترین اور محبوب بارگاہ الٰہی ایک قوم ہے۔

لیکن عمل کی شرط کے ساتھ، یعنی قوم مہدویہ۔

اسی قوم کے تمام افراد کی خدمت میں قدمبوسی، سلام اور دعائیں۔

کتاب مہدویت، جاوداں، پیہم رواں، ہردم جواں، پانچ حصوں پر مشتمل ہے۔ کتاب کی اشاعت کا مقصد انشاء اللہ مہدوی نوجوانوں میں شعور کو بیدار کرنا ہے، حالیہ عرصہ میں بعض نوجوانوں کے فہم وفکر میں تبدیلی محسوس ہورہی ہے، اس کی کئی وجوہات ہیں۔

بے شعوری اور معلومات کی کمی سے ہمارے مخالفین کو موقعہ مل جاتا ہے کہ ہمارے بچوں کو بھٹکا سکیں۔ خدانخواستہ بچے بھٹک گئے تو اس کی پرسش ہم سے ہوگی۔

اولاد کو شروع ہی سے دنیاوی تعلیم میں مصروف کر دیا جاتا ہے، لیکن دینی شعور لانے کی بہت کم کوشش کی جاتی ہے۔ نماز کی پابندی پر کم توجہ دلائی جاتی ہے، قرآن شریف پڑھایا جاتا ہے، بلکہ دَور بھی کروایا جاتا ہے بناء معنی ومفہوم کے۔

بنیادی طور پر نونہالوں کو اسلام اور مہدویت کی اہم باتیں، خاتمین علیہم السلام کی سیرت، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، شہداء واولیاء کرام رحم اللہ اجمعین کی سیرتوں سے آگاہ کیا جائے۔

اور یہ بتلایا جائے کہ دین مہدی ﷺ محض چند رسوم یا عادات کا نام نہیں بلکہ عشق خدا میں زندگی گزارنے اور خدا کو حاصل کر لینے اور خدا کے ہوجانے کا رہنما ورہبر ہے، جس کے بغیر ایک قدم بھی آگے نہیں چل سکتے، لہٰذا احکام پر پوری دیانت داری سے چلو۔

ہمارے نونہالوں کو یہ بھی بتایا جائے حضرت سید محمد جون پوری مہدی موعود علیہ السلام پر ایمان لانا ویسا ہی ضروری ہے جیسا کہ حضور پرنور محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانا ضروری ہے۔

حضور پرنور مہدی موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بندوں کو دنیا سے چھڑانے اور اللہ سے ملانے کے لئے بھجوایا تھا، اللہ تعالیٰ کی مدد سے آپ علیہ السلام نے اس کام کو پورا کیا۔

حضور پرنور مہدی موعود علیہ السلام کے منصب کا اشارہ یوں فرمادیا گیا ''کہہ دوائے محمد یہ میری راہ ہے بلاتا ہوں مخلوق کو اللہ کی طرف بینائی پر میں اور میرا تابع۔ حضرت مہدی موعود نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا ہے کہ من اتبعنی کا من خاص ہے اور اس سے مراد فقط تیری ذات ہے، اس میں غیر شریک نہیں۔

حضرت مہدی موعود کا اقرار کل انبیاء کا' کل کتابوں اور صحائف کا' حضور پرنور ﷺ کا اور خدا کا اقرار ہے اور ایمان ہے، اور مہدی موعود علیہ السلام کا انکار سب کا انکار ہے جو کفر ہے۔

یہ باتیں اپنے بچوں کو اچھی طرح ذہن نشین کروادینے کے بعد فرائض اور دیگر تعلیمات بتلائیں، اور ہر روز دینی معلومات کے تعلق سے ان کو بتلایا جائے۔

اولاد کے شعور کو بڑھانے کے لئے کہ تم بفضل خدا' حضور پرنور ﷺ کی امت میں ہو اور گروہِ مہدی علیہ السلام میں ہو' ایسا بتلانا نہایت ضروری اور ہماری ذمہ داری ہے۔ ورنہ کل کو اس کا حساب ہم کو دینا ہوگا کہ اولاد کو کیا بتلایا اور کیا نہ بتلایا۔

بہ حیثیت امتی کیا فرائض و واجبات تم پر ہیں اسی طرح بہ حیثیت مصدق تم پر کیا کیا فرائض و واجبات ہیں اس تعلق سے ہمارے نونہالوں کو واقف کروانا ضروری ہے، بے شعوری کی وجہ سے مہدوی بچہ کو مخالفین بھٹکا سکتے ہیں۔ بحمد اللہ اس کتاب میں شعور کو بیدار کرنے کوشش کی گئی ہے۔

وہ قوم جس کو ہجرت کروائی گئی' گھروں سے نکالا گیا' ایذا پہنچائی گئی اور **قاتلو و قتلو** کے مراحل سے گزرنا پڑا، اس کے باوجود افراد قومی مضبوط چٹان کی طرح دین مہدی پر قائم رہے۔

اب جبکہ یہ مراحل نہیں رہے' کیونکہ کل کے مختار منکران مہدی آج کے مجبور ہیں اس کے باوجود بعض افراد کے ذہن وفکر میں مخالفین کے پروپیگنڈہ کا اثر محسوس ہوتا ہے جس کی وجہ بے شعوری ہی سمجھ میں آتی ہے' چنانچہ دعا اور کوشش کی گئی ہے کہ اللہ تعالی ہمارے شعور کو جگادے۔

بیداری شعور کے لئے لازمی ہے کہ اولاد کو دینی تعلیم کے ساتھ ساتھ ذکر اللہ کرنے والوں کی خدمت میں بھجوایا جائے کیونکہ ایسے لوگ عشق خداوندی کی دلوں میں آبیاری کرتے ہیں' اس لئے کہ ان کے پاس عشق کا سکہ رواں دواں رہتا ہے۔

جب کہ ظاہری علم والوں کے پاس عقل کا سکہ رواں دواں رہتا ہے اگر ان کے پاس بھجوایا جائے تو وہ لوگ ظاہری باتیں ہی بتلائیں گے' اور اس علم سے عشق کا آنا نہایت مشکل ہوتا ہے۔

انشاءاللہ عشق' عمل کی طرف اور عمل خدا کی طرف لے جائے گا۔ اور خدا کے فضل سے راہ خدا کے مسافرین پر (منکرین اور ان سے بڑھ کر مرتدین) کا کوئی اثر نہ ہوگا۔

ویسے تو ہر دَور میں لوگ مہدی موعود علیہ السلام پر ایمان لاتے رہے ہیں' اور انکار کرنے والے بھی ہر دور میں انکار کرتے رہے ہیں، لیکن اہل انکار میں وہ لوگ زیادہ قابل گرفت ہوتے ہیں جو لوگوں کو راہ حق سے روکنے کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔

بارھویں صدی ہجری کے اختتام تک زماں خاں جو عبدالوہابی تھے' حضرت علامہ سید نصرتؒ نے اس کی نشاندہی فرمائی تھی۔ (دیکھئے کحل الجواہر جلد اول صفحہ ۱۳۳)

زماں خاں نے مہدویت پر نہ صرف اعتراضات کئے بلکہ شان مہدی موعود علیہ السلام میں بے حد گستاخیاں کی تھیں۔ پہلے قلم سے ان کو جواب دیا گیا اور پھر خنجر (کٹار) سے ان کو سلا دیا گیا۔ تقریباً سوا سو سال تک پھر کسی کی جرأت نہ ہوئی۔

گزشتہ کوئی بیس برس قبل ہمارے خلاف کفر کے فتوے داغے گئے۔

فتوؤں کی دلچسپ بات یہ رہی کہ امان اللہ خاں صاحب کی سیاسی میدان میں تازہ آمد کو

روکنے کے لئے یہ فتوے داغے گئے تھے' لیکن کوئی دس سال بعدان کا انتقال ہوا تو مسلمانوں نے جامع مصر یعنی شہر کی سب سے بڑی مسجد' مکہ مسجد میں نماز جنازہ ادا کی۔

اور حظیرۂ حضرت بندگی میاں سید راج محمدؒ (المعروف بہ حظیرۂ شہیداںؒ) واقع چنچل گوڑہ تدفین میں شرکت کر کے ہمارے خلاف کفر کے ان فتوؤں کو نہایت احترام سے مسترد کر دیا۔

کوئی چھ آٹھ برس قبل عبدالقوی نے مہدویت پر اعتراضات بلکہ شان مہدیؑ میں دل کھول کر گستاخیاں کیں، مہدویت کی اس مخالفت کی وجہ کیا ہے اور مخالفین کی جڑیں کہاں تک پھیلی ہوئی ہیں؟ تو معلوم ہوا کہ عبدالوہابی تحریک مہدویت کی مخالفت کی پشت پر موجود ہے۔

چنانچہ وہابی گھٹی پیئے زماں خاں بھی رہے اور اب حالیہ عرصہ میں عبدالقوی ہیں۔

کیونکہ منکران مہدی' مہدویت کو اس کی بنیاد سے منہدم کرنے پر تلے ہوے ہیں' اس لئے ہم کو بھی ان کی بنیادوں تک پہنچنا پڑا۔

اہل ایمان کو اہل کتاب کی جانب سے حق کی مخالفت اور ان کے خلاف ریشہ دوانیوں کے متعلق یوں آگاہ کیا جارہا ہے، مخاطبت اہل کتاب سے یوں ہے۔

سورۂ آل عمران ۔آیت نمبر ۹۹: ''اے اہل کتاب کیوں ایمان لانے والوں کو اللہ کے راستے سے روکتے ہو اور اس میں ٹیڑھا پن نکالتے ہو حالانکہ تم خود (اس کی سچائی کے) گواہ ہو۔

(سورۂ آل عمران' آیت نمبر ۱۰۰) دوسری طرف ایمان والوں کو متنبہ فرمایا جارہا ہے کہ

''اے ایمان والو اگر تم نے اہل کتاب کے کسی گروہ کی اطاعت کر لی تو وہ تمہیں ایمان لانے کے بعد کافر بنادیں گے''۔

آیت نمبر ۱۴۹: ''اے ایمان والو اگر تم نے کافروں کی بات مان لی تو وہ تم کو پیچھے لوٹا دیں گے اور تم گھاٹے میں چلے جاؤ گے''۔

اہل کتاب سے دورِ اول کے مخالفِ مہدویت شیخ علی متقی (جسکو مفتری کہا گیا) تھے اس

کے بعد سے ہر دور میں ایسے مخالفین پیدا ہوتے رہے ہیں اور آئندہ بھی ہوتے رہیں گے۔

چنانچہ طاہر پٹنی وغیرہ کے بعد زماں خاں، مودودی، ندوی وغیرہ اور حالیہ دور کے عبدالقوی ،سابق مصدقین یعنی فراعنہ عصر' توڑ پھوڑ اسمٰعیل اور نیم مفتی عبر تناک اور فادر ٹریسا وغیرہ۔

مخالفتِ مہدویت میں پہلی کتاب ''الرد'' لکھی گئی تھی جس کا جواب سراج الابصار سے دیا گیا اس کے بعد ہر دور میں ہمارے خلاف قرطاس وقلم کے ذریعہ جنگ چھیڑی جاتی رہی ہے اور تقاریر کے ذریعہ بھی عام اُمتیوں کو مہدی موعود کی تصدیق سے روکنے کی کوششیں کی جاتی رہی ہیں۔اور بفضلِ خدا ہر وقت منہ توڑ جواب دیا جاتا رہا ہے۔

علاوہ ازیں تحریر اور تقریر کے ساتھ ساتھ بذریعہ انٹرنیٹ بھی یہ جنگ جاری ہے' جواب میں ہمیں بھی مدافعت کے لئے ہر وقت تیار رہنا چاہیئے۔

کیونکہ یہ جنگ رکنے والی نہیں ہے۔،اور نہ ہی ہم ڈرنے والے ہیں' جو صرف فضل خدا اور فیضان خاتمین صلی اللہ علیہما وسلم کی وجہ ہی سے ہے۔

انشاء اللہ اب اور آئندہ ہر زمانے میں اہل کتاب اور ان کے ہمنوا یعنی خود کو مصدق باور کروانے والے مرتدین کی ریشہ دوانیاں ناکام ونامراد ہی رہیں گی۔

ایک عام سا مصدق، منکرین، اور ان بڑھ کر مرتدین پر فوقیت رکھتا ہے۔

خواہ یہ کیسے ہی متقی' پرہیز گار' عبادت گزار اور دین کی تڑپ رکھنے والے کیوں نہ مشہور ہوں کیونکہ ادھر تصدیقِ مہدیؑ اس مصدق کا سرمایۂ حیات اور اثاثہ ہے تو اُدھر مہدی موعود علیہ السلام کے انکار وعناد کا طوق اور بوجھ ہے۔

فرمانِ مہدی موعود علیہ السلام ہے ''بندہ کا اُمّی مخالفوں پر غالب ہووے'' (حاشیہ شریف)

اور یہ بھی فرمایا کہ ''بندہ کی قبولیت کی نشانی یہ ہے کہ اُمّی عالم ہو جائے یعنی جو آدمی قرآن سے ایک لفظ نہیں جانتا قرآن کے معنی بیان کرتا ہے''۔

اس کتاب کا خود بھی مطالعہ فرمایئے اور ہمارے کمسنوں اورنو جوانوں کوکتاب کی باتیں آسان انداز میں بتلایئے، جو ہم سب کی ایک قومی ذمہ داری ہے' امید ہے کہ قومی برادران و خواہران (بہنیں) اس ذمہ داری کو پورا فرمائیں گے۔

اس طرح آج کے بچے کل کے بڑے' دین مہدی پر باعمل رہیں گے تو آنے والی نسلیں بھی باعمل مہدوی بن کر رہیں گی جس کی وجہ سے خدا کی خوشنودی حاصل ہوتی جائے گی۔

کتاب کی تیاری کا منشاء انشاءاللہ مصدقین خاص طور پر نو جوانوں میں شعور کو بیدار کرنا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا شکر واحسان ہے کہ اس نے اس قوم میں ہم کو پیدا فرمایا ہے جس پر انبیاء علیہم السلام نے رشک فرمایا تھا۔اس کے باوجود عمل ضروری ہے۔فرمانِ مہدی: ''باعمل مقبول' بےعمل مردود''۔

ہمارا کام ہے کہ ہمارے نو جوانوں کو خاتمین صلی اللہ علیہاوسلم کی مبارک اور پرنور سیرتوں کے تعلق سے معلومات بہم پہنچائیں۔

سیرت سیدین وصحابہ اور شہدائے عظام رضی اللہ عنہم' تابعین وتبع تابعین' ائمہ اربعہ' اولیاء و شہدائے کرام' مرشدین اور بزرگان دین رحم اللہ اجمعین کے متعلق ہمارا ہر نونہال واقف رہے۔

شعور کی بیداری کے لئے لازم ہے کہ فرائض واحکام نبوت اور ولایت کی مکمل واقفیت ہو۔عمل کی پابندی سے انشاءاللہ داخلی اور خارجی حملوں اور حملہ آوروں کا بہترین دفاع ہوسکتا ہے۔

خدانخواستہ بےعلمی رہی اور بےعملی بھی رہی تو دشمنوں کی بن آئے گی۔

کتاب ہٰذا پانچ حصوں پر مشتمل ہے' مہدویت کے تعلق سے معلومات ہیں' اندرونی اور بیرونی دشمنوں کے حملے اوران' حملوں کے جوابات اپنی محدود معلومات سے دئے گئے ہیں۔

تعجب خیز بات یہی ہے کہ وہ قوم جس نے ہجرت کی صعوبتوں کو برداشت کیا' جن کے لوگوں کو گھروں سے نکالا گیا' ایذا پہنچائی گئی اور **قاتلو و قتلو** کے مرحلہ میں اللہ نے کامیاب فرمایا۔

حالیہ عرصہ میں یہ تمام مراحل نہ رہے اس کے باوجود چند لوگوں میں مذہب سے دوری

کار جحان بے شعوری کی دلیل ہے۔ ہمارا کام ہے کہ شعور کو بیدار کیا جائے۔

بے شعوری فرد کے لئے بھی اور قوم کے لئے بھی خدا سے دور کرنے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم کو شعور عطا فرمائے اور عمل کی جانب بھی رواں دواں رکھے آمین۔

ضرورت ہے کہ پوری قوت سے مذہب حقہ مہدویت کو پیش کیا جائے۔

ہر دور میں مخالفین کی گمراہ کن تقاریر یا تحریرات کے جواب میں بھرپور اور بہترین انداز کی تردیدات نے بفضل خدا و بطفیل خاتمین صلی اللہ علیہما وسلم مخالفین کو لاجواب کر دیا۔ جن سے ہمارے نوجوان اور ہماری مائیں اور بہنیں بخوبی واقف رہیں۔ تاکہ آئندہ ہونے والے امکانی حملوں کو بے اثر کیا جاسکے۔ اور ہمارے نونہالوں کے ذہنوں میں کوئی نقصان دہ بات نہ آئے۔

قوم کا ماضی بھی شاندار رہا ہے۔ انشاءاللہ حال شاندار ہے اور مستقبل بھی شاندار رہے گا۔ اور ہمارے لوگ طالبان صادق ہیں اور جن پر اللہ تعالیٰ کا فضل و کرم ہو جائے تو ایسے لوگ خدا کو دیکھتے اور دکھلاتے ہوئے انتقال فرمائیں گے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو شرف قبولیت بخشے اور ہمارے لئے اس کو توشہ آخرت بنادے۔ آمین

سید علی قاسم

معتمد مہدویہ ویلفیر ٹرسٹ، قریب حظیرہ حضرت بندگی میاں سید راج محمد رحمتہ اللہ علیہ، چنچل گوڑہ، حیدرآباد۔ تلنگانہ۔ ہند

ابتدائیہ

صلواۃ وسلام نازل ہو خاتمین علیہم السلام پر اور ہر دو کے آل واصحاب پر۔

روئے زمین کی ممتاز ترین اور خدائے تعالیٰ کی محبوب ترین قوم (عمل کی شرط کے ساتھ) یعنی قوم مہدویہ کے ہر فرد کی خدمت میں اس بندۂ ناچیز کی طرف سے حسبِ مراتب قدمبوسی، سلام اور دعا۔

لیجئے کتاب ''مہدویت: جاوداں، پیہم رواں، ہردم جواں'' کی جلد اول پیش کی جارہی ہے۔

قوم مہدیؑ کی تخلیق فرما کر خدائے تعالیٰ نے اپنی محبت سے نوازا اور پھر افراد قومی کو اپنی محبت کی توفیق عطا فرمائی، اللہ تعالیٰ کی محبت کا سکّہ ہر مہدوی دل پر جاری ہے جو صرف خدا کے فضل ہی سے ممکن ہے۔ مہدوی ذات حق کا طالب رہتا ہے۔

سورہ مائدہ (۵) آیت نمبر (۵۴) ''اے ایمان والو! اگر تم میں سے کوئی اپنے دین سے (عملاً) پھر جائے (تو کوئی پرواہ نہیں) کیونکہ عنقریب اللہ ایسی قوم کو پیدا کریگا جس سے اللہ محبت کرے گا اور وہ قوم (کے لوگ) اللہ سے محبت کریں گے''۔

فرشتے سبوحٌ، قدوسٌ کہتے ہیں اور زمین پر بھی اللہ کا نام لیا جاتا ہے

خدائے تعالیٰ نے بطفیل خاتمینؑ باعمل مہدویوں کو اس بات کی توفیق بخشی کہ خدا کا ذکر اس طرح کیا جائے کہ کوئی شور نہ ہو، نہ لب ہلیں، نہ ہاتھ میں تسبیح آئے، نہ بازو بیٹھا ہوا شخص سن سکے۔ اور ایسا ذکر ،ذکر خفی کہلاتا ہے جو مہدی موعود علیہ السلام نے سیدین وصحابہ رضی اللہ عنہم کو اس ذکر کی تعلیم فرمائی، محافظ فرشتے بھی اس ذکر کو نہیں سن سکتے۔ مرشدین کرام کے ذریعہ اسی ذکر کی تعلیم عام ہے۔

بندہ جب ذکر میں رہتا ہے تو گناہوں سے دور رہتا ہے۔ بلکہ شیطان بھی دور ہو جاتا ہے۔

(ماخوذ از انصاف نامہ) (مفہوم) فرمانِ نبی ﷺ ہے شیطان انسان کے دِل پر اپنا سینہ رکھا ہوا ہوتا ہے پس جب وہ (انسان) اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہے تو پیچھے ہٹ جاتا ہے اور منہ پھیر لیتا ہے اور جب اُس کا دِل ذکر سے غافل ہو جاتا ہے تو اس میں اُس کی آرزوؤں کو پیدا کر دیتا ہے۔

انسانوں کے ساتھ ساتھ زمین پر چرند، پرند اور درند اپنی اپنی بولیوں میں مصروف بہ ذکر رہتے ہیں ،جیسا کہ آپ نے اوپر پڑھا، ذکر اللہ جو مہدی موعود علیہ السلام کے ذریعہ سے ہم کو ملا ہے وہ ذکرِ خفی ہے۔ حضور پرنور ﷺ نے حضرت خضر علیہ السلام کے ذریعہ پسخوردۂ کھجور، احکاماتِ ولایت اور ذکرِ خفی جیسی امانتیں مہدی موعودؑ کو روانہ فرمائیں۔

حضرت خضر علیہ السلام نے ان امانتوں کو صدیوں تک اپنے پاس رکھا اور پوری امانت داری سے مہدی موعودؑ تک پہنچا دیا۔ تعلیماتِ ولایت اور ذکر خفی کو امامنا علیہ السلام نے تا قیامت عام فرما دیا۔

یہ دولت ان کے حصہ میں آئی جنہوں نے تصدیق کی اور باعمل ہو گئے، تو ذکرِ خفی کی پابندی سے ہونے والے فائدوں کو وہ سمجھ سکیں گے اور انشاءاللہ ان فائدوں کو حاصل کر سکیں گے۔

ذکر کس دِل پر قائم نہیں ہوتا؟:

ذکرِ خفی جیسی نعمت سے اُس وقت تک محرومی ہی رہے گی جب تک بندۂ مومن احکام کے برعکس چلتا رہے گا۔ یعنی قرآن میں تو (مصدقانِ مہدی موعود کی) یہ شان بیان فرمائی گئی ہے کہ: ''۔۔۔ جو مومنوں کے حق میں نرمی کریں گے اور کافروں کے مقابلے میں بڑے سخت ہوں گے''۔ لیکن یہاں معاملہ الٹا یا متضاد ہے یعنی مومنین، مومنین پر نہایت سخت ہیں اور کافروں پر نہایت نرم۔

ظالم کی دل آزاریاں خواہ مومنین کے ساتھ ہوں یا کافروں کے ساتھ اس کے اعمال کو ملیامیٹ کر دیتی ہیں اور دل میں ذکر قائم ہی نہیں ہو سکتا جب تک کہ مظلوم، ظالم کو معاف نہ کر دے۔

اس کے علاوہ غصب یا کسی کی حق تلفی کی جائے اور جس کی حق تلفی کی گئی ہے وہ معاف نہ کر دے یا غصب کا مال واپس نہ لوٹا دے اس وقت تک ذکر قائم نہیں ہو سکتا۔

اسی طرح کسی پر بے جا بہتان یا الزام منزل کھوٹی کر دیتا ہے تاوقتیکہ معافی نہ مل جائے۔

ذکرِ خفی صرف اُسی دِل میں قائم ہوتا ہے جو شخصی یا خاندانی مخالفین کے تعلق سے کدورتوں اور دوستوں اور محبت کرنے والوں کی بے جا محبت سے پاک ہو۔

قیام ذکر تو بعد کی بات ہے مذکورہ بالا خرابیاں جیسے دل آزاری' ایذا رسانی' غصب وحق تلفی اور الزام اور بہتان یہ تمام ایسی نحوستیں ہیں جس سے ایمان کے ہی لالے پڑ جاتے ہیں۔ چنانچہ ارتداد کی تہہ میں ایسی ہی خرابیاں کارفرما ہوتی ہیں۔

ارتداد کی تہہ میں ایک اور بات بھی ہوتی ہے فرض کیجئے کسی مصدق کو دوسرے مصدق سے تکلیف پہنچتی ہے تو وہ اس شخص سے بدلہ لینے کے بجائے خود کو سزا دیتا ہے یعنی ارتداد کا راستہ اختیار کر کے خود کے دوزخ میں جانے کے اسباب فراہم کر لیتا ہے۔

ہمارے لئے اس اہم نکتے پر دھیان دلوا کر اس مصدق کو سمجھانا ضروری ہے جو مرتد ہو گیا ہو' تا کہ وہ دوسرے کے جرم کی سزا خود کو نہ دے لے۔

ارتداد کی دوسری وجہ مہدویت کے تعلق سے مکمل معلومات کا نہ رہنا اور مہدویہ اصول وضوابط اس کو بار گزریں، ایسوں کو بھی مکمل معلومات فراہم کرنا ہر مہدوی کا فرض ہے۔

مصدقین کو یہ بات سمجھا دیں کہ ایمان کی حفاظت کرنا ہو تو ایک مثال پیش نظر رہے۔

چار قلعے ہیں پہلا قلعہ مٹی کا' دوسرا گچی اور چونے کا' تیسرا چاندی کا اور چوتھا قلعہ سونے کا۔ اگر آپ نے مٹی کے قلعہ کی حفاظت کر لی تو ما بقی تینوں قلعے انشاء اللہ محفوظ ہو جائیں گے۔

مثلاً دین کے تعلق سے مکمل چوکسی اور بھرپور دینی معلومات' اگر معلومات نہ بھی ہوں اور کوئی اصلاح کے نام پر کسی معمولی بات پر بھی آپ کے ذہن کو پلٹاتا ہے تو اس پر ہرگز دھیان نہ دیں۔

غیر کے اعتراض پر ہمارے کسی اہل ذکر سے پوچھ لیں' وہ انشاء اللہ آپ کی تشفی فرما دیں گے۔

اگر خدانخواستہ آپ نے غیر کی بات پر بناء کسی اہل ذکر سے پوچھے یقین کر لیا تو گویا آپ نے خود اپنے ہاتھوں پہلے قلعے کو ڈھا دیا۔

اس کا مطلب آپ نے چونے اور گچی کے قلعہ کو اپنے ہاتھوں ڈھا دیا۔ پھر تو بہکانے والے کو اس بات کا موقعہ فراہم کر دیا کہ وہ ہم کو پھر بہکائے' اس طرح ہم نے چاندی اور سونے کے قلعوں کو اپنے ہاتھوں منہدم کر دیا۔

اس بات کی صداقت منظور ہے تو آپ ان کا جائزہ لیں جو کل تک ہمارے تھے' وہ ایک دن میں نہیں بدلے بلکہ کافی عرصہ تک دھیرے دھیرے ارتداد کا زہر امرت جان کر بلا جبر و کراہ پیتے رہے تھے نتیجہ میں دوزخ میں اپنی نشست اپنے ہاتھوں محفوظ کروالی۔

مصدقین کو یہ بات ذہن نشین کروادیں کہ ایک ذات ولایت مآب مہدی موعودؑ سے اگر ہم جڑتے ہیں تو کُل کتابوں، کُل انبیاءؑ، ذاتِ پاک رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم اور خدائے تعالیٰ سے جڑ جاتے ہیں اور اگر خدانخواستہ مہدی موعودؑ سے کٹ گئے یعنی دور ہو گئے تو تمام سے کٹ جاتے ہیں۔

فرمان مہدی موعود علیہ السلام ہے: جو کوئی اس ذات کی مہدیت کا منکر ہے وہ خدا اور خدا کے رسول کا منکر ہوگا۔ (عقیدۂ شریفہ)

ایمان کو بچانا ہو تو سب سے پہلے اس بات پر توجہ دی جائے یا دلائی جائے کہ کسی پر ظلم نہ کریں' اگر ایسی غلطی ہوگئی ہو تو معافی مانگ لیں اگر مظلوم شخص نے معاف کر دیا تو ایمان کی سلامتی کی اُمید ہے۔

اس کے برعکس ظالم اپنے ظلم پر اَڑا رہا تو پھر اس کے ایمان کا ڈانوا ڈول ہونا کوئی تعجب نہیں۔ مشہور مقولہ ہے کہ ظالم' مظلوم کی دنیا اور اپنی آخرت بگاڑ لیتا ہے۔

لقمے حلال کمائی کے ہوں کیونکہ لقمۂ حرام ایمان کا دشمن ہوتا ہے اور جس پیٹ میں حرام لقمے جائیں تو پھر وہاں ذکر قیام پذیر نہیں ہوتا۔

لقمے صحیح ہو جائیں تو یوں سمجھئے کہ ایمان اپنی آپ حفاظت کر لے گا۔ بفضلِ خدا نماز پنجگانہ اور دو وقت (سلطان النہار اور سلطان اللیل) کی ذکر اللہ کی پابندی' پھر اس کی برکت سے بندۂ مومن ذکر کی مداومت کرے گا تو اس کا ذکر' ذکر کثیر میں اور پھر ذکر دوام میں بدل جائے گا۔

جیسے کے فرمانِ مہدی موعود علیہ السلام ہے کہ ''ذکرِ کثیر کرو اس کی برکت سے اللہ تعالیٰ ذکرِ دوام عطا فرمائے گا''۔ (شرح عقیدہ شریفہ)

حضور پرنور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے ''جو بندہ ذکر دوام کرتا ہے اللہ اس پر (معرفت کے)

دروازے کھول دیتا ہے اور اس کے دل کو اپنے انوار و اسرار کی تجلیوں سے منور فرما دیتا ہے۔ اور اللہ کے پاس اس کے درمیان کے پردے اُٹھ جاتے ہیں۔ حتیٰ کہ خدا کو دنیا میں عیاں دیکھتا ہے۔''

(انصاف نامہ صفحہ ۲۶۲)

حضور پرنور ﷺ نے دوسرے ارشاد کے ذریعہ دیدار کی خوشخبری یوں بھی فرمائی۔

''تم اپنے شکموں کو بھوکے رکھو اور جگروں کو پیاسے رکھو اور رعایت رکھو اپنے اجساد (جسموں) کی، شائد تم اللہ کو دنیا میں عیاں دیکھو۔'' (انصاف نامہ صفحہ ۲۵۲)

حدیث قدسی: ''جب میرے بندے پر میرا ذکر و شغل غالب ہو جاتا ہے تو میں اس کو اپنے ذکر ہی میں لذّت عطا کرتا ہوں۔ جب اس کو میرے ذکر میں لذّت ملتی ہے تو میرا عاشق ہو جاتا ہے۔ اور میں اس کا عاشق ہو جاتا ہوں اور میرے اور اس کے درمیانی پردے اُٹھا دیتا ہوں''۔ (انصاف نامہ صفحہ ۲۶۳)

حدیث قدسی: ''میں اپنے بندے کے دل میں جھانکتا ہوں اور میرا ذکر اس کے دل پر غالب پاتا ہوں تو اس کی سماعت بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی بصارت بن جاتا ہوں، جس سے وہ دیکھتا ہے۔ اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے ۔ اگر وہ مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو اس کو عطا کرتا ہوں اور دعا کرتا ہے تو قبول کرتا ہوں''۔ (انصاف نامہ صفحہ ۲۶۳)

اس حدیث قدسی کی تشریح سورہ الانفال کی ۱۷ ویں آیت سے بھی ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا مفہوم یہ ہے اے نبی ﷺ آپ نے جو کنکریاں پھینکی وہ آپ نے نہیں، اللہ نے پھینکی ہیں۔

جب فنائیت کی ادنیٰ حالت یہ ہے کہ بندہ فاعل ہو اور حق تعالیٰ اعلیٰ، اور اس کی اعلیٰ حالت یہ ہے کہ بندہ اعلیٰ ہو اور حق تعالیٰ فاعل ہو۔

نوٹ: ایک اور حدیث قدسی میں لفظ ذکر کی جگہ نفل یا نوافل آیا ہے۔

ابھی آپ نے ذکر اللہ کی افادیت پڑھی، ذکر کے باوجود قرب نہ ملے، قرب کے باوجود اُنس میسر نہ آئے، اُنس میسر آ بھی گیا اور خدا نہ ملا؟ یہ بھی پڑھئے۔

حدیث قدسی: ''فرمایا کہ اگر میرے ذاکروں کو معلوم ہوتا کہ میرا قرب نہ ملنے سے وہ کس نعمت سے محروم رہے تو تھوڑا ہنستے اور بہت روتے۔ اور میرے مقربوں کو معلوم ہوتا کہ میرا اُنس ان کو نہ ہونے سے وہ کس نعمت سے محروم رہے تو خون روتے اور اگر میرے غافلین اُنس کو معلوم ہوتا کہ میری ذات انہیں نہ ملنے سے وہ کس نعمت سے محروم رہے تو اپنی شہہ رگوں کو کاٹ لیتے۔'' (انصاف نامہ صفحہ ۲۶۳)

اللہ تعالیٰ نے مہدی موعود علیہ السلام کو اس لئے مبعوث فرمایا کہ مومنین ذاکر بنیں ان کو تقرب حاصل ہو پھر اُنس کی دولت ملے اور بالآخر وہ ذاتِ باریٔ تعالیٰ کو حاصل کر لیں۔

بفضلِ خدا یہ دولتیں تصدیق مہدیؑ کی برکت اور عمل اور بھرپور عمل کے ذریعہ ہی حاصل ہوں گی۔ یاد رکھئے مہدی موعودؑ نے ہم کو یکا و تنہا نہیں چھوڑا ہے فرمایا ''جہاں کہیں رہو اللہ کے ذکر میں رہو ہم تمہارے بہت نزدیک رہیں گے، تم جس وقت توجہ کرو ہم تمہارے پاس ہیں''۔

حضرت امامنا مہدی موعود علیہ السلام نے فرمادیا کہ ''باعمل مقبول بے عمل مردود'' لہٰذا عمل ضروری ہے بغیر عمل کے چارہ نہیں، اور بدعقیدگی سیدھا جہنم سے قریب کر دیتی ہے، اللہ تعالیٰ ہم تمام کو اپنی حفاظت میں رکھے اور عمل کی توفیق دے اور بدعقیدگی سے دور رکھے۔ آمین

قارئین کرام: فقیر ممنون ہے کہ اس کی تحریر پڑھنے کے لئے آپ نے اپنا قیمتی وقت نکالا، جب کہ آپ حضرات علم و عمل اور تحریری صلاحیتوں میں اس فقیر سے بہت آگے ہیں، جبکہ فقیر کچھ بھی نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہر مومن اور مومنہ کو اپنا بنا کر رکھے اور اپنا بنا کر اٹھائے۔ آمین

خاک پائے فقرائے گروہِ مہدویہ

فقیر سید رفعت جاوید (اہل کالا ڈیرہ)

(ماخوذ از کتاب چراغِ دین نبوی ﷺ)

احکامِ شریعت آٹھ ہیں

(۱) فرض (۲) واجب (۳) سنت (۴) مستحب

(۵) حلال (۶) حرام (۷) مکروہ (۸) مباح

(۱) فرض وہ ہے کہ دلیل قطعی سے بہ صیغہ وجوب ثابت ہوا ہو اور اس میں کوئی شبہ نہ ہو۔ دلیل قطعی چار امور پر منحصر ہے پہلا قرآن، دوسرا حدیث، تیسرا اجماع، چوتھا قیاس۔

فرض کی دو قسمیں ہیں ایک فرضِ عین دوسرا فرضِ کفایہ

فرضِ عین وہ ہے کہ ہر عاقل و بالغ پر (جو اعذار شرعیہ یعنی شریعت کے لحاظ سے مجبوریوں سے خالی ہو) اس کی ادائی فرض ہے جیسا کہ نماز۔ روزہ وغیرہ

فرضِ کفایہ وہ ہے کہ بعض کے ادا کرنے سے سب کی جانب سے اس کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے جیسا کہ نمازِ جنازہ یعنے حاضرین میں سے بعض پڑھ لیں تو سب کی جانب سے اس کی فرضیت ساقط ہو جاتی ہے۔

اگر کوئی بھی ادا نہ کرے تو سب کے سب پر اس کی فرضیت اور ذمہ داری باقی رہے گی۔

ف فرض کا انکار کرنے والا کافر ہوتا ہے اور بے عذر اس کو ترک کرنے والا گنہگار۔

(۲) واجب وہ ہے کہ جس کا وجوب دلیلِ ظنی سے ثابت ہوا ہو دلیل ظنی وہ ہے کہ اس کے ثبوت میں ائمہ کرام کا اختلاف یا کچھ شبہ ہو، اس کا انکار کرنے والا فاسق اور بدعمل اور بے عذر ترک کرنے والا گنہگار ہوتا ہے اور آخرت میں معذب (یعنی جس پر عذاب ہونے والا ہے)، جیسا کہ نماز وتر اور نماز عیدین وغیرہ۔

(۳) سنت وہ ہے کہ جس کام کو حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اکثر کیا ہو یا جس کی ادائی کے لئے تاکید فرمائی ہو اس کو بے عذر ترک کرنے والا قابلِ ملامت ہوتا ہے اور اندیشہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی شفاعت سے محروم رہے

سنت کی دو قسمیں ہیں، ایک موکدہ دوسری غیر موکدہ

سنتِ موکدہ وہ ہے کہ جس کی ادائی کے لئے آنحضرت ﷺ نے تاکید فرمائی ہو اور خود بھی ہمیشہ اس کو ادا فرمایا ہو جیسا کہ نمازِ فجر، ظہر، عشاء کے ساتھ سنت پڑھنا، سنت فجر اور سُنت ظہر زیادہ موکدہ ہے۔

غیر موکدہ وہ سنت ہے کہ جس کی ادائی کی نسبت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید نہیں فرمائی ہو اور کبھی کبھی خود بھی اس کو ترک فرمایا ہو جیسا کہ فرض عشاء کے قبل چار رکعت سنت وغیرہ اس کے ادا کرنے میں ثواب ہے اور اس کے ترک کرنے میں عذاب نہیں ہے۔

(بفضل خدا و بطفیل خاتمین صلی اللہ علیہما وسلم، غیر موکدہ سنت کی ادائی بھی موقتی طور پر مہدویوں سے ہو جاتی ہے۔

مثلاً رمضان المبارک میں نماز تراویح کی ترتیب یوں ہوتی ہے۔ دوگانہ تحیۃ الوضو، سنت غیر موکدہ، فرض عشاء، سنت موکدہ اس کے بعد تراویح، اس کے بعد واجب الوتر۔ یہی ترتیب فرض نماز دوگانہ لیلۃ القدر کی ادائی کے وقت ہوتی ہے۔ البتہ تراویح کے بجائے دوگانہ لیلۃ القدر پڑھتے ہیں)۔ راقم فقیر

مستحب وہ ہے کہ فرض اور واجب اور سنت کے سوا یعنے اس سے زائد ہو اس کے کرنے میں ثواب حاصل ہوتا ہے اور اس کے ترک میں عذاب نہیں۔

مستحب۔ نفل۔ تطوع یہ سب زیادتی کے معنے میں ہیں۔

(۵) حلال وہ ہے کہ اس کو عمل میں لانا جائز ہونے پر کوئی دلیل قطعی موجود ہو اور اس کو حرام جاننا کفر ہے۔

(۶) حرام وہ ہے کہ دلیل قطعی سے اس کی ممانعت اور حرمت ثابت ہو اور اس کا اختیار کرنا موجب فسق وعذاب ہے اور اس کو حلال جاننا کفر ہے۔

(۷) مکروہ وہ ہے کہ اس کی ممانعت دلیل قطعی سے ثابت نہ ہو۔ اس کی دو قسمیں ہیں ایک مکروہ تحریمی جس کی ممانعت دلیلِ ظنی سے ثابت ہو وہ حرام کے قریب ہے۔

بغیر عذر کے اس کا عمل میں لانا باعث گناہ ہے، لیکن انکار اس کا موجب کفر نہیں ہے۔ دوسرا مکروہ تنزیہی، یہ وہ فعل ہے جس کی ممانعت حدیث احاد سے ثابت ہو، جس کے نہ کرنے میں ثواب ہو اور کرنے میں عذاب نہ ہو۔

(۸) مباح وہ ہے کہ اس کے کرنے میں ثواب ہے اور نہ اس کے ترک میں عذاب۔

(مسائل ماخوذ از چراغِ دین نبوی ﷺ ختم شد)

شریعت کے ان احکام کی آسان الفاظ میں تشریح:

(۱) فرض یہ ایسا فرض ہے جس کی فرضیت دلیلِ قطعی سے ثابت ہے یعنی جس کا ثبوت یا جس کی شہادت یقینی اور مکمل ہے اور جس پر بلا شک وشبہ عمل کرنا لازمی ہے۔

بلا عذر اِس کو ادا نہ کرنے والا گنہگار ہوگا اور اگر کسی نے انکار کر دیا تو کافر ہو جاتا ہے۔

اس قطعی اور یقینی دلیل کا انحصار چار باتوں پر ہے

(۱) قرآنِ مجید (۲) احادیث مبارکہ (۳) اجماع (۴) قیاس

ان چاروں ذرائع میں سے کسی ایک کی جانب سے بھی کوئی چیز فرض قرار دے دی گئی ہو تو اس پر عمل لازمی اور انکار کفر ہو جاتا ہے جیسے نماز، روزہ، حج یا زکوٰۃ پر بے عذر عمل نہیں کیا

اور کوتاہی کردی تو سخت گنہگار ہوگا اور خدانخواستہ انکار کردے تو کافر ہوجائے گا۔

کلمہ لآ اِلٰہ اِلّااللّٰہ محمدرسول اللہ کا اقرار باعث ایمان ہے اور شریعت کا پہلا فرض نماز ہے۔اس کے بعد مہدی موعود آئے اور گئے کا اقرار باعث ایمان ہے۔

اور ولایت کا پہلا فرض ترک دنیا ہے۔فرائض شریعت اور فرائض ولایت ہر دو قیامت تک فرض ہیں۔کسی ایک فرض کا انکار بھی کفر ہے اور بلا عذر بے عمل گناہگار ہے اور کوئی بھی عذر عارضی یا موقتی ہوتا ہے تو عذر ختم ہوتے ہی بلا تاخیر فرض ادا کردینا چاہیئے۔

امامنا علیہ السلام کے ذمہ اللہ تعالیٰ نے جو کام سپرد فرمایا تھا آپؑ نے اس کو بخوبی انجام دیا، یعنی بندوں کے باطنی بتوں کو کس طرح گرایا جاتا ہے یہ بتلادیا، اور دُنیا سے چھڑا کر بندوں کو اللہ سے ملادیا۔

بذریعہ خضر علیہ السلام حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی امانتیں، تعلیمِ ذکر خفی اور پخوردہ کھجور اور احکاماتِ ولایت آپؑ تک پہنچ گئیں۔

تصدیقِ مہدی موعودؑ کے بعد احکامات ولایت پر عمل آوری اور ذکرِ خفی کی پابندی ہر مصدق کے لئے ضروری اور ناگزیر ہے بلا عذر بے عملی موجبِ عذاب ہے اور انکار کفر ہے۔

یاد رکھیئے کہ جس کام کو آنحضرت ﷺ نے خود اَدا فرمایا یا تاکید فرمائی اس کو بے عذر ترک کرنے والا قابلِ ملامت ہے اور اندیشہ ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے محروم رہے گا۔

سنتوں کی پورے خشوع وخضوع سے ادائی لازمی ہے۔

بہ فضل خدا مصدقانِ مہدی دوگانہ تحیۃ الوضو، فرض نماز فجر سے پہلے دو رکعت سنت موکدہ، قبل نماز ظہر چار رکعت سنت موکدہ اور بعد ظہر دو رکعت سنت موکدہ ادا کرتے ہیں۔

عصر سے پہلے یا بعد چونکہ کوئی سنت موکدہ نہیں ہے اس لئے کوئی ادائی نہیں۔

نماز مغرب کے بعد دو رکعت سنت موکدہ اور بعد نماز عشاء دو رکعت سنت موکدہ اور اس کے بعد تین رکعات واجب الوتر پورے اہتمام اور پابندی سے ادا کرتے ہیں جو صرف فضل خدا ہی سے ممکن ہے۔

جیسا کہ ابھی آپ نے پڑھا گروہ مقدسہ مہدویہ میں رمضان المبارک میں فرض عشاء سے پہلے یہ چہار رکعتیں (سنتِ غیر موکدہ) پڑھتے ہیں اس کے بعد دو رکعت سنت اور پھر تراویح پڑھی جاتی ہے۔

دوگانہ لیلۃ القدر جو فرض ہے اس کی ادائی سے پہلے کی ترتیب یوں ہے۔

تازہ وضو کے بعد دو رکعت دوگانہ تحیۃ الوضو، چہار رکعت (سنت غیر موکدہ) پھر فرض عشاء اس کے بعد دو رکعت سنت' دو رکعت فرض دوگانہ لیلۃ القدر' اس کے بعد واجب الوتر ادا کیئے جاتے ہیں۔

فرمانِ مہدیؑ: ''پیغمبرؐ کی سنت پیغمبرؐ کے عمل کو کہتے ہیں''۔

اللہ تعالیٰ کا ہم پر بے حد وحساب احسان عظیم ہے کہ اس نے حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی جیسی پرنور ہستی کو پیدا فرمایا' اور اُمت محمدیہ ﷺ کو ہلاکت سے بچانے کے لئے مبعوث فرمایا۔

حضور پرنور میراں سید محمد مہدی موعود علیہ السلام کا صدقہ وطفیل ہے کہ آپ نے تشریف آوری کے بعد اپنے مصدقین کو حضور اکرم ﷺ کے مبارک قدموں میں پہنچنے کا راستہ بتلا دیا۔

حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی تعلیمات اور ارشادات پر بفضل خدا صدقِ دلی سے عمل کیا جاتا ہے تو پھر راست طور پر حضور ﷺ کے قدموں میں پہنچنا کوئی مشکل نہیں ہوتا' اور اس کی

برکت سے دیدار خدا بھی ممکن ہو جاتا ہے۔

حضور پرنور محمد رسول اللہ ﷺ کے ارشاد گرامی کا مفہوم یوں ہے۔

''شریعت میرے اقوال ہیں''

''طریقت میرے افعال ہیں''

''حقیقت میرے احوال ہیں'' (انصاف نامہ)

یعنی حضور پرنور ﷺ نے جو فرمایا وہ قول ہے۔اور قول کی جمع اقوال ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے جو عمل فرمایا وہ فعل ہے۔اور فعل کی جمع افعال ہیں۔

حضور ﷺ کی اللہ تک جو رسائی تھی اور قرب تھا وہ حال ہے۔اور حال کی جمع احوال ہے۔مہدی موعود علیہ السلام نے اقوال اور افعال کی پیروی کرنے اور احوال کے آرزومند رہنے کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔

عموماً لوگ اقوال مبارکہ پر عمل کرتے ہیں۔لیکن مہدی موعود علیہ السلام نے وہ افعال مبارکہ جو خاص حضور اکرم ﷺ کی ذات مبارک سے متعلق ہیں ان کی پیروی کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) کی سنت پیغمبر کے عمل کو کہتے ہیں نا کہ گفتار (فرمائی ہوئی بات کو)۔

مثلاً حضور ﷺ نے حضرت بلالؓ سے دریافت فرمایا کہ جنت میں' میں نے تمہارے کھڑاؤں یا جوتوں کی آواز سنی ہے۔تمہارا عمل کیا ہے؟ حضرت بلالؓ نے عرض کیا جب میں وضو کرتا ہوں تو دو رکعت نماز پڑھتا ہوں۔

اب سوال یہ ہے کہ حضرت بلالؓ نے یہ عمل کہاں سے سیکھا؟ لازمی بات ہے کہ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کی ہی پیروی کی۔تاکہ اُمت پر بار نہ ہو' اسی لئے حضور ﷺ نے ہر وضو کے بعد دوگانہ پڑھنے کا حکم ارشاد نہیں فرمایا لیکن حضرت بلالؓ کے ذریعہ اُمت کو اشارتاً اس مبارک عمل کا پتہ چل گیا۔

مہدی موعود علیہ السلام نے ان ہی دو رکعات کی ادائیگی کی تاکید فرمائی۔ اور ادا نہ کرنے والے کو دین کا بخیل فرمایا۔

فرائض ولایت عملِ پیغمبر ﷺ سے ماخوذ

اسی طرح جب ہم فرائض ولایت کا جائزہ لیں تو پتہ چلتا ہے کہ یہ فرائض بھی حکم قرآنی اور عین حضور اکرم ﷺ کے افعال کی پیروی ہے۔ مثلاً

ترک دنیا: حضور ﷺ نے دعویٰ نبوت کے بعد وصال تک کسی قسم کا کسب نہیں فرمایا۔ یہی ترک دنیا تھی جو ہم پر فرض ہے۔

توکل: حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو بھی پہنچتا نقد ہو یا کھانے پینے کی چیزیں اسی روز آپ تقسیم فرما دیا کرتے تھے، اور کل کے لئے کچھ نہ رکھتے تھے، یہی توکل تمام بر ذات خدا تھا۔ جو ہم پر فرض ہے۔

ذکر دوام: حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ میری آنکھ سوتی ہے' میرا دل نہیں سوتا۔ سرکار ﷺ کی ہر سانس اللہ کے ذکر سے معمور تھی۔ یہی ذکر دوام ہے جو ہم پر فرض ہے۔

طلب دیدار خدا: حضور اکرم ﷺ کے فرمان کا مفہوم یوں ہے کہ نماز اس طرح پڑھو کہ گویا تم خدا کو دیکھ رہے ہو۔ اور اگر خدا کو نہ دیکھ سکو تو یوں سمجھو کہ خدا تم کو دیکھ رہا ہے۔ یہی طلب دیدار خدا ہے اور اسی طلب دیدار خدا کو خدائے تعالیٰ نے ہم پر فرض فرما دیا ہے۔

عزلت از خلق: حضور اکرم ﷺ غار حرا میں تشریف لے جاتے اور گھنٹوں اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتے۔ یہی عزلت یعنی مخلوق سے دوری تھی۔ جو ہم پر فرض ہے۔

صحبت صادقین: اصحابِ صفہ رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ کی خدمت میں رہتے تھے جن کو ساتھ رکھنے کا حکم خداوندی آپ ﷺ کو ملا تھا۔ مگر وہ لوگ آپ کی صحبت سے فیضیاب ہوتے

رہے اور خدا سے عشق بڑھتا گیا۔ صحبت صادقین ہم پر فرض ہے، جو حکم قرآنی ہے۔

ہجرت: حضور ﷺ نے مکہ سے مدینہ ہجرت فرمائی۔ ہم پر ہجرت کی فرضیت بھی حضور ﷺ کے صدقے اور طفیل سے ملی۔

عشر :عشر کی فرضیت کا جواز بھی عمل حضور پرنور محمد رسول اللہ ﷺ سے ماخوذ ہے

ولایت کی باریکی

حضور ﷺ کے ارشاد کا مفہوم یوں ہے کہ میری نبوت سے میری ولایت افضل ہے۔ تو اب آیئے ولایت کی باریکی کیا ہے؟ اس پر غور کیا جائے۔

جب ایک بادشاہ نے کسی اللہ والے بزرگؒ سے دریافت کیا کہ زکوٰۃ کتنی ہے؟

بزرگؒ نے سوال کیا ہماری زکوٰۃ یا تمہاری زکوٰۃ؟ بادشاہ کو شائد تعجب ہوا ہوگا کہ کیا زکوٰۃ بھی دو قسم کی ہوتی ہے۔

بزرگؒ نے فرمایا تمہاری زکوٰۃ سال کے ختم پر دو سو روپے جمع ہوں تو پانچ روپے (ڈھائی فیصد)، ہماری زکوٰۃ دوسو کے دوسو پورے اللہ کے نام پر دے دیں، علاوہ ازیں پانچ درہم اور بھی دیں اور پانچ درّے کھائیں (سال بھر تک ہم نے مال کو کیوں جمع کیا)

ولایت کے عمل کی عالیت اس واقعہ سے بھی مزید واضح ہو جائے گی۔ دو مشہور بزرگوں حضرت بہلول داناؒ اور حضرت جنید بغدادیؒ کے درمیان ہوئی گفتگو کا خلاصہ یوں ہے۔

حضرت بہلول داناؒ نے سوال فرمایا آپ کھانا کس طرح کھاتے ہیں؟

حضرت جنید بغدادیؒ نے فرمایا بسم اللہ پڑھتا ہوں سامنے کی چیز کھاتا ہوں، چھوٹا نوالہ بناتا ہوں، آہستہ آہستہ چباتا ہوں، دوسروں کے نوالوں پر نظر نہیں ڈالتا، کھاتے وقت اللہ کی یاد سے غافل نہیں ہوتا۔

حضرت بہلول داناؒ نے فرمایا یہ سب بعد کی چیزیں ہیں۔ کھانے کا اصل طریقہ یہ ہے

کہ حلال کی روزی ہو غذا میں حرام کی ملاوٹ ہوگئی تو یہ تمام آداب بیکار ہو جائیں گے۔ دل روشن ہونے کے بجائے اور زیادہ تاریک ہو جائے گا۔

حضرت بہلول داناؒ نے پوچھا: آپ گفتگو کس طرح کرتے ہیں؟

حضرت جنید بغدادیؒ نے فرمایا ہر ایک بات ایک اندازے سے کرتا ہوں بے موقع اور بے حساب گفتگو نہیں کرتا' سننے والوں کی سمجھ کے موافق کہتا ہوں' اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے احکامات سناتا ہوں' لوگوں کی بیزارگی کا خیال رکھتا ہوں' باطنی اور ظاہری علوم کے نکتے ذہن میں آتے ہیں۔ (لوگوں کی فہم کو پیش نظر رکھتا ہوں)

حضرت بہلول داناؒ نے فرمایا گفتگو کے وقت سب سے پہلے دل کا پاک اور نیت کا صاف ہونا ضروری ہے جو بات کہی جائے اللہ تعالیٰ کی رضامندی کے لئے ہو۔

اگر کوئی غرض یا دنیاوی مطلب کا لگاؤ ہوگا تو بات فضول قسم کی ہوگی خواہ کتنے ہی اچھے الفاظ میں کہی جائے۔ تمہارے لئے وبال بن جائے گی۔ اس لئے ایسے کلام سے خاموشی بہتر ہوگی۔

حضرت بہلول داناؒ نے پوچھا سوتے کس طرح ہو؟ حضرت جنید بغدادیؒ نے فرمایا عشاء کی نماز پڑھنے کے بعد درود شریف' ورد و وظائف پڑھتا ہوں۔ (چونکہ آپ' مہدی موعود علیہ السلام سے پہلے گذرے ہیں، اگر مہدی موعودؑ کا زمانہ ملتا تو وِرد و وظائف نہ پڑھتے بلکہ راست طور پر مشغول بہ ذکر ہو جاتے) سیدھی کروٹ پر ذکر کرتے ہوئے سوتا ہوں۔

حضرت بہلول داناؒ نے فرمایا: جب تم سونے لگو تو تمہارا دل بغض' کینے اور حسد سے خالی ہو' تمہارے دل میں دنیا اور مال کی محبت نہ ہو اور نیند آنے تک اللہ کے ذکر میں رہو۔

حدیث صحیح میں آیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ ایک ایسی مجلس سے گذرے جہاں ہنسی بلند آواز سے ظاہر ہوتی تھی۔ فرمایا تم اپنی مجلس میں مکدر اللذّات یعنی لذتوں کو مکدر کرنے والی چیز شامل کرلو، لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ مکدر اللذّات کیا چیز ہے؟ فرمایا موت۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ آپؓ نے رسول اللہ ﷺ

سے دریافت کیا کہ کوئی شخص شہیدوں کے ساتھ بھی حشر کیا جائے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا ہاں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا وہ کون ہے؟ فرمایا وہ شخص جو دن اور رات میں بیس مرتبہ موت کو یاد کرے۔

مہدی موعودؑ کی تعلیم کے طفیل موت کو یاد کرنے والوں کے تعلق سے حضرت علامہ سید نصرت صاحبؒ مصنف کحل الجواہر نے خطباتِ جمعہ ماہ جمادی الاول کے چوتھے خطبہ میں ان افراد کی درجہ بدرجہ نشاندہی فرمائی ہے جو موت کو یاد کرنے والے یا موت کو یاد رکھنے والے ہیں' اس کی تشریح فرمائی ہے۔

تشریح: موت کو یاد کرنے والوں کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) منہمک: منہمک وہ ہے جو اپنی دنیا پر افسوس کرتے ہوئے موت کو یاد کرتا ہے۔ وہ نہایت خسارے میں ہے۔

(۲) تائب: تائب وہ ہے جو موت کو اس لئے یاد کرتا ہے کہ اس کے دل میں خدا کا خوف پیدا ہو جائے۔ اور کامل توبہ کے ساتھ زادِ آخرت کے لئے تیار ہو جائے۔ یہ شخص اہل ایمان سے ہے۔

(۳) عارف: عارف وہ ہے جو موت کا ذکر کثرت کے ساتھ کرتا ہے کیونکہ موت ہی ملاقات دوست (ملاقاتِ حبیب کی) وعدہ گاہ ہے اور دار العِصیان (گناہوں کی جگہ) سے چھٹکارہ دلانے اور جوارِ رحمٰن تک پہنچانے والی ہے۔

اعلیٰ مرتبہ وہ ہے جو اپنا سارا معاملہ خدا کے حوالے کر دیتا ہے۔ (حضور پرنور مہدی موعود علیہ السلام نے بے اختیار رہنے کی جو تعلیم ارشاد فرمائی ہے وہ یہی معاملات کو خدا کے حوالے کر دینا ہے)۔ حتیٰ کہ موت و حیات میں اس کا کوئی دخل نہیں' اس کی سب سے زیادہ محبت اپنے مولیٰ یعنی اللہ کے ساتھ ہوتی ہے۔ وہ مقامِ تسلیم و رضا میں ہے۔ (علامہؒ کا بیان ختم ہوا)

شریعت حاکم، فقہ محکوم:

(۱) حضور پرنور ﷺ کے ارشادات مبارکہ شریعت ہیں۔ اور آپ کی پرنور ہستی ہی صاحبِ شریعتِ کاملہ ہے۔	(۱) کسی امام یا مجتہد کا قول یا قیاس جو شریعت کی روشنی میں بتایا گیا ہے وہ فقہ ہے۔
(۲) حضور پرنور ﷺ کے اوامر و نواہی یعنی جن باتوں کے کرنے کا حکم اور جن باتوں کے نہ کرنے کا حکم آپ ﷺ نے فرمایا وہ شریعت ہے۔	(۲) شریعت کی رہنمائی میں وہ باتیں جو اوامر یا نواہی کی تعریف میں آتی ہیں وہ فقہ ہے۔
(۳) اصولی اور کلّی جو امور ہوتے ہیں یعنی بناء کسی حیل وحجت کے جن پر عمل کرنا لازمی ہے وہ شریعت ہے۔ اس میں کوئی لچک یا نرمی نہیں ہوسکتی۔	(۳) فقہ کے دائرہ میں فروعی اور عملی معاملات آتے ہیں۔
(۴) شریعت میں عقائد واعمال دونوں سے بحث ہوتی ہے۔	(۴) فقہ میں عقائد زیرِ بحث نہیں آتے صرف اعمال زیر بحث آتے ہیں۔
(۵) شریعت' عقائد واعمال کا منبع یا مخرج ہے۔ یعنی شریعت کا دائرہ وسیع اور خود مختار ہے۔ اس کو کسی اور ذریعہ سے کچھ لینے کی ضرورت نہیں ہوتی۔	(۵) فقہ میں احکامات یا معاملات شریعت سے لئے جاسکتے ہیں۔ فقہ میں شریعت کی روشنی میں امور ومعاملات (فروعی وعملی) متعین کئے جاتے ہیں۔ فقہ شریعت کی طرح خودمختار یا حاکم نہیں ہے بلکہ فقہ نام ہے شریعت کے احکامات کے بجالانے کا۔ مختصراً شریعت حاکم ہے اور فقہ محکوم ہے۔

درسِ اطاعت وفرماں برداری

سورۂ نور آیت (۲۴)۔آیت (۵۱): ''مومنوں کی بات تو یہ ہے کہ جب ان کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف بلایا جائے (تا کہ رسول ﷺ) ان میں فیصلہ کریں تو کہیں ''ہم نے سن لیا اور حکم مان لیا'' اور یہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔

سورۂ نور آیت ۔۵۲: ''اور جو شخص اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کرے اور اللہ سے ڈرے اور اس کی مخالفت سے بچے یہی لوگ مراد پانے والے ہیں۔ان آیات سے درسِ اطاعت اور فرمانبرداری دیا جارہا ہے۔اسی کی روشنی میں درجِ ذیل واقعہ پیش کیا جارہا ہے۔

(ماخوز از کتاب ماہیۃ التقلید مصنفہ حضرت بندگی میاں سیدنا شاہ قاسم مجتہد گروہ رحمتہ اللہ علیہ)

نقل ہے کہ موضع سیہہ و بھدری والی میں تمام صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع ہوا، اس وقت بندگی میاںؓ نے ہاتھ میں خاشاک (گھاس کی کاڑی) پکڑ کر فرمایا۔''حضرت مہدی علیہ السلام نے اس کو شاہ فرمایا ہے ہم کیا کہیں گے؟'' تمام مہاجروںؓ نے فرمایا ہم بھی شاہ ہی کہیں گے۔

پھر بندگی میاںؓ نے فرمایا سر کی آنکھ سے جس خاشاک (گھاس کی کاڑی) کو دیکھ رہے ہیں تو شاہ کس طرح کہیں گے؟ تمام مہاجرینؓ نے یک زبان ہو کر کہا۔

''ہمارے دیکھنے کا کیا اعتبار ہے جس کو حضرت مہدیؑ نے شاہ فرمایا وہ شاہ ہے''۔

اس کے بعد بندگی میاںؓ نے تمام مہاجرینؓ و تابعین و موافقین اور لسانین کے سامنے بلند آواز سے کہا کہ سنو کہ ہم سب کا عقیدہ یہ ہے۔اس کے بعد بندگی میاںؓ نے کنکر لے کر فرمایا اگر اس کو حضرت مہدی علیہ السلام نے جواہر کہا ہو تو ہم کیا کہیں گے؟ تو تمام صحابہؓ نے وہی فرمایا، ہمارے دیکھنے کا کیا اعتبار ہے؟ جس کو حضرت مہدیؑ نے جواہر فرمایا وہ جواہر ہی ہے۔

پھر بندگی میاں رضی اللہ عنہ نے بلند آواز سے فرمایا ''جو کچھ کہ اوپر فرمایا تھا اس زمانے تک تمام مصدقانِ مہدیؑ میں اسی پر عمل جاری ہے پس جو شخص ان دو شہادتوں کے حکم سے اور حجت سے پھر جاوے تو سمجھو کہ مہدی علیہ السلام کی مہدیت سے پھرا ہوا ہے۔

صرف حضرت میراں سید محمد جونپوریؑ ہی مہدیِ موعودؑ ہیں
(سیرتِ مبارکہ ہی ثبوت مہدیؑ ہے)

وہ لوگ جن کے نزدیک دُنیا عزیز ہے اُنہوں نے انکارِ مہدیؑ کی روش اپنالی اور مہدی موعودؑ سے متعلقہ آیات و احادیث کو ماننے سے دامن بچالیا اور یوں فرض کرلیا کہ نعوذ باللہ خدائے تعالیٰ علیم وبصیر نہیں ہے کہ ان کی حیلہ جوئی اور مکاریوں کو نہیں جانتا۔

سورۂ بقرہ (۲)۔ آیت (۱۰۹)۔ بہت سے اہل کتاب چاہتے ہیں کہ تمہارے مومن ہوجانے کے بعد وہ کسی طرح پھر تمہیں منکر بنادیں، اپنے حسد کی وجہ سے، باوجود اس کے کہ حق ان کے سامنے واضح ہو چکا ہے۔

آل عمران (۳) آیت (۶۹)۔ ''کافروں کی ایک جماعت تو یہی چاہتی ہے کہ وہ تم کو گمراہ کردے حالانکہ یہ لوگ اپنے سوا کسی کو گمراہ نہیں کررہے ہیں، مگر وہ نہیں سمجھتے''۔

مہدویوں کو مہدی موعود علیہ السلام سے دور کرنے یا برگشتہ کرکے مرتد بنادینے کی کوششیں ہر زمانے میں ہوتی رہی ہیں اور اس کا سلسلہ آج بھی جاری ہے۔

حسبِ فرامین مبارکہ حضور ﷺ، مہدی موعودؑ کی تشریف آوری درمیانی زمانے میں ہوگی اور اُمت کو ہلاکت سے بچانے کے لئے ہوگی جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول آخری زمانے میں ہوگا۔ آمنّا وصدقنا' مہدی موعود علیہ السلام آئے اور گئے' اب کوئی مہدی نہیں آئے گا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول باقی ہے' وقت پر اللہ تعالیٰ آپؑ کو نازل فرمائے گا۔

منکرین کے عقیدہ کے مطابق ان سے پوچھا جائے کہ جب حضرت عیسیٰؑ اور اِن کے خیالی مہدی ایک ساتھ آئیں گے تو درمیانی زمانہ کی اُمت کو نجات کے ذرائع اور اسباب کہاں سے

فراہم ہونگے اور وقت بھی کہاں سے ملے گا؟

از روئے حدیث شریف مہدی موعودؑ کے بعد بھی نسلِ انسانی کے لئے حیات ہے۔ جیسا کہ قیامت کی علامات صغریٰ میں فرمایا گیا ہے یعنی مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان ایک فاصلہ موجود ہے اور حضرت عیسٰی علیہ السلام کے بعد قیامت آئے گی۔

دوسری اہم بات یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے فرمان کا مفہوم یوں ہے کہ ایک ہی وقت میں دو آدمی خلیفہ ہونے کا دعویٰ کریں تو دو میں کے آخر کو قتل کر دو۔

اب اِن سے پوچھا جائے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آپ کے خیالی مہدی ایک ساتھ آجائیں تو کیا آپ اپنے خیالی مہدی کو جو آپ کے تصور میں خلیفۃ اللہ ہوں گے قتل کر دیں گے؟

حدیث شریف کا مفہوم یہی ہے کہ ایک ہی وقت میں ایک ہی خلیفہ ہوتے ہیں دو نہیں چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے اور لوگوں نے آ آ کر آپؓ سے بیعت کی اُسی وقت ایک اور صحابی حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ نے بھی اپنا ہاتھ بڑھایا کہ مجھ سے بیعت کرو تو بجائے بیعت کرنے کے اُن کو روند دیا گیا۔

گزشتہ ہر دور میں منکرین نے کتب احادیث میں احادیثِ مہدیؑ کو مسلسل گھٹایا ہے۔

صاحبِ کتاب ''شواہد الولایت'' و ''دفتر اول و دفتر دوم'' حضرت بندگی میاں سید برہان الدینؒ نے اپنی تحریر میں لکھا تھا کہ احادیثِ مہدیؑ کی تعداد (۷۰۰) ہے۔ یہ تعداد امامنا علیہ السلام کے پردہ فرمانے کے کوئی دو سو سال بعد کی ہے۔ بعد کے تین سو برس میں منکر ناقلین نے تعداد اور بھی گھٹا دی، اور ڈھونڈنے والوں کو زائد از تین سو احادیث بابت مہدی ملیں۔

لیکن یہ تعداد گھٹتے گھٹتے شاید اب سو (۱۰۰) بھی نہ رہی ہو۔

یعنی اوسطاً ہر سو برس میں ڈیڑھ سو احادیث کو اہل انکار ناقلین نے یہ سمجھ کر گھٹا دیا کہ نعوذ باللہ خدائے علیم وبصیر نہیں کہ ان کی اس بد یانتی کی خبر نہیں اور ان سے کوئی پرسش نہ ہوگی۔ جب کہ انکارِ حدیث انکارِ نبوّت ہے۔

بعض ناشرین نے باب مہدیؑ چھاپنا ہی بند کر دیا ہے یا کسی کتاب میں چار پانچ احادیث ملیں گی۔ جس میں دافع ہلاکت امت (مہدی موعود) کا تذکرہ فتنوں کے باب میں کیا ہے۔

مصدقین کرام! اسی کمی کو منکرین ہماری کمزوری سمجھتے ہیں، کیونکہ تازہ کتب احادیث سے ہم وہ احادیث کہاں بتلائیں گے جو کہ سابقہ کتب میں موجود تھیں۔ حسبِ ارشاد حضرت بندگی میراں سید یوسفؒ ،امامنا علیہ السلام کی سیرت مبارکہ کو ہی بطور ثبوت مہدی پیش کر دیا جائے۔

جہاں تک مصدقانِ مہدی موعود کا تعلق ہے، ''ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی'' کہتے ہیں۔ حکم رسول اللہ ﷺ ماننے والوں کے ایک ہی حکم کافی ہے۔ اور نہ ماننے والوں کے لئے کثیر تعداد بھی ناکافی ہے۔

فرمایا حضور پرنور ﷺ نے ترجمہ: یعنی کوئی نبی ایسا نہیں ہے جس کی نظیر میری اُمت میں موجود نہ ہو۔ یہ حدیثِ شریف پوری طور پر درج نہیں کی گئی مکمل حدیث یوں ہے:

ترجمہ: ہر نبیؑ کے لئے اس کی اُمت میں ایک نظیر ہوتا ہے اور خاتم النبیؐ کے لئے بھی اس کی اُمت میں ایک نظیر ہوگا، وہ نظیر مہدیؑ ہے۔ دیکھئے کتاب ''صد برگِ متین'' مصنفہ حضرت سید خوندمیر متین حیدرآبادی۔

حضور پرنور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے اور حضور پرنور مہدی موعود علیہ السلام کی تشریف آوری کے درمیان آٹھ صدیوں سے زیادہ کا فاصلہ ہے۔

بلاشبہ حضور ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد صحابہ کرام اور شہداء رضوان اللہ علیہم اجمعین، تابعین و تبع تابعین رحم اللہ اجمعین، شہدائے کرام، اولیاء عظام، صالحین رحم اللہ اجمعین جیسی ہستیاں گزری ہیں۔

جن کے فضائل و کمالات دُنیا پر روشن ہیں اور مومنین اُن پر یقین رکھتے ہیں لیکن ان تمام میں کوئی ہستی ایسی نہیں گزری کہ جس کی تصدیق فرض اور جس کا انکار کفر ہوتا ہو۔

درجِ ذیل سوالات ان منکرانِ مہدیؑ سے کیجئے جو ہم کو بھٹکانے کی کوششوں میں لگے رہتے ہیں، انشاءاللہ وہ لوگ جواب نہیں دے سکیں گے۔ تب آپ اس طرح جوابات دیجئے۔

نوٹ:۔ ایسے فرامین واحکاماتِ مبارکہ صرف خاتمین صلی اللہ علیہما وسلم ہی ارشاد فرما سکتے ہیں۔

(۱) بعدِ نبی اور قبل مہدی صلی اللہ علیہما وسلم کسی نے یہ فرمایا تھا کہ خدا و بندہ کے مابین حائل رکاوٹوں یا پردوں کو کس طرح دور کیا جا سکتا ہے؟

چونکہ خدا اور بندہ کے درمیان سب سے بڑی رکاوٹ خود بندہ کی ذات ہوتی ہے اور یہ بُت تمام بتوں میں سب سے بڑا ہوتا ہے چنانچہ مشہور شاعر سیمابؔ اکبرآبادی جو علامہ اقبالؔ کی طرح مہدویت سے کافی متاثر نظر آتے ہیں اس طرح کہا تھا کہ۔۔

کر رہے ہیں دِل میں پندار و خودی کی پرورش
جس میں اک سب سے بڑا بُت ہے وہ ہیں بت خانہ ہم

ان بتوں اور ایسے بت خانوں کو کس طرح ڈھایا جاتا ہے اور بندہ اور خدا کے مابین حائل رکاوٹوں کو کس طرح دور کیا جاتا ہے؟ اس تعلق سے حضرت سید محمد جونپوری مہدی موعود علیہ السلام نے تعلیم و رہنمائی فرمادی ہے۔

کیا کسی نے اپنے ایمان کے تعلق سے یوں فرمایا کہ بندہ کا ایمان محمد رسول اللہ کا ایمان ہے؟ اور کسی نے یوں فرمایا کہ بہر حال رب سنبھال۔ یا یہ فرمایا کہ بے اختیار رہو؟ یہ فرامین مہدی موعود علیہ السلام نے فرمائے تھے۔

(۲) آپ علیہ السلام نے قرآن کی کسی بھی آیت کے منسوخ ہونے کی نفی فرمادی، اور فرمایا کہ قرآن میں کوئی آیت منسوخ نہیں۔

سورۂ بقرہ آیت نمبر (۱۰۶) ''جب ہم کسی آیت کو بھلا دیتے ہیں یا منسوخ کر دیتے ہیں تو اس سے بہتر اور ایسی ہی آیت لا دیتے ہیں، کیا تم کو نہیں معلوم کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے''؟

امامنا علیہ السلام نے عظمتِ خدا اور عظمتِ کلامِ خدا کے تعلق سے تعلیم فرمادی۔

(۳) مہدی موعود علیہ السلام نے حدیثِ شریف کے پرکھنے یا جانچنے کے لئے قرآن شریف کو کسوٹی فرمایا' یا اگر قرآن میں حدیث شریف کو پرکھنے کے لئے آیت یا آیات نہ ملیں تو پھر اپنے مبارک عمل کو کسوٹی فرمایا۔

آپؑ نے یہ نہیں فرمایا کہ حدیثوں سے مجھ کو جانچو بلکہ یہ فرمایا کہ میرے عمل سے حدیث یا حدیثوں کو جانچو، میرے عمل کے موافق حدیث ہے تو لے لو، ایسا فرمانا ہی آپ کے مہدی ہونے کا ثبوت ہے، اتنی عظیم اور معیاری بات کا فرمانا صرف خلیفۃ اللہ ہی کی شان ہے۔

(۴) مہدی موعود علیہ السلام کے فرمان کا مفہوم یوں ہے کہ آخر وہ کونسا حسنہ ہے جسکو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب (ﷺ) سے پوشیدہ رکھا تھا، اس طرح آپ نے لفظ بدعتِ حسنہ کی تردید فرمادی۔

(۵) ائمہ اربعہ رحم اللہ اجمعین کی مرتب کردہ فقہ میں عالیت پر چلنے کا حکم آپ علیہ السلام نے فرمایا چونکہ عالیت خدا کو پسند ہے۔

آپ علیہ السلام نے اپنے ہر مبارک قول وعمل سے اپنے مصدقین کو خدا کی خوشنودی کے لئے ہر وقت کمر بستہ رہنے کی تعلیم فرمائی، اس طرح آپؑ نے ہمیشہ عالیت پر چلنے کا حکم فرمایا۔

(۶) دن اور رات میں چوبیس گھنٹے ہوتے ہیں، ہر تین گھنٹے کا ایک پہر ہوتا ہے۔

آپؑ نے ذاکرین کی یوں درجہ بندی فرمادی: اُس شخص کو جو صرف تین پہر ذکر کرتا ہے منافق اس لئے فرمایا کہ وہ ماباقی پانچ پہروں کو ضائع کر دیتا ہے، (یعنی غیرِ خدا میں مشغول رہتا ہے)

سورۂ نساء (۴) آیت (۱۴۲) اور نہیں یاد کرتا اللہ کو مگر تھوڑا (ذکرِ قلیل)

غفلت مومن کی صفت نہیں منافق کی صفت ہے۔

اور کوئی شخص چار پہر ذکر کرے تو گویا اُس نے چار پہر ضائع کر دیئے اس طرح خدا کو اور دُنیا کو برابر برابر ٹھیرایا اس لئے ایسے مصدق کو مہدی موعود علیہ السلام نے مشرک ٹھیرایا۔

مومنین کے لئے لازمی ہے کہ وہ اللہ کا ذکر بکثرت کریں اور غفلتوں سے بچانے کی دعا اور کوشش کریں۔ چار پہر کا بنا ذکر ضائع جانا بہت بڑا نقصان ہے۔

اگر کوئی مصدق پانچ پہر ذکر کرے تو مومن کامل اس وقت تک نہیں ہوسکتا جب تک وہ آٹھ پہر کا ذاکر نہ ہوجائے۔

وہ پانچ پہر یعنی ۱۵ گھنٹے ذکر تو کر رہا ہے لیکن ۹ گھنٹے کی کمی ہے اس لئے اس کو مومن ناقص فرمایا۔

الاحزاب (۳۳) آیت (۴۱)۔ ''اے ایمان والو اللہ کا ذکر کثرت سے کرو''۔

اگر کوئی شخص آٹھ پہر اللہ کا ذکر کرتا ہے تو وہ بہ حکم مہدی موعود علیہ السلام مومنِ کامل ہے۔

ذکر کثیر کی برکت سے ذکر دوام عطا کیا جاتا ہے۔

شروع میں کوئی مصدق صبح نماز فجر ادا کر کے طلوع آفتاب تک اور شام نماز عصر ادا کر کے غروب

آفتاب تک مصروف ذکر رہتا ہے، اوراس کے بعد نماز مغرب ادا کرتا ہے۔

چند دنوں بعد ذکر کی مصروفیت بڑھا کر عشاء تک مصروف بہ ذکر ہو جاتا ہے تو انشاءاللہ اس پابندی سے بہ طفیل خاتمین صلی اللہ علیہا وسلم چوبیس گھنٹوں کا ذاکر ہو جائے گا۔ ہر دو وقت ذکر کی پابندی قید نشست کے ساتھ ہو اور با جماعت ہو۔ چلتے پھرتے ایسی پابندی نہیں ہو سکتی، کاملین اور خدا کو دیکھنے والوں نے ایسی ہی پابندی کی، مومنین کامل بنے، خدا کو دیکھا۔

اللہ کا ذکر تینوں حالتوں میں فرض ہے' کھڑے ہوئے' بیٹھے ہوئے اور لیٹے ہوئے۔

سورہ النساء۔۴۔آیت (۱۰۳) ''پھر جب نماز ادا کر چکو تو اللہ کی یاد میں لگ جاؤ' کھڑے ہوئے' بیٹھے ہوئے اور لیٹے ہوئے (ہر حالت میں)''۔

حضور پرنور میراں سید محمد جونپوری مہدی موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تمام تعلیمات کا منشاء یہی ہے کہ آپؑ کا مصدق، خدا کو اِسی دُنیا میں سر کی آنکھوں سے دیکھے جب طلبِ دیدارِ خدا فرض ہے تو لازماً نہایت باریکی سے چلنا اور عالیت پر عمل کرنا ضروری ہے، مصدق کی منزل ذاتِ خداوندی ہے۔

(۷) مہدی موعود علیہ السلام نے بمقام کعبہ، کعبہ کے طوافِ مہدیؑ کے بعد رُکن و مقام کے درمیان اپنا پہلا دعویٰ فرمایا تھا اور اپنی مبارک اور پرنور آخری سانس تک اپنے دعوے پر قائم رہے (جی ہاں کعبہ نے طواف مہدی کیا تھا' جس کے گواہ حضرت بندگی میاں سیدنا شاہ نظام رضی اللہ عنہ تھے)۔

قبلِ مہدیؑ یہ دعوے اور دعوں سے توبہ، مہدی برحق کا ثبوت ہیں:

جن بزرگ حضرات رحم اللہ علیہم اجمعین نے دعوئے مہدیت فرمایا تھا جب حقیقتِ حال کا علم ہوا تو تائب ہو گئے، اس طرح مہدی برحق کی حقانیت ثابت ہو گئی۔ مہدی موعود علیہ السلام آئے اور گئے۔ اب صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو تشریف لانا ہے۔

ذیل میں اِن تائب مدعیانِ مہدیت بزرگوں کے نام اور مدتِ دعویٰ درج کئے جا رہے ہیں۔

تائب مدعیانِ مہدیت	مدتِ دعویٰ
۱۔ حضرت خواجہ حسن بصریؒ	(۲۰) روز
۲۔حضرت خواجہ جنید بغدادیؒ	(۲۰) روز
۳۔حضرت خواجہ عثمانِ مغربیؒ	(۱۲) روز
۴۔حضرت خواجہ حسن نوریؒ	(۵) روز
۵۔ حضرت شیخ عبداللہ خفیفؒ	(۱۵) روز
۶۔ حضرت شیخ عیسیٰؒ	چندروز
۷۔حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ	چندروز
۸۔ حضرت سیدنا محی الدین ابن عربیؒ (مبشر مہدی بہ پہلوان دین)	چندروز
۹۔حضرت سید محمد صاحب گیسودراز بندہ نوازؒ	چندروز

تسلسل فرامینِ امامنا علیہ السلام

(۸) صرف حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے ہی قرآنِ مجید کو عشق نامہ فرمایا۔

(۹) ''باعمل مقبول بے عمل مردود'' یہ فرمان بھی صرف مہدی موعود علیہ السلام کا ہے۔

(۱۰) ''بندے کا پوست بھی پہن لوگے اور عمل نہ کروگے تو خدائے تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ اس پوست کو ہٹا کر عذاب دے'' یہ فرمان بھی صرف مہدی علیہ السلام کا ہے۔

حقانیت سے بھرپور ارشادِ مہدی موعود علیہ السلام یوں ہے۔فرمایا: ''وہ میں ہوں جو کچھ معنی قرآن میری زبان سے نکلتے ہیں اللہ کے حکم سے اور اللہ کی تعلیم سے ہیں۔''

آپ علیہ السلام نے اپنے دعوے کی بنیاد مطابقتِ کلام اللہ اور اتباعِ رسول اللہ ﷺ بتلائی اور آپؑ نے خدائے تعالیٰ کا یہ حکم، ارشاد و فرمان یوں سنایا کہ

''اے سید محمد جس نے تجھے پہچانا مجھے پہچانا،

جس نے تجھے نہیں پہچانا مجھے نہیں پہچانا''۔

اس سے پہلے امامنا علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی سنایا تھا:

''ایمان کے خزانوں کی کنجی تیرے حوالے کی ہے اور دینِ محمدیؐ ﷺ کا میں نے تجھے ناصر بنایا ہے، جا اور دعوت کر جو تجھے قبول کرے گا مومن ہوگا اور تیرا منکر کافر ہوگا۔''

مہدی موعود علیہ السلام نے اپنے قبول کرنے والے کو مومن اور انکار کرنے والے کو کافر فرمایا۔

منکران مہدی ملاؤں نے ہمیشہ بحث مباحثوں کی کوشش کی لیکن مہدی موعود علیہ السلام کے مقابل ہمیشہ شکست کھا کر بے بس ہو کر بادشاہ سے حکمِ اخراج نکلوایا۔ حضور پرنور مہدی موعودؑ نے فرمایا:

''دونوں طریقوں سے عالموں اور حاکموں کے چہرے سیاہ کئے جائیں گے۔ اگر میں حق پر ہوں تو اُنہوں نے مدد کیوں نہیں کی اور اگر میں حق پر نہیں ہوں تو انہوں نے مجھے قید کیوں نہیں کیا اور سب نے مل کر میری تفہیم کیوں نہیں کی (مجھے کیوں نہیں سمجھایا)۔ اگر بات نہ مان کر اپنی بات پر اڑا رہا تو انہوں نے مجھے قتل کیوں نہ کیا؟ اس لئے کہ میں جہاں جاوں گا اپنی حقیقتِ حال (کامل حقانیت اور کامل سچائی) کے مطابق دعوت کرونگا۔ اور ان دنیادار عالموں کے زعمِ باطل (جھوٹے اور باطل خیال) کے مطابق گویا میں خلق کو گمراہ کروں گا تو اس کا وبال ان کی گردنوں پر رہے گا''۔

پھر اس کے بعد آپؑ نے بادشاہوں کو خطوط تحریر فرمائے۔ قریب رہنے والوں کی تفہیم فرمائی، مثلاً

(۱۱) نمک، لکڑی، پانی اور جوتی کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو خدا ہی سے مانگو۔

(۱۲) خلیفۃ اللہ، مراد اللہ، مبینِ کلام اللہ حضرت میراں سید محمد جونپوری مہدی موعود علیہ السلام نے یہ اعلیٰ تعلیم فرمائی کہ خدا سے بھی کچھ نہ مانگو، خدا سے مانگنا ہی ہے تو خدا سے خدا کی ذات مانگو۔

(۱۳) آپ علیہ السلام نے اپنے مبارک پوست کو پکڑ کر فرمایا اِس ذات کا انکار کرنے والا کافر ہے، سید محمد بن سید عبداللہ عرف سید خان کی مہدیت کا انکار کرنے والا کافر ہے۔

(۱۴) مہدی موعود علیہ السلام نے اپنے مصدقین کو ہمیشہ اور ہر وقت ذکر اللہ کرنے کا حکم فرمایا اور ایک مدت کے بعد قرآن شریف پڑھنے کی اجازت عطا فرمائی۔ بناء ذکر اللہ کی پابندی کے قرآن شریف پڑھنے سے منع فرمایا، علاوہ ازیں آپؑ نے تفاسیر کے پڑھنے، زیادہ حصولِ علم، حکایتوں کے بیان سے بھی منع فرمادیا۔

(۱۵) آپؑ نے مصدقین کو درسِ نیستی یوں فرمایا کہ ہر مصدق جب تک خود کو ایک بازاری کتے سے بھی کمتر نہ جانے یعنی ذلت وخواری کو اپنے لئے پسند نہ کرے اُس وقت تک ذاتِ خدا تک اُس کا پہنچنا محال ہے۔

کیونکہ جب تک خودی باقی ہے خدا نہیں ملتا اور جب تک بندہ خود کو پسندیدہ نظروں سے دیکھتا ہے خدا کے پاس ناپسندیدہ ہی رہتا ہے۔

اور جب خود کو ہیچ اور کمتر از کمترانِ گروہِ مقدسہ مہدویہ جاننے اور سمجھنے لگ جاتا ہے اور اس بات کا کامل یقین خود میں پاتا ہے تو پھر اوپر واڑے کے راستے اُس پر کشادہ ہوتے چلے جاتے ہیں۔

دوبارہ کتاب انصاف نامہ سے لئے گئے فرامینِ مہدیؑ پڑھیئے۔

(۱۶) حضور پُرنور محمد رسول اللہ ﷺ کے ارشادِ مبارکہ کا مفہوم یوں ہے فرمایا:

(۱) شریعت میرے اقوال ہیں (۲) طریقت میرے افعال ہیں (۳) حقیقت میرے احوال ہیں۔

یعنی آپؑ نے جو فرمایا وہ شریعت، اور وہ اعمالِ مبارکہ جو بنفسِ نفیس آپؑ نے انجام دیئے وہ طریقت (اور جن پر عمل کرنے کا عمومی طور پر کسی کو حکم نہیں فرمایا) اور خدائے تعالیٰ تک جو قربت اور نزدیکی ہے وہ حقیقت ہے۔

مثلاً دوگانۂ تحیۃ الوضو، ترکِ دُنیا، توکل، ذکرِ دوام، طلب دیدارِ خدا، عزلت از خلق، ان کے بعد صحبتِ صادقین (صحابہ اور اصحابِ صفہ رضی اللہ عنہم کو اپنی مبارک و پرنور صحبت سے سرفراز فرمانا اور اُن کی حسبِ لیاقت اُن کو خدا تک پہنچانا، ان صادقین کو حضور ﷺ کی پرنور صحبت کی ضرورت تھی اور آپ ﷺ اِن صادقین کی صحبت سے بے نیاز تھے)۔

(۱۷) حضور پرنور مہدی علیہ السلام نے فرمایا اے ناقص مومنو عقبیٰ (جنت) تمہارے لئے، خدا میرے لئے اور میری پیروی کرنے والوں کے لئے۔

(۱۸) حلالاً طیبا کا لفظ قرآنِ مجید میں چار سورتوں میں آیا ہے۔

۱۔ سورۂ بقرہ (۲) آیت نمبر ۱۶۸، ''اے لوگو زمین میں جو چیزیں حلال اور طیب ہیں وہ کھاؤ''۔

۲۔ سورۂ مائدہ (۵) آیت ۸۸، ''اور جو حلال اور طیب روزی اللہ نے دی، اُسے کھاؤ (اور پیو)''۔

۳۔ سورۂ انفال (۸) آیت نمبر ۶۹ ''سو جو مالِ غنیمت تم کو ملا اُسے حلال طیب سمجھ کر کھاؤ''۔

۴۔ سورۂ (۱۶) النحل آیت ۱۱۴ ''پس اللہ نے تم کو جو حلال طیب روزی دی ہے اُسے کھاؤ''۔

نوٹ: مذکورہ آیات میں لفظِ حلالاً طیبا جو آیا ہے اُس کا ترجمہ منکرانِ مہدیؑ نے ''حلال پاکیزہ'' سے کیا ہے اور بصدقۂ مہدی موعودؑ، حضرت مولانا سید میرانجی عابد خوندمیری نے ترجمہ ''حلال طیب'' کیا ہے۔

حلالِ طیب سے مراد وہ رزق یا وہ مال ہے جو بنا کسی سعی و کوشش اور دوڑ دھوپ اچانک بلا علم و اطلاع اللہ پہنچ جائے۔

سورۂ آل عمران ۳۔ آیت نمبر ۳۷: ''جب کبھی زکریاؑ ان (مریم) کے پاس نماز پڑھنے کی جگہ پر آتے تو ان کے پاس کھانے پینے کی چیزیں پاتے، کہتے اے مریمؑ یہ چیزیں تمہارے پاس کہاں سے آئیں (مریمؑ) کہتیں اللہ کے پاس سے آئیں (یعنی اللہ نے دیا)۔

اور یہ ایسی عطا ہے جس پر کوئی حساب نہیں ہے اور یہ عطائے باریِ تعالیٰ صرف فقرائے متوکلین گروہِ مہدویہ کو ملتی ہے، کیونکہ حسب فرمان مہدی موعود علیہ السلام ''حلال طیّب پر حساب نہیں''۔

آپؑ نے فرمایا کہ حلال طیب پر حساب بھی نہیں جبکہ حلال پر حساب ہے اور حرام پر عذاب ہے۔

(۱۹) مہدی موعود علیہ السلام نے خدائے تعالیٰ کے طالبِ صادق کو مذکر فرمایا، اگر کوئی عورت بھی اللہ کی طلب میں صادق ہے تو اُس کا مقام مرد کا ہے، فرمان مہدی موعود علیہ السلام ہے مرد خدا کے ساتھ رہ یا مرد کی پیروی کر، شیطان کے ساتھ مت رہ (حاشیہ انصاف نامہ)۔

اور کوئی مرد آخرت کا طالب ہے تو اُس کا رتبہ عورت کے برابر فرمایا ہے اور خدانخواستہ کوئی دنیا کا طالب ہے تو اُس کو مخنث فرمایا ہے۔

(۲۰) دافعِ ہلاکتِ اُمتِ محمدیہ ﷺ اور خاتم ولایت محمدیہ ﷺ حضرت میراں سید محمد جونپوری مہدی موعود علیہ السلام کا یہ مہتم بالشان فرمان ہے کہ ''بندہ کے روبرو تصحیح ہوتی ہے اور فرمان (الٰہی) ہوتا ہے اے سید محمدؐ جو تیرے سامنے صحیح ہو گیا وہ ہمارے دربار میں مقبول ہے اور جو شخص تیرے پاس صحیح نہ ہوا وہ اللہ کے پاس مردود ہے''۔

(۲۱) حضرت سید محمد جونپوری مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ ''حق تعالیٰ نے بندہ کو انبیاءؑ، اولیاءؒ، مومنین، مومنات کے مراتب اور تمام موجودات کا احوال ایسا معلوم کیا جیسا کہ ایک شخص ایک چیز ہاتھ میں رکھتا ہے اور ہر طرف اُس کو پلٹاتا ہے تا کہ پوری طرح پہچانے، جیسا کہ صرّاف کرتا ہے

تا کہ سکّۂ نقرہ (چاندی کا سکہ) کے کھرے کھوٹے سے واقف ہو جائے''۔

(۲۲) مہدی موعود علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ''بندہ کی ایک نظر ہزار سالہ مقبولہ عبادت سے بہتر ہے''۔اس فرمان سے آپ کے مقام اور آپ کے منصب کی اہمیت واضح ہو رہی ہے۔

(۲۳) آپؑ نے فرمایا ''بندہ کی باطنی پرورش فقیروں کی وجہ سے ہوتی ہے'' اس فرمان کے ذریعہ آپؑ نے نیستی کا درس فرمایا۔

(۲۴) کیا کسی بزرگ نے کسی اور کو اپنے برابر فرمایا؟

(۲۵) کیا کسی بزرگ نے خود کی ذات کے تعلق سے ہجرت، گھروں سے نکالے جانے اور ایذا پہنچنے کی بابت فرمایا؟ اور اپنی ذات کے بدلہ میں کسی دوسری شخصیت کی شہادت کی بشارت فرمائی؟ اور یہ بشارت بیس برس بعد پوری ہوئی؟

جی ہاں حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے حضرت ثانی مہدی رضی اللہ عنہ کو اپنی ذات کے برابر فرمایا تھا اور حضرت بندگی میاں رضی اللہ عنہ کو اپنی ذات کا بدل فرمایا تھا۔ تفصیل یوں ہے۔

بمقام فرح مبارک جمعہ کے دِن حضرت مہدی موعود علیہ السلام اور حضرت ثانیِ مہدیؓ تشریف لے جا رہے تھے حضرت ثانیِ مہدیؓ پیچھے چل رہے تھے اتفاقاً اثنائے راہ آپؓ مہدی موعود علیہ السلام کے ساتھ چلنے لگے اس پر مہدی موعودؑ نے فرمایا ''بھائی سید محمود یا تو آگے ہو جاؤ یا پیچھے ہو جاؤ۔ کیونکہ ہر دو ذوات برابر ہو گئے ہیں خدائے تعالیٰ غیور ہے دو میں سے کسی ایک کو اُٹھا لے گا''۔

بروزِ دوشنبہ یعنی اس واقعہ کے تیسرے روز مہدی موعود کا وصال ہو گیا، اس طرح آپؑ کا یہ فرمودہ پورا ہوا۔

(۲۶) حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیقِ ولایت حاملِ بارِ امانتؓ کو بمقام ناگور شہادت

کی خوشخبری فرمادی تھی۔

فرح مبارک میں یہ فرمایا ''تینوں صفاتِ مبشرہ یعنی ہجرت، اخراج، اور ایذا پورے ہو چکے، چوتھی صفت قاتلو وقتلو کی باقی ہے اللہ کا حکم ہے کہ چوتھی صفت بھی ہونی چاہیئے لیکن خاتمِ ولایت پر کوئی چیز قادر نہیں ہوسکتی اس لئے ہم نے تیرے بدلے میں سید خوندمیر کو منتخب کرلیا وہ اس صفت کا مظہرِ حقیقی ہوگا''۔

اس فرمان کے بعد آپؑ نے حضرت بندگی میاںؓ کو دو تلواریں باندھیں سب کو یقین ہوگیا کہ سیدالشہداء آپؓ ہی کی ذاتِ مبارک ہے اس کے بعد آپ نے فرمایا۔

''سید خوندمیر! دیکھو ہوشیار، یہ ولایتِ محمدی (ﷺ) کا بار ہے اس بار کا حامل (اُٹھانے والا) بہت آزمایا جائے گا، تن سے سر جدا ہوگا اور سر سے پوست جدا ہوگا، فولادی ہڈیاں بھی اگر ہوں گی تو گھس جائیں گی۔ تمام مخلوق خدا کیا عزیز کیا بیگانے سب دشمن ہو جائیں گے، مگر یاد رکھو یہ مقاتلہ (معرکۂ قاتلو وقتلو) دو روز رہے گا، پہلے دِن ساری دُنیا بھی تمہارے مقابلہ پر آجائے تو اللہ تعالیٰ اُس کو شکست دے گا اور تم کو فتح ونصرت۔ یہ بندہ کی سچائی کی دلیل ہے، پھر (جنگ کے دور کے) دوسرے روز تمہاری شہادت ہے''۔

امامنا علیہ السلام کے پردہ فرمانے کے بیس برس بعد آپؑ کی یہ پیشین گوئی من وعن پوری ہوئی، ایک طرف سونہتے فقراء اور دوسری طرف ہتھیاروں سے لیس مظفر کی فوج، یہ معرکۂ جنگ بدرِ ولایت بمقام کھانبیل شریف (گجرات) جب شروع ہوا تو حملہ مظفر کی فوج نے کیا۔

دفاع میں میاںؓ نے جب تلوار چار اُنگل تک کھینچ لی تھی تو حکم آیا کہ اوپر دیکھو، فرشتے بھی تلواروں کو چار اُنگل میان سے نکال چکے تھے، میاںؓ نے تلوار کا استعمال نہیں فرمایا اور کوڑا لیا' اس کوڑے کو ہاتھی پر سوار فوجی پر برسایا تو ہاتھی مع سوار دو ٹکڑے ہو گیا۔

فوج میں کھلبلی مچ گئی اور ہاتھی اپنے ہی فوجیوں کو کچلتے ہوئے بھاگ نکلے اور فوج بھی بھاگ گئی اس طرح امامنا علیہ السلام کی پیشین گوئی یوں پوری ہوئی اور آپؓ فتح یاب ہوئے۔

اس جنگ کے اختتام کے بعد سدراسن شریف کے جاگیردار ملک شرف الدینؓ نے آپؓ سے سدراسن شریف چلنے کے لئے کہا، میاںؓ، ماباقی فقراء کرام کے ہمراہ سدراسن شریف تشریف لائے۔

(جنگ کے دور کے) دوسرے روز کھانبیل شریف سے بھاگی ہوئی فوج نے بمقام سدراسن شریف حملہ کیا اور اس حملہ میں حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیقِ ولایت حاملِ بارِ امانت بدلِ ذاتِ مہدی موعود علیہ السلام کی شہادتِ مخصوصہ ہوگئی۔ اور حسبِ فرمانِ مہدیؑ تن سے سر جدا ہوا، سر سے پوست جدا کیا گیا اور تین جگہ تدفین عمل میں آئی۔

اس طرح بیس سال قبل فرمائی گئی پیشین گوئی حرف بہ حرف صحیح و درست ثابت ہوئی آمنا وصدقنا۔ ایسی شہادت اور یہ معاملات تاریخِ انسانی میں نہیں ملتے۔

مذکورہ بالا فرامین یا واقعات اس بات کی بین دلیل ہیں کہ ذات پرانوار حضرت میراں سید محمد جونپوری ہی مہدی موعود برحق ہیں۔ آپ آئے اور دنیا کو منور فرما دیا۔

ماننے والوں کے لئے حضرت میراں سید محمد جونپوری مہدی موعود علیہ السلام کا صرف یہ ایک فرمان ہی کافی ہے۔ حضور پرنور ﷺ کے بعد پیدا ہونے والی اس پرانوار ہستی کا یہ مہتم بالشان ارشاد ہی آپ کے خلیفۃ اللہ' مراد اللہ اور داعی بصیرت الی اللہ ہونے کی دلیل ہے۔

جوآپ کے مقام، مرتبہ اور منصب کے لحاظ سے ہی ہے۔ جو کہ بعد نبی ﷺ کسی نے نہیں فرمایا تھا اور نہ ہی بعد مہدی علیہ السلام تا قیامت کوئی فرمائے گا۔

ارشاد مبارکہ: ''میں کوئی نیا مذہب نہیں لایا ہوں، میرا مذہب کتاب اللہ اور اتباع رسول اللہ ہے۔ پس میرے اقوال، افعال اور احوال کو دیکھو اور قرآن وسنت پر پیش کرو، مطابق پاؤ تو بندے کی تصدیق کرو اور اگر مخالف پاؤ تو بندے کو قتل کردو''۔ (حاشیہ تفسیر نور ایمان۔ از مولانا عابد خوندمیری)۔ مہدی موعود آئے اور گئے آمنا وصدقنا۔

القرآن والمہدی

گزشتہ سطور میں آپ نے حضور پرنور میراں سید محمد جونپوری مہدی موعود علیہ السلام کی حقانیت اور آپ کے مہدی برحق ہونے کے تعلق سے مطالعہ فرمایا۔

اب آیئے قرآن مجید کی دو آیات کے تعلق سے کچھ عرض کریں مثلاً (۱) ''بوقتِ نماز خود کو مزین کرنا'' (۲) ''خاص خدا کے لئے''۔ ان کے علاوہ مثلاً رجوع، یکسو اور خدا کے ہوجانا اور سب سے ٹوٹ کر خدا کے ہوجانا وغیرہ جیسے الفاظ آئے ہیں۔

مہدی موعود علیہ السلام نے تعلیم ذکر خفی کے ذریعہ ان الفاظ کی تشریح فرمادی بلکہ عمل کی طرف گامزن ہونے کے راستے ارشاد فرمادیئے۔

بوقتِ نماز خود کو کس طرح مزین کریں؟

سورۂ الاعراف (۷)۔ آیت نمبر (۳۱) میں ارشاد خداوندی ہے۔

''اے بنی آدمؑ ہر نماز کے وقت اپنے آپ کو مزین کرلو''۔

مزین کا مطلب سنوار لینا یا سجایا ہوا، آراستہ، زینت دیا گیا۔

نماز کے وقت خود کو دو طرح سے سنوار لیا جاتا ہے مثلاً ظاہری طور پر عمدہ کپڑے پہننا اور اس پر عطر لگانا وغیرہ۔

لیکن بزرگانِ دین کے اسوہ کی روشنی میں یہ ترتیب زیادہ کارگر یا موثر رہتی ہے۔

لباس پہلے ہی سے پاک وصاف رہتا ہے لہذا تبدیلی کی ضرورت نہیں۔

نماز کے پہلے طہارت کے لئے جائیں، (اس طرح وضو زیادہ دیر تک قائم رہ سکتا ہے)۔

واپس آ کر مسواک کریں' اس کے بعد وضو کریں، اذان کا وقت ہونے سے پہلے باوضو ہو جائیں تو دوگانہ پڑھ لیں جس کی تاکید کی گئی ہے اس کے بعد اذان پورے وقار اور خاموشی سے سنیں' ختم اذان کے بعد سیدھے مسجد کو چلے آئیں اور رُو بہ قبلہ مصروف بہ ذکر ہو جائیں۔

سنت ادا کرنی ہو تو فرض نماز کی تکبیر سے پہلے ادا کر لیں اس کے بعد فرض نماز کیلئے کھڑے ہو جائیں، یعنی سنت اور فرض کے درمیان زیادہ وقفہ نہ آنے پائے۔

اس دوران اگر بات کر لی تو پھر سنت دوبارہ پڑھنا ضروری ہو جاتا ہے۔ نماز کی تکمیل کے بعد سنتیں جو پڑھنی ہیں (مثلاً ظہر' مغرب اور عشاء کے بعد کی سنتیں) تو وہ بھی بلا وقفہ کے فوراً پڑھ لیں' کوشش کریں کہ سنتیں ہرگز نہ چھوٹیں۔

بعض لوگ ناواقفیت کی وجہ سے فرض نماز کے بعد سجدہ میں جا کر معلوم نہیں کیا مانگتے ہیں؟ یہ طریقہ کار اس مزدور کی طرح ہے جو کام کے ختم پر ماتھے سے پسینہ جھٹکتا ہے اور مزدوری مانگتا ہے۔

الغرض فرض اور سنت کے بیچ کوئی وقفہ ہی نہیں کہ دعا مانگی جائے، بصدقہ مہدی موعودؑ مصدقین دوگانہ تحیۃ الوضو پڑھ کر جو بھی مانگنا ہے سجدہ میں جا کر مانگ لیتے ہیں۔

بات چل رہی تھی نماز کے وقت خود کو مزین کر لینے کی جیسا کہ اوپر عرض کیا گیا بزرگانِ دین کی

تقلید پر چلنے سے دوگانہ ملا' بیچ میں ذکر اللہ کے لئے وقت ملا سنت اور فرض اور بعد کی سنت اپنے وقت پر ادا ہوئی اس طرح تکبیر اولی یعنی تکبیر تحریمہ بھی مل جاتی ہے جس پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔

اگر وقت سے پہلے تیاری نہ ہو تو کبھی دوگانہ چھوٹتا ہے تو کبھی سنت چھوٹتی ہے اور کبھی تکبیرِ تحریمہ یعنی تکبیر اولیٰ چھوٹ جاتی ہے کبھی تو آخری رکعت بھی نہیں ملتی اس طرح اس بے ترتیبی کی وجہ سے نماز کے وہ فیوض و برکات جو نصیب ہو سکتے تھے ان سے محرومی ہو جاتی ہے۔

(۲) گروہ مقدسہ میں ''اللہ نے دیا ہے'' کہا جاتا ہے اس کی وجہ:

گروہ مقدسہ مہدویہ میں بوقت طعام یا کسی کو کچھ نقد یا جنس کے للہ دینے کے وقت ''اللہ نے دیا ہے'' کہا جاتا ہے جو کہ قرآن حکیم کی ان دو آیات کی فرمانبرداری ہے ارشادِ خداوندی:

(۱)۔ سورہ الانعام (۶) آیت (۱۲۱):

''اور جس چیز پر اللہ کا نام نہ لیا جائے، اسے مت کھاؤ، کیونکہ اس کا کھانا گناہ ہے''۔

غور فرمایئے جس نے دعوت دی اور ''اللہ دیا'' کہہ دیتا ہے تو وہ ایک گناہ سے بچ جاتا ہے، اور اس نے ''اللہ دیا'' نہیں کہا تو گناہگار ہوگا۔

جب آپ لوگوں کو مدعو کرتے ہیں تو آپ اللہ دیا کہہ کر کھانا کھلوائیں۔ جب ابتداء نامِ خدا سے ہو تو انشاء اللہ آخری نوالے تک کھانے والا مشغول بہ حق ہو کر ذکر اللہ کے ساتھ یہ غذا تناول کرے گا۔

عمل کی شرط کے ساتھ روئے زمین کی اہم ترین قوم یعنی قوم مہدی موعود علیہ السلام ہے، جس سے اللہ محبت فرماتا ہے اور قوم کے لوگ اللہ سے محبت رکھتے ہیں۔ بعض واقف کار مائیں جب دودھ پلاتی ہیں تو اللہ دیا کہہ دیتی ہیں۔ تو اس مبارک نام کے صدقے میں ممکن ہے کہ بچہ بھی اللہ کو یاد کرتے ہوئے دودھ پی لیتا ہے۔

علاوہ ازیں شکم مادر میں رہنے والا بھی مصروف بہ ذکر رہتا ہے۔اس کی تفصیل کتاب ہٰذا کی چوتھی جلد میں صفحات ۹۹اور۱۰۰ پر دیکھئے۔

(۲) ۔ سورۂ الدہر(۷۶) آیات ۷،۸،اور۹:

☆ ''یہ لوگ نذریں پوری کرتے ہیں''۔

☆ ''اوراس دن سے ڈرتے ہیں جس کی سختی پھیل رہی ہوگی''۔

☆ ''اور یہ لوگ محض خدا کی محبت میں غریب اور یتیم اور قیدی کو کھانا کھلاتے ہیں (اور کہتے ہیں) ہم تم کو خاص خدا کیلئے کھانا کھلاتے ہیں نہ تم سے معاوضہ کے خواستگار ہیں اور نہ شکریہ کے''۔

جب کوئی مصدق کسی کو نقد رقم یا اشیائے ضروریہ وغیرہ دیتا ہے تو امکان ہے کہ اس کو صلہ یا ستائش کی خواہش پیدا ہوجائے کہ اس احسان پر میری تعریف کی جائے، تشہیر کی جائے، لوگ میرا احسان مانیں، مرعوب ہوں اور میرا احترام کریں، محفل میں آنے پر بڑھ کر لیں وغیرہ۔

لیکن بصدقہ مہدی موعود علیہ السلام مصدق جب ''اللہ دیا'' کہہ کر دیتا ہے تو اس کے یہ خود تراشیدہ تمام بت پاش پاش ہوجاتے ہیں اور وہ خدا کا شکرگزار ہوتا ہے کہ اس نے مجھے اس قابل بنایا اور توفیق عطا فرمائی کہ میں کسی کی مدد کرسکوں۔

چاہے وہ مرشدین کرام ہوں یا فقرائے کرام، یا کاسبین ہوں، ان کی خدمت کی جائے،'(یا پھر ازروئے قرآن شریف) غریب ہوں، یتیم ہوں یا قیدی ہوں یا کسی بھی قسم کے ضرورت مند ہوں۔ مدد کردینا نیکی ہے، اللہ دیا کہہ دینے کے بعد اس مصدق کی نظر خدا کی خوشنودی کی طرف رہتی ہے اور دوسری طرف لینے والا بھی شرمندگی سے دوچار نہیں ہوتا۔اس طرح دینے والے اور لینے والے دونوں کو فائدہ ہوتا ہے۔

درجِ ذیل آیات کے معنی ومطالب اوران کے اسراران لوگوں سے پوچھیئے جو یہ کہتے ہیں کہ اسم مبارک مہدی قرآن میں بتاؤ۔مخالفین ہرگز جواب نہ دے سکیں گے۔

تب آپ ان کو بتلایئے کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے پردہ فرمانے کے کوئی ۸۰۰سوسال بعدایک ایک پرنوراور(جس پر ہمارا ایمان ہےاورحسبِ ارشادا کابرین اہل سنت وحضرت خواجہ اجمیری رحم اللہ اجمعین ''مانندِ مصطفیٰ ﷺ'')ہستی تشریف فرماہوئی جس نے درجِ ذیل امور کے رموز واسرار کی تعلیم فرمادی اوروہ ذاتِ پاک میراں سید محمد جونپوری مہدی موعودعلیہ السلام کی پرنور ذات ہے۔

رجوع:

(۱) الانفال ۸۔آیت نمبر(۴۴) اورسب کاموں کا رجوع اللہ ہی کی طرف ہے۔

(۲)لقمان ۳۱۔آیت نمبر(۱۵) اوراس کے راستے پرچل جومیری طرف رجوع لائے۔

(۳)الزمر ۳۹۔آیات (۱۷) اور جولوگ شیطان کی پرستش سے بچتے ہیں اور ہمہ تن اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں توخوش خبری ہے۔

(۴)الزمر ۳۹۔آیت نمبر(۵۴)اورتم اپنے رب کی طرف رجوع کرواوراس کے فرمانبردار بن جاؤ۔

(۵)المومن ۴۰۔آیت نمبر(۱۳)نصیحت توصرف وہی حاصل کرتے ہیں جو(اللہ کی طرف) رجوع کرتے ہیں۔

(۶) الشوریٰ ۴۲۔آیت نمبر(۱۰)وہ اللہ میرارب ہے میں اُس پربھروسہ رکھتا ہوں اوراس کی طرف رجوع کرتاہوں۔

(۷) الشوریٰ ۴۲۔آیت نمبر(۱۳)اللہ تعالیٰ جسے چاہتا ہے اپنا برگزیدہ بناتا ہےاور جوخدا کی

طرف رجوع کرے اسے اپنی طرف رسائی دیتا ہے۔

(۸) الاحقاف ۴۶۔آیت نمبر (۱۵) میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

(۹) سورۂ ق ۵۰۔آیت (۳۱ تا ۳۳) اور جنت پرہیزگاروں کے قریب کردی جائے گی فاصلہ زیادہ نہ ہوگا یہ وہ چیز ہے جس کا وعدہ ہر اُس شخص سے کیا گیا تھا جو رجوع لانے والا اور حفاظت کرنے والا ہے جو خدا سے بغیر دیکھے ڈرتا ہے اور رجوع لانے والا دِل لیکر آیا ہے۔

یکسو ہوکر:۔

(۱) البینہ ۹۸۔آیت نمبر (۵) اور ان کو حکم دیا گیا تھا تو بس یہ کہ وہ اللہ کی عبادت کریں، دین کو اس کے لئے خالص کرتے ہوئے اور یکسو ہوکر اور یہ کہ نماز پڑھیں اور زکوٰۃ دیں اور یہی مستحکم دین ہے۔

(۲) انشقاق ۸۴۔۱۹: تم کو ضرور ایک حالت سے دوسری حالت کو پہنچنا ہے۔

فنا و بقا والی بات ہے۔

ایک آیت میں چہروں پر چمک اور چہرے خنداں شاداں ہونے کا ذکر ہے

مفہوم: دیدارِ خدا کی وجہ سے چہروں پر چمک ہوگی اور چہرے خنداں و شاداں ہونگے۔

(۳) سورہ النساء ۴۔آیت نمبر ۱۲۵: اور اُس شخص سے زیادہ اچھا دین کس کا ہوسکتا ہے جس نے اپنی ذات خدا کے حوالے کردی اور وہ محسن بھی ہو اور ملتِ ابراہیمؑ کا پیرو بھی جو سب سے کٹ کر یکسو ہو چکے تھے۔

(۴) سورہ 'مزمّل ۷۳ ۔آیت نمبر ۸ : تو اپنے رب کے نام کو یاد کیجئے اور سب سے بے تعلق ہوکر اس کی طرف متوجہ ہو جایئے۔ دوسرے معنی: سب سے ٹوٹ کر خدا کے ہو جاؤ۔

(۵) سورہ الانعام (۶)۔آیت نمبر۵۲: آپؐ ان لوگوں کو اپنے سے دور نہ کیجئے جو صبح و شام اپنے پروردگار کو پکارتے ہیں، اُس کی ذات کی طلب رکھتے ہوئے اُن کے حساب کی ذمہ داری آپؐ پر کچھ بھی نہیں اور آپؐ کے حساب کی جواب دہی بھی اُن کے ذمہ نہیں ہے۔

ان آیات میں خاص بات یہ ہے کہ ان میں عبادات یا اعمالِ صالحہ کا کوئی ذکر نہیں جن کی گردان مخالفین رات دِن کرتے رہتے ہیں ان سے پوچھا جاسکتا ہے کہ ان آیات کے معنی و مفاہیم کیا ہیں؟

(۶) سورہ الملک ۶۷۔آیت نمبر۱۵: اب تم اس (اللہ) کی راہوں میں چلو پھرو اور اس کے (دیئے ہوئے) رزق کھاؤ اور اسی کی طرف (تم سب کا جی اُٹھنا ہے)۔

قارئین کرام: ہمارے مخالفین پوچھتے ہیں کہ مہدی کا ذکر قرآن میں کہاں ہے؟ ہے تو بتلاؤ۔

ہمارا جواب یہ ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالی نے آنے والے نبیوں یا اپنے خلیفوں کا ذکر اشارتاً فرمایا ہے، تفصیلی طور پر کسی کے والد کا نام، جائے پیدائش وغیرہ نہیں فرمایا۔

ذکر مہدی قرآن میں ضرور ہے لیکن اشارتاً، چنانچہ دس آیات میں خاص طور پر ذکر مہدی ہے اور آٹھ آیات میں ذکر قوم مہدی موجود ہے۔

(دیکھئے رسالہ ہژدہ آیات' از حضرت بندگی میاں عبدالغفور سجاوندی رحمتہ اللہ علیہ)

مخالفین یا مرتدین سے کہیئے کہ قرآن کی ان آیات کے تحت چند سوالات ہیں' ان کے صحیح جوابات دیجئے ہم آپ کو وہ اٹھارہ مقامات بتلائیں گے جس میں ذکر مہدی اور ذکر قوم مہدی موجود ہے۔

سوالات کیجئے (اوپر درج کردہ آیات میں سے):

کوئی نو آیات میں لفظ رجوع آیا ہے' رجوع کس طرح ہوا جاتا ہے؟

دو آیات میں لفظ یکسو آیا ہے' یکسو کس طرح ہوا جاتا ہے؟

دیگر آیات میں الگ الگ کیفیات یا حالتیں بیان فرمائی گئی ہیں مثلاً

ایک حالت سے دوسری حالت تک کس طرح پہنچ سکتے ہیں؟

چہروں پر چمک کب آتی ہے؟ اور کس طرح چہرے خنداں وشاداں ہو سکتے ہیں؟

اپنی ذات کو کس طرح خدا کے حوالے کیا جاتا ہے؟

سب سے ٹوٹ کر خدا کے ہونا ہو تو کس طرح ہوا جاتا ہے؟

خدا کو کس طرح پکارا جاتا ہے؟

خدا کی ذات کے طلب گار ہونا ہو تو کیا کرنا پڑتا ہے؟

اللہ کی راہیں کیا ہوتی ہیں؟

نتیجہ : مذکورہ بالا تمام آیات اور ان کے معنی اولاً حضور پرنور ﷺ کے مبارک اور روشن فرامینِ میں مل جائیں گے، اور مہدی موعود علیہ السلام کے فرمودات مبارکہ سے معلوم ہو جائیں گے۔

خاتمین علیہم السلام کے وسیلے سے جب یہ رموز علم میں آجاتے ہیں، اور بفضل خدا مہدوی عمل کرنا شروع کر دیتے ہیں تو ان کیفیات یا حالات سے گزار کر اللہ تعالیٰ انہیں اپنا قرب عطا فرماتا ہے اور جس کو چاہتا ہے اپنے دیدار سے بھی نوازتا رہتا ہے۔

یہ افضال وعنایات کا سلسلہ رکنے والا نہیں؛ بلکہ بوسیلہ خاتمین علیہم السلام تا قیامت جاری رہیگا۔

اور ایسے ہی حالات وکیفیات سے بلکہ مقامات تقرب ودیدار الٰہی سے قبلِ مہدی، بعض اصحاب وبزرگ رضی اللہ عنہم اور رحم اللہ اجمعین بھی گزرے ہیں۔

حضور پرنور مہدی موعود علیہ السلام کی تشریف آوری کے بعد سے مہدی موعود پر ایمان لانا اور آپ کے فرامین پر عمل کرنا ضروری ہے؛ اس کے بغیر کسی کو ایسے مقامات تک رسائی ممکن ہی نہیں۔

دعوئے موکد فرمانے کے بعد جب حضور پرنور مہدی موعود علیہ السلام جالور تشریف لائے۔ایک روز حضرت بندگی میاں سیدنا شاہ دلاور رضی اللہ عنہ وضو کروا رہے تھے عرض کیا (مفہوم)

کہ یا امامنا عجب سماں دیکھ رہا ہوں' داڑھی مبارک سے گرنے والے پانی کے ہر قطرہ سے یہی آواز آرہی ہے: **ھٰذا خلیفتہ اللہ المھدی** یعنی یہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے 'تو یہ لوگ (انکار کرنے والے) یہ آواز نہیں سنتے ہوں گے؟ امامنا علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالی نے یہ سننے والے کان تم کو دیئے ہیں۔ہاں البتہ تم سے پہلے کے لوگ یہ آواز سن چکے ہیں۔

قارئین کرام: حضرت میراں سید محمد جونپوری مہدی موعود علیہ السلام کی شان آپ نے پڑھی، یہاں صرف ایک معجزہ کا ذکر ہے پڑھیئے۔

منکرین سے پوچھا جاسکتا ہے کہ حضور ﷺ کے پردہ فرمانے سے نویں صدی ہجری تک کوئی ایسی شخصیت گزری ہے جن کو ایسا معجزہ عطا فرمایا گیا تھا؟

پہلا معجزہ مہدیِ موعود علیہ السلام کی مبارک اور پرنور آواز قریب اور دور والوں کو یکساں سنائی دیتی تھی اور آپؑ کے بیان کے معنی ومطالب ہر شخص کو اپنی اپنی زبانوں میں سمجھ میں آجاتے تھے۔

مثلاً گجراتی، سندھی، بلوچی، رومی، ایرانی، عراقی، افغانی، چینی، روسی اور انگریزی وغیرہ جیسی زبانیں بولنے والوں کو۔

مصدق، خواہ کسی بھی علاقہ کا ہو یا کوئی بھی زبان بولتا ہو چونکہ وہ مہدی موعود علیہ السلام کے مبارک اور پرنور قدموں میں رہتا تھا اسی لئے بلا لحاظ علاقہ یا زبان، ہر شخص کو مہدی موعود علیہ السلام کے بیان کے معنی ومطالب سمجھ میں آجاتے تھے۔

اس بات کی تائید اس آیتِ قرآنی سے بھی مل جاتی ہے سورہ ابراہیم ۱۴۔آیت نمبر ۴: ہم نے ہر

پیغمبر کو اس کی قوم کی بولی بولنے والا پیغمبر بنا کر بھیجا ہے' تا کہ وہ ان سے بیان کر دے۔

مہدیِ موعود علیہ السلام خلیفۃ اللہ ہیں لہٰذا وہ تمام خصوصیات جو انبیاء سے منسلک ہیں آپؑ میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔

آپ کی ذات مراد اللہ ہے' اللہ کی مراد بیان کرنے کے لئے آیت مبارکہ **ثم انا علینا بیانہ** کے مصداق بن کر مبعوث ہوئے تھے' آپ کی ذات سراپا معجزہ تھی۔ صرف ایک معجزہ کا ذکر اوپر آیا کہ بیانِ قرآن سننے والے خواہ قریب ہوں یا دور' سب کو یکساں آواز کا آنا اور ہر قوم کے فرد کو اسی کی زبان میں معنی و مفہوم سمجھ میں آجانا معجزۂ مہدی موعود علیہ السلام ہی تو تھا۔

حضور پرنور محمد رسول اللہ ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد انحطاط یا دینی معاملات میں دن بدن کمزوری یا گھٹاؤ جیسی کیفیت پیدا ہونے لگ گئی تھی۔ اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ نے ہر ایک صدی پر ایک (مجدد) لغوی مہدی کو روانہ فرمایا۔ نو لغوی مہدی کے بعد حضور پرنور مہدی موعود علیہ السلام کی تشریف آوری ہوئی، چنانچہ آپ نے دینی معاملات میں بگاڑ یا گھٹاؤ کی نشاندہی فرمائی اور اصلاح فرمادی۔ چنانچہ حسب ارشاد حضرت خواجہ بندہ نوازؒ ولادت مہدی سے قبل ہی دین نہ رہا تھا۔

حضرت سید محمد جونپوری مہدی موعود علیہ السلام سے پہلے دین کس حالت کو پہنچ چکا تھا؟

ارشاد حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز بلند پرواز رحمتہ اللہ علیہ (گلبرگہ شریف)

حضرت خواجہ سید محمد گیسو دراز، بلند پرواز بندہ نوازؒ کی عمر مبارک ۱۰۵ سال تھی آپؒ کی پیدائش ۷۲۰ھ ہجری کی ہے اور وصال ۸۲۵ھ ہجری میں ہوا اِس طرح امامنا کی تشریف آوری سے صرف ۲۲ سال پہلے آپؒ کا وصال ہوا۔ اور خواجہ صاحبؒ نے ۱۰۵ کتابیں تحریر فرمائی تھیں۔

درج ذیل اقتباس حضرت خواجہ سید محمد گیسو دراز، بلند پرواز بندہ نوازؒ کے ملفوظات کی

کتاب ''جوامع الکلم'' اردو ترجمہ صفحہ نمبر ۹۷ سے لیا جارہا ہے۔ فرماتے ہیں ''دینِ اسلام اپنے پورے جمال وکمال پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں تھا، اس کے بعد خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے اسی راستہ پر قدم جمائے رکھا، یہاں تک کہ تابعین وتبع تابعین تک کچھ کچھ یہ سلسلہ چلتا رہا۔

لیکن ان کے بعد دین جو دَر حقیقت تھا، نہ رہا''۔

☆ مفہوم فرمان مہدیؑ: مہدی موعودؑ کو اللہ تعالیٰ نے اُس وقت جہاں میں بھیجا جب دین' نماز' روزہ' حج' قرآن شریف پڑھنا' موذنی' قضاءت' اچھے کام یہ تمام دنیا کے نصیب کے لئے تھے۔

اللہ واسطے کسی شخص نے عمل نہیں کیا۔ اس کے بعد خدائے تعالیٰ نے مہدی موعود کو بھیجا تو آپؑ نے اللہ کے واسطے عمل کرنے کا حکم فرمایا۔ مخلوق نے آپ کو جھٹلایا مگر مومنوں نے آپؑ کی تصدیق کی۔

اور یہ بھی فرمایا: ''خدائے تعالیٰ نے بندہ کو اس وقت بھیجا کہ مصطفیٰ (ﷺ) کا دین کسی میں نہ رہا تھا مگر مجذوبوں میں۔''

سکرات، عذابِ قبر (قبر کا دبوچنا) قیامت کی ہولناکیاں وغیرہ برحق ہیں اور ہر مصدق اِن تمام پر یقین رکھتا ہے۔

عذاب قبر برحق ہے، فشار بولتے ہیں دبانے یا دبوچنے کو، لیکن بصدقہ مہدی موعود، مصدق خود کو یادالٰہی میں مصروف رکھتا ہے اور نفس کے خلاف جہاد کرتے رہتا ہے تو اس پر خدا کا فضل ہوجاتا ہے۔

موجودہ شہر آگرہ جو پہلے اکبرآباد تھا، مشہور شاعر سیماب اکبرآبادی نے یوں کہا تھا کہ ع

فشارِ قبر کے قابل کہاں رہا سیماب
اسے تو پیس چکیں کروٹیں زمانہ کی

سیماب نے اپنی کیفیت کے لئے زمانہ کی کروٹوں کو ذمہ دار ٹھیرایا۔

لیکن ایک مہدوی کو جس نے پیروی خاتمین صلی اللہ علیہ وسلم اختیار کر لی اور خود مہدی موعود کے فرامین پر چلنے لگا تو پھر وہ خاکی سے تبدیل ہو کر نوری ہو جاتا ہے جو صرف خدا اور فیضان خاتمین صلی اللہ علیہا وسلم سے ہی ممکن ہوا۔

کیونکہ مہدی موعود نے اپنے فرامین کے ذریعہ لائحہ عمل مرتب فرمادیا: بندہ کی تصدیق عمل سے ہے۔ باعمل مقبول، بے عمل مردود۔ اب جو اس سانچہ میں ڈھل گیا تو پھر وہ قبر میں پڑا نہیں رہے گا۔ بلکہ اس سے پہلے وہ اپنے پروردگار کو دیکھ لے گا۔ کیونکہ مہدی نے فرمایا: تصدیق بندہ بینائی خدا

قیامت کی ہولناکیاں ہوں، عالم سکرات ہو یا عذاب قبر یہ تمام برحق ہیں لیکن بہت کم سننے یا پڑھنے کو ملتے ہیں، جو صدقہ اور طفیل ہے حضرت سید محمد جونپوری مہدی موعود علیہ السلام کا۔

کیونکہ اِن تمام باتوں پر ذکر اللہ کی تلقین اور ذکر اللہ کا عمل غالب رہتا ہے اسی وجہ سے یہ باتیں جب مومنین کو پیش آتی ہیں تو اللہ تعالیٰ ان پر آسانیاں فراہم کر دیتا ہے۔

ایک مرتبہ حضور پرنور ﷺ نے ام المومنین بی بی عائشہ صدیقہؓ کے پوچھنے پر فرمایا۔

عائشہؓ ! منکر نکیر کی آواز مومنوں کے کانوں کو ایسی اچھی لگے گی جیسے آنکھوں میں سرمہ اچھا لگتا ہے اور مومنوں کو قبر کا دبوچنا ایسا آرام دہ محسوس ہوگا جیسے شفقت والی ماں سے بیٹا درد کی شکایت کرے اور ماں آہستہ آہستہ (سر) دبائے۔ (بحوالہ مشکوٰۃ المصابیح) اخبار روزنامہ منصف ۲۴ر مارچ ۲۰۱۴ء۔

گروہِ مقدسہ میں قیامت اور ہولناکیوں کا تذکرہ بہت کم سننے یا پڑھنے کو ملتا ہے کیونکہ حضور پرنور ﷺ کے مبارک فرمان کا مفہوم مصدقین کے پیشِ نظر رہتا ہے کہ ''قیامت بروں پر قائم ہوگی''

ماخوذ از: ''مولود میاں عبدالرحمٰنؓ ''

(مصنفہ حضرت بندگی میاں شاہ عبدالرحمٰن رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

نور سراپا نور ہے ذاتِ مہدیؑ

امامنا مہدی موعود علیہ السلام کی ولادت مبارکہ سے قبل آپؑ کی والدہ ماجدہ نے معاملہ میں دیکھا کہ چاند اور دوسری روایت میں سورج آسمان سے نیچے آ کر بی بیؓ کے کرتے کے دامن میں داخل ہو کر نکل گیا۔

جس قدر بلند ہوتا تھا تجلی روشن اور زیادہ ہوتی تھی اسی وقت بی بیؓ بے ہوش اور جذبہ حق میں مستغرق ہو گئیں۔

یہ بات جب بی بیؓ کے بھائی ملک قیام الملک کو معلوم ہوئی تو فرمایا کہ انشاءاللہ آپ کے شکم میں خاتم الاولیاء کو حق تعالیٰ پیدا کرے گا اور قدم بوس ہو کر فرمایا اے میری بہن تو نے ہم کو اور ہماری سات کرسی بلکہ اس سے زیادہ کو سرفراز کیا لیکن شرط یہ ہے کہ اپنے پرائے پر ظاہر نہ کر۔

چار ماہ کے بعد والدہ کبھی کبھی اپنے شکم سے آواز سنتی تھیں کہ ''مہدی موعودؑ حق ہے'' حمل کی مدت معین پر پیر کے دن حضرت رسالت پناہ ﷺ کی ہجرت کے آٹھ سو سینتالیس سال بعد شہر جون پور میں حضرت امامنا مہدی موعود علیہ السلام کی ولادت ہوئی۔

اس وقت سارے شہر جونپور میں ایک تجلی نما روشنی پیدا ہوئی۔ جس سے شہر کے تمام گھر، پتھر اور درخت سب کے سب روشن ہو گئے۔ اس روشنی سے لوگ حیرت سے اِدھر اُدھر دوڑے اور چراغ تو سب بجھ گئے تھے جو صبح تک روشن نہ ہو سکے۔

یہ حضرت مہدی علیہ السلام کی ولادت کا معجزہ تھا۔ علاوہ ازیں اس آیت کی آواز آئی۔ ترجمہ: کہہ دو حق آیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل مٹنے ہی والا تھا'' شہر اور اطراف کے بت

خانوں کے بت اوندھے گر گئے۔

حضرت مہدی موعود علیہ السلام صورت اور سیرت میں حضور ﷺ سے کافی مشابہ تھے چنانچہ مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ ''اگر بندہ اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ایک زمانے میں ہوتے تو کوئی شخص ہمارے درمیان تمیز نہ کرسکتا''۔

آپ کے سیدھے شانہ پر مہرِ ولایت موجود تھی۔ جس کی زیارت حضرت میاں شیخ مومن توکلیؒ اور حضرت یوسف سہیتؓ نے کی تھی۔

پسینے کی خوشبو گلاب کی مانند' لعاب دہن مبارک مشک وعنبر کی طرح خوشبودار' اعضائے مبارک معطر' ایسی خوشبو جیسی کہ آپ نے عطر استعمال فرمایا ہو۔

چہرہ مبارک دیکھنے والوں کی بلاؤں کو دفع کرنے والا' دیکھنے والوں کے لئے باعث راحت اور فرحت دل' کامل عظمت کے ساتھ پورا وقار' شیریں سخن (ایسا کلام جو سننے والے کو مٹھاس کا احساس دلاتا) نرم آواز' زبان مبارک صدق وسچائی سے بھری ہوئی' فصاحت ایسی کہ سننے والوں کو سیری نہ ہو۔

چہرہ پر خوبصورتی' لطافت کے ساتھ منکسر المزاج' بہت رونے والے' کم ہنسنے والے' سراپا کامل لطافت (یعنی ہر کسی سے نہایت محبت وشفقت سے بات کرتے) لیکن سننے والے پر ہیبت طاری رہتی۔

اور دبدبہ طاری رہتا۔ کلام پاک حکمت سے بھرپور' معلومات سے بھرپور' اکثر مسکراتے' مروّت حد سے زیادہ' کامل بہادری' سخاوت' صادق الاقوال' پیمبر افعال' آپ کا حال قرآن شریف کے موافق تھا۔

لیکن معجزہ یہ تھا کہ کھڑے ہوئے لوگوں میں سب سے اونچے' بیٹھے ہوئے لوگوں میں آپ کا پرنور پیکر بلند' شانہ مبارک بلند اور اونچا' کم سوتے' کم گفتگو فرماتے' کم میل جول رکھتے۔

کم خورا کی کا یہ عالم تھا کہ حج کو روانگی کے وقت مسلسل فاقے ہوئے' ساتھی حضرات' آنے پر کچھ کھالیتے لیکن آپ علیہ السلام نے پانی کے چند گھونٹ پر اکتفا فرمایا' جو ایک معجزہ ہے۔

بارہ سالہ جذبہ میں ابتداء میں سات سال نہ تو کھانے کا ایک دانہ تناول فرمایا اور نہ ہی پانی کا ایک گھونٹ پیا' دوسرا معجزہ یہ ہے کہ بعد کے پانچ سال میں ساڑھے سترہ سیر اناج آپ کے شکم اطہر میں گیا ہے۔

بیان قرآن فرماتے' آپ سے ملنے والے کے گناہ دُھل جاتے۔ مردانگی کے فرد اور جواں مردی کا خزانہ تھے۔ اگر کسی سے کوئی زحمت یا تکلیف پہنچتی تو معاف فرمادیتے۔

لوگوں کی عیب پوشی فرماتے۔ غصہ دیر سے آتا اور پھر جلد خوشنود ہوجاتے۔ یعنی جس پر غصہ ہوتے اس کو معاف فرما کر خوشنود ہوجاتے۔

بولنے والے کی بات پوری توجہ سے سماعت فرماتے۔ صرف حق بات ارشاد فرماتے۔ خدا اور رسول ﷺ کے احکامات کی حمایت فرماتے تمام رسوم' عادتوں اور بدعتوں کو مٹاتے۔

چونکہ آپ کی مبارک بعثت خاص وعام پر ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کے ارشاد میں شیرینی' آواز میں نرمی ودیعت فرمادی۔

غریبوں کے مونس' یتیموں کے غم خوار' فقیروں کو عزت دینے والے' احمقوں کی بات پر تحمل فرمانے والے اور ان سے مقابلہ نہ فرمانے والے' بیماروں کی عیادت فرمانے والے۔ (علیہ السلام)

(مولود میاں عبدالرحمٰنؓ سے لیا ہوا یہ مختصر اقتباس ختم ہوا)

اہلِ انکار کا یہ اطمینان ''مہدی موعود آمد و گزشت'' کی بیّن دلیل ہے

حضور پرنور محمد رسول اللہ ﷺ نے حضور پرنور مہدی موعود علیہ السلام کے تعلق سے جس قدر ارشادات فرمائے ہیں کسی اور موضوع پر اتنے ارشادات نہیں فرمائے ہیں۔

حضرت بندگی میاں سید برہان الدینؒ مصنف شواہد الولایت اور دفتر اول و دوم نے ان احادیثِ مہدی کی تعداد سات سو (۷۰۰) بتلائی تھی۔

حضور پرنور ﷺ کی مبارک حیات ہی سے مہدی موعودؑ کے تعلق سے اشتیاق، انتظار اور اضطراب کا آغاز ہو چکا تھا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے دریافت کیا تھا کہ مہدی ہم میں سے ہوں گے یا ہمارے غیر سے؟ حضور ﷺ نے جواب میں ارشاد فرمایا۔ (مفہوم) ''نہیں (ہمارے غیر سے نہیں بلکہ) مہدیؑ ہم میں سے ہوں گے اور جس طرح دین کا آغاز ہم سے ہوا ہے اس کا اختتام مہدیؑ سے ہوگا''۔

حضرت سیدنا امام حسینؓ نے فرمایا تھا کہ اگر میں مہدیؑ سے ملوں تو بالضرور اُن کی خدمت کروں گا اپنی تمام عمر، حالانکہ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ مہدی موعودؑ کے جد ہیں۔

(بحوالہ کتاب تمہید ابوشکور سالمی، ماخوذ از شواہد الولایت اُردو ترجمہ صفحہ ۳۸۰)

حضور پرنور ﷺ کے فرمان کے عین مطابق کہ میری امت کے ہر سو سال کے سرے پر ایک شخص پیدا ہوگا جو دین کی تجدید کرے گا' پس دسویں صدی کے آخری سو سال میں سوائے مہدی کے کوئی مجدد نہیں۔ آمنا وصدقنا

مصدقین کرام! مہدی موعود سے پہلے نو مجدد ہوئے، پھر مہدی موعود ہیں، مہدی موعود

کے بعد کسی مجدد کا کوئی ذکر نہیں، لہٰذا صرف شیخ احمد سرہندی کہنا چاہیئے نہ کہ مجدد الف ثانی۔

امامنا علیہ السلام کے پہلے کے تمام بزرگان اہل سنت ہمارے لئے واجب الاحترام ہیں۔ ان کے نام کے پہلے حضرت اور نام کے بعد رضی اللہ عنہ یا رحمتہ اللہ علیہ لکھنا ضرور ہے۔

البتہ وہ لوگ جو علمیت اور روحانیت میں مشہور رہے ہوں لیکن تصدیق مہدی نہ کئے تو ان کا شمار انکار کرنے والوں میں ہے، لہٰذا صرف نام پر اکتفا کیا جائے۔ نہ احترام ضروری ہے اور نہ ہی توہین ضروری ہے۔

اس سلسلہ میں ولادت مہدی کا مبارک سن ۸۴۷ ہجری یاد رہے۔ اس مبارک سن کے بعد آنے والے تصدیق مہدی سے مشرف ہیں تو یہ ان کے لئے باعث نجات اور اعلیٰ مدارج کا ذریعہ اور خدانخواستہ تصدیق مہدی کی دولت سے محروم ہیں تو اس انکار کا وبال ان پر ہے۔ ان کو ایمان کی سند دینے سے ہمارا ایمان داؤ پر لگ جاتا بلکہ چلا جاتا ہے، ہم کو بہت محتاط رہنا ہے۔

حضور مہدی موعودؑ کی مبارک ولادت کا سن ۸۴۷ ہجری اور وصال کا سن ۹۱۰ ہجری ہے۔

پہلا دعوئے غیر موکد : بمقام کعبہ، رکن و مقام کے درمیان ۹۰۱ ہجری میں فرمایا۔

دوسرا دعوئے غیر موکد: بمقام احمد آباد، بمسجد تاج خاں سالار میں ۹۰۳ ہجری میں فرمایا۔

تیسرا دعوئے موکد : بمقام بڑلی گجرات میں ۹۰۵ ہجری میں فرمایا۔

وصال مبارک : بمقام فرح مبارک، ملک افغانستان، ۹۱۰ ہجری میں ہوا۔

نو بزرگانِ دین جنہوں نے مہدی موعود ہونے کا دعویٰ فرمایا تھا اور ہر دعویٰ دو روز سے کم نہیں، اور بیس روز سے زائد نہیں رہا تھا، ان بزرگوں کو جب حقیقتِ معلوم ہوئی کہ تم مہدی نہیں ہو تو سب نے توبہ کر لی۔ (ان تائب مدعیان کی فہرست چند اوراق قبل گزر چکی ہے)۔

اہلِ سنت کے مشہور بزرگوں مثلاً حضرت مولانا رومؒ، حضرت محی الدین ابن عربیؒ (مبشر

مہدی بہ پہلوانِ دین) حضرت علامہ ابن سیرینؒ، حضرت خواجہ معین الدین چشتیؒ وغیرہم نے مہدی موعود علیہ السلامؑ کی عظمت و بزرگی بیان فرمائی اور حضور پرنور ﷺ کے برابر بتلایا تھا۔ اس طرح تسویتِ خاتمینؐ کے برحق ہونے کی گواہی دی تھی۔

قیام جون پور کے وقت، حضرت خضر علیہ السلام کے فرمانے پر حضرت مخدوم شیخ دانیال اور امامنا علیہ السلام کے بڑے بھائی میاں سید احمد رحم اللہ اجمعین نے تصدیق مہدی کر لی تھی۔ دانا پور، کالپی اور چندیری کے بعد امامنا علیہ السلام مانڈو تشریف لائے۔ بادشاہ سلطان غیاث الدین خلجی کو ان کے بیٹے نصیر الدین خلجی نے قید کر دیا تھا۔ اس لئے حاضر نہ ہو سکے تھے، کہلوایا کہ دو آدمی بھجوایئے تا کہ میں حالات سے واقف ہو جاؤں۔

اس درخواست پر امامنا علیہ السلام نے حضرت بندگی میاں سید سلام اللہ اور حضرت بندگی میاں سید ابوبکر رضی اللہ عنہم کو روانہ فرمایا، ہر دو بزرگوں سے مہدی موعود علیہ السلام کی سیرت مبارکہ سن کر بادشاہ سلطان غیاث الدین خلجی نے کہا:

''ان اخلاق کا صاحب ہوگا مگر مہدی، اور یقین کے ساتھ مانا گیا کہ یہی ذات مہدی موعود ہے۔ پس جس وقت دعوے کے ظہور کا وقت ہوگا اعلان کرے گا''۔

راقم فقیر کے محدود مطالعہ کے تحت عرض ہے بناء دعوئے مہدیت، حضور پرنور مہدی موعود کو مہدی ماننے والے سلطان خلجی ہیں، ان بعد بمقام پٹن حضرت یوسف سہیت رضی اللہ عنہ نے گواہی دی بلکہ دعوے کے اصرار فرمایا: پھر اسی مقام پٹن میں حضرت شاہ رکن الدینؒ نے گواہی دی۔ حضرت بندگی میاں سیدنا شاہ نظام رضی اللہ عنہ کو جب آپ عشق خدا میں کعبہ تشریف لے گئے تو وہاں علماء نے بتایا کہ آپ کا ظرف بہت بزرگ ہے جو صرف خاتم ولایت محمدی ﷺ کے ذریعہ ہے بھر سکتا ہے۔

''اور آپ دونوں میری تصدیق پر گواہ رہو اور کہا کہ ولایت پناہ کی درگاہ میں عرض کرو کہ مجھ کو ایمان ملے، مظلومیت کی حالت میں موت ہو، رتبہ شہادت کا ہو۔ ایک اور روایت میں یہ ہے کہ اور گروہ (مہدی) میں میرا شمار ہو''۔

امامنا علیہ السلام نے ان تینوں درخواستوں کو قبول فرمایا۔ اور فرمایا تینوں باتیں قبول، تینوں باتیں قبول، تینوں باتیں قبول'۔ (دیکھئے کتاب مطلع الولایت از حضرت بندگی میراں سید یوسف بارہ بنی اسرائیل رحمتہ اللہ علیہ) اس کے بعد امامنا علیہ السلام اگلے مقام چاپانیر روانہ ہوئے۔

حضرت سید شاہ راجو قتال حسینیؒ نے مہدی موعودؑ کے رتبۂ خداداد کے اظہار کے لئے ۹۰۵ ہجری تحریر فرمادی تھی۔ جو تحفۃ النصائح میں تھی بعد کے ناقلین (نقل کرنے والوں) نے ''سن ۹۰۵ ہجری'' کو حذف کر دیا۔

درج ذیل یہ دو واقعات امامنا علیہ السلام کی حج سے واپسی کے بعد اور دعوئے موکد بمقام بڑلی سے پہلے مقام پٹن کے ہیں۔

(۱) حضرت یوسف سہیتؓ کے والد کو ایک مجذوب کی آواز سنائی دی تھی کہ مہدی موعودؑ پیدا ہوے انہوں نے دِن تاریخ اور گھڑی لکھ لی تھی۔

جب امامنا علیہ السلام پٹن تشریف لائے تو حضرت یوسف سہیتؓ نے امامؑ کی ولادتِ مبارکہ کے تعلق سے سوال کیا۔

مہدی موعودؑ کے فرمانے پر بندگی میاں سید ابوبکرؓ نے آپؑ کی ولادتِ مبارکہ کی تاریخ دِن اور گھڑی بتلائی جو کہ حضرت یوسف سہیتؓ کے پاس موجود کاغذ کے عین مطابق تھے۔

امامنا علیہ السلام مع ساتھیوں کے جب سفر حج کے لئے تشریف لے جا رہے تھے راستے میں ایک ساتھی کو خیال آیا کہ ساحل سے قریب ایک بزرگ کا مزار ہے لیکن زیارت نہیں ہوسکتی،

اس بات کی اطلاع منجانب اللہ تعالیٰ امامؑنا کو ہوگئی۔

امامنا علیہ السلام نے ان پر ایک تیز نظر ڈالی تو ان کی آنکھوں کے پردے اُٹھ گئے، کیا دیکھتے ہیں کہ ہندوستان بھر کے آرام فرما اولیاء اللہ رحم اللہ اجمعین تشریف لائے ہیں اور اپنے کاندھوں پر رکھ کر جہاز کی رسی کھینچ رہے ہیں۔

فرح مبارک میں امامنا علیہ السلام کی خدمت میں اولیاء اللہ کے سات سلاطین کی ارواح حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ ہم کو آپؑ کا زمانہ نہ ملا، امامؑنا نے فرمایا تم بھی برے نہیں ہو اس جماعت میں داخل ہو۔ اُن سات سلاطین کے اسمائے گرامی یہ ہیں: (ماخوذ از شواہد الولایت)

(۱) حضرت سلطان بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ (۲) حضرت سلطان ابراہیم بن ادہم رحمتہ اللہ علیہ (۳) حضرت سلطان ابوبکر شبلی رحمتہ اللہ علیہ (۴) حضرت سلطان شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ (۵) حضرت سلطان سنجر ماضی رحمتہ اللہ علیہ (۶) حضرت سلطان عبدالخالق عجدلانی رحمتہ اللہ علیہ (۷) حضرت سلطان ابوسعید ابوالخیر رحمتہ اللہ علیہ۔

(۲)۔ بمقام پٹن ایک مجذوب بزرگ حضرت شاہ رکن الدین رحمتہ اللہ علیہ کا یہ اضطراب اور اشتیاق اور ذاتِ مہدیؑ سے عقیدت ملاحظہ فرمایئے۔

جب امامنا علیہ السلام یومِ جمعہ نماز کے لئے شہر نہروالا (پٹن) کی جامع مسجد کو تشریف لے جارہے تھے تو راستے میں شاہ صاحبؒ کا حجرہ تھا، آپؑ کو از غیب اطلاع ملی گئی آپؑ نے اپنے خادم سے کہا کہ ہمارا جامہ لاؤ یہ لو شریعت کا بادشاہ آتا ہے۔ مہدی موعود علیہ السلام سے مخاطب ہوکر تین بار اپنے گال کو زمین پر رکھا اور عرض کیا۔ ''اے ہمارے بابا اچھا ہوا کہ تو آ گیا' اس لئے کہ تمام خوردگان (چھوٹے) یعنی عاشقان حق بیقرار تھے، اور میں بے چارہ تری درگاہ سے بھاگا ہوا رہتا ہوں' یعنی امر شرعی کی اتباع سے معذور ہوں''۔ عاجزی اور انکساری سے عرض کیا۔

''حاصل الامر اس مقام میں تمام خاص وعام نے اقرار کیا کہ ایسا بصیرت پر اللہ کی طرف بلانے والا' سنت کو زندہ کرنے والا' بدعت کو میٹنے والا میراں سید محمد کے مانند کوئی اولیاء سرور انبیاء ﷺ کے زمانے کے بعد ایک بھی نہیں آیا' پس اگر آنا مہدی موعود کا چاہیئے تو یہی ذات ہے''۔

امامنا مہدی موعود علیہ السلام نے اشارہ سے جواب عنایت فرمایا اور روانہ ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ کے حکم سے پتھر' درخت اور وضو کے وقت گرنے والے پانی کے قطرات گواہی دیتے کہ ہٰذا خلیفۃ اللہ المہدی (یہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے)۔

حضرت شاہ رکن الدینؒ جو مجذوب تھے روحانی طور پر امامنا علیہ السلام کی پٹن میں آمد پر چھ میل چل کر استقبال کے لئے آئے تھے۔

بطور مہمان نوازی شاہ صاحبؒ نے موز (کیلے) اور روٹی بھجوائی جو نہ کم ہوئی اور نہ بچی۔ اس واقعہ پر لوگوں کے تعجب کرنے پر امامنا نے فرمایا شاہ صاحب اہل بواطن (باطن کے جاننے والے) ہیں بندہ کے استقبال کے لئے چھ میل چل کر آئے تھے۔

اس یقین کامل کے ساتھ کہ یہی ہستی مہدی موعود ہے' جب پٹن کے عالموں نے مہدی موعود کو آزمانے سوالات مرتب کئے اور حضرت شاہ رکن الدینؒ سے کامیابی کی دعا لینے آئے۔ بجائے دعا دینے الٹا شاہ صاحبؒ ان پر غضب ناک ہو گئے اور نہایت جلال میں فرمایا:

''چوہوں نے ہار بنایا ہے لیکن بلی کی گردن میں کون ڈالے گا؟ اور فرمایا سید کی کٹار ایسی ہے کہ ان کی پشت کو چیر ڈالے''۔

(دیکھئے کتاب ''مطلع الولایت'' از حضرت بندگی میراں سید یوسفؒ بارہ بنی اسرائیل)

الغرض نویں صدی ہجری تک مہدی موعود علیہ السلام کے تعلق سے یہ اضطراب، اشتیاق، اور انتظار کی کیفیت رہی۔

اور جوں ہی امامنا کی ولادتِ مبارکہ ہوئی خاص طور پر یہ کیفیت ختم ہوگئی چنانچہ بعد کے برسوں میں مہدی موعود کے دعوے کے بغیر ہی لوگ جوق در جوق ہزاروں کی تعداد میں آتے گئے اور تصدیقِ مہدی جیسی نعمت سے سرفراز ہوتے گئے۔

احادیث مبارکہ بابتِ مہدی موعودؑ جو صدیوں سے دہرائی جارہی تھیں، اُس میں کوئی کمی بھی نہیں ہوئی تھی لیکن دعوئے موکد کے بعد اہلِ انکار کے ایک طبقہ نے احادیثِ مبارکہ کو گھٹا دیا۔

بلکہ ذکرِ مہدیؑ کو آنے ہی نہ دیا۔ ان لوگوں کو کامل یقین ہوگیا کہ یہی ذات پرانوار مہدیؑ موعود ہے اگر لوگ آپ کی تصدیق کرتے ہیں تو ہمارے چراغ گُل ہوجائیں گے۔

غالباً اسی خوف کی وجہ سے ان اہلِ انکار نے اُمت کو گمراہ کرنا شروع کردیا اور یہ سلسلہ آج تک جاری ہے بلکہ قیامت تک رہے گا۔

الغرض اضطراب، انتظار، اشتیاق کی کیفیات ختم ہوگئیں، چنانچہ ۹۱۰ھ ہجری کے بعد سے ایک مکمل سکوت اور سنّاٹا طاری ہے۔ جو مہدی موعودؑ آمد و گزشت کا بیّن ثبوت ہے۔

اہلِ انکار نے اپنے انکارِ مہدی کو چھپانے اور خود کو منکرانِ مہدی نہ کہلوانے کیلئے یہ افسانہ گھڑا کہ ان کے خیالی مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک ساتھ آئیں گے۔

حالانکہ ارشادِ رسول اللہ ﷺ موجود ہے کہ (مفہوم) وہ اُمت کیسے ہلاک ہوسکتی ہے جسکے شروع میں، میں ہوں آخر میں عیسیٰ بن مریم ہیں اور درمیان میں مہدیؑ میری اہلِ بیت سے ہیں ان کے درمیان ایک ٹیڑھی یا گمراہ جماعت ہے جو نہ مجھ سے ہے اور نہ میں اس سے ہوں۔

امامنا علیہ السلام کی تشریف آوری کے بعد اولیاء اللہ کی پیدائش کا سلسلہ بھی ختم ہوگیا کیونکہ آپ کی ذات خاتمِ ولایتِ محمدیہ ہے ہم مہدوی صرف مہدیِ موعودؑ کے پہلے کے اولیاء اللہ سے عقیدت و محبت رکھتے ہیں اور ان کے روضوں پر حاضری بھی دیتے ہیں۔

بعد کے وہ لوگ جنہوں نے مہدی موعود کی تصدیق نہیں کی اور انکار پر قائم رہے اور اُن کا انتقال ہوگیا تو ایسے لوگوں کو بعض لوگ اولیاء اللہ سمجھتے ہیں ہم ان کی ولایت کے قائل نہیں کیونکہ ولایت وہبی ہوتی ہے کسبی نہیں ہوتی ہے۔

کسی کی عبادتوں، ریاضتوں اور کرامتوں کی شہرت سے ولی ماننا، مناسب نہیں ہے۔

منکرانِ مہدی کے لئے جو ضابطہ ہے ہر منکر پر وہی صادق آتا ہے، وہی ضابطہ ''انکار مہدی کفر'' ہر منکر پر لاگو ہوتا ہے۔

اہلِ انکار نے اپنے اپنے زمانوں میں احادیثِ مہدی کو حذف کرنا شروع کردیا، جس کا سلسلہ جاری ہے اور یہ رُکنے والا بھی نہیں ہے۔ اور اس کا وبال بھی ان ہی پر ہے۔

اہلِ انکار کے تین طبقات ہیں:

(۱) منکرین جنہوں نے صاف طور پر انکار کردیا اور اپنی جگہ رہ گئے۔

(۲) منکرین جنہوں نے انکار بھی کیا اور ان کی کوششیں یہی رہیں کہ کوئی مسلمان تصدیقِ مہدی نہ کرے اور تصدیق سے بے بہرہ رہے۔

اہل انکار کی یہی کوشش ہے کہ ان کی طرح ہر مسلمان تصدیق مہدی سے محروم رہے۔

برادران وخواہران قوم ایک اہم نکتہ پر غور فرمایئے:

مثال کے طور پر تین احادیث شریفہ میں حضور پرنور نے امامکم، امامہم یا امیرہم فرمایا تھا، بعد کے لوگوں نے جو ۸۴۷ھ یا ۹۱۰ھ ہجری یا اس کے بعد پیدا ہوئے اور اہل انکار کے زمرہ میں رہنا پسند کیا۔ اضافی لفظ ''مہدی'' کو بسروچشم قبول کرلیا۔ اس طرح انہوں نے اہل انکار کے زمرہ میں خود کو بعنوان ''اہل انتظار'' لالیا۔ حالانکہ ظہورِ مہدیؑ کے بعد پھر کسی ''مہدی'' کا انتظار باطل ہوگیا۔ اب صرف دین، ایمان اور روحانیت کے اعلیٰ مقامات بواسطہء مہدی طئے

ہوتے ہیں۔بغیر مہدی کے واسطے کے یا وسیلہ کے کوئی ایک انچ آگے نہیں بڑھ سکتا۔

ظہور مہدیؑ سے پہلے کے بزرگوں نے اپنے قیاس سے امیر یا امام کو مہدی سمجھ لیا تھا۔لیکن جو لوگ انکار کے اس لفظ کا استحصال کر رہے ہیں وہ زیادہ خدائی گرفت میں ہیں۔

حضور پرنور ﷺ کے لئے کیا بات مانع تھی جو آپ ﷺ نے امامکم یا امیر ہم فرمایا، لفظ مہدی ارشاد نہیں فرمایا۔ بلکہ یہ بات آپ ﷺ علم میں تھی کہ صدیوں بعد آنے والا وہ وقت مہدی کی امامت یا امارت کا نہیں ہوگا، جن کو گزر کر صدیاں بیت چکی ہوں گی۔صرف ایک امتی امام یا امیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حکم پر امامت کرنے کے لئے متعین کر دیا گیا تھا۔سینکڑوں برس ہو چکے ابھی نزول عیسی علیہ السلام کے زمانے باقی ہے جو ابھی بھی نہیں آیا، جبکہ مہدی موعود آئے اور گئے، اور اس اہم واقعہ کو ہو کر تقریباً چھ سو سال ہو رہے ہیں۔

فرمانِ مہدیؑ کے بموجب مہدی اور مہدویان قیامت تک رہیں گے، اس فرمان سے یہ خیال بھی کیا جا سکتا ہے کہ فیض مہدی جاری ہے اور مہدوی بھی ہیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حکم پر امامت کرنے والے مہدوی بزرگ صرف ان کے تقویٰ اور اعلی روحانی بلندیوں کی وجہ سے بلا لحاظ نسل ونسب آگے بڑھیں گے کیونکہ انہوں کبھی زبر کو زیر جانا تھا اور نہ کبھی زیر کو زبر کو باور کروایا تھا۔ کیونکہ خوف وعشق خداوندی اور عشق خاتمین صلی اللہ علیہما وسلم نے راہ عشق سے ان کو ہٹنے نہ دیا تھا اور وہ ڈرتے رہے تھے کہ زیر کی تبدیلی زبر سے کیا یا زبر کو زیر بولا تو خود میری دنیا اور آخرت دونوں زیروزبر ہو جاتیں۔

یعنی ولادت ۸۴۷ھ ہجری دعوئے موکد ۹۰۵ھ ہجری اور پردہ فرمانے کا دور ۹۱۰ھ ہجری ہے اب کوئی مہدی آنے والے نہیں ہیں اب صرف حضرت عیسیٰ ؑ کا نزول باقی ہے۔اور قیاس غالب ہے کہ حکم عیسیٰ علیہ السلام پر نماز پڑھانے والے کوئی مہدوی بزرگ ہی ہونگے۔

آگے بڑھنے سے قبل کچھ واقعات جون پور تا دعوئے موکد بڑلی مکرر پڑھیئے۔

امامنا مہدی موعود علیہ السلام کی مبارک پیدائش بروز دوشنبہ ۱۴ جمادی الاول سن ۸۴۷ ہجری کو جونپور میں ہوئی، جس کے بعد شہر اور اطراف شہر کے بت خانوں کے بت اوندھے منہ گر گئے، اور پورا شہر روشن ہو گیا۔ اور اس آیت کی آواز آئی جس کا ترجمہ ہے: ''کہہ دو حق آیا اور باطل مٹ گیا بے شک باطل مٹنے ہی والا تھا''۔

اس مبارک پیدائش کے بعد چالیس برس تک آپ جون پور میں قیام فرما رہے، آپ کی شان خلیفۃ اللہی کے سبب لوگ بشمول بادشاہ جونپور سلطان حسین شرقی مرید و معتقد ہوئے۔ جب آپ علیہ السلام کی مبارک عمر چالیس ہوئی اللہ کا حکم آیا کہ ہماری راہ میں ہجرت کرو اور لوگوں کو ہماری طرف بلاؤ۔

اس حکم خداوندی کے بعد آپ جون پور سے روانہ ہوئے اور مختلف مقامات سے ہو کر سفر حج پر روانہ ہوئے، روانگی کے وقت سفر کے ساتھیوں کو یہ معجز نما حکم ارشاد فرمایا کہ ساتھ میں پینے کا پانی بھی نہ رکھو، جو خدا خشکی پر دینے پر قادر ہے وہی تری (سمندر) میں بھی دے گا۔

سنہ ۹۰۱ ہجری میں کعبہ میں رکن و مقام کے درمیان کعبہ کے طوافِ مہدی کے بعد بہ حکم خدا دعوئے مہدیت یوں فرمایا کہ ''میں مہدی موعود ہوں، جس نے میری پیروی کی وہ مومن ہے''۔

حج سے واپسی ہوئی اور واپس ہندوستان آ کر بہ مقام احمد آباد تاج خان سالار کی مسجد میں قیام فرمایا اور سنہ ۹۰۳ ہجری میں بحکم خدا دوسرا دعویٰ مہدیت فرمایا اور فرمایا کہ ''میں مہدی موعود ہوں جس نے میری پیروی کی وہ مومن ہے''۔

پہلے اور دوسرے دعوے کی خاص بات یہ تھی کہ اپنے منکر کو کافر نہیں فرمایا۔ سنہ ۹۰۵ ہجری میں تیسرا دعویٰ بہ مقام بڑلی یہ فرمایا کہ میں مہدی موعود ہوں جس نے میری تصدیق کی وہ مومن

ہےاور جس نے انکار کیا وہ کافر ہے۔

مبارک پیدائش ۸۴۷ھ ہجری تا ۹۰۱ھ ہجری یعنی کوئی ۵۴ سال تک آپ نے کوئی دعویٰ نہیں فرمایا تھا اس کے باوجود لوگ تصدیق مہدی سے مشّرف ہوتے گئے۔ بعد کے مزید چار سال میں دو دفعہ صرف میں مہدی ہوں جس نے میری پیروی کی وہ مومن ہے فرمایا۔ لیکن اپنے انکار کرنے والے کو کافر نہیں فرمایا تھا۔ اس طرح لوگوں کو ۵۸ برس تک موقعہ ملتا رہا کہ پورے اطمینان قلب کے بعد تصدیق کرو، اس مدت کی تکمیل کے بعد دعوئے موکد فرمایا،

ہمارا کام ہے کہ خاص طور پر ۹۰۵ھ ہجری یا بعد کے برسوں میں پیدا ہوئے منکران مہدی کی بیان کردہ احادیث شریفہ یا روایات پر آنکھ بند کر کے اعتماد نہ کریں، انکار مہدی کے جذبہ کے تحت ممکن ہے کہ یہ لوگ زیادتی یا کمی بھی کر چکے ہوں۔ ہماری قومی کتب میں احادیث شریفہ ،روایات اور واقعات ہیں، جو قابل اعتماد ہیں لہٰذا ان ہی سے استفادہ کیا جا سکتا ہے۔

اہل انکار کے دو زمروں کے بعد تیسرا زمرہ مرتدین کا ہے۔

(۳) منکرین جو گروہ مقدسہ میں پیدا تو ہوئے لیکن نفس اور شیطان کے بہکاوے میں آ کر انکارِ مہدی کر دیا، پھر جرأت کی کمی کی وجہ سے اظہار نہ کر سکے لیکن ان لوگوں کی کوششیں یہی رہتی ہیں کہ (نعوذ باللہ) مہدوی مرتد ہو جائیں، حالانکہ ''اللہ جسے رکھے اُسے کون چکھے''؟

مہدی موعودؑ کی بعثت احکاماتِ ولایت بتلانے کے لئے ہوئی تھی، اولیاء اللہ کے پاس احکاماتِ ولایت مثلاً ترکِ دنیا اشتیاقِ دیدارِ خدا، فقر و توکل اور عزلت پسندی وغیرہ پر عمل ہوتا رہا، یہ ناممکن ہے کہ ولایت پر چلیں اور ذکرِ مہدیؑ نہ کریں۔ لیکن ان کے ملفوظات یا واقعات میں نام مہدی یا تذکرہ مہدی موعود نہیں ملے گا۔ اور یہ نام کا چھپا دیا جانا بعد کے ادوار کے نقل نویسوں کی کارگزاری ہے جس پر آج تک اس بد دیانتی کی پرسش جاری ہوگی، کیونکہ انہوں نے مشیت و

حکمت الٰہی کو اپنی دانست میں باطل کر دینے کی ناکام کوشش کی تھی۔

جیسا کہ آپ نے اوپر پڑھا خدمتِ مہدیؑ میں اولیاء اللہ کے سات سلاطین کی ارواحِ مبارکہ آتی ہیں اور اپنی نیازمندی کا اظہار فرماتی ہیں۔

ناممکن ہے کہ ان حضرات نے اپنے ملفوظات یا ارشادات میں ذکرِ مہدی نہ کیا ہو۔ جیسا کہ آپ نے ابھی پڑھا کتابیں، خواہ احادیث کی ہوں یا اولیاء اللہ کی سیرتیں یا کتب تصوف، ان میں کسی جگہ ذکرِ مہدیؑ نہ پائیں گے یہ اہلِ انکار کی کارستانی ہے کہ اُنہوں نے سرے سے نام مہدی کو حذف کر دیا۔ اس کی ایک مثال پڑھیئے۔

حضرت خواجہ بندہ نوازؒ کے ملفوظات کی کتاب جوامع الکلم میں درج ایک حدیث شریف تو ہے لیکن ادھوری، جس کا مفہوم یوں ہے ''ہر اُمت میں نبی کی نظیر ہوتی ہے''۔

جبکہ پوری حدیث شریف یوں ہے کہ ''ہر نبی کی اُمت میں اُس کی نظیر ہوتی ہے اور میری اُمت میں میری نظیر مہدی ہے''۔ ذکرِ مہدی کو اسی خوف سے حذف کیا گیا کہ لوگ کہیں حضرت میراں سید محمد جونپوری مہدی موعودؑ کی تصدیق نہ کر لیں۔

اہلِ سنت کے جلیل القدر عالم دین اور اکابرین میں سے ایک حضرت علامہ سعد الدین اہلِ تفتازانیؒ نے اپنی کتاب ''شرح عقائد'' میں لکھدیا تھا کہ مہدیؑ اور عیسیٰ ایک ساتھ آئیں گے۔

حقیقتِ حال معلوم ہونے پر اس کی تردید اپنی دوسری کتاب ''شرح مقاصد'' میں فرمادی کہ ''مہدی اور عیسیٰ علیہم السلام ایک ساتھ آنے کی بات بے اصل ہے۔ یہ جو کہا جاتا ہے کہ عیسیٰ مہدیؑ کی اقتداء کریں گے یا مہدیؑ عیسیٰ کی اقتداء کریں گے ایک ایسی بات ہے جس کی کوئی سند نہیں پس اس پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیئے''۔ (سراج الابصار مصنفہ حضرت میاں عالم باللہؒ)

فرامین وسیرتِ مہدیؑ ہی
آپ کے مہدی موعودؑ ہونے کا ثبوت ہے

حسب ارشاد حضرت بندگی میراں سید یوسف بارہ بنی اسرائیلؒ مہدی موعودؑ کی سیرت ہی آپ کے مہدی موعودؑ ہونے کا ثبوت ہے۔

آفتاب آمد دلیل آفتاب

انصاف نامہ، حاشیہ انصاف نامہ اور نقلیات حضرت بندگی میاں سید عبدالرشیدؒ سے چند نقلیات پیش کئے جارہے ہیں۔ ارشادات وفرامین مبارک مہدی موعود اتنے تاباں ودرخشاں ہیں کہ ذہن صاف ہو اور حق بات کو قبول کرنے کے لئے دل صاف ہو تو پڑھنے والا یہی کہہ اٹھے گا کہ واقعی حضرت سید محمد جونپوری ہی مہدی موعود برحق ہیں۔

مصدقین! خدا کو پانے کی اپنی کوششیں جاری رکھئے۔

فرامین مبارکہ مہدی موعود علیہ السلام:

☆ ''ہم کو حق تعالیٰ نے مخصوص اس لئے بھیجا ہے کہ جو احکام اور بیان کہ ولایتِ محمدیہ ﷺ سے تعلق رکھتے ہیں مہدی کے واسطے سے ظاہر ہوں۔''

☆ ''ہم خدائے تعالیٰ کی کتاب پر مامور ہیں۔ اللہ کی کتاب جس کو کافر کہتی ہے ہم بھی کافر کہتے ہیں اپنی طرف سے کوئی بات نہیں کہتے، ہم اللہ کی کتاب کے تابع ہیں''۔

☆ ''نہ کسی سے کام نہ کسی پر بار، نہ کوئی نظر میں''

☆ فرح مبارک میں کوتوال نے امامنا علیہ السلام کی شان میں بے ادبی کی اور سامان شمشیر وہتھیار ضبط کر لئے۔ حضور پرنور ﷺ نے کوتوال کی اس بے ادبی پر سپہ سالار کے خواب میں تشریف لاکر اپنی ناراضگی ظاہر فرمادی۔ جس پر اس نے کوتوال کو طلب کیا، اور حالات

دریافت کئے، کوتوال نے حالات بتلا دیئے' اس کے بعد کوتوال نے خدمت امامنا علیہ السلام میں آ کر ضبط شدہ سامان کی فہرست مانگی۔ اس پر آپؑ نے یوں فرمایا

''ہماری مِلک سے کوئی چیز تلف نہیں ہوئی ہم خدا کے سوا کوئی چیز نہیں رکھتے' ہمارا خدا ہم سے تلف نہیں ہوا ہے''۔ (امامنا علیہ السلام کا یہ فرمان کسی معجزہ سے کم نہیں ہے جو کتاب ''تقلیات حضرت بندگی میاں عبدالرشید رحمتہ اللہ علیہ سے لیا گیا ہے)۔

☆ بمقام سندھ حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے قاضی سندھ سے سوال فرمایا کہ تم کہاں کے قاضی ہو؟ قاضی نے جواب دیا ملک سندھ کا قاضی ہوں۔ امامؑ نے سوال فرمایا سندھ کس کا ملک ہے؟ قاضی نے جواب میں عرض کیا جام نندہ کا (جام نظام الدین عرف جام نندہ)۔

اس کے بعد امامؑ نے سوال فرمایا جام کس کا ہے؟ قاضی نے جواب میں عرض کیا خدائے تعالیٰ کا' مہدی علیہ السلام نے دریافت فرمایا خدائے تعالیٰ کس کا ہے؟ قاضی صاحب نے جواب دیا یہاں تک اپنے علم سے میں نے جوابات دیئے ہیں۔

ہمارا علم ختم ہو چکا ہے جو کچھ خوندکار فرمائیں (یعنی آپ فرمائیں) وہ تحقیق ہے۔

امامؑ کا یہ ارشاد ہی کسی معجزہ سے کم نہیں فرمایا:

''اے قاضی خدا اس کا ہے جو خدا کو حاصل کر لے''

☆ ''شمشیر کا کام کاٹنا' پانی کا کام ڈبونا اور آگ کا کام جلانا ہے لیکن (بفضل خدا) مہدیؑ اور مصطفیٰ (ﷺ) پر کوئی قادر نہیں ہو سکتا۔

★ ایک عالم نے سوال کیا مہدی آخر الزماںؑ کی شان یہ ہے کہ تمام کلام اللہ کی مراد ایک آیت میں بیان کرے۔ حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے میاں دلاورؓ سے فرمایا تم بیان کرو۔

میاں دلاورؓ نے فرمایا ''خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے تو اس بات کو جان کہ اللہ کے سوا کوئی اللہ نہیں' تمام کلام اللہ کی مراد اس آیت میں ہے۔'' (لا الہ الا اللہ)

☆ لآ الٰہ الا اللّٰہ کسی کے دل پر اتنی مقدار میں ٹھہر جائے جس طرح کہ کوئی شخص مونگ کا دانہ گائے کی سینگ پر ڈالے اور آواز کرے۔ اس کا کام تمام (مکمل) ہو جائے۔

توکل کی تعریف میں یوں فرمایا ''توکل وہ ہے کہ تو خدائے تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کرے اور رات دن اسی طلب میں رہے کہ کس وقت خدا کو حاصل کروں گا۔

☆ ''جو اشخاص ہمارے ہیں نابینا (خدا کو دیکھے بغیر) نہیں مریں گے۔

☆ ''جہاں کہیں رہو اللہ کے ذکر میں رہو ہم تمہارے بہت نزدیک رہیں گے تم جس وقت توجہ کرو ہم تمہارے پاس ہیں۔''

☆ مفہوم فرمان: ''حریص دوزخی ہے' قناعت پسند بہشتی ہے''

کوئی شخص مہدی موعود علیہ السلام کی مبارک جوتیاں سامنے لا کر رکھتا تو آپ اپنے ہاتھ سے یہ جوتیاں لے کر دور ڈالتے اور وہاں جا کر پہنتے اور فرماتے ''مہدی جوتیاں اُٹھوانے کے لئے نہیں آیا۔ مہدی کا آنا خدا تعالیٰ تک پہنچانے کے لئے ہے۔''

☆ ''بندہ کے آنے سے دل روشن ہوئے۔ کثرتِ عمل اور گفتار سے نہیں''

☆ ''اپنی بھوک کے تین حصے کرو' ایک حصے کے لئے روٹی کھاؤ' دوسرے حصے کے لئے پانی پیو اور ایک حصہ خالی رکھو تا کہ ذکر کیا جائے۔ اگر پیٹ بھر کھاؤ گے تو ذکر نہ کر سکو گے اور سو جاؤ گے''

☆ ''مہدیؑ کے دائرے میں تینوں گروہ ہوں گے جیسا کہ مصطفیٰ (ﷺ) کے دائرے میں تھے۔ مومن' منافق اور کافر۔ لیکن منافقوں اور کافروں کو خدائے تعالیٰ دائرہ میں نہیں مارے گا''

☆ صحابہ کرامؓ نے پوچھا کہ طالب کے لئے کیا چیز فرض ہے جس کی وجہ سے خدا کو پہنچے۔ فرمایا ''وہ چیز عشق ہے، پوچھا گیا عشق کیوں کر حاصل ہوتا ہے؟ فرمایا دل کی توجہ ہمیشہ حق کی

طرف رکھے اس طرح کہ دل میں کوئی چیز مائل نہ ہو اس مقصد کے لئے ہمیشہ گوشہ نشینی اختیار کرے اور کسی کے ساتھ مشغول نہ ہو نہ دوست کے ساتھ نہ اغیار کے ساتھ' ہر حالت میں حق کا ملاحظہ کرے' کھڑے ہوئے، بیٹھے ہوئے اور لیٹے ہوئے' کھانے پینے کے وقت ہر حالت میں حق کا ملاحظہ کرے۔''

☆ بابت تسویت: ''نبیؐ اور مہدیؑ کا ایمان کسی کے لئے روا نہیں''

☆ ماخوذ از کتاب نقلیات: رسول اللہ ﷺ کا خنّاس اور مہدیؑ کا خنّاس دونوں خنّاس مسلمان تھے۔

☆ صحابہ نے عرض کیا یزید پر لعنت بھیجنا کیسا ہے؟

''مہدی علیہ السلام نے فرمایا' اپنے نفس پر لعنت بھیجو کیوں کہ نفس تم کو ذلیل کرتا ہے اور ہر ایک کے لئے نفس مشکل ہے۔

دوسری روایت کا مفہوم یوں ہے کہ یزید پر لعنت مت بھیجو' اپنے نفس پر لعنت بھیجو۔ کیونکہ یزید کا نفس ہی تھا جو اس نے حضرت امام حسینؓ کو شہید کروایا تھا۔

جب آپ علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ شیطان پر لعنت کرنا کیسا ہے؟

حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ اس پر خدا اور فرشتے لعنت کرتے ہیں تمہارے لعنت کرنے سے شیطان خوش ہوتا ہے' خدا کی یاد کو بھلا دیتا ہے۔ تمہارے لعنت کرنے سے وہ خوش ہوتا اور یاد خدا کو بھلا دیتا ہے۔

☆ حضرت مہدی علیہ السلام نے حق تعالیٰ کی درگاہ میں دعا کی تھی کہ اس بندہ کے گروہ کے بھید کو پوشیدہ رکھ' ظاہر مت کر' ان کے بھید کو اس جہان میں کوئی نہ جانے۔ وہ دعا قبول ہوگئی۔

انکار مہدیؑ کی وجہ؟

قارئین کرام! امامنا علیہ السلام کا ہر فرمان آپ کے مہدی موعود برحق ہونے کی دلیل

ہے اس کے باوجود لوگ انکار کرتے ہیں اس کی وجہ کیا ہے؟

☆ حضرت میاں شیر ملکؓ نے حضرت مہدی علیہ السلام سے پوچھا کہ جو کچھ خوندکار فرماتے ہیں سب حق ہے تو پھر علماء کس لئے مخالفت کرتے ہیں؟

فرمایا کہ یہ لوگ ضعیف ہیں اگر ان میں قوت ہو تو مجھ کو سنگسار کریں کیونکہ دنیا مخالف علماء کی محبوب ہے جو شخص کسی کے محبوب کو گالی دے تو کیوں اچھا معلوم ہو؟''

☆ فرمایا'' یہاں (مہدی موعودؑ کے پاس) ایک چیتل کا تعین ہوتا تو بہت سے لوگ آتے (تصدیق کرتے) کیوں کہ نفس مقید (متعین یا مقرر کردہ) پر آتا ہے۔

مطلق (بلاتعین) پر نہیں آتا۔ اگر چہ کہ ایک لاکھ تنکے مطلق (بلاتعین) پہنچیں تو نہیں آتا۔ مگر مقید (متعین یا مقرر کردہ) ایک چیتل کا ہو تو آتا ہے۔

مکتبِ مہدیؑ کا معجزانہ تصرف:

بمقام پٹن حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایت رضی اللہ عنہ کا جامہ کانٹے دار درخت سے لپٹ گیا اس کے بعد میاںؓ وہیں بیٹھ گئے۔ اور اپنے حال کی حکایت شروع کی کہ

''الٰہی یہ بندہ مرشدی کے لائق نہیں اور مہدی موعودؑ کی جائے پر بیٹھنا اور پسخوردہ دینا اور سویت کرنی میرے لئے سزاوار نہیں ہے''۔

اس کے بعد حق تعالیٰ کی صدا آئی کہ اے سید خوندمیر تو ہمارا مقبول ہے اور ہم نے تجھ کو سید محمد کی جائے نشینی کے لائق کیا ہے۔ اور کئی خلعتیں تجھ کو سرفراز کی ہیں اور ہم نے تجھ کو قرآن کا معنی عطا کیا ہے۔ اس کے بعد بندگی میاںؓ نے مکرر عذر کیا' بعد ازاں پھر صدا آئی کہ تجھ سے بہت کام ہے تو کہاں جاتا ہے۔'' (ماخوذ از انصاف نامہ اردو ترجمہ صفحہ ۱۶۹)

سوال: کلمہ گو کو کافر کس طرح کہا جاسکتا ہے؟

(ماخوذ از کتاب ''فیضانِ مہدیِ موعودؑ زندگی کے ساتھ اور بعد'' صفحات ۶۸ تا ۷۲)

انکارِ مہدیؑ کفر

اہل سنت کے پاس یہ ضابطہ ہے کہ اگر کوئی شخص حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کا انکار کردے تو وہ کافر ہے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ خلیفۂ رسول ﷺ ہیں جبکہ مہدی موعودؑ خلیفۃ اللہ ہیں تو آپؑ کا انکار کرنے والا زیادہ درجہ کا کافر ہے۔

حضور ﷺ کے فرمان سے ''مہدی نوحؑ کی کشتی کے مانند ہے، جو اس میں سوار ہوا (یعنی تصدیق کیا) نجات پایا اور جس نے منہ پھیرا (یعنی انکار کردیا) غرق ہوگیا''۔

حضرت ثانی مہدیؓ کی خدمت اقدس میں ملا احمد خراسانی چند ماہ رہا تھا۔ اس نے پوچھا کہ منکرِ مہدیؑ کو کیا فرماتے ہو؟ حضرتؓ نے فرمایا کافر کہتا ہوں۔ اس نے پھر پوچھا کہ میں اگر انکار کردوں؟ حضرت ثانی مہدیؓ نے فرمایا اگرچہ بایزید ہوں اور انکار مہدی کردیں تو کافر ہوجائیں (تمہاری کیا حیثیت ہے؟)۔

حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ نے فرمایا ''جو شخص نبی کریم ﷺ کی نبوت پر ایمان لائے اور آپ کی ولایت پر ایمان نہ لائے تو ایسا ہی کافر ہوتا ہے جیسا کہ یہود ونصاریٰ، محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت کا انکار کرکے کافر ہوئے کیونکہ نبوت نبی کا ظاہر ہے اور ولایت نبی ﷺ کا باطن ہے۔

بعض مصدقین کا خیال ہے کہ کلمہ گو کیوں کر کافر ہوسکتا ہے؟ امامنا مہدی موعود علیہ السلام کی

تشریف آوری مسلمانوں کو مومن بنانے کے لئے تھی، جن لوگوں نے آپؑ کی مہدیت کی تصدیق کی وہ مومن ہوئے اور نفس پرستی یا حب دنیا کی وجہ سے انکار کر دیا وہ کافر ہو گئے۔

امامؑ نے جب پہلا دعویٰ ۹۰۱ھ بمقام کعبۃ اللہ، رکن و مقام کے درمیان فرمایا۔ اور فرمایا کہ میں مہدی موعود ہوں جس نے میری پیروی کی وہ مومن ہے۔ (اپنے منکر کو کافر نہیں فرمایا)۔

دوسرا دعویٰ ۹۰۳ھ احمد آباد میں تاج خاں سالار کی مسجد میں فرمایا اور یہ فرمایا میں مہدیِ موعودؑ ہوں، جس نے میری پیروی کی وہ مومن ہے۔ (اپنے منکر کو کافر نہیں فرمایا)۔

لیکن جب تیسرا دعوئے موکد ۹۰۵ھ بمقام بڑلی فرمایا تو اس وقت اپنے انکار کرنے والے کو کافر فرمایا۔ اس وقت کی تفصیل کتاب ''المہدی الموعودؑ'' سے لی گئی ہے۔

امام علیہ السلام نے پیراں پٹن سے روانہ ہو کر موضع بڑلی میں اقامت فرمائی۔ یہاں پہنچ کر نماز قصر موقوف فرمائی، اور پندرہ دن کے بعد دوشنبہ (پیر) کے روز بعد نماز فجر اپنی قیام گاہ سے قریب کھرنی کے درخت کے نیچے ایک صاف اور کھلے میدان میں بیانِ قرآن فرما رہے تھے۔

حاضرین میں علماءٔ فاضل لوگ، امراءٔ روساء اور مصدقین اور معتقدین و مریدین موجود تھے، کہ یک بیک اثناء بیان قرآن آپؑ کے مبارک چہرہ کا رنگ متغیر ہونے لگا، اور ایسے آثار نظر آنے لگے جیسے کہ نزولِ وحی کے وقت خاتم النبوۃ ﷺ کے مقدس و پرنور چہرہ مبارک پر نظر آتے تھے۔ اس حالت میں حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے حاضرین کو مخاطب فرمایا۔

'' **یا ایھا الاخوان** ! تم دیکھتے ہو کہ اس بندے کو پوری صحت ہے بیمار نہیں ہوں، ہوشیار ہوں، نیند اور نشے میں نہیں ہوں، عقل کامل رکھتا ہوں، مجنون و مخبوط الحواس نہیں ہوں، غنی دل ہوں، مفلس و مضطر نہیں ہوں، ایسی صحت و ہوشیاری، علم و عقل کے ساتھ خدائے تعالیٰ کے متواتر اور اشدِ تاکید حکم کی بناء پر جو بلا واسطۂ الہام و ملک (فرشتہ) بالمشافہ اس بندہ کو ہو رہا ہے۔ دعویٰ

کرتا ہوں کہ یہ بندہ مہدی موعود ہے اور خدا کی طرف سے خلیفہ ہے۔ اور محمد رسول اللہ ﷺ کا تابع (تام) ہے اور اپنی دعوت پر دو شاہد عدل پیش کرتا ہوں پہلا مطابقت کلام اللہ اور دوسرا اتباع محمد رسول اللہ (ﷺ)، اور بندہ اس حکم پر مامور من اللہ ہے اور بامر اللہ اپنی دعوت سناتا ہے اس بندہ کی تصدیق فرض ہے اور اس بندہ کا انکار کفر ہے۔ جو بندہ کا مصدق ہے وہ مومن ہے اور جو بندہ کا منکر ہے وہ کافر ہے''۔

اس فرمان کے بعد سب سے پہلے حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ نے نعرۂ آمنّا وصدّقنا بلند فرمایا' جس کے بعد تین سو ساٹھ جلیل القدر اصحاب ذی علم نے بھی نعرہ آمنا وصدقنا بلند فرمایا جیسا کہ دور نبوت ﷺ میں اصحابؓ نے کیا تھا۔

مہدی موعودؑ نے اس وقت اپنی دو انگلیوں سے اپنے پرنور پوست کو پکڑ کر فرمایا:

''یہ گوشت و پوست بندہ کا ہے جو شخص اس ذات کی مہدیت کا انکار کرے وہ کافر ہے''۔

مزید فرمایا: ''سید محمد بن سید خاں کی مہدیت کا انکار کفر ہے''۔

نوٹ: (حضرت مہدی موعودؑ کے والد کا نام سید عبداللہ اور خطاب سید خاں ہے)۔

بعض احادیث میں بھی انکار مہدیؑ کو کفر فرمایا گیا ہے۔ مثلاً طبقات الفقہاء میں ہے کہ فرمایا نبی ﷺ نے جو کوئی انکار کیا مہدیؑ کا پس وہ کافر ہے۔

ایک اور حدیث شریف کا مفہوم یوں ہے: ''جو کوئی جھٹلایا مہدیؑ کو پس وہ کافر ہوا۔ تیسری حدیث شریف میں ہے ''قریب ہے کہ نکلے میری امت سے ہر سو سال پر ایک مہدی' ان میں سے نو مہدی لغوی (بہ معنی ہدایت یافتہ) ہوں گے اور دسواں مہدی موعودؑ ہوگا جو اس پر ایمان لایا وہ مجھ پر ایمان لایا اور جو اس کو جھٹلایا پس وہ مجھ کو جھٹلایا''۔ (ختم شد)

(ماخوذ از کتاب فیضانِ مہدی موعودؑ، زندگی کے ساتھ اور زندگی کے بعد)

منکرین کی اقتداء نہ کی جائے

بمقام کاہہ نصر پور حضرت امام مہدی موعود علیہ السلام نے اپنے ماننے والوں کو یہ حکم فرمایا کہ ''منکران مہدی کے پیچھے نماز مت پڑھو اگر پڑھ لی گئی ہے تو لوٹا لو''۔

ہر مصدق اس فرمان پر بلا چوں وچرا عمل کرتا ہے البتہ جن کے دلوں میں شک وشبہ ہے وہ اس حکم امامؑ کو قبول کرنے میں تامل کرتے ہیں۔ ایسوں کی تفہیم کے لئے چند سطور پیش ہیں۔

اقتداء غیر سے پرہیز کا معاملہ صرف مہدویوں سے ہی جڑا ہوا نہیں ہے بلکہ اہل سنت کے پاس بھی اقتداء کے معاملے میں احتیاط کرتے ہیں کیونکہ ائمہ اربعہ کے پاس مسائل کے لحاظ سے کئی امور میں اختلافات ہیں۔

مثلاً وضو میں سر کا مسح: پورے سر کا مسح امام مالکؒ کے پاس فرض، جبکہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کے پاس پاؤ سر کا مسح فرض ہے۔ اور امام شافعیؒ کے پاس چند بال چھو لینے سے وضو ہو جاتا ہے۔

علاوہ ازیں امام مالکؒ امام شافعیؒ امام احمد بن حنبلؒ اور امام محمدؒ کے پاس وتر کی نماز سنت ہے۔ امام اعظمؒ کے پاس واجب اور امام زفرؒ کے پاس فرض ہے۔

اسی طرح شب قدر کے تعین میں بھی اختلاف ہے امام اعظمؒ کے پاس رمضان المبارک کی ستائیسویں رات شب قدر ہے۔ امام شافعیؒ کے پاس اکیسویں رمضان کو ہے جبکہ امام مالکؒ کے پاس رمضان المبارک کے آخری دہے میں ہے۔

ان اختلافات کے باوجود چاروں اماموں کے ماننے والے خود کو اہل سنت اور مسلمان ہی کہتے ہیں سعودی عرب کے موجودہ شاہی خاندان آل سعود سے پہلے کعبہ کی مسجد حرام میں فقہ کے چاروں اماموں کے مصلے صدیوں تک بچھے ہوئے تھے۔

ائمہ اربعہ یعنی حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ حضرت امام شافعیؒ حضرت امام مالک اور حضرت امام احمد بن حنبل رحم اللہ اجمعین کے مقلد پیش امام اپنے اپنے وقت پر آتے اور اپنے اپنے طریقے سے نماز پڑھاتے اور مقتدی نماز ادا کر کے جایا کرتے تھے' تقریباً ہزار سال تک یہ مصلے مسجد حرام میں بچھے رہے تھے۔آل سعود نے حکمرانی کے زعم میں ان مصلوں اٹھادیا۔

اور مسلمان ان اختلافات کو اتحاد اسلامی کے خلاف نہیں سمجھتے تھے۔نفس کے ورغلانے پر کہ ''مسلمان ہوکر مسلمانوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنا اتحاد اسلامی کے خلاف ہے۔تو کیا یہ بات دافع ہلاکت امت مہدی موعودؑ کے علم میں نہ تھی؟

چاروں ائمہ مجتہدین کے تعلق سے اہل سنت کا ضابطہ یہی ہے کہ چاروں ائمہ دین میں حق دائر وسائر ہے۔عدم واقفیت یا معلومات کی کمی کے پیش نظر مہدویوں کی طرف سے نمازوں میں منکرین کی اقتداء کر لینا گناہ ہے،اور نمازیں ضائع ہورہی ہیں۔

ان کے علاوہ وہ لوگ جنہوں نے دنیا کی خاطر منکرین کی اقتداء کر لی ہے تو ایسی نماز اطاعتِ مہدیؑ کے خلاف ہوگی،جس کے دہرانے کی ضرورت ہے۔

ساتھ ساتھ یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ چند لوگ دنیا پرستی' آپسی تعلقات یا غیروں میں رشتہ داری' خوشامد' چاپلوسی وغیرہ وغیرہ جیسے امور کی خاطر بلا کراہت منکرانِ مہدیؑ کی اقتداء کر لیتے ہیں۔

صرف یہ لوگ ہی گناہ گار نہیں ہیں بلکہ ساتھ ساتھ وہ لوگ جو ان کو منع نہیں کرتے بلکہ اجازت دیتے ہیں جب ایسوں سے پوچھا جائے کہ کیا آپ نے اجازت دی ہے تو وہ جواب دیتے ہیں کہ ہم نے ایسی نماز (منکرین کے پیچھے پڑھی ہوئی نماز) پڑھنے کی اجازت ضرور دی لیکن نماز کو لوٹا کر پڑھنے کی تاکید بھی کی ہے۔

کوئی مصدق دوسرے مصدق کی خوشامد میں فرامین مہدی سے ہٹا رہا ہے یا گمراہ کر رہا

ہے تو وہ مصدق نہیں بلکہ ابلیس ہے۔ مصدقین کو اپنے ایمان کی سلامتی عزیز ہے تو ایسوں سے دور رہیں، غلط یا بھٹکانے والے مشورے پر عمل کرنے سے شدید دینی نقصان بلکہ مرتد ہو کر مر جانے کا خدشہ اور دھڑکا ہمیشہ لگا رہے گا۔

ایسی اجازت کا دیا جانا اور پھر نماز کو لوٹانے کی بات نہایت نامناسب ہے' اور نعوذ باللہ فرمان مہدی موعود کے ساتھ گستاخانہ مذاق جیسی بات ہوگی کہ پڑھتے جاؤ اور لوٹاتے جاؤ۔

بلکہ نماز کو بھی ایک عبث چیز سمجھ لیا گیا۔ ایسی نماز کا حکم دینے والے اور حسب مرضی اجازت مل جانے کے بعد اس پر عمل اور متواتر عمل' ہر دو (یعنی گستاخانہ مذاق کرنے والے اور نماز پڑھنے والے) جب تک توبہ نہ کرلیں ایسا کرنا منافقانہ عمل ہی کہلائے گا۔

ایمان کی سلامتی عزیز ہے تو ایسے لوگوں کو چاہیئے کہ فوری تائب ہو جائیں اور ایسی منافقت یا مہلک حرکتوں سے باز آجائیں، اور تاحیات سخت احتیاط کریں، یہ آیات کافی ہیں۔

ا۔ :سورہ مائدہ (۵) آیت (۶۳): ان کو یہ بڑے بڑے مشائخ اور علماء گناہ کی بات سے اور حرام کھانے سے کیوں نہیں روکتے واقعی ان کی یہ عادت بری ہے۔

۲۔ سورہ العنکبوت (۲۹) آیت ۲۵ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ ارشاد نقل کیا گیا ہے۔ ''اور (ابراہیمؑ نے) کہا تم اللہ کو چھوڑ کر بتوں کو جو معبود بنا بیٹھے ہو وہ دنیاوی زندگی میں آپسی تعلقات کی وجہ سے ہے۔ پھر قیامت کے دن ایک دوسرے کی دوستی کا انکار کرو گے اور ایک دوسرے پر لعنت کرو گے اور تمہارا ٹھکانہ دوزخ ہے''۔

وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے مخاطب وہ مشرکین تھے جنہوں نے خدائے واحد کو چھوڑ کر بت بنا لئے تھے وہ محض دنیاوی زندگی اور آپسی تعلقات کی وجہ سے تھا۔

اسی طریقہ سے یہاں مصدقین جو بلا کراہت منکرین کی اقتداء کر لیتے ہیں ان مشرکین کے اعمال جیسے ہیں۔ یعنی بت گری، دنیا سازی اور آپسی تعلقات لیکن نام بدلے ہوئے جیسے

کسی کونسل یا اسمبلی یا پارلیمان کی رکنیت' یا تجارتی مفادات کی خاطر یا عہدہ دار بالا کی خوشنودی کے لئے یا پھر سمدھیانے والوں کی دلجوئی وغیرہ۔ یہ تمام اعمال ان مشرکین کے اعمال جیسے ہوتے ہیں

ایسی نمازیں پڑھ لینے والے اور ان کو نہ روک کر ان کی حوصلہ افزائی کرنے والے دونوں سخت گنہ گار ہیں تاوقتیکہ توبہ نہ کرلیں۔

دین کی ایک حد ٹوٹی تو دوسری حد بھی ٹوٹے گی، اس طرح حدیں توڑنے والوں کو توبہ کی توفیق بھی محال ہوتی ہے، اللہ معاف فرمائے اور سب کو حدیں توڑنے سے بچا کر رکھے۔ آمین

سورۂ توبہ (۹) آیت (۲۳):

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''کہ اے ایمان والو اپنے باپوں اور اپنے بھائیوں کو دوست مت بناؤ اگر وہ کفر کو ایمان کے مقابلے میں ترجیح دیں اور تم سے جو ان کے ساتھ رفاقت رکھے گا تو وہ لوگ ظالم ہیں''۔

ایضاً ۲۴: ''آپ فرمادیجئے کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے اور تمہارے بھائی اور تمہاری بیوی اور تمہارا کنبہ اور وہ مال جو تم نے کمایا ہے اور وہ تجارت جس کے گھاٹے سے تم ڈرتے ہو، اور حویلیاں جن کو پسند کرتے ہو یہ چیزیں تم کو زیادہ عزیز ہیں، اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے، اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے، تو منتظر رہو یہاں تک کے کہ بھیجے اللہ اپنا حکم (حکم کی نافرمانی کی سزا)' اور حکم نا ماننے والوں کو اللہ ہدایت نہیں دیتا''۔

الغرض یہ تمام بت ثابت ہوں گے اور کل یوم قیامت ان کی غلطی بتلادی جائے گی تو ان بتوں سے اپنی گزشتہ وابستگی سے انکار کردیں گے، لیکن اس وقت یہ انکار کچھ کام نہ دے گا۔

گزشتہ زندگی کے پوجے جانے والے بت ہی باعث عذاب ہوں گے، لہٰذا آج ہی توبہ کرلیں اور غیروں کی اقتداء سے باز آجائیں اور اب تک کی رائیگاں نمازوں کو دوبارہ پڑھیں۔

کیونکہ جونمازیں قضاء ہوئیں بھی تو ان کی قضاء باقی ہی رہتی ہے۔ وہ سجدے تو مہدی موعود علیہ اسلام کی نافرمانی اور بغاوت کی تعریف میں آئیں گے۔

اللہ غفور ورحیم ہے سچے دل سے توبہ کرلیں اس سلسلہ کو بند کر کے مصدق امام کی اقتداء میں نماز پڑھنا شروع کردیں ہر نماز کی ادائی کے بعد قضاء بھی پڑھتے چلے جائیں۔

انشاءاللہ ندامت کے ساتھ کی یہ قضاء نمازیں بھی ادا میں شمار ہوں گی اور نمازوں کو چھوڑنے پر جو عذاب ہونے والا تھا اس سے محفوظ رہ جائیں گے۔

امامنا علیہ السلام کے فرمان پر غور کیجئے آپؑ نے فرمایا (مفہوم) منکران مہدیؑ کی اقتداء مت کرو اگر کرلی گئی ہے تو نماز دوبارہ لوٹا کر پڑھو' اس فرمان سے خلیفۃ اللّٰہی شان عیاں ہے۔

ایسے مواقع دوبار آتے ہیں ایک بار جب آپ منکرین کی مسجد میں چلے جائیں جماعت کا وقت معلوم نہ تھا اچانک نماز کی جماعت قائم ہوگئی تو احترام نماز کی خاطر ان لوگوں کے ساتھ بنا نیت رکوع وسجود کرلیں اور بعد ختم نماز اپنی نماز کو دہرالیں۔

لیکن ایسا معاملہ زندگی بھر میں ایک بار آتا ہے، بار بار نماز پڑھنا اور اُس کو لوٹانا اس طرح بار بار کی غلطی کی توبہ نا قابلِ قبول ہوتی ہے بلکہ یہ مہدی موعود علیہ السلام کے فرمان کی عمداً نافرمانی ہے' اللہ بچائے۔

دوسرا موقعہ اس وقت آتا ہے جب آپ حج کے لئے جائیں میدان عرفات میں نویں ذی الحجہ کو پہلے ظہر کی اذاں (وقت ہونے پر) دی جاتی ہے اور شاہ یا حکومت کی طرف سے مقرر کردہ امام نماز پڑھاتا ہے۔

ظہر کی نماز کے تھوڑی دیر بعد عصر کی اذاں دی جاتی ہے۔ اور سب لوگ عصر پڑھ لیتے ہیں۔ مجمع میں پھنس جانے سے مصدقین کو یہ دو نمازیں بنا ارادہ کے ادا کرنی پڑتی ہیں جو بعد میں حکم امامؑ پر لوٹانا ضروری ہے اس کے سوا کوئی چارا نہیں ہے۔

اس طرح یہ مصدقین' جماعت کثیرہ کہہ کر نماز پڑھ لینے والے اور حکم مہدی کے باوجود نماز کو دوبارہ نہ پڑھنے والے مصدقین کے مقابلے میں ممتاز ہوجاتے ہیں اور مقبول بارگاہ الٰہی ہوجاتے ہیں کیونکہ ان دونوں نمازوں کا دوبارہ ادا کرنا محض خلیفۃ اللہ کے حکم پر ہوا ہے۔

یہ بات یاد رکھنے کی ہے کہ سال بھر میں ایک بار مقام میدان عرفات' تاریخ نویں ذی الحجہ یہ دونمازیں تھوڑے وقفہ سے پڑھتے ہیں لیکن اس بات کا اطلاق دنیا میں کسی مقام پر نہیں ہوتا نہ ہی کسی اور تاریخ یا مہینے میں کہیں اور ایسا کر سکتے ہیں۔

منکر امام کی اقتداء میں جو نمازیں پڑھی گئی ہیں ان کو لوٹانا واجبی ہے۔ چنانچہ جب مزدلفہ میں آتے ہیں تو یہ دونوں نمازیں قضاء ہی صحیح لیکن ضرور پڑھ لیں۔ الغرض ان دو موقعوں کے علاوہ اور کہیں بھی ایسا نہیں ہوتا احتیاط برقرار رکھیں۔

مہدی موعود علیہ السلام جو بھی فرماتے بحکم خدا فرماتے تھے آپؑ کے فرمان سے ایک حرف کا بھی قبول نہ کرنے والا خدا کی پکڑ میں آئے گا۔

فرمان مہدی موعود علیہ السلام از عقیدہ شریفہ فرمایا: ''ہر حکم جو بیان کرتا ہوں خدا کی طرف سے اور خدا کے حکم سے بیان کرتا ہوں جو کوئی ان احکام سے ایک حرف کا منکر ہو وہ اللہ کے پاس ماخوذ ہوگا''۔

اللہ ہر مصدق کو اپنی پناہ اور امان میں رکھے۔

منکرانِ مہدیؑ کے پیچھے نماز ادا کرنے والوں کے غور وفکر کے لئے تین واقعات پیش ہیں۔

(۱) انگریزوں کے دور میں مشہور مجاہد آزادی دادا بھائی نوروز جی جو پارسی (آگ کی پوجا کرنے والے) تھے ان کو کسی کونسل کی رکنیت دی گئی۔

سب کی طرح انجیل پر ہاتھ رکھ کر حلف لینا تھا لیکن انہوں نے انکار کر دیا اور کہا کہ ان کی مذہبی کتاب ''ژِندہ آویستا'' لائی جائے وہ لائی گئی۔ اس پر ہاتھ رکھ کر نوروز جی نے حلف لیا۔

حالانکہ اُس وقت سارے ہندوستان میں پارسی پچاس ہزار رہے ہوں گے۔ اور دور انگریزوں کا تھا۔

نوروز جی کے دل میں نہ تو سیٹ چھن جانے کا خوف آیا اور نہ ہی انگریزوں کی ناراضگی کا ڈر ان کو ڈگمگایا۔ نہ ہی ان میں احساس کمتری پیدا ہوا۔ ان تمام سے اونچے اٹھ کر انہوں نے یہ جراءت مندانہ کام کیا۔ اس طرح انہوں نے خودداری اور اپنی مذہبی وابستگی کا ثبوت دیا۔

منکرین کی اقتداء کرنے والے جو خود کو مہدوی باور کرواتے ہیں کیا نوروز جی سے بھی زیادہ گئے گذرے ہیں؟ کہ ممانعت کے باوجود مرعوبیت کی وجہ سے نمازیں ٹھونکتے آ رہے ہیں۔

(۲) کسی ملک کے امیروں اور فوجیوں نے پڑوسی ملک کے بادشاہ کو کہلوایا کہ وہ ان کے ملک پر حملہ کرے بادشاہ نے حملہ کیا۔ فتحیاب رہا' دربار آراستہ ہوا سازشی امیر وفوجی اس امید میں چلے آئے کہ فاتح بادشاہ کی طرف سے انعام واکرام ملے گا۔ اُلٹا اس بادشاہ نے ان کی گردنیں مار دینے کا حکم دیا کیونکہ بادشاہ نے خیال کیا کہ یہ امیر وفوجی'' **اپنے بادشاہ کے وفادار نہیں ہیں تو یہ میرے کیا وفادار ہو سکتے ہیں**''؟

نوٹ: حالیہ دنوں میں بعض لوگ جو مرتد ہو گئے تھے، منکروں کو خوش کرنے کچھ حرکتیں کر رہے تھے، ان منکروں نے ان کو مارا اور کہا کہ جب تم اپنی قوم کے وفادار نہیں تو ہمارے وفادار کس طرح ہو سکتے ہیں؟

(۳) غیرت دلانے کے لئے یہ معاملہ بھی اہم ہے کہ محلّہ میں گاؤ قصاب ہے تین پشتوں سے کاروبار جاری ہے۔ بالکل قریب اور اطراف میں پانچ مہدویہ مساجد ہیں مگر کیا مجال جوانہوں نے ہماری کسی مسجد میں آ کر نماز پڑھی ہو' حالانکہ تمام گاہک مہدوی ہیں۔

لیکن انہوں نے کاروبار کی خاطر کبھی اِدھر کا رخ نہیں کیا' جبکہ مذہبی معلومات بھی ان کو خاطر خواہ حاصل نہیں ہیں۔ منکرانِ مہدی کی اقتداء کرنے والے مصدقین کے لئے ان قصابوں

کا یہ عمل کسی تازیانے سے کم نہیں۔

جب کوئی مصدق کسی وجہ سے ان کی اقتداء کر لیتا ہے تو منکرین یہی کہتے ہوں گے کہ یہ نمازی جس کے امام (مہدیؑ) نے ہماری اقتداء سے منع کیا ہے تو یہ اپنے امام کے حکم کی سرتابی بلکہ بغاوت کر رہا ہے۔ یہ ہمارا دوست کیسے ہوگا؟ اور اس پر ہم قطعی بھروسہ نہیں کر سکتے۔

تلخیص ماخوذ از ''تنویر الہدایہ'' از علامہ شمسیؒ

پیغمبروں اور خدا کے خلیفوں کی بعثت، انسان کے لئے باعث امتحان

پیغمبروں اور خدا کے خلیفوں کی بعثت انسان کے لئے امتحان بھی ہے کیونکہ بناء امتحان ثواب وعذاب کے لئے کوئی معقول وجہ پیدا نہ ہوگی۔

جب بھی پیغمبروں کا ذکر صحیفوں میں آیا تو کنایات واشارات کے ساتھ پیغمبروں کی صفات بیان فرمائے گئے جن میں عقل کو حیرانی ہوتی ہے۔

وجودِ نبی اور خلیفۃ اللہ انسان کے واسطے امتحان ہے اور اس امتحان میں اس امر کو دیکھنا منظور نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ کو یہ ارشاد فرمانا دشوار نہ تھا کہ

- ☆ ابراہیمؑ فلاں کے بیٹے ہیں ان کا نام ابراہیم ہے، وہ نمرود کے عہد میں، سلطنت میں اور فلاں شہر میں پیغمبر ہوں گے، ان کی تصدیق کرو۔
- ☆ موسیٰؑ عمران کے بیٹے ہیں مصر کے شہر میں ان کی نبوت کا ظہور ہوگا اور وہ بنی اسرائیل کو فرعون کی قید وغلامی سے چھڑائیں گے ان کی تصدیق ضروری ہے۔
- ☆ عیسیٰؑ مریم کے بیٹے، بیت اللحم میں پیدا ہوں گے اور بے باپ کے پیدا ہوں گے، صرف جبرئیل کے معجزے سے مریمؑ کو حمل ہوگا وہ پیغمبر ہیں ان کی تصدیق کرو اور ان پر ایمان

لاؤ۔

☆ محمدؐ مکّہ میں مبعوث ہوں گے ان کے والد کا نام عبداللہ اور ماں کا نام آمنہ ہے' آپ پیغمبر آخرالزماں ہیں اور خاتمِ پیغمبراں ہیں' سب پیغمبروں میں زیادہ بزرگ ہیں' آپ کا دعویٰ' دعویٰ عام' افراد جن وانس پر ہوگا' آپ کی تصدیق کرو اور ایمان لاؤ۔

اگر یہ طریقہ جاری ہوتا یعنی ہر بات واضح طور پر بتلادی جاتی تو نمرود ہزاروں بچوں کو کیوں مار ڈالتا؟ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں کیوں پھینکتا؟ اور موسیٰ علیہ السلام کی ولادت کے ڈر سے لاکھوں معصوم بچے کیوں قتل کئے جاتے؟ موسیٰ علیہ السلام کی مخالفت سے فرعون کافر ہوکر ڈوب کر نہ مرتا۔

اور بیت المقدس کے کاہن اور سردارانِ یہود مسیح علیہ السلام کو کیوں تکلیف دیتے اور سولی پر چڑھانے کی کیوں تجویز کرتے۔ اور مریم علیہا السلام کیوں تہمت زدہ ہوتیں؟

مذکورہ واقعات پر غور وفکر کرنے سے واضح ہوتا ہے کہ خدا نے دنیا کو امتحان کی جگہ بنائی ہے۔ اور (انسان کو) عقل وشعور دے کر آزاد چھوڑ دیا۔

اولاً وہ تھے جنہوں نے نورِ ایمان سے سیدھی راہ کو دیکھا اور پیغمبروں کی دعوت کو قبول کرلیا یا وہ تھے جن کے پاس نورِ ایمان کی روشنی نہ تھی اور اپنی عقل ودانش ہی میں الجھے رہے گمراہ ہوگئے۔

نورِ ایمان سے جن کو ہدایت ہوگئی وہ علامات کی پیچیدگیوں میں نہیں پڑے' بلکہ انبیاء علیہم السلام کی دعوت نے خود ان کے دلوں کو روشن کردیا اور وہ فوراً ایمان لائے۔

چنانچہ حضرت ام المومنین بی بی خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا' حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ حضور پرنور ﷺ کی دعوت کو سن کر ایمان لائے۔

اور یہ دریافت نہیں کیا کہ آسمانی کتابوں کی علامتیں آپ میں موجود ہیں یا نہیں؟

جیسا کہ آپ نے اوپر پڑھا کہ جن کو نورِ ایمان نصیب ہوا وہی تصدیق سے مشرف ہوتے

ہیں اور محروم افراد کے حصہ میں انکار آتا ہے' اور وہ علامتوں کے چکر میں پھنس جاتے ہیں۔ بس اسی پر مہدی موعود علیہ السلام کی تصدیق اور انکار کی بات سمجھ میں آجاتی ہے۔

احادیثِ مبارکہ کے سمجھنے میں جو کوتاہی ہوئی جس کو مہدی موعود علیہ السلام نے دور فرمادیا۔ مثلاً مہدی بادشاہ ہوں گے' جب کہ رسول اللہ ﷺ نے بادشاہت کی جگہ فقیری پسند فرمائی تھی تو مہدی علیہ السلام کس طرح بادشاہت کو پسند فرماتے۔

ایک حدیث شریف میں یوں بتایا گیا کہ مہدی درختوں کو تروتازہ کردیں گے

امامؑ نے فرمایا الفاظِ حدیث صحیح ہیں لیکن لوگوں نے مفہوم صحیح نہیں لیا ہے۔

فرمایا ''مومنوں کے دل جو اللہ کی محبت کے درخت ہیں مہدی کے زمانے سے پہلے سوکھے رہیں گے' مہدی ان کو ایمان کے پانی سے دوبارہ تروتازہ کردیں گے۔'' بطور معجزہ آپ نے جب مسواک کو زمین میں لگایا تو وہ ہری بھری ہوگئی۔

بمقام فرح مبارک حضرت بندگی میاں سید سلام اللہؓ نے عالموں کے حوالے سے یہ حدیث شریف سنائی کہ مہدی کی علامت یہ ہے کہ جہاں سے گزریں وہاں کے پہاڑ سونا بن جائیں گے اور زمین کے دفینے (خزانے) اُبھر کر نکل پڑیں گے اور وہ اس کو لوگوں میں تقسیم کریں گے۔ مہدی موعود علیہ السلام نے جب نظر ڈالی تو پہاڑ سونا بن گئے اور زمین کی ریت جواہرات میں بدل گئی۔ یہ معجزہ حضرت بندگی میاں سید سلام اللہ ؓ کو دکھلادیا پھر فرمایا علماء' حدیث کا اصلی مفہوم جاننے سے محروم رہے۔

مال زمین سے نکال کر دینا اور گمراہ کرنا دجّال کی صفت ہے۔ حدیث کی مراد یہ ہے کہ مہدی خزانۂ ولایتِ مقیدہ کو آشکار (ظاہر) کرے گا۔ اور قرآن کے وہ معنی جو رسول اللہ ﷺ کے حضور میں نہیں سنے گئے تھے وہ سنائے گا۔

فتوح جو بے گمان آئے' تقسیم کرے گا تاکہ طالبانِ خدا اس سے قوت پائیں یا ان کی مدد ہو۔

(۲) تلخیص ماخوذ از ''تنویر الہدایہ'' علامہ شمسیؒ

تصدیقِ مہدیؑ کا وہی معیار ہے جو تصدیقِ محمد ﷺ کا ہے

نبوت سے پہلے حضور پرنور ﷺ جھوٹ سے محفوظ تھے چاہے وہ دینی معاملہ ہو یا دنیاوی معاملہ ہر وقت آپ ﷺ نے سچ پر عمل فرمایا اور جھوٹ سے مامون ومحفوظ تھے۔ ہر بُری بات اور بُرے فعل سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو دور رکھا تھا۔ بلاؤں اور مشقتوں پر آپ ﷺ صابر وشاکر تھے اور ثابت قدم تھے۔

وعدہ کے سچے اور امانت دار تھے، لوگوں کی سختیوں کے باوجود آپ ﷺ ان کی مدد ودستگیری فرماتے تھے' دلیر اور بہادر تھے' عادل اور سخی تھے اور اللہ کی راہ میں سب کچھ خرچ فرمادینے والے تھے۔ عقل وشعور' طاقت وقوت جیسی خوبیاں آپ ﷺ میں عام انسانوں سے بہت زیادہ تھیں۔

نبوت کے بعد صرف دو باتیں ہونی تھیں' پہلا دعویٰ نبوت دوسرا منکرین کی طرف سے طلب کرنے پر اظہارِ معجزہ۔

پس اوصافِ مذکورہ میں سے کوئی ایک وصف بھی قابلِ قدر اور عظیم ہوتا ہے اور جس ہستیؑ پرنور میں ان اوصاف کا مجموعہ پایا جائے گا وہ نبوت سے موصوف ہوگا۔

مذکورہ بالا تمام خوبیوں اور باتوں سے اللہ تعالیٰ نے مہدی موعود علیہ السلام کو بھی نوازا تھا۔ یہی چیزیں آپ کی تصدیق کے لئے کافی ہیں۔

پس مذکورہ امور نبوت اور مہدیت کے اصلی معیار ہیں۔ حالاتِ امام مہدی موعود علیہ السلام پر غور کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ جن چیزوں کے پائے جانے کی نبوت کے ثبوت میں ضرورت ہے وہ سب چیزیں امام مہدی علیہ السلام میں موجود تھیں۔ چنانچہ مورخین کو اس امر کا

انکار نہیں کہ

آپ ستودہ خصائل (عمدہ خصلتوں) اور جمیلہ اخلاق (عمدہ واعلیٰ اخلاق) والے تھے۔ ولیٔ کامل اور مکمل تھے۔ آپ کے وعظ کی تاثیر سننے والوں کے دلوں پر بجلی کا کام کرتی تھی۔ دل، دنیا سے یکلخت سرد ہو جاتا اور اس دل میں اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا ہو جاتی۔

جب بحکم خدا آپ نے دعویٔ مہدیت فرمادیا تو پھر آپ کی مہدیت کو تسلیم کر لینے میں کوئی انتظار باقی نہ رہا۔

امامنا علیہ السلام نے فرمایا ہمارے دعوے کی تصدیق کی ضرورت ہو تو ہمارے احوال واعمال پر غور کرے اور دیکھے کہ ان میں اتباعِ قرآن مجید اور اتباع رسول اللہ ﷺ پائی جاتی ہے یا نہیں؟ اگر اتباع پائی جاتی ہے تو ہمارے دعویٔ مہدیت کی تصدیق کرے۔

قرآن مجید اور حضور پرنور ﷺ کی کامل اتباع اور پیروی ہی مہدی موعود کا سب سے بڑا معجزہ ہے جو کسی کے طلب کرنے یا نہ کرنے پر بھی ظاہر ہوا۔

احادیثِ مہدیؑ کو نہایت غور وفکر سے سمجھنے کی ضرورت ہے:

مہدی موعود علیہ السلام کی مخالفت کرنے والوں کا یہ اعتقاد ہے کہ مہدی علیہ السلام میں علاماتِ متضادہ (بظاہر ایک علامت دوسری علامت کی ضد ہو) پایا جانا ضروری ہے۔ ایسا کیسے ہوسکتا ہے؟

بعض احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ

(۱) امام مہدی علیہ السلام مکّہ میں پیدا ہوں گے اور بعض احادیث سے ظاہر ہوتا ہے کہ مدینہ میں پیدا ہوں گے۔ جو شخص مکہ میں پیدا ہوگا وہ مدینہ میں کس طرح پیدا ہوگا۔؟

(۲) مہدیؑ صاحب ریاست وسلطنت ہوں گے یا مہدیؑ پر آپ کے مخالف حملہ کریں گے اور آپ کو شکست دیں گے۔

مہدی علیہ السلام خلیفۃ اللہ ہیں چنانچہ ابن ماجہ نے ثوبانؓ سے روایت کی ہے پس جو خلیفہ

ہوگا وہ بادشاہ بھی ہو۔

مہدی دافعِ ہلاکت اُمت ہیں، جو شخص دافع ہلاکت امت ہو ضروری نہیں کہ وہ بادشاہ بھی ہو۔ آنحضرت ﷺ دافع ہلاکت و دافع گمراہی اُمت ہیں مگر آپ بادشاہ نہیں ہیں۔

(۳) عیسیٰ علیہ السلام اور مہدی علیہ السلام کا اجتماع ایک زمانہ میں ہوگا۔ یا مہدی عیسیٰ علیہ السلام کے پہلے ہوں گے۔ اور عیسیٰ علیہ السلام آخری زمانہ میں تشریف لائیں گے۔

امام مہدی علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام دونوں اللہ کے خلیفے ہیں اور مستقل امام ہیں۔

دونوں خلفاء کا ایک زمانہ میں جمع ہونا جائز نہیں۔

کیونکہ جب یہ دونوں مستقل خلیفہ ہیں تو بالضرور لوگوں کی بیعت مستقل طور پر لیں گے۔ اور دو خلیفوں کا ایک وقت میں بیعت لینا ممنوع ہے۔ کیونکہ حدیث شریف میں مروی ہے ''جب دو خلیفے بیعت لیں تو ایک کو قتل کر دو''

اس حدیث شریف پر حضرت ابوبکر صدیق ؓ کی خلافت کے وقت عمل آوری بھی ہوگئی یعنی سعد بن عبادہؓ انصار نے جب اپنے خلیفہ ہونے کا دعویٰ کیا تو وہ روند دیئے گئے۔

اس کے علاوہ نووی نے کہا ہے کہ ''سلف نے دو خلیفوں کے نہ جمع ہونے پر اجماع کیا ہے کہ وہ دونوں ایک زمانہ میں جمع نہ ہوں گے۔ پس امام مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ایک زمانہ میں جمع ہونا چونکہ خلاف اجماع ہے، لہذا یہ شرط باطل ہے۔

(۴) مہدی علیہ السلام روئے زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔

یہ حدیث بھی نصوصِ قرآنی (قرآن پاک کے قطعی احکام) سے معارض ہے۔

عدالت وہدایت ان لوگوں میں پھیلے گی جنہوں نے مہدی کی مہدیت کو تسلیم کیا اور آپؑ کی تصدیق کی۔ لیکن جنہوں نے آپ کی مہدیت کو نہ مانا انہوں نے خود مہدی کی ہدایت وعدالت کو رد کر دیا۔

ساری زمین پر عدالت وہدایت پھیل جانے کی وجہ یہی ہونا چاہئے کہ سب ایک اُمت

ہوحالانکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ

سورہ المائدہ (۵) آیت ۴۸: ''یعنی اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو ایک اُمت بنا دیتا''۔

سورہ یونس (۱۰) آیت ۹۹:

ترجمہ: اگر تمہارا پروردگار چاہتا تو زمین کے سب افرادِ انسان مومن ہو جاتے، زمین پر جتنے لوگ ہیں سب کے سب ایمان لے آتے۔ سب افرادِ انسان کا ایمان لانا اللہ تعالیٰ کی مشیت میں نہیں ہے تو وہ کس طرح ہدایتِ مہدی سے عدالت سیکھیں گے۔ اس طرح روئے زمین کی بات پر (انصاف کے پھیل جانے کی بابت) غور کیجئے۔

سورہ النحل، آیت (۹۳) ترجمہ: اگر اللہ چاہتا تو سب کو ایک امت بنا دیتا، لیکن وہ بے راہ کر دیتا ہے جسے چاہتا ہے اور ہدایت دے دیتا ہے جسے چاہتا ہے۔

سورہ ہود آیت ۱۱۸ ترجمہ: اگر تمہارا رب چاہتا تو لوگوں کو ایک امت بنا دیتا، مگر وہ ہمیشہ اختلافات میں رہیں گے۔ سوائے ان کے جن پر آپ کے رب نے رحم فرمایا۔

سورہ المائدہ۔ آیت ۴۸ ترجمہ: ہم نے تمہارے میں سے ہر ایک کے لئے ایک شریعت اور ایک طریقہ ٹھیرایا ہے۔

(۵) حضرت حذیفہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم سے مروی اس حدیث شریف کا مفہوم یہ کہ مہدی موعود امام حسینؓ کی اولاد سے ہیں، جبکہ حضرت علی کرم اللہ وجہ سے مروی حدیث شریف کا مفہوم یوں ہے کہ مہدی امام حسنؓ کی اولاد سے ہیں۔

ان روایتوں کا قدر مشترک یہی ہے کہ امام مہدی، حضرت فاطمۃ الزہرہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہیں، اس صورت میں کہنا ہوگا کہ فاطمی النسل ہونا امر قطعی ہے اور حسنی یا حسینی ہونا امر ظنی ہے۔

خاموشی بزم کا دستور ہوئی جاتی ہے
پھر سے لب کھول کہ ہنگامہ اُٹھے دیر ہوئی

قوم مہدی موعودؑ کو اللہ تعالیٰ قیامت تک باقی و برقرار رکھے گا۔ مہدویت کو مٹانے کی کوششیں بھی ہر زمانہ میں ہوتی رہی ہیں، اور آئندہ بھی ہوتی رہیں گی۔ بقول شاعر ع

وہ گھٹا ٹوپ اندھیروں کے جو پروردہ ہیں
خود جلاتے نہیں اوروں کے بجھاتے ہیں چراغ

اب ان ظلمت پسندوں کی طرف سے سہ رخی حملے ہوتے ہیں کتابوں، لٹریچر کے ذریعہ اوران دونوں سے زیادہ ہماری صفوں میں موجود منافقین کے ذریعہ حملے اور ساتھ ساتھ ان منافقین کی منکروں سے مرعوبیت بھری دوستی ان ظلمت پسندوں کو ذہنی تقویت پہنچاتی ہے۔

گروہ مقدسہ میں منافقین اور کافروں کے وجود سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

دشمنانِ دین نے مہدویوں کو اخراج، ہجرت، ایذا اور قتال کے ذریعہ مٹا دینے کی ناپاک کوششیں ضرور کیں لیکن جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے؟

مخالفین کی طرف سے حملوں کا سلسلہ ہر دور میں جاری رہا ہے۔ ان سے گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ صرف صحیح دفاع کرتے رہیں اور اپنی جڑوں کو مضبوط کریں۔

مہدوی نونہالوں کو کم عمری سے ہی مہدویت کی تعلیم دیں اور عمل کی تاکید کریں۔ مخالفین کی مکّاری سے بھرپور چالوں سے آگاہ کریں اور ہر شر کا بھرپور جواب دینے کی تربیت دیں۔

دوزخ نوازیاں

مہدویوں کو مہدویت سے برگشتہ کرنے اور اپنے خیالات کے سانچے میں ڈھالنے کی کوششیں ہر زمانے میں منکرانِ مہدی کرتے آرہے ہیں لیکن حالیہ ساٹھ ستر برسوں سے یہ کام نہایت منظّم پیمانہ پر کیا جارہا ہے۔

یہاں ہم نے مہدوی نوجوان کو شکار اور بھٹکانے والے کو شکاری کا نام دیا ہے۔ درجِ ذیل

سطور کے پڑھنے کے بعد دوزخ نوازیوں کے طور طریقے معلوم ہو جائیں گے۔اور انشاء اللہ اس شیطانی جال میں ہمارا کوئی نوجوان نہیں پھنسے گا۔

(۱) شناخت پر حملہ:

جب کوئی شکار شکاری کے جال میں پھنستا ہے تو سب سے پہلے اس شکار کی شناخت پر حملہ کیا جاتا ہے۔بعض باتوں میں اس کو شکاری پریشان کرنا شروع کر دیتا ہے۔

مثلاً تم مہدوی نہیں ہو، تمہارے عقائد و اعمال نعوذ باللہ غلط ہیں۔تمہارے پاس پرستش جیسی چیز یعنی قدمبوسی کی جاتی ہے۔قبروں پر جاتے ہو، مرشدین کا وسیلہ مانگتے ہو، بلکہ تمہاری کئی پشتیں (نعوذ باللہ) غلط راستے پر تھیں اور اسی وجہ دوزخ میں ہیں۔

(۲) دلفریبی حسن عمل کا شکاری جال:

کوئی کسی کے کام نہ آئے گا، کام آئیں گے بھی تو اپنے اعمال، شکاری کہتا ہے کہ مرحومین کی نیت کا کھانا بھی غلط ہے۔

الغرض جھوٹ کے انبار لگا دیتا ہے تا کہ شکار کے دل میں نفرت اور بددلی آ جائے۔ایسے حملوں کے بعد شکار خود کو تنہا اور الجھا ہوا اور کمزور محسوس کرتا ہے۔

ٹھیک اُسی وقت اس کے عقائد و افکار بھی کمزور پڑتے چلے جاتے ہیں۔

شناختی بحران کے شکار میں شرمندگی کی حس بیدار کر دی جاتی ہے اور خوبیوں کو خامیوں کی طرح پیش کیا جاتا ہے۔اور یہ باور کروایا جاتا ہے کہ تو جن کو خوبیاں سمجھ رہا ہے وہ تو عین خرابیاں ہیں اس طرح شکار کی شرمندگی بڑھتی جاتی ہے۔

(۳) شکار میں احساسِ شرمندگی کی آبیاری:

اور اس کے ذہن میں ایسے خیالات آتے ہیں کہ میں غلط ہوں میرے ماں باپ غلط

ہیں میرا عقیدہ اور عمل بھی غلط ہے۔

شکار جب اس احساس شرمندگی سے ڈانواں ڈول ہونا شروع ہوا تو اس کے لوگوں (افرادِ خانہ، برادری بلکہ قوم) سے کاٹ دیا جاتا ہے۔ پہلے شکار خود اپنے غلط ہونے پر شرمندہ تھا پھر اپنے لوگوں کے غلط ہونے پر شرمندگی دوچند ہو جاتی ہے۔

اس کے بعد اس شکار میں شدید نفرت بلکہ بغاوت آ جاتی ہے۔ ڈھیٹ ہو تو اسی وقت اعلانِ بغاوت کر دیتا ہے۔ اور اگر بزدل ہے تو منافقت آ جاتی ہے۔ شکار اپنے لوگوں سے میل ملاپ تو رکھتا ہے لیکن دل میں سب کو برا جان کر۔

نفسیاتی الجھنوں بلکہ شدید ترین شرمندگی کے شکار پر ایک اور حملہ یوں کیا جاتا ہے کہ شکار خود میں مایوسی، الجھن اور تذبذب محسوس کرتا ہے اور خود کو بے سمت سمجھتا ہے۔

الجھن کے تعلق سے رتن ٹاٹا نے کہا: ''تجارت کے لئے الجھن سب سے بڑا خطرہ ہے''۔

اسی طرح مذہبی معاملات میں بھی الجھن خطرناک ثابت ہوتی ہے۔

ایسی نوبت آ جانے پر شکاری کے لئے اس شکار پر چھاپہ مارنا مشکل نہیں رہتا۔ شکار کی کیفیت کہ وہ خود سے سوال کرتا ہے کہ وہ کون ہے؟ اسکے ساتھ کیا ہوا اور آخر اُسے کیا کرنا چاہئے۔

لوہا گرم دیکھ کر شکاری، شکار کے دماغ میں نئے بلکہ گمراہ کن خیالات وعقائد بھر دیتا ہے کہ یہی راستہ نجات کا واحد راستہ ہے۔ یہ سن کر شکار کی بے چینی میں کمی آ جاتی ہے اور وہ ایک تسلی سی محسوس کرتا ہے۔ ایسے میں شکاری، شکار کو گلے لگاتا ہے جس سے شکار پر سکون ہو جاتا ہے۔

اس احسان پر شکار، شکاری کے سوالات کا ہر جواب ہاں میں دیتا چلا جاتا ہے۔ یعنی شکاری اقبال کروالیتا ہے کہ شکار پہلے غلط تھا اب صحیح ہو چکا ہے۔

مذہبی بے یقینی لانے کے لئے دوزخ نواز شکاری، اپنے شکار کو الجھن میں مبتلا کر دیتا ہے۔ جس کے بعد شکار کو راہِ حق سے موڑ کر اپنے راستے پر چلا لینا شکاری کے لئے نہایت آسان ہو جاتا ہے۔

خدانخواستہ مذہبی معاملات میں کسی مصدق میں شکاری نے بے یقینی یا الجھن پیدا کر دی ہو تو اس مصدق کا کام ہے کہ وہ مذہبی شخصیتوں خاص طور پر اہلِ ذکر کے ذریعے ایسی مہلک الجھن یا بے یقینی کو دور کر لے۔ انشاءاللہ مصدق مطمئن ہو جائے گا، شیطان کی ہر چال بودی ہوتی ہے۔

ارشادِ باریٔ تعالیٰ ہے سورۂ انبیاء ۲۱۔ آیت نمبر ۷:

''اگر تم نہیں جانتے ہو تو اہلِ ذکر سے پوچھ لو''۔

(اہل ذکر کو علمِ لدّنی عطا کیا جاتا ہے)۔

اِن دوزخ نوازیوں کے نتیجہ میں شکار خود کو ہلکا پھلکا محسوس کرتا ہے۔ خاص بات یہ ہے کہ یہ تمام کھیل شکار کے خود کو غلط سمجھنے اپنی پہچان سے دور بھاگنے بلکہ اپنی شناخت کو مکمل طور پر تبدیل کرنے کے جذبات پیدا ہونے کے بعد ہی کھیلا جاتا ہے۔

اِن تمام مکاریوں کے باوجود شکاری پوچھتا ہے کہ کیا اب بھی تمہیں اپنی پچھلی حیثیت اور لوگوں سے محبت ہے اگر جانا چاہو تو تم کو پورا اختیار ہے تم اپنے پرانے عقیدے اور پرانی ڈگر پر چلو یعنی پر کتر کر اُڑنے کی اجازت دے دی جاتی ہے۔

شکار جب کہ خود کو بدل چکا ہے اور شکاری کا احسان مند ہے، شکاری کو چھوڑ کر جانا ہرگز گوارا نہ کرے گا بلکہ اپنے اس نئے جنم پر وہ شکاری (شیطان) کا مشکور بلکہ غلام ہو جائے گا۔

یہ کام ایک دن میں نہیں ہوتا، شکاری کے ساتھ کافی دن گذارنے کے بعد یہ رنگ آتا ہے۔ جنت والوں کو دوزخ کی طرف لانے میں وقت صرف کرنا ہے۔ جیسا کہ آپ نے پڑھا

معاندین یا منکرین کی ایسی مکاریاں انفرادی طور پر یا چند اشخاص کو متاثر کرتی ہیں۔لیکن ایسے لوگوں کا منصوبہ یہ ہوتا ہے کہ نتائج تیز رفتاری سے حاصل ہوں۔

اور اس کے لئے بہترین اور سازگار ماحول صرف مدرسوں کے ذریعہ ہی ملتا ہے۔تو ایسے لوگ اس بات کی کوشش کرتے ہیں کہ مہدوی بھی مدارس قائم کریں۔

بدبختی سے اگر ایسا ہی کوئی شکار (جواب بھٹکانے کے لئے خود شکاری بن چکا ہے) قوم میں قلم تھام لے مدیر یا مقرر بن جائے تو وہ مصدقین کو بھٹکانے کی حتی الامکان کوشش کرے گا۔

فرامین اماؑمنا کی اپنی طرف سے نت نئی تاویلات (مثلاً منکر مہدیؑ کو کافر نہ جاننا وغیرہ)۔

بزرگانِ دین کے واقعات میں توڑ مروڑ' تاریخ کو جھٹلانے کی دیدہ ودانستہ کوشش' نقلیات کو غیر معتبر قرار دینا تا کہ لوگ راہ راست پر نہ رہیں۔

ایسا شخص مسلّماتِ قومی پر حملے کرے گا، بزرگانِ دین کی شان میں گستاخیاں کرے گا، جس سے پڑھنے والے یا سننے والے کے ذہن میں صرف منفی خیالات ہی آئیں گے ۔

انشاءاللہ ہم ان فتنوں پر نظر رکھیں گے تو اپنا ایمان سلامت رہے گا۔

ہم پر نہ کسی کی اصلاح کی ذمہ داری ہے اور نہ ہی ہم کو کسی پر تنقید کا حق ہے

انسان میں ہی خطا و بھول جیسی خرابیاں ہوتی ہیں۔لغزشِ قلم یا لغزشِ زبان کا بہترین علاج اس غلطی کو تسلیم کرنا اور اس کی تردید برملا کرنا' اور ایسی غلطی کا دوبارہ اعادہ نہ کرنا ہی ہوتا ہے۔

اس کے برعکس دوزخ نوازی سے متاثرہ اگر کوئی شخص اپنی غلطی پر اَڑا رہے اور تردید سے انکار کرتا رہے تو دوسری مرتبہ اس پر ہرگز ہرگز اعتماد نہ کرنا چاہیئے کیونکہ مفہوم حدیث شریف یوں ہے کہ ''مومن ایک بل سے دوبار نہیں ڈسا جاتا''۔

یعنی کسی کی منافقت یا گروہ مقدسہ سے بغض وعناد معلوم ہونے پر دوبارہ بھروسہ نہ کریں۔

اسی طریقہ سے غلطیوں پر اُڑنے والا بھی نا قابل معافی اور نا قابل بھروسہ ہوتا ہے، کیونکہ ظاہر میں تو سوگز ناپتا ہے لیکن حقیقی طور پر ایک گز پھاڑنے کو آمادہ نہیں ہوتا۔

سادہ لوح ایسے منافقین کو نمایاں جگہ اور نمایاں خطابات اور نمایاں حیثیتوں سے نوازتے ہیں۔ایسے سادہ لوح اپنا اور افراد قومی کا شدید دینی نقصان کر لیتے ہیں۔

لہذا شدید قومی ضرورت ہے کہ منافقین کے ساتھ چوکسی رکھی جائے، منافقین قومی افق پر نمایاں رہتے ہیں اور جب بھی موقعہ ملے دل میں بسے نفاق کے تحت یا اپنے خارجی آقاؤں کی خوشنودی کی خاطر زبردست حملے کرنے سے نہیں باز آتے۔

ایسوں کو جو اپنا سمجھتے ہیں وہ سادہ لوحی نہیں بلکہ مہلک بے وقوفی ہے، لہٰذا اِس بے جا بلکہ مہلک اعتماد سے پرہیز کرنا ہی اپنے دین وایمان یا معتقدات کو بچانے والا ہوتا ہے۔

مہدوی طلباء وطالبات کی تعلیمِ دینی کے لئے مدارس کا قیام وقت کی اہم ضرورت ہے۔

جن کا انتظام مہدویوں کے ہاتھوں میں ہو، سرمایہ مہدوی حضرات سے لیا جائے، اساتذہ مہدوی ہوں اگر اساتذہ مہدوی نہ ملیں تو پھر غیر مہدوی اساتذہ کو معاوضہ کے ساتھ رکھا جائے۔

اوران پر یہ نظر رکھی جائے کہ وہ طلباء کو مہدویت سے برگشتہ تو نہیں کر رہے ہیں؟

دوزخ نوازوں کے پاس بیسیوں ہتھکنڈے ہوتے ہیں مثلاً جھوٹے خواب بیان کرنا اور ذہن کو منتشر کر دینا یا درمیانی رابطوں کو کاٹ دینا۔ تاکہ ذہن پر باآسانی چھاپے مارے جاسکیں۔ یہ واقعہ یاد رکھئے تاکہ درمیانی واسطوں کو کاٹ دینے کی وہابی حکمت عملی پر ہماری ہر وقت نظر رہے، اس زہر سے ہمارے ذہن منتشر یا پراگندہ نہ ہوں۔

درج ذیل واقعہ کتاب حیات الحیوان مصنفہ کمال الدین دمیری سے مختصراً عرض ہے۔

ہارون رشید کے دربار میں مصراۃ (معنی نامعلوم) کا ذکر آیا۔ بعض حضرات نے اس کو بطور

دلیل پیش کیا جو کہ حضرت ابو ہریرہؓ سے منقول ہے۔ فریق مخالف نے کہا کہ ابو ہریرہؓ مقبول الروایت نہیں ہیں، یعنی نعوذ باللہ حضرت ابو ہریرہؓ کی بیان کردہ روایت نا قابل قبول ہے۔

ہارون رشید نے بھی تائید کی' یہ سن کر حضرت ابن حبیبؒ نے آگے بڑھ کر کہا کہ یہ حدیث شریف صحیح ہے۔ اور ابو ہریرہؓ ثقہ ہیں، یہ الفاظ ہارون رشید کو ناگوار گزرے اور اس نے گھورا۔

ابن حبیبؒ گھر آئے، شاہی ہرکارہ بھی آ گیا کہ امیر المومنین نے حاضری کا حکم دیا ہے۔

ابن حبیبؒ راستے ہی میں دل ہی دل میں گڑگڑا رہے تھے کہ اے اللہ تو جانتا ہے کہ میں نے تیرے نبی ﷺ کے صحابی رضی اللہ عنہ کی مدافعت یعنی صداقت' حق گوئی اور بزرگی کو ثابت کیا ہے۔

اور تیرے نبی ﷺ نے اس کو جرم عظیم قرار فرمایا ہے کہ آپ ﷺ کے صحابہؓ پر طعن کیا جائے۔ پس اے اللہ رشید سے میری حفاظت فرما۔

ابن حبیبؒ سرکاری ہرکارہ کے ساتھ ہارون رشید کے پاس آئے جو ابن حبیبؒ کے قتل کے لئے تیار بیٹھا تھا' اس نے کہا اے حبیبؒ آج تک کسی کی جراءت نہیں ہوئی کہ وہ میری بات کو رد کرے اور جواب دے جس طرح تو نے کیا ہے۔

تو میں نے عرض کیا امیر المومنین جو آپ نے فرمایا تھا اس میں رسول اللہ ﷺ اور آپ کے لائے ہوئے احکامات پر عیب لگ جاتا ہے۔ رشید نے پوچھا وہ کس طرح؟

میں نے جواب دیا جب حضور ﷺ کے صحابہ غیر معتبر ہو جائیں گے تو پوری شریعت (نعوذ باللہ) باطل ہو جائے گی۔

تمام فرائض نماز' روزہ' حج' زکواۃ اور (احکامات) نکاح' طلاق' حدود

وغیرہ سب غلط اور باطل ہو جائیں گے کیونکہ یہ سب کچھ صحابہ کرامؓ کے واسطے سے ہی ہم تک پہنچا ہے اور ان کے علاوہ معرفت دین کے لئے ہمارے پاس اور کوئی ذریعہ نہیں۔

رشید نے یہ سن کر کہا خدا کی قسم اے ابن حبیبؒ تم نے مجھے زندگی بخشی ہے اللہ تعالیٰ تمہیں زندگی عطا فرمائے۔ اور اس کے بعد پھر مجھے دس ہزار درہم انعام دیئے جانے کا حکم دیا۔

درمیانی رابطوں مثلاً صحابہ کرامؓ ' تابعین' تبع تابعین' صحیح العقیدہ و باعمل مرشدین کرام پر اور ان کی تعلیمات وتحریرات پر اعتماد رکھنا ہر مصدق کے حق میں بہتر ہوتا ہے۔ ورنہ مخالفین ہم کو بھٹکا کر ہماری متاع دین کو لوٹ لیں گے، مصدقین کے لئے چوکسی لازمی وضروری ہے۔

علم، علم، علم کونسا علم؟

حضور پرنور ﷺ نے ایسے علم سے پناہ مانگی ہے جو غیر منفعت بخش (بے فائدہ) ہو، نیز آپ ﷺ نے مزید فرمایا: جس نے علم اس لئے حاصل کیا کہ علماء میں (خود کا) امتیاز پیدا کرے اور ادنیٰ لوگوں پر تفوق (فوقیت یا برتری) حاصل کرے یا یہ کہ لوگ اسی کی طرف متوجہ ہوں تو اسکو اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنانا ہوگا۔ (از آداب المریدین، ابونجیب سہروردیؒ)

فرمانِ مہدیِ موعود علیہ السلام لابدی (ضروری) علم چاہئے تا کہ نماز، روزہ اور مانند ان کے دوسرے افعال جو دینِ رسول اللہ ﷺ میں ہیں وہ درست ہوں۔

حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ نے فرمایا نماز کا علم ٹھیک ہو جائے تو کافی

ہے جو مبتدی (ابتدائی حال والا) علم بہت پڑھتا ہے تو عشق سے محروم ہوتا ہے۔ بخیل اور مردود ہوجاتا ہے۔ منتہی (کامل) علم پڑھتا ہے تو (اس کو یہ علم) نقصان نہیں کرتا۔

علم کی زیادتی سے بچنے کے لئے کسی کا قول ہے کہ

''اگر کوئی علم کا سمندر ہے تو کبھی نہ کبھی اس میں ڈوب جائے گا''۔

صاحبِ انصاف نامہ حضرت میاں ولی جیؒ نے علم کی تشریح یوں فرمائی ہے۔

حدیث شریف: ''عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی کہ میری فضیلت اُمّت پر ہے''

اشارہ اس علم میں بیع وشریٰ (خرید وفروخت)' نکاح وطلاق وغیرہ کی طرف نہیں۔ اس علم کا اشارہ علم باللہ اور قوتِ یقین کی طرف ہے۔

مزید فرمایا کبھی بندہ عالم باللہ صاحبِ یقینِ کامل ہوتا ہے اور اس کو فرضِ کفایہ کا علم نہیں ہوتا۔ (ایسی ہستی کو نادان ظاہری علم والے یا خودسر لوگ نابلد یا ناخواندہ کہتے ہیں)۔

اب جو لوگ ذکر پر علم کو فوقیت دیتے ہیں تو اس کے کیا کیا نقصانات ہوتے ہیں ان پر غور فرمائیے۔ مصدق مہدی جب بنام علم منکران مہدی عالم، یا ان کے کسی مدرسے، ، مدرسوں یا جامعات کو جاتا ہے تو وہاں قبل ظہور امامنا مہدی موعود علیہ السلام کے مرتب شدہ اسباق پڑھائے جاتے ہیں اور ہر روز یہ گھٹی پلائی جاتی ہے کہ (ان کے خیالی) مہدی آنے والے ہیں۔

منکرین اپنے انکارِ مہدیؑ کی وجہ سے آپ علیہ السلام کی تشریف آوری، غرض غایت اور تعلیمات سے لاعلم اور ان پر عمل آوری سے پہنچنے والے فائدوں سے بھی محروم رہتے ہیں۔

حضور پرنور مہدی موعود کی تشریف آوری کا منشاء مومنین ومصدقین کو دنیا سے چھڑانا اور اللہ سے ملانا ہے، اور حضور پرنور محمد رسول اللہ ﷺ کے اقوال مبارکہ بلکہ افعال مبارکہ جن کو مسلمانوں نے بالائے طاق رکھ دیا تھا اور رسوم، عادات اور بدعات میں گرفتار ہو چکے تھے۔

ان بلاؤں سے نکال کر دوبارہ امت کو اپنے نبی ﷺ کے قدموں میں پہنچا دینا ہے۔اسی لئے اس منصب عظیم پر مہدی موعود علیہ السلام کے بطور دافع ہلاکت امت ہونے کی حضور پرنور ﷺ نشاندہی فرمادی، چنانچہ مہدی موعود علیہ السلام نے بدعتِ حسنہ کے تعلق سے فرمایا کہ وہ کون سا حسنہ ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب سے پوشیدہ رکھا؟

علم نافع پسندیدہ ہے جبکہ غیر منفعت بخش علم سے حضور پرنور ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگی اور زیادتی علم کے ممکنہ نقصانات کی یوں نشاندہی فرمادی کہ ''جس نے علم اس لئے حاصل کیا کہ علماء میں (خود کا) امتیاز پیدا کرے، اور ادنیٰ لوگوں پر تفوق (اپنی فوقیت اور اپنی برتری) حاصل کرے یا یہ کہ لوگ اس کی طرف متوجہ ہوں تو اس کو اپنا ٹھکانہ دوزخ میں بنانا ہوگا''۔

سورہ الانبیاء۔۲۱۔آیت (۷) اگر تم نہیں جانتے ہو تو اہل ذکر سے پوچھ لو۔

موجودہ دور میں بنام اصلاح جو مہدویہ معتقدات یا اعمال وافعال کے تعلق سے بددلی پیدا کی جاری ہے اور منکرین سے علم حاصل کر کے آنیوالوں میں بعض نے خود کو ''خودکش بمبار'' ثابت کر دیا ہے جو کسی بھی وقت اور کسی بھی جگہ پھٹ پڑتے اور تباہی لاتے ہیں۔یعنی خود کے ایمان کو داؤ پر لگا کر بنام اصلاح مومنوں کو باطل کی طرف پھیرنے میں اپنی توانائیوں کو لگا دیتے ہیں۔ایسے لوگ گویا علم نافع حاصل کرنے کے بجائے علم سے کورے رہ گئے۔

اب ایسوں کے لئے اس شاعر کا مشورہ نہایت مناسب رہے گا، جس نے کہا تھا:

ع مگس کو باغ میں جانے نہ دیجئے
کہ ناحق خون پروانے کا ہوگا

شعر کا مفہوم کچھ یوں ہے: شہد کی مکھی جب باغ میں گئی، پھولوں کا رس چوسا، جس سے شہد بنا اور موم بھی بنا، موم بازار میں بکنے آیا، جس سے موم بتی بنی، اور سلگانے پر یہ سلگ اٹھی تو شمع

کہلائی، اور پروانے دیوانہ وار آتے گئے اور اس شمع پر نثار ہونے لگے۔ اگر اس مکھی کو باغ میں نہ جانے دیا جاتا تو پھر پروانوں کا خونِ ناحق نہیں ہوتا۔

اسی طرح مصدق مہدی نہ ان منکرین کے پاس جاتا اور نہ ظلم وطغیان، بے یقینی بلکہ ارتداد کے ان غیر محسوس جرثوموں کے ساتھ واپس آتا اور نہ ہی قوم کو شدید دینی نقصان پہنچاتا۔ اور نہ ہی خود کا بیڑہ غرق کر لیتا۔

علم کے نام پر کیا نقصانات ہوتے ہیں؟ کتاب ہٰذا کی دوسری جلد میں ملاحظہ فرمائیے۔

کاسب کے لئے یہ احتیاط اور ایسی پابندی ضروری

نقل ہے کہ حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا شریعت میں کسب اور تجارت کی رخصت ہے، کسب اور تجارت کرنے والے کی نیت یہ ہونی چاہیئے کہ عبادت کر سکے اور احکام کی پیروی اور ممنوعات سے پرہیز کرنے کی قوت ہو ایسا نہ ہو کہ حرص اور خیانت میں پڑ جائے۔

اس فرمان مبارکہ پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ

ہر تخلیق وایجاد کا ایک مقصد ہوتا ہے، مثلاً ریل کے انجن کی ایجاد پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس کا مقصد صرف ایندھن نہیں، کیونکہ ایندھن تو حصول مقصد کا معاون ہے نفس مقصد نہیں، اگر انجن کی مصروفیت صرف کوئلہ پانی فراہم کرنے کی حد تک رہ جائے تو یہ ضرورتِ ایجاد کے صریح مغائر بلکہ یقیناً باعثِ خسارہ ہوگا۔

اسی طرح انسان اپنے ایندھن یعنی رزق کو صرف بقائے صحت وتوانائی کا معاون سمجھے اور صحت وتوانائی کا مقصد حقوق اللہ وحقوق العباد کی ادائی قرار دے کیونکہ جس طرح حقوق اللہ ادا کرنا عبادت ہے، اسی طرح حقوق العباد ادا کرنا بھی عبادت ہے۔

عبادت بجز خدمتِ خلق نیست (سعدیؒ)

۔۔مقام غور ہے کہ انسان اپنی جدوجہد کو حصول رزق کا سبب سمجھتا ہے، حالانکہ یہ امر صرف ان اسباب و وسائل کی حد تک محدود ہے جو اس کے اختیار میں ہیں۔ اس سے آگے بجز توکل کے چارہ نہیں ہوتا۔ مثلاً زمین جوتنا، تخم بونا کسان کے اختیار میں ہے اور وہ اس حد تک کوشش بھی کر لیتا ہے۔ لیکن ہوا، پانی اور موسم کی موافقت وغیرہ امور اس کے اختیار سے باہر ہیں، اسی لئے قدرت ہی کی امداد کا بھروسہ کرنے پر مجبور ہوتا ہے۔

جب یہ حقیقت ہے تو بعض مومنین کے قلوب، قدرت سے اس درجہ وابستہ ہو جانا اور اس درجہ نور یقین ان میں جلوہ گر ہو جانا کہ اپنے حدود و اختیار میں بھی قدرت پر بھروسہ فرض قرار دے سکیں، کوئی حیرت و تعجب کی بات نہیں اور فضیلت کی خصوصیت بھی یہی ہے کہ حدود اختیار ہی میں جذبہ عشق و محبت کارفرما ہو جائے ورنہ مجبوری و معذوری کی حالت میں قدرت کی طرف توجہ کرنا تو ہر مجبور و غرضمند آدمی کا لازمہ ہے۔

حاصل کلام یہ کہ روٹی کا مقصد بقائے صحت و توانائی ہے اور صحت و توانائی کا مقصد ذکر و عبادت ہے تا کہ باطن کھل جائے اور انوار و تجلیات (الٰہی) کے ظہور سے مشرف ہو سکے۔

بلکہ توکل کا اس سے بلند ترین مفہوم وہ ہے جو ذیل کی روایات میں بیان کیا گیا ہے کہ:

(ترجمہ) حضرت مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ توکل وہ نہیں جو رزق کے لئے کیا جائے، کیونکہ رزق کے متعلق تو خدائے تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ کوئی جاندار زمین و آسمان میں ایسا نہیں جس کا رزق خدا پر نہ ہو۔ یہ وعدہ خدا کا وعدہ ہے اگر اس وعدہ پر ایمان رکھے گا تو مومن ہے ورنہ کافر۔ (انصاف نامہ باب ٦)

اور فرمایا کہ توکل تو وہ ہے کہ خدا کی ذات کیلئے (خدا پر) بھروسہ کرے اور رات دن اسی طلب میں رہے کہ کس وقت خدا کو پاؤں گا۔ (انصاف نامہ باب ٦)

اس فرمان کا مطلب یہ ہے کہ رزق کی نسبت سے خدا پر بھروسہ کرنا بھی یک گونہ غیر اللہ کی وابستگی کا حکم رکھتا ہے، اس لئے اپنی فکر وتوجہ اس جانب سے بے نیاز ہوکر صرف طلب مولیٰ میں محو ومستغرق ہوجانا چاہیئے۔

اللہ کی ذات سے وابستگی قائم رکھنے کے لئے امامنا علیہ السلام نے فتوح دینے والے اور لینے والے دونوں پر اللہ کا نام اور اس کا خیال لازم قرار دیا ہے اسی لئے جب تک اللہ کے نام سے کوئی چیز پیش نہ ہو قبول نہ کی جاتی تھی۔

(ممانعت): سورہ الانعام (٦) آیت: (١٢١)

اور وہ چیز نہ کھاؤ جس پر اللہ کا نام یاد نہ کیا جائے بیشک وہ فسق ہے۔

(ماخوذ از توضیحاتِ بندگی میاں عبدالرشید رضی اللہ عنہ از حضرت مولانا ابوسعید سید محمود مرشد میاں صاحب قبلہؒ)

اگر کاسب کے پیشِ نظر یہ بات نہ ہو تو اس کے دل میں تفاخر وتکاثر گزرے گا اور صرف کھانے اور نفع حاصل کرنے میں لگ جائے گا' بلکہ کسب نہ کرے گا۔

(اور اگر) رات دِن عبادت، شریعت کے علم کی تعلیم، عزلت اور خلوت میں مشغول ہو اور ان تمام کاموں کی مراد (بجائے حصول ذات خدا کے) دُنیا ہے تو اس کی جگہ ہمیشہ کے لئے دوزخ ہوگی (مفہوم از حاشیہ شریف)۔

جو دُنیا کی خاطر ریاضت کرے وہ جہنمی ہے

نقل ہے کہ حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا:

اگر کوئی شخص، چلے' ریاضتیں، بھوک اور برہنگی برداشت کرے اور اس کا مقصد دنیا ہے تو اس کی جگہ دوزخ کی آگ ہے ہمیشہ کے لئے، اور مذکورہ مشقت کے باوجود اس آیت کے حکم

سے دوزخ میں داخل ہوگا ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو شخص اِرادہ رکھتا ہے دُنیا کی زندگی کا اور اُس کی زینت.....'' (سورہ ہود آیت ۱۱)۔

سورہ ہود (۱۱) آیات (۱۵ اور ۱۶) ترجمہ: ''جو لوگ دنیا کی زندگی اور اس کی زینت کے طالب ہیں تو ہم ان کے اعمال کا بدلہ دنیا ہی میں پورا بھگتا دیں گے اور اس میں کمی نہ ہوگی، یہ وہ لوگ ہیں جن کے لئے آخرت میں آتش جہنم کے سوا کچھ نہیں، جو کچھ یہاں کیا تھا وہ سب اکارت ہوگیا اور جو کچھ آئندہ کریں گے وہ بھی ضائع ہوگا۔

صاحبؒ کتاب انصاف نامہ فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ کے اصحابؓ دین کے حقائق اور معرفت کے دقائق میں علمائے تابعین سے زیادہ عالم تھے۔ (یعنی علم کی حقیقت اور معرفت کی باریکیوں کو سمجھنے والے تھے بہ نسبت اپنے بعد کے عالموں سے)۔

چنانچہ مہدی موعود علیہ السلام نے بھی اسی علم کے حاصل کرنے کا حکم فرمایا ہے اور اس سے کم تر معیار کے علم کے حصول سے منع فرمایا ہے۔

چنانچہ آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو شخص بہت پڑھتا ہے بہت ذلیل ہوتا ہے اور دنیا کو طلب کرتا ہے۔ اور جو شخص دنیا کو طلب نہیں کرتا اس میں غرور بہت ہوتا ہے۔ بندہ جو کچھ کہتا ہے ویسا ہی کرو خدائے تعالیٰ کا ذکر کرو تا کہ خدائے تعالیٰ کی بینائی (دیدار) حاصل ہو۔

علم ظاہری کے تعلق سے حضرت سید محمد گیسو دراز بلند پرواز یعنی خواجہ بندہ نوازؒ (گلبرگہ) نے فرمایا کہ ''علم ظاہری بخل سکھاتا ہے''۔

مہدوی طلباء و طالبات کو ضروری اور بنیادی مہدویہ تعلیم مل جائے تو کافی ہے۔ ایسی تعلیم دینے کے لئے مہدویوں ہی میں ایسے افراد سے التماس کیا جائے کہ وہ تعلیم دیں۔

کیونکہ انصاف نامہ میں حضرت میاں ولی جیؒ نے ارشاد فرمایا ہے کہ

''صحابہء مہدیؓ سے ہم نے کبھی نہیں سنا کہ مہدی علیہ السلام مخالفوں کے گھروں کو علم پڑھنے گئے یا وعظ سننے کے لئے گئے تھے''۔

اب اگر کوئی سوال کرے کہ مہدی موعودؑ مدرسہ تشریف لے گئے تھے تو آپ جواب دیجئے کہ مہدی موعودؑ کی ولادت پر حضرت مخدوم شیخ دانیالؒ تشریف لائے تھے اور اسی وقت جان گئے تھے کہ آپ مہدی موعودؑ ہیں۔ آیت کی اس غیبی آواز ''حق آیا باطل مٹ گیا بے شک باطل مٹنے ہی والا تھا'' کی آواز سن لی تھی۔

تسمیہ خوانی کے بعد جب مہدی موعودؑ نے آپؒ کے مدرسہ کو جانا شروع فرما دیا تھا، مہدی موعود علیہ السلام کی یہ شان تھی کہ وہ سوال جو اساتذہ کے لئے مشکل ہوا کرتا' تو آپ علیہ السلام ہی جواب ارشاد فرما دیا کرتے تھے، حضرت خضر علیہ السلام کو امامنا علیہ السلام ہی نے پہچان لیا تھا جب کہ آپ کے بھائی میاں سید احمدؓ پہچان نہ سکے تھے۔

سات سال کی عمر میں قرآن شریف کا حفظ فرمانا اور بارہ سال کی عمر میں تمام علوم کا حاصل کر لینا اس کے بعد تمام علماء کی طرف سے آپ کو ''اسد العلماء'' یعنی عالموں کا شیر کا خطاب دینا یہ تمام معجزات مہدی موعود علیہ السلام ہی تو ہیں۔

بعد کے تمام معاملات حکم خداوندی سے تعلیم بلا واسطہ سے طئے پاتے رہے۔ ایک خاص بات اور بھی تھی کہ عموماً شاگرد استاد کا احترام کرتے ہیں لیکن حضرت مخدوم شیخ دانیالؒ مہدی موعودؑ کا احترام فرماتے تھے۔ یہ مقام و مرتبہ اور معجزہ مہدی موعودؑ کا ہے۔

صاحب کتاب انصاف نامہ حضرت میاں ولی جیؒ نے مزید فرمایا کہ اور صحابہ کرامؓ (منکروں کے پاس) علم پڑھنے یا ان کے وعظ سننے نہیں گئے۔

کیا منکرانِ مہدیؑ کی ایسی جامعات کو جانا ضروری ہے؟:۔

سورہ النساء ۴۔ آیت نمبر (۱۴۰) ''اور اللہ تمہارے لئے فرمان نازل کر چکا کہ جب تم سنو کہ اللہ کی آیتوں کے ساتھ کفر کیا جا رہا ہے اور اُن کی ہنسی اُڑائی جا رہی ہے تو اُن کے پاس مت بیٹھو ورنہ تم بھی اُن کے جیسے ہو جاؤ گے''۔

سورہ الانعام ۶' آیت نمبر (۶۸):

''اور جب آپؐ دیکھو کہ ہماری آیتوں کے بارے میں بکواس کرتے ہیں تو آپ ان سے الگ ہو جایئے یہاں تک کہ وہ دوسری باتوں میں مصروف ہو جائیں۔

دونوں آیتوں کی روشنی میں ایسی جامعات کو جانا ممنوع ہے جہاں پر قرآن مجید کے احکامات کے برعکس فتوے دیئے جاتے ہیں یا خلاف قرآن لوگوں کو سمجھایا، پڑھایا جاتا ہے۔ مثلاً سود قطعی حرام ہونے پر نص موجود ہے۔

جامعہ نظامیہ حیدرآباد نے بینک سود کو جائز قرار دیا اور نہایت کمزور بحث بعنوان دارالحرب[1] کی چھیڑ دی اس طرح قرآن کے خلاف کام کرنے کا لوگوں کو موقعہ فراہم کر دیا۔

[1] اسلامی ملک کو دارالاسلام اور غیر اسلامی ملک (مثلاً ہندوستان) کو دارالحرب کہتے ہیں۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں تین قسم کے ملک تھے۔

(۱) مکہ دارالکفر تھا۔

(۲) دوسرا ملک حبشہ تھا جہاں پر مسلمانوں پر کوئی مذہبی جبر نہیں تھا اور مذہبی آزادی تھی،

(۳) مدینہ منورہ تھا جہاں سربراہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم تھے، جہاں پر ابتداء میں اہل کتاب، مشرک اور مسلمان شریک تھے بعد ازاں یہ ملک دارالاسلام میں تبدیل ہو گیا۔

جہاں تک دارالحرب کا تعلق ہے اس وقت حبشہ جیسا دارالحرب تھا آج ہندوستان بھی ویسا ہی ہے یعنی مذہبی آزادی، بغیر کسی مذہبی جبر کے مسلمان زندگی گزارتے ہیں۔

دارالحرب حبشہ میں نعوذ باللہ کیا مسلمان خلاف قرآن یا خلاف احکامات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیرا تھے؟ اور غیر مسلموں سے بغیر کسی دھوکے کے زائد رقم کماتے تھے؟

ہرگز نہیں! جب دارالحرب حبشہ میں سود لینا اور کسی بھی قسم کا خلافِ شریعت کام کرنا ناجائز تھا تو پھر ہندوستان میں کیسے جائز ہو جائے گا؟ مسلمان پابندِ قرآن اور پابندِ شریعت رہتا ہے خواہ کہیں بھی رہتا ہو۔ کیونکہ مسلمان کے لئے خلافِ قرآن یا خلافِ شریعت جانا سخت ممنوع ہے۔

کوئی بیس سال پہلے علمائے جامعہ نظامیہ نے بنک سود کے حلال ہونے کا فتویٰ دیا تھا۔

خوف خدا والے ایک شخص نے ایک اور مفتی سے پوچھا کہ دیگر اشیاء کے ساتھ مجھے شراب بھی بیچنی پڑتی ہے۔ تو جو تنخواہ ملتی ہے وہ جائز ہے یا نہیں؟ مفتی نے اس تنخواہ کو جائز بتلایا تھا۔

حالانکہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد مبارک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے درج ذیل اشخاص پر لعنت فرمائی ہے۔

آٹھ ملعون (یعنی جن پر لعنت کی گئی):

شراب: ۱۔ پینے والے پر۔ ۲۔ پلانے والے پر۔ ۳۔ فروخت کرنے والے پر۔

۴۔ خریدنے والے پر۔ ۵۔ تیار کرنے والے پر۔ ۶۔ تیار کروانے والے پر۔

۷۔ پہنچانے والے پر۔ ۸۔ اس پر بھی جس کو شراب پہنچائی جائے۔

ایسی جامعات کو نہ جانے میں احتیاط، ہر دور میں کارآمد اور ضروری ہے' کیونکہ جب ہم مخالفین کے پاس پڑھنے جاتے ہیں تو عالم یا علماء وہی پڑھائیں گے جو انہوں نے خلافِ قرآن سیکھا ہے۔ ضرورت مہدی کے تو یہ قائل ہیں لیکن مہدی موعود علیہ السلام کے منکر ہیں۔ ۔

سلسلہ صفحہ (۱۰)، دوسری جلد پر

(پہلی جلد ختم شد)

ا

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

مفہوم فرمان مہدیؑ: ''مہدی اور مہدویان قیامت تک رہیں گے۔''

مہدویت

جاوداں، پیہم رواں، ہردم جواں

(دوسری جلد)

..... از .....

فقیر سید رفعت جاوید (اہل کالاڈیرہ)

ناشر

مہدویہ ویلفیر ٹرسٹ

قریب حظیرہ حضرت بندگی میاں سید راج محمدؒ

المعروف بہ حظیرۂ شہیداںؒ چنچل گوڑہ، حیدرآباد، ریاست تلنگانہ۔ ہند

ب

نام کتاب : مہدویت: جاوداں، پیہم رواں، ہردم جواں (دوسری جلد)
مصنف : فقیر سید رفعت جاوید (اہل کالاڈیرہ)
ای میل آئی ڈی: یس آر جاوید ایٹ دی ریٹ آف آوٹ لک ڈاٹ کام
ماہ وسنِ اشاعت: رجب المرجب ۱۴۳۹ ہجری مطابق اپریل ۲۰۱۸ عیسوی
کمپیوٹر کتابت و کتاب ملنے کا پتہ:
۱۔ SAN کمپیوٹر سنٹر، صوبیدار امیر علی خاں روڈ (نئی سڑک)
چنچل گوڑہ، حیدرآباد۔ فون نمبر 9959912642
کتاب ملنے کے مزید پتے:
۱۔ NAS ڈی.ٹی.پی و زیراکس سنٹر، قریب مرکزی انجمن مہدویہ،
روبرو ڈائمنڈ کیفے، چنچل گوڑہ، حیدرآباد۔ فون: 8019328677
۲۔ اے ٹو زیڈ اسٹیشنری، مرکزی انجمن مہدویہ، چنچلگوڑہ، حیدرآباد
طباعت : رگھویندرا گرافکس، 1-9-630/1، اڈکمیٹ روڈ، آر آر ڈی کالج بلڈنگ
ودیانگر حیدرآباد۔, Cell: 9949734563, 04027664561
ناشر : مہدویہ ویلفیر ٹرسٹ، قریب حظیرہ حضرت بندگی میاں سید راج محمدؒ
المعروف بہ حظیرۂ شہیداںؒ چنچل گوڑہ، حیدرآباد۔ تلنگانہ۔ ہند
قیمت

ج

عمل مصطفیٰ ﷺ کا نام دین مہدی ہے

یعنی مہدویت

خصوصیات مہدویت کیا ہیں؟

مہدویت

تعلیم اسلام، تعلیم ایمان اور بذریعہ مہدی موعود تعلیم احسان

جاوداں

حسب فرمان مہدی: مہدویت کو اللہ تعالیٰ نے تا قیامت باقی و برقرار رکھا ہے

پیہم رواں

تعلیمات مہدی موعود جاری و ساری ہیں اور انشاء اللہ تا قیامت رہیں گی

ہردم جواں

مہدویت ہر زمانہ میں پوری توانائی سے باقی و برقرار رہی ہے اور رہے گی

اس کو خدائے تعالیٰ نے ضعف یا پژمردگی سے محفوظ فرما دیا ہے

د

فہرست

۱	پیش لفظ	۶
۲	طوق ہائے انکار کے ساتھ بدھو واپس گھر آئے۔	۹
۳	قبل جنگ بدر ولایت منکرین کے مہدویوں پر مظالم۔	۲۰
۴	حضرت بندگی میاں رضی اللہ عنہ کا استفتاء وجواب طلبی۔	۲۲
۵	مابعد جنگ، عذاب الٰہی کا نزول۔	۲۴
۶	مظفر مر گیا، اس کی اولاد پر چھری پھر گئی۔	۲۵
۷	ہمارے خون کی پیاس بجھی نہیں، مہدویوں پر جنگیں مسلط کی گئیں۔	۲۷
۸	دشمنان دین مہدیؑ کے خلاف ہماری حکمت عملی کیا ہو؟	۲۹
۹	فراعنہ عصر: خودکش بمبار (پہلا ٹولہ)، ماڈرن اصحاب فیل (دوسرا ٹولہ)	۳۳
۱۰	انہدام مہدویت کی کوششیں بذریعہ اعتراضات: مثلاً قدم بوسی	۴۰
۱۱	ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا	۴۳
۱۲	قوم مہدی کو فرقہ کہنا جبکہ مہدویہ قوم ہے نہ کہ فرقہ	۴۳
۱۳	حدود کسب (آزرین جن پر عمل نہیں کرتے کیونکہ جانتے ہی نہیں)	۴۶
۱۴	ترک دنیا پر عدم عمل آوری کے نام پر آزری ماتم	۴۹
۱۵	فقرائے کرام کی شان میں گستاخیاں	۵۳

۱۶	مال جمع کرنے پر قرآنی وعیدات	۶۵
۱۷	قبل از مرگ ترک دنیا پر اعتراض	۶۹
۱۸	دیدار پر طنز	۷۱
۱۹	آزرین کی مکاریاں اور خود گرفتاریاں	۷۷
۲۰	تسویت خاتمین صلی اللہ علیہا وسلم	۷۹
۲۱	شب قدر کی فرضیت سے آزرین کا انکار	۸۷
۲۲	ذکر افضل ہے نوافل سے	۹۳
۲۳	دوگانہ تحیۃ الوضو و تہجد	۹۶
۲۴	رات کو نیند سے بیدار ہو کر دو رکعات ادا کرنے کی فضیلت	۹۸
۲۵	ساٹھی عمر قضاء	۹۹
۲۶	مہر	
۲۷	معافی مہر	۱۰۶
۲۸	مہر سے متعلق آزری احکام	۱۱۲

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ارشاد فرمایا: جس کا مفہوم یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ عنقریب ایک قوم کو لائے گا، جس سے اللہ محبت کرے گا اور وہ (قوم کے لوگ) اللہ سے محبت کریں گے۔ آمنّا وصدّقنا، وہ قوم نویں صدی ہجری میں پیدا ہوگئی، جس کے آقا و مولا حضرت میراں سید محمد مہدی موعود علیہ السلام ہیں۔

اس قوم کو اللہ نے قائم و برقرار رکھا ہے، اور قیامت تک باقی و برقرار رکھے گا۔

اسی برگزیدہ قوم میں ہر دور میں بعض لوگ ہوتے آئے ہیں جو اس قوم میں پیدا ہونے پر افسوس کرتے ہیں، اور اس قوم موعودہ کے ساتھ دشمنی کی وجہ سے یہ کوشش کرتے ہیں کہ یہ برگزیدہ قوم مٹ جائے۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ ایسے لوگ ان چراغوں کے مانند ہوتے ہیں جو اپنے ہی گھروں کو آگ لگانے ہمیشہ کوشاں رہتے ہیں، اور تماشہ دیکھتے ہیں۔

لیکن اللہ جس کو رکھے اس کو مٹانا ان جیسوں کے بس میں نہیں، جتنا وقت قوم اور مصدقین کو مٹانے کے ناکام منصوبوں میں برباد کرتے آرہے ہیں، اس کا عشر عشیر یہ اپنی اپنی انا کو فنا کرنے میں صرف کردیتے تو یہ ان کے ایمان کو بچالیتا۔

کتاب کے اس حصہ دوم میں مرتدین کی نہایت باریکی، عیاری اور مکاری سے چلی گئی چالوں کا ذکر ہے، تاکہ ہمارے نوجوان ان چالوں سے واقف ہوں اور ان کی ہر چال کو ان ہی پر پلٹ دیں اور اپنے دین وایمان کی سلامتی کے لئے دعا اور کوشش کرتے رہیں۔

مذکورہ منحوس خودساختہ ''چراغوں'' میں سے کچھ تو بجھ چکے، کچھ بجھنے والے ہیں۔

مجموعی طور پر ان حملوں کا ذکر ہے جو اعتراض کے پردہ میں کئے گئے ہیں کہ پڑھنے والا یا سننے والا شرمندہ ہو اور ان کا ہم خیال ہوکر اپنے خرمن ایمان کو اپنے ہی ہاتھوں جلالے۔

مثلاً قدمبوسی، ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا، مہدویوں کو قوم کے بجائے فرقہ کہنا، ترک دنیا پر فقرائے کرام کے

پورے طور عمل نہ کر سکنے پر افسوس کی اداکاری۔

خودکش بمبار وہ ہوتے ہیں جو منکر علماء کے پاس بنام علم جاتے ہیں، ان میں سے بعض دین کھوکر اساتذہ سے پیرہن بندی کے نام پر ایسے جیکٹ زیب تن کر لیتے ہیں جو بارود سے بھرے ہوتے ہیں تا کہ قوم میں آ کر خود کو بخوشی پرزوں میں لالیں لیکن اپنے ساتھ افراد قوم کے بھی پرخچے اڑا کر ان کو بھی پرزوں میں تبدیل کر ڈالتے ہیں۔

ایسوں کو مومنوں کی محفلوں میں نہ آنے دیا جائے۔

درس کے مکمل ہونے پر سالانہ یوم تقسیم اسنادات کے موقعہ پر ان کو سند سے نوازا جاتا ہے۔ اس بات کا قوی امکان ہے کہ جمرہ اولیٰ (بڑا شیطان) چپکے سے کان میں کہتا ہے کہ ہم نے تم کو علم آشنا کیا۔ تم میں تحریر اور تقریر کی قابلیت آ گئی ہمارے اس احسان کے بدلے میں دوران تعلیم جو جو باتیں تم کو بتلائی گئیں ان پر دل و جان سے عمل کرو اور قوم کی خدمت کرتے رہو۔

بچپن سے تم سنتے آ رہے ہو کہ ''درنفاق ہزیمت دین'' بس اسی کو اپنی زندگی کا مقصد بنالو، جس قدر ان کو پکا مسلمان بناؤ گے اس قدر ہم تمام شیوخ کی خوشنودی تمہیں حاصل ہوگی۔ ہمارا احسان ماننا یہی ہوگا کہ قوم میں نت نئے رجحانات پیدا کرواور تقلید سے اور تمہارے بڑوں کو کم علم بتا کر ہماری تعلیم پر چلاؤ، اپنے حلقہ اثر میں ذکر سے روکو، وقت ذکر تقاریر کرنے کی حوصلہ افزائی کرو۔ ہم کو تمہارے پل پل کی خبر ملتی رہے گی۔

بہر حال تم جیسے عالم گزیدان کا کام ہے کہ پورے خلوص سے کام کریں ورنہ ہم شیوخ کو کیا منہ بتاؤ گے؟

یہ کار ثواب ہے کہ اس جیکٹ کو پہن کر بھرے مجمع میں خود کو اڑا لو۔

یہ علمی بارود ہے اس سے کوئی مرتا نہیں اور نہ ہی تم مرو گے مومن کو مسلمان بنادو۔

اتنا کہہ کر جمرہ اولیٰ رخصت کر دیتا ہے۔

اس کے بعد ماڈرن اصحاب فیل کو شرف باریابی بخشتا ہے۔

اور ان کی کارکردگی پوچھتا ہے تو وہ یوں اپنی کارگزاری بتلاتے ہیں۔

(ہماری پوری زندگی حدود کسب کی سنگین خلاف ورزیوں میں اور بناء ترک ہی گزری' اور ابھی بھی خیال ترک دنیا نہیں آتا' فقرائے کرام کی شان میں بنام اصلاح گستاخیاں کرتے ہیں۔'ترک دنیا و طلب دیدار پر طعن کرتے ہیں؛ان سے بڑھ کر مہدوی کو فوری مرتد بنانے اور مہدی موعود کا باغی بنا دینے کے ابلیسی ہتھکنڈے استعمال میں لاتے ہیں۔

تسویت خاتمین صلی اللہ علیہما وسلم سے انکار'شب قدر کی فرضیت سے انکار اور ترک دنیا کو ماڈرن بنانے کا شیطانی مطالبہ کرتے ہیں۔

ان میں کے ہی ایک اور نے یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ مہدی پر ایمان ضروری نہیں' قرآن میں مہدی یا مہدوی کے الفاظ بتلاؤ وغیرہ۔اس کے بعد یہ فرعون چلے جاتے ہیں۔

خودکش بمبار جمرہ اولیٰ سے کہا: آپ خوش ہونگے۔میں نے دو باتوں میں اپنوں کو ورغلایا ہے:

ا۔منکر مہدی امام کے پیچھے نماز پڑھ لو ۲۔میری نظر میں تسویت خاتمین کو حق جاننے والا کافر ہے۔

سب اپنی اپنی کارکردگی بتا کر بڑے شیطان کی قدم بوسی کر کے روانہ ہوتے ہیں۔

یہ سب مر جائیں گے'مرنے کے بعد یہ کیا خاک دفن ہوں گے؟ یا خاک میں دفن ہوں گے؟ کیونکہ زندگی آتش بغض وحسد میں گزری۔لہذا انہیں نہ تو سپرد خاک کیا جائے گا اور نہ ہی سپرد آتش' بلکہ سرد خانوں (کولڈ اسٹوریج) میں ان کو شائد رکھ دیا جائے گا۔تا کہ ان کو برف سے جلایا جائے۔

مذکورہ بالا لوگوں سے ایک کراہت ہونی چاہیئے،ان سے دوستی اللہ تعالیٰ کو سخت ناپسند ہے۔

حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''مکاشفتہ القلوب'' میں یوں تحریر فرمایا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ میں تمہاری امت کے چالیس ہزار نیکوں اور ساٹھ ہزار بروں کو ہلاک کرنے والا ہوں۔حضرت یوشع علیہ السلام نے عرض کیا،نیکوں کا کیا قصور ہے؟ رب نے فرمایا انہوں نے میرے دشمنوں کو دشمن نہیں سمجھا اور یہ باہم میل ملاپ سے رہتے رہے۔(دیکھئے مکاشفتہ القلوب اردو ترجمہ صفحہ ۱۲۰)

عرض حال

لیجئے کتاب ''مہدویت، جاوداں، پیہم رواں، ہردم جواں'' کی دوسری جلد پیش ہے۔

سب سے پہلے لوٹ کے بدھو کی گھر واپسی پڑھیئے، منکران کی قابل غور پیشکش کہ مدارس قائم کرو۔ قبل جنگ بدر ولایت منکرین کے مہدویوں پر مظالم کے واقعات پڑھیئے، اور یہ بھی کہ ہمارے خلاف بغض وعناد جاری ہے۔ یہ بات آپ جانتے ہی ہوں گے کہ حضور پرنور ﷺ کے خلاف گستاخیوں پر گستاخوں کے سر قلم کئے گئے تھے۔

یہ تمام واقعات پڑھیئے، اس کے بعد کے واقعات بھی پڑھیئے، جیسے اس میں فراعنہ عصر کی تفصیل دی گئی ہے، جو پیدا تو ہوئے تھے گروہ مقدسہ میں، لیکن بھٹک کر اور بگڑ کر اتنے گر گئے کہ مہدویت کو اپنی دانست میں منہدم کر دینے کوشاں رہے تھے اور ہیں۔

برادران وخواہران قوم اور بالخصوص ہمارے نونہالوں اور نوجوانوں کی معلومات اور دفاعی تدابیر اختیار کرنے اور ہمیشہ ان فرعونوں سے چوکس و چوکنے رہنے کے لئے یہ سطور لکھی جارہی ہیں۔ ایسے لوگ ہر دور میں ہوتے رہیں گے۔ لہٰذا جاگتے رہنا ضروری ہے۔

حضور پرنور مہدی موعود علیہ السلام سے تصدیق وعمل کے ذریعہ منسلک ہونا، حضور پرنور ﷺ سے، کل انبیاء علیہم السلام وکتب سماویہ سے اور ذات باری تعالیٰ سے منسلک ہونا ہے۔

خدانخواستہ کوئی مہدی موعود کی تصدیق سے پھرتا ہے، دور یا برگشتہ ہوتا ہے تو سب سے دور ہوکر سیدھا دوزخ کی طرف ہانک دیا جاتا ہے۔ اللہ ہم سب کو تصدیق مہدی کی ملی ہوئی دولت سے مالا مال رکھے اور اپنا بنا کر رکھے اور اپنا بنا کر ہمیں اٹھائے۔ آمین

سلسلہ صفحہ نمبر (۱۱۲) جلد اول سے

اوران کی کوشش ہوتی ہے کہ افرادِ قوم کو بھی اپنے اسی رنگ میں رنگ دیں۔

''طوق ہائے انکار کے ساتھ واپسی'' کے زیرعنوان ایسے ہی بگڑے ہوئے ایک طالب علم کا حال بتلایا گیا ہے' جو اگلے صفحات میں انشاءاللہ آپ پڑھیں گے۔

(۱) قیام مدارس:

ہمارے مخالفین اس بات کے لئے کوشاں ہیں کہ مدرسوں کا قیام عمل میں لایا جائے اساتذہ وغیرہ وہ اپنے پاس سے دیں گے اور مدارس کا الحاق منکران مہدیؑ کی جامعات سے ہوگا۔

بعض جامعات وہ ہوتی جن کے پاس غیر محسوس اور پوشیدہ طور پر حُبّ رسولؐ یا عشق رسولؐ ممنوع' اور بغضِ رسولؐ لازمی ہوتا ہے۔ جب ایسا الحاق ہوجائے تو لازماً نصاب بھی ان ہی جامعات کا ہوگا۔

ساتھ میں چالاکی یہ بھی رہے گی کہ وقتاً فوقتاً مہدی علیہ السلام کا نام لیا جاتا رہے' تاکہ بھیڑ اکھٹی ہوتی رہے اور صبح فجر کے بعد اور شام میں عصر کے بعد فضائل قرآن' فضائل رمضان اور مسائل وغیرہ کی تعلیم دی جائے گی۔

اور فارغین کو بھی یہی تلقین کی جائے گی کہ تم بھی خاص طور پر ان ہی اوقات میں یہ کام کیا کرو۔ اس تاکید کی تہہ میں اپنے ان مہدوی طلباء کو ذکر سے روکنا یا برگشتہ کرنا ہے۔

کیونکہ ذکراللہ مہدوی کو پکا مہدوی بناتا ہے جبکہ ان لوگوں کو یہ سخت ناگوار ہے۔

الغرض اندرونی طور پر طلباء مہدویت سے کوسوں دور تربیت پاتے رہیں گے۔ لیکن بظاہر خود کو مہدوی کہیں گے۔

اور تعلیم کی تکمیل کے بعد اس کے دو نقصانات ہوں گے یا تو یہی طلباء بناء اخلاص کے موذن، پیش امام، خطیب، قاری، حافظ، مولوی و مفتی ضرور بن جائیں گے۔

رات دن انہی سرگرمیوں میں منہمک رہیں گے اور ذکر سے غافل رہیں گے۔ بناء اخلاص کے یہ تمام تمغے رکھنے والوں کا کیا حشر ہوگا اس حدیثِ شریف کی روشنی میں غور کیجئے۔

مفہومِ حدیث شریف: یوم قیامت تین اشخاص کے متعلق جہنم کا فیصلہ سنایا جائے گا۔

جس میں دوسرا شخص عالم ہوگا، اعمال کے متعلق پوچھنے پر وہ کہے گا کہ میں نے تیری رضا کے لئے دین اور قرآن کو سیکھا اور سکھایا، اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹ کہتا ہے تو نے عالم اور قاری کہلانے کے لئے یہ سب کچھ سیکھا تھا پھر بحکم خدا اس کو دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔

مہدوی طلباء کو اس وعید سے ڈرتے رہنا چاہیئے، صرف مخلصانہ، محدود اور ضرورت کی حد تک علم حاصل کرنا چاہیئے تا کہ اخلاص کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے، اور یہ علم وبال نہ بن جائے۔

لہذا منکرانِ مہدیؑ کے ان منصوبوں سے ہم کو ہمیشہ چوکنے رہنا چاہیئے جو مہدویت سے دور اور دوزخ کے قریب کر دینے والے ہیں۔ جبکہ ہم کو اور ہماری اولادوں کو انشاء اللہ مہدوی رہنا ہے ان تمام عہدوں یا تمغوں کی ضرورت نہیں ہے۔

تعلیم دینی کے نام پر اگر مہدوی بستی والوں نے ان مدارس کے فارغ طلباء کو اپنے پاس پڑھانے کے لئے بلایا تو دوسرا نقصان یہ ہوگا کہ یہ طلباء اُن بستیوں کو بھون کر رکھ دیں گے۔ اور ان کے پاس پڑھنے والا ہر بچہ تصدیق میں کچارہ جائے گا بلکہ ڈر ہے کہ ارتداد کا دامن نہ تھام لے۔ کونسا علم طلب کیا جائے؟ حضرت مہدی علیہ السلام نے یہ رباعی ارشاد فرمائی تھی۔

ترجمہ

ایسا علم طلب کر جو تیرے ساتھ رہے
وہ دم جو تجھ سے تجھ کو رہائی دے
جب تک تو علم فریضہ نہیں پڑھے گا
تحقیق حق کے صفات کو نہ جانے گا

حضرت قاضی حمید الدین ناگوریؒ نے یہ رباعی کہی تھی کہ (خلاصہ)

ترجمہ: تو علمِ صَرف ونحو اور علم لغت میں مشغول مت ہو جا' خدا کا علم سیکھ کہ ان علومِ صَرف ونحو ولغت سے کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

کل تجھ سے علم معرفت طلب کریں گے تو' تو کیا جواب دے گا؟ اب چاہے تو' تُو گمراہ بن جا یا سرگرداں ہو۔ (ہم نے اچھی بات کہنے کی تھی کہہ دی)

حضرت میاں ولی جیؒ نے کیا تحریر فرمایا یہ بھی پڑھ لیجئے۔

ترجمہ:

ہم کو نہ وظیفے پڑھنے والا مرید چاہیئے
اور نہ زاہد اور قرآن کا حافظ چاہیئے
صاحبِ دل اور سوختہ جان چاہیئے
جس کے گھر اور مال کو آگ لگی ہو وہ چاہیئے

(طوق ہائے انکار کے ساتھ) لوٹ کے بدھو گھر آئے:

ذکر چل رہا تھا دوزخ نوازیوں کا' ان کے حملے جاری کہی رہتے ہیں۔ ہمارے نونہال اگر منکرانِ مہدیؑ کے مدرسوں کو جاتے ہیں تو کئی چیزوں کو کھو کر آتے ہیں۔

اوراسناد کے ساتھ انکار کی یہ باتیں بھی ذہن وفکر میں لا لیتے ہیں جس کی خود ان کو بھی خبر نہیں ہوتی۔ یہ بھی ایک قسم کی غیر محسوس دوزخ نوازی ہے۔

(نعوذ باللہ) ''قومی کتب ساقط الاعتبار''

ھمارا جواب : ہماری قومی کتب قابل اعتبار ہیں۔ مہدویوں کو اپنے قومی اثاثے سے برگشتہ کرنے کی ہمارے مخالفین کی یہ مکّارانہ سازش ہے۔

☆ ''حضرت خضر علیہ السلام کے وجود وزندگی سے انکار۔''

ھمارا جواب : حالانکہ حضرت خضر علیہ السلام کی حیات مبارکہ قرآن مجید سے ثابت ہے' حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ تھے اور بعد کے ادوار میں بھی رہے۔

چنانچہ کتاب ''جوامع الکلم'' ملفوظاتِ حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز' بلند پرواز ؒ (وصال ۸۲۵ھ) میں مذکور ہے کہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی' حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء' اور حضرت خواجہ وجیہ الدین رحمہم اللہ اجمعین جیسے بزرگوں نے حضرت خضر علیہ السلام سے ملاقات کی تھی۔

سننے میں آتا ہے کہ حضرت خواجہ خضر علیہ السلام کی عمر لمبی ہے۔ اور اس وقت بھی حضرت بقید حیات ہیں۔

لیکن ہمارے مخالفین یہ باور کرواتے ہیں کہ نعوذ باللہ دور مہدی کے آنے سے پہلے ہی حضرت خضر علیہ السلام کا وصال ہوگیا۔

حیاتِ خضرؑ سے انکار' اس انکار کے ذریعہ مخالفین اپنی دانست میں اس کڑی کو کمزور کردینا چاہتے ہیں جو حضور ﷺ اور مہدی موعود علیہ السلام کے درمیان ہے۔

حضرت خضرؑ رابطہ ہیں جن کے ذریعہ حضور ﷺ کی عطا کردہ تعلیم ذکر خفی' احکام ولایت

اور پسخوردہ کھجور جیسی امانتیں امامؑنا کو ملی تھیں۔

☆ ''امامؑنا کی آخری نماز جمعہ میں باآواز بلند وتر پڑھنے کے عمل رسول ﷺ کو غیر متعلق قرار دے کر کہنا کہ کوئی حدیث اس بارے میں نہیں ہے۔''

ہمارا جواب : صرف بغض مہدی کی خاطر حدیث کا انکار کیا گیا ہے۔

منکرانِ مہدی کی صحبت بالآخر ایسا ہی رنگ لاتی ہے۔

☆ ''حضرت بندگی میاںؑ کو بدل ذات مہدیؑ ماننے سے انکار''

ہمارا جواب : بندگی میاںؑ کو بدل ذات نہ ماننا فرمانِ مہدی کو جھٹلانے کی دانستہ کوشش ہے۔

☆ ''سیدینؓ کو تعلیم سیر نبوت و تعلیم سیر ولایت ملنے کا انکار۔''

ہمارا جواب: یہ انکار بھی مہدی کے فرمان کو جھٹلانے کی جراءت بے جا ہے۔

☆ ''عصر اور مغرب کے درمیان ذکر میں بیٹھ جائیں تو پھر کاروبار کب ہو؟

ہمارا جواب: فجر تا طلوع آفتاب اور عصر تا غروب آفتاب کے اوقات سلطان النہار یعنی دن کا بادشاہ اور سلطان اللیل یعنی رات کا بادشاہ کہلاتے ہیں۔

قرآن مجید میں کئی مقامات پر علیحدہ علیحدہ الفاظ مثلاً **وسبح بالعشی والابکار ' بکرۃ واصیلا ' بالغدٰو والاصال ' وسبحوہ بکرۃ واصیلا ' حین تمسون وحین تسبحون ' بالغدٰوۃ والعشی ' قبل طلوع الشمس وقبل غروبھا** وغیرہ آئے ہیں۔

لیکن ان تمام کا مطلب طلوع آفتاب وغروب آفتاب کے اوقات میں ذکر اللہ میں بیٹھنے کی اہمیت کو واضح کرنا ہے۔

مذکورہ اوقات میں حکم دیا گیا ہے کہ ہر دو اوقات میں صرف ذکر میں مصروف رہو۔

گروہ مقدسہ میں چونکہ ان اوقات میں ذکر اللہ کیا جاتا ہے اور وہ بھی باجماعت' قید نشست

کے ساتھ' تو ہمارے مخالفین اس معاملے میں ہم کو بھٹکاتے ہیں، تاکہ ہم ذکر کی پابندی نہ کریں، کیونکہ ذکر اللہ کی برکت سے ذاکر پکا مہدوی بن جاتا ہے۔ جو مخالفین کو سخت ناپسند ہے۔

سندھ میں ملّا صدر الدین سندھیؒ نے امامنا علیہ السلام کو سپاہیانہ لباس میں دیکھ کر تصدیق میں پس وپیش کیا، لیکن ذکر کی برکت سے تصدیق مہدیؑ سے مشرف ہوگئے۔

ذکر اللہ سے بھٹکانے کے سلسلہ میں ایک کڑی یہ بھی ہے کہ مخالفین یہ کہتے ہیں کہ عصر ومغرب کے درمیان کے اوقات میں مصروف بہ ذکر رہنے والوں کو خلل، بری بات نہیں ہے۔

خلل اندازی دینی کاموں میں نقصان رساں ہوتی ہی ہے' بلکہ دنیاوی کاموں میں بھی لوگ خلل اندازی یا کام میں رکاوٹ کو پسند نہیں کرتے۔

کسی مقام پر فسادات ہو رہے تھے اور فوج ان کو روکنے کے خیال سے گولیاں چلا رہی تھی' اس وقت حکومت میں شامل ایک آدمی نے صرف سوال کیا کہ نہتے لوگوں پر گولیاں کیوں داغی جا رہی ہیں۔ فوجیوں نے کہا کہ ہم حکومت کے حکم پر ایسا کر رہے ہیں اور آپ ہمارے کام میں خلل ڈال رہے ہو' اس ''خلل اندازی'' پر ان کو گرفتار کر لیا گیا۔

اس سلسلہ میں غور فرمایئے کہ دنیاوی طور پر تو ہم چاہتے ہیں کہ جب ہم کسی کام میں مشغول ہوں تو ہمیں کوئی خلل میں نہ ڈالے، کیونکہ خلل اندازی سے کام میں بگاڑ آ جاتا ہے۔

ذکر جو مومن کو مشغول بہ حق رکھنے میں مددگار ہوتا ہے۔ اس وقت اگر کوئی خلل ڈالتا ہے تو وہ رکاوٹ کا باعث بن رہا ہے، اور وہ نہیں چاہتا کہ پورے انہماک کے ساتھ ذکر اللہ کریں۔

حدیث شریف کو جھٹلانا جس میں حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ میری نبوت سے میری ولایت افضل ہے''۔ (جب اس حدیث شریف کو مہدی موعود علیہ السلام نے مخالف علماء کے سامنے پیش فرمایا تو ان عالموں کو بھی انکار کی جراءت نہ ہوئی تھی)۔

ہمارا جواب : اس مہتم بالشان حدیث کا انکار، انکارِ نبوت کی دلیل ہے۔ اور نبوت کے انکار کے بعد مسلمانی ختم ہو جاتی ہے۔

☆ ''کٹر عقیدہ والوں سے اظہار بغض ونفرت اور انہیں مطعون کرنا۔''

ہمارا جواب : یہ بغض ونفرت اور طعن بھی بغض مہدی کی دلیل ہے۔

☆ ''ذکر کی ترتیب اثبات ونفی پر بھی بے اطمینانی کا اظہار بلکہ اس ترتیب کا ہی انکار۔''

ہمارا جواب: مہدویت کے خلاف مخالفانہ پروپیگنڈہ نے با لآخر یہاں تک لا کر چھوڑا، کہ دین وایمان کو خاکستر کر ڈالا، منصب رشد وہدایت والے تھے تو یہ منصب ان سے چھن گیا۔

بلکہ اس بے اطمینانی کے بعد کی ہر سانس ضائع جانے لگی۔ اور یوں سانسوں کو مردہ کر لیا گیا، حالانکہ اثبات ونفی کی ترتیب لیا ہوا ذکر سانسوں کو زندہ رکھنے کا باعث ہوتا ہے۔ اور اس کی برکت سے خدا سے راست تعلق پیدا ہو جاتا ہے۔

منکرینِ ومعاندین مہدیؑ کے جھانسے میں آئے ہوئے افراد کا خدا ہی حافظ، زندہ رہیں تو ایسوں کا وجود اور عدم وجود دونوں یکساں بلکہ بوجھ، مر گئے تو ہر روز پرسش اور عذاب ہے۔

☆ ''منکر مہدی کو کافر نہ جاننا۔''

ہمارا جواب : مہدی کے فرمان کو جھٹلانا مہدی کو جھٹلانا ہی ہوگا۔ کیونکہ آپ نے فرمایا تھا کہ جس نے میرا انکار کیا وہ کافر ہے، فرمایا تھا سید محمد بن سید خان کی مہدیت کا انکار کفر ہے۔ منکر مہدی کو کافر نہ جاننے سے مہدویت ختم ہو جاتی ہے۔ بلکہ ارتداد کے فلڈ گیٹس کھل جاتے ہیں۔

☆ ''مہدی موعودؑ کے حضور میں تصحیح ارواح کو نہ ماننا۔''

ہمارا جواب : انکار پر انکار، انکار مہدی کا ہی شاخسانہ ہے۔

مہدویوں کو مرتد بنانے کی کوششیں دوزخ نواز کرتے ہیں اور کسی کو بھی اس کے مذہب

سے بآسانی سے ہٹا کر اپنے مذہب پر چلا لینا ان کے بائیں ہاتھ کا کھیل ہوتا ہے۔

ہم نوجوانوں سے پرخلوص التماس کرتے ہیں کہ ایسوں سے ہرگز دوستی یا میل ملاپ نہ رکھیں کیونکہ اس کی ممانعت فرمادی گئی ہے۔

سورہ آل عمران (۳) آیت (۱۰۰): ''اہل کتاب کی اطاعت کروگے تو دین سے منحرف کردیں گے''

سورہ آل عمران (۳) آیت (۲۸): کافروں کو دوست مت بناؤ۔

سورہ المائدہ (۵) آیت (۵۱) یہودیوں اور نصرانیوں کو دوست بنانے کی ممانعت۔

سورہ المائدہ (۵) آیت ۵۷۔: تمہارے دین کو مذاق اور کھیل بنانے والوں کو دوست مت بناؤ۔

قارئین کرام! کوئی بارہ صفحات پر ہم نے منکرین کی جامعات کے تعلق سے باتیں تحریر کی ہیں، ان تمام کو دوبارہ پڑھیئے اور غور کیجئے۔

حضور پرنور ﷺ کے دو ارشادات:

مفہوم: وہ امّت کیسے ہلاک ہوگی جس کے شروع میں ہوں، آخر میں عیسٰی بن مریم اور درمیان میں میری اہل بیت سے مہدی ہوں گے۔ ان کے درمیان ایک ٹیڑھی یا گمراہ جماعت ہے جو نہ مجھ سے ہے اور نہ میں اس سے ہوں۔

یعنی دافع ہلاکت امت مہدی موعود سے جو دور رہا اس سے حضور پرنور ﷺ بھی دور ہیں۔

دوسری حدیث کا مفہوم یوں ہے: مہدی کشتی نوحؑ کی مانند ہے جو اس میں سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جس نے منہ پھیرا وہ غرق ہوگیا۔

منکرین مہدی ابھی قبل آمد مہدی کے زمانہ میں جی رہے ہیں، جبکہ مہدی موعود علیہ

السلام کی تشریف آوری ہوچکی، انکار کی وجہ سے وہ لوگ ان ہی باتوں میں الجھے ہوئے ہیں جو باعث ہلاکت ہوسکتی ہیں (اس سلسلہ میں اوپر حدیث گزری ہے) تصدیق مہدی نہ ہونے حضور ﷺ نے ایسوں سے دوری کی بات فرمائی ہے۔

غور فرمایئے کہ جب آپ اندھیروں سے بطفیل خاتمین صلی اللہ علیہما وسلم باہر آچکے ہیں تو پھر اپنے نونہالوں کو انہی اندھیرے والوں کے پاس بھجوانا کہاں کی عقلمندی ہے؟

صرف علم کے نام پر؟ آپ نے گزشتہ صفحات میں وہاں جانے کے نقصانات کے بارے میں پڑھ لیا، اس کے بعد منکرین مہدی کی جامعات کو جانے یا بھجوانے کا خیال ختم ہوجائے گا۔

یاد رکھیئے کم علمی پر عذاب نہ ہوگا، حفظ و تجوید سے لاعلمی پر پرسش نہ ہوگی اور اسناد سے خالی گردنوں کو دوزخ کی آگ نہیں پکڑے گی۔ ہاں انکار مہدی یا ارتداد باعث عذاب ضرور ہوں گے۔

اور منکروں کی جامعات میں جاکر آنے کے بعد ہمارے مسلمات سے، عقائد و اعمال سے اور بزرگوں سے اور ان کی تقلید سے، ان تمام سے آپ کٹ جائیں گے۔

قوم سے بے دلی بلکہ بد دلی ایک دن میں نہیں آجاتی، بلکہ یہ رنگ کچھ مدت تک وہاں گزارنے کے بعد ضرور آجاتا ہے۔

اسنادات اور دستار ہائے فضیحت (جی ہاں فضیحت، نہ کے فضیلت) کے بعد جب واپسی ہوتی ہے اور یہ بدلے بدلے انداز اس بات کی چغلی کھاتے ہیں کہ عرصہ دراز کی منکرین کی محنت و مشقت سے صرف ایمان ہی (فوراً یا دھیرے دھیرے) چلا جاتا ہے، اور تاڑنے والے قیامت کی نظر رکھتے ہیں اور یوں کہہ اٹھتے ہیں۔ ع

یہ اڑی اڑی سی رنگت یہ کھلے کھلے سے گیسو
تری صبح کہہ رہی ہے تری رات کا فسانہ

ایک سوال : ’’ کیا منکران مہدی کی جامعات کو جانا ضروری ہے ‘‘؟

ایک ہی جواب: نہیں۔

اب ہم جاری موضوع کی طرف آرہے ہیں۔

اگر یہ لوگ مہدویت کے تعلق سے دریافت کریں تو آپ صاف طور پر کہہ دیں کہ ہمارے مرشدین کرام یا ہمارے علماء سے جا کر معلوم کرو۔

مخالفین کی طرف سے مہدویوں کی اصلاح کی کوئی بات سامنے آئے تو سنبھل جایئے، مثلاً جب آپ سڑک سے گزرتے ہیں اور اچانک گیند آجاتی ہے تو آپ اپنی سواری کی رفتار کم کردیتے ہیں کیونکہ پیچھے گیند لینے کے لئے بچّہ بھی آرہا ہے،

اسی طرح آپ بھی چوکس ہوجائیں، کیونکہ غیر ہماری کیا خاک اصلاح کریں گے؟ بلکہ اصلاح کے نام پر آپ کو بھٹکا دیں گے‘ اس تعلق سے تفصیلات آزرین کے زیرعنوان اگلے صفحات میں ملاحظ فرمایئے۔

حضرت بندگی میاں رضی اللہ عنہ سے منسوب یہ ارشاد ہے کہ منکرانِ مہدیؑ سے تین جگہ ٹیڑھے ہوکر ملو۔اس بات کا خیال رہے کہ یہ فرمانِ باری تعالیٰ کے پیشِ نظر ہے۔

سورہ ہود (۱۱) آیت نمبر۱۱۳: ’’ان ظالموں کی طرف مائل نہ ہونا ورنہ تم کو دوزخ ملے گی‘‘۔

سورہ آل عمران (۳) آیت (۱۴۹) ’’کافروں کا کہا مت مانو‘ ناکام ہوکر رہ جاؤ گے۔

کیا ایسے منکران مہدیؑ ہمارے دوست ہوسکتے ہیں؟:

تازہ خواہی داشتن گر داغ ہائے سینہ را
گاہے گاہے باز خواں ایں قصہ پارینہ را

ترجمہ: اگر سینوں میں داغ ہائے عشق کو رکھنا مقصود ہو تو ان گزرے ہوئے قصوں کو گاہے گاہے دہراتے رہو۔ (ماخوذ از ''اسرار عشق'' کلام حضرت ڈاکٹر سید علی اطہر صاحب قبلہ یداللّٰہی)

درج ذیل واقعات ان مہدوی کہلانے والوں کی توجہ کے لئے ہیں جن کے دلوں میں ایسے منکرین کے تعلق سے ہمیشہ ایک نرم گوشہ رہتا ہے۔

امامنا مہدیِ موعود علیہ السلام کے زمانے میں اہل انکار نے یہ روش اختیار کی تھی کہ مہدیِ موعود علیہ السلام کو معہ جانثاروں کے اخراج کا حکم دلوایا جاتا تھا۔ امامنا علیہ السلام نے فرمایا کہ ''ہجرت کروائی گئی' گھروں سے نکالا گیا اور ایذا پہنچائی گئی البتہ امر قتال باقی ہے''

قبلِ جنگِ بدر ولایت منکرین کے ظلم وستم:

مہدویوں کے خلاف جنگوں کی تفصیل سے پہلے آیئے ان بزرگوں کے اسمائے گرامی جن کو مہدوی ہونے کی وجہ سے تکالیف کا سامنا کرنا پڑا' شہادت کا جام پینا پڑا۔

فرزند دلبندِ امامناؑ حضرت میراں سید محمود ثانی مہدیؑ کو بمقام احمد آباد گرفتار کیا گیا اور آپ کے نورانی پاؤں میں سوا من کی بیڑیاں ڈال دی گئیں۔ تکلیف کا یہ عالم ہوگیا تھا کہ پہاڑ بھی برداشت نہ کرتا۔

بندگی میاںؓ نے آ کر عرض کیا کہ حکم ہو تو قید خانہ کو توڑ کر رہا کروالیا جائے' آپؓ نے منع فرمایا اور فرمایا خدائے تعالیٰ قادر و توانا ہے۔

جب حضرت ابراہیم علیہ السلام کو نمرود کے حکم پر آگ میں پھینکا جا رہا تھا جبرئیلؑ نازل ہوئے اور پوچھا کیا کچھ مدد کروں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا میرے لئے خدا کافی ہے۔

حضرت ثانی مہدیؑ نے بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسا ہی متوکلانہ جواب ارشاد فرمادیا تھا۔حضرت ثانی مہدیؓ کا اسی حرج اور زحمت سے وصال ہوگیا۔

امامنا علیہ السلام کے ایک اور فرزند دلبند حضرت بندگی میاں سید علی شہیدؓ کی شہادت کا واقعہ یوں ہوا کہ جب احمد آباد میں سرکاری کارندے حضرت بندگی میاں سیدنا شاہ نعمتؓ کو گرفتار کر کے لے جارہے تھے آپؓ نے خود کو گرفتار کروا کر حضرت شاہ نعمت رضی اللہ عنہ کو چھڑوالیا۔

ایک عرصہ تک آپ کو بلوایا نہیں گیا، بلکہ سخت قسم کی قید میں رکھا گیا۔

ایک مہدوی معتمد الدولہ مسمی میاں پیر محمد کی سفارش سے حضرتؓ کو قید سے رہا کرنے کا حکم ملا۔لیکن خدا کی مشیت کچھ اور ہی تھی۔

بادشاہ کا ایک مقرب خاص صدر خاں' مہدویوں سے بغض رکھتا تھا۔ایک سانڈنی سوار کے ذریعہ داروغہء جیل کو خانگی چٹھی بھجوائی جس میں لکھا کہ ''حضور سلطان سے سید (یعنی بندگی میراں سید علیؓ) کی رہائی کا حکم صادر ہوگیا ہے۔

اس لئے اس فرمان شاہی کے پہنچنے سے پہلے ہی سید کا کام تمام کرڈالو۔

داروغہ جیل نے چٹھی پاکر حکم دیا کہ سید کو لوہے کے خاردار پنجرے میں کھڑا کر کے پنجرہ کو خوب ہلاؤ۔حضرتؓ کے جسم مبارک سے بلکہ بال بال سے نور بہ شکل خون نکلنے لگا۔

اور شہادت سے پہلے ہی خون سے غسل کر کے ایسے پاک وصاف ہوگئے کہ پانی سے غسل دینے کی حاجت نہ رہی۔اس طرح آپؓ نے اپنی جان دے کر حضرت شاہ نعمتؓ کو چھڑوالیا۔

حضرتؓ اس تکلیف سے بے ہوش ہوگئے تو پنجرہ سے نکال کر بھدر کے قلعہ کے اندر انتہائی تاریک حصہ میں دیوار سے کھڑا کر کے زندہ چن دیا گیا۔اس قلعہ کی تعمیر کا کام جاری تھا۔

یہ واقعہ تقریباً ۹۳۲ھ کا ہے جبکہ آپ کی عمر مبارک ۳۲' ۳۳ سال کی تھی۔(ماخوذ از عرس نامہ مصنفہ حضرت سید قطب الدین خوب میاں صاحب پالن پوری)

ان منکران مہدی کی اپنے ہاتھوں کی لائی ہوئی مصیبت یہی ہے کہ چند برس پہلے تک ہندو مسلم فسادات کے وقت احمد آباد کے علاقے دریا پور' کالو پور' وغیرہ کے نام سننے' پڑھنے کو ملتے تھے۔ جو بھدر دروازہ کے قریبی محلے ہیں۔ علاوہ ازیں چند اور شہادتوں کا ذکر بھی پڑھیے۔

حضرت بندگی میاں شاہ عبدالمجید نورنوشؓ کو جامع مسجد احمد آباد میں شہید کر دیا گیا حضرت میاں شیخ اسماعیلؓ اور میاں شیخ کبیرؓ کو محض مہدوی ہونے پر کمسنی کے باوجود شہید کر دیا گیا۔ بندگی میاںؓ نے ان کو اپنی شہادت کا امام فرمایا۔

حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیقِ ولایت حامل بارِ امانت، بدلِ ذاتِ مہدی موعود علیہ السلام کی شہادت مخصوصہ سے قبل ماحول کو یوں گرمایا گیا تھا۔

☆ کسی ایک مہدوی کو قتل کیا تو سات حج کا ثواب

☆ اگر کسی مسلمان نے کسی مہدوی کی مدد کی تو اس کی نسل منقطع کر دی جائے۔

☆ مہدویوں کو ایسی جگہ مار ڈالو جہاں پانی نہ ملتا ہو۔ (یزیدیوں نے بھی دریائے فرات پر اہل بیت نبی ﷺ پر پانی بند کر دیا تھا)

☆ مہدویوں کا قتل مباح ہے اور کارِ ثواب ہے

☆ مہدویوں کے گھروں اور مسجدوں کو جلانا کارِ ثواب ہے۔

☆ مہدویوں کی پیشانیوں پر لوہے کا پنجہ گرم کر کے داغ دینا کارِ ثواب ہے۔

علمائے گجرات کے نام حضرت بندگی میاںؓ کا دوسرا خط بصورت استفتاء:

حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ نے اس وقت مفتیوں سے دریافت فرمایا تھا

ترجمہ: ''فقیروں اور خدا پرستوں کی ایک جماعت' اپنی بیبیوں اور بچوں کے ساتھ حق تعالیٰ کی رضامندی' جستجو' اور ذات مطلق تعالیٰ کی طلب میں لگی ہوئی ہے۔ ان میں کا ہر ایک فرد شریعت کا پابند' پرہیزگار اور متوکل' گوشہ نشین' تارک الدنیا

اور طالبِ خدا ایسا ہے جو تمام اوصافِ حسنہ سے موصوف اور حضرت محمد ﷺ کے صحابہؓ کے اوصاف سے متصف ہے۔

ان میں کے کسی بھی ایسے فرد پر کوئی شخص کسی شرعی سبب کے بغیر قتل اور اخراج کا حکم لگائے تو اس پر کیا حکم ہوگا''؟

علماء کا جواب: ان علماء نے جو اکابرین سے تھے اور بادشاہ کے اعتماد والے' صاحبِ جاہ ومنزلت' بادشاہ کے رازدار اور واقف کار تھے۔ خط کو پڑھا، اس استفتاء پر غور کیا اور جواب دیتے ہوئے اسی استفتاء کی پیٹھ (کاغذ کی پشت) پر اطمینان کے ساتھ لکھ دیا۔

''وہی حکم اس پر عائد ہوگا جو **اقتلوا الموذی قبل الایذا** کے مطابق ہے،
یعنی ''موذی کو تم اس کے ایذا پہنچانے سے پہلے قتل کردو''۔

(ماخوذ از سیرت صدیق ولایتؓ مصنفہ حضرت سید اسمٰعیل عرف موسیٰ میاںؒ اہل ہستیڑہ)

چنانچہ بندگی میاںؓ نے حکم دے کر چند ملاؤں کو قتل کروایا۔ آپ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے برسوں بعد آپؓ کے فرزندوں حضرت بندگی میاں سید شہاب الدین شہاب الحقؓ اور حضرت بندگی میاں سید محمود سید نجی خاتم المرشدینؓ نے ۱۷ یا ۲۷ مفسد ملاؤں کو قتل کروایا۔ طاہر پٹنی کو بھی مہدویوں نے جہنم رسید کیا۔

امامنا علیہ السلام کے پردہ فرمانے کے بعد ۹۳۰ھ ہجری میں جنگ بدر ولایت ہوئی۔

اور بیس برس قبل امامناؑ کی فرمائی ہوئی پیشین گوئی حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی۔ آمنا وصدقنا۔ حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ کو اللہ تعالیٰ نے جنگ کے پہلے روز کامیاب وفتح یاب فرمایا۔

جنگ کے دور کے دوسرے روز میاںؓ کی شہادت ہوئی جو کہ امامنا مہدی موعودؑ کے بدل میں ہوئی تھی۔ اسی لئے اس شہادت کو ''شہادت مخصوصہ'' اور بندگی میاںؓ کو ''بدلِ ذاتِ مہدی

موعود علیہ السلام'' کہا جاتا ہے۔اس جنگ میں جملہ سو نہتے فقراء نے جام شہادت نوش فرمایا۔

میاںؓ کی شہادت کے بعد نام مہدیؑ علانیہ لیا جانے لگا۔

مابعد جنگِ بدر ولایت عذابِ الٰہی کا نزول

درجِ ذیل سطور حضرت مولانا سید میرانجی عابد خوندمیری صاحب کی کتاب'' سیرت صدیق ولایتؓ '' سے لئے جارہے ہیں۔

مظفر نے علمائے سو اور دنیادار مشائخین کے بہکاوے میں آ کر ان اللہ والوں کے قتل کا حکم دیا تھا جن کا ہر لمحہ یادالٰہی میں گذرتا تھا' ان شہادتوں کی اطلاع پر وہ احمد آباد سے چاپانیر آ گیا۔ ڈر یہی تھا کہ مقامِ جنگ سے قریب رہنے سے اُسے نقصان ہوگا۔

عینل جب ان پُرنور سروں کے ساتھ مظفر کے دربار میں پہنچا تو مظفر کے ساتھ ساتھ دربار میں موجود تمام کے تمام سہم گئے۔

بادشاہ نے میاںؓ کے سر مبارک کو دیکھ کر کہا کہ اس چہرہ پر تو ولایت کا نور جگمگا رہا ہے۔ یہ تو سروری اور پیغمبری کے قابل ہیں بلاشک یہ آل رسول ﷺ ہیں۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم نے ناحق ان پر ظلم ڈھایا مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میرا گھر برباد ہوگیا' اب نہ ملک میرے قبضے میں رہے گا اور نہ ہی شاہی' یہ کہہ کر جب اس نے عینل کی طرف دیکھا تو اچانک اس کا منہ سیاہ ہوگیا تھا۔

عینل کی ہلاکت : عینل جب دربار سے روانہ ہوا تو اس کے بدن میں خارش ہوگئی' بدن میں تغیر ہونے لگا' اعضاء کٹ کٹ کر گرنے لگے' بدن میں آبلے پڑ کر بدبودار پانی رِسنے لگا۔ الغرض یہ مردود چالیس دن تک تکالیف اُٹھا کر داخل جہنم ہوگیا۔

جس کی نشاندہی حضرت بندگی میاں شاہ دلاورؓ نے اپنے اس ارشاد سے فرمائی تھی کہ ''عینل بڑے زور سے دوزخ میں ڈھکیلا گیا''

مظفر مر گیا اور اس کی اولاد پر چھری پھر گئی: حسب ارشاد بندگی میاںؓ ' مظفر بے ظفر کی اولاد پر چھری پھر گئی (میاںؓ کی زبان نہیں بلکہ قدرت کا فیصلہ تھا) مظفر کے چھ بیٹے' سترہ پوتے اور اکیس نواسے تھے۔

ہر ایک کو سلطنت کی ہوس تھی۔ آپس میں لڑ لڑ کر وہ سب مر گئے اور مظفر کی نسل ختم ہو گئی۔

شہر چاپانیر کی ویرانی: جنگ کے بعد چاپانیر شریف لا کر پانچوں شہدائے کرام کے پُر نور سروں کو ایک ہی لحد میں دفن کیا گیا۔ جن کے اسمائے مبارکہ یہ ہیں۔

(۱) حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایت سید الشہداء رضی اللہ عنہ

(۲) حضرت بندگی میاں سید عطنؓ برادر حضرت بندگی میاںؓ

(۳) حضرت بندگی میاں سید جلال الدینؓ فرزند حضرت بندگی میاںؓ

(۴) حضرت بندگی میاں ملک حمادؓ ماموں حضرت بندگی میاںؓ

(۵) حضرت بندگی میاں ملک جیؓ خالو حضرت بندگی میاںؓ

ان شہادتوں اور اس تدفین کی پاداش میں تباہی شروع ہوئی۔ اور عذاب الٰہی کا نزول ہوا۔ لوگوں میں بدخلقی اور بدامنی پھیل گئی۔ گناہوں کی کثرت' سانپ' بچھو اور موذی جانوروں کی کثرت۔ جن کے ڈسنے اور ڈنک مارنے سے لوگ ختم ہوتے چلے گئے۔

شیاطین اور جنات نے لوگوں کو ستانا اور گھروں کو جلانا شروع کر دیا۔ شیر' بھیڑیئے جیسے درندوں نے بھی نہ چھوڑا۔ لوگوں کو پھاڑنے لگے۔ جو لوگ مرنے سے بچے وہ جان بچانے کی خاطر اِدھر اُدھر منتشر ہو گئے۔

گجرات کے اس مشہور شہر چاپانیر جس کی شہرت دور دور تک تھی اور یہ گجرات کا دارالسلطنت تھا' بارہ کوس تک پھیلا ہوا تھا جس میں بلند عمارتیں' پُر رونق بازار' محلات اور سجی ہوئی دکانیں تھیں۔ دیکھتے ہی دیکھتے شہر ویران اور تاراج ہو گیا۔

جس مقام پر مظلوم کا خون گرتا ہے وہاں ظالم کس طرح عیش وآرام سے رہ سکتے ہیں؟ کہتے ہیں کہ خدا کے پاس دیر ہے اندھیر نہیں' لیکن بندگی میاںؒ کے دشمنوں کے معاملے میں تاریخ بتاتی ہے کہ قدرت نے ان کا حساب چکانے میں دیر بھی نہیں کی۔

(ماخوذ از نوطبع شدہ کتاب چھند شریف صفحہ ۷۷،۷۸)

البتہ ہر دور میں نام مہدی لینے کے جرم میں شہادتیں ہوئیں یا اذیتیں پہنچائی گئیں۔

ہمارے خلاف بغض وعناد جاری ہے:

ہر دور میں انفرادی شہادتیں کروائی گئیں حالانکہ مہدویوں نے ہمیشہ ملکی معاملات یا دنیاوی معاملات سے خود کو دور رکھا' بس خدا کی طلب میں رہتے تھے اور ذکر وفکر ان کا شغل تھا۔

لیکن ان کافروں کو یہ بات گوارہ نہ تھی اس لئے ظلم وستم کے اتنے پہاڑ توڑے گئے جس کا خمیازہ عام مسلمان آج تک بھگت رہے ہیں۔

آزادی کے بعد ہمارے خلاف یہ سلسلہ کچھ رکا رہا' کیونکہ کل کے مختار آج مجبور ہو گئے تھے۔کل کے آقا آج کے غلاموں سے بدتر بنا دیئے گئے، لیکن کینہ وبغض پلتا رہا جب ۱۹۹۳ء میں ایک ساتھ تین جامعات سے ہمارے خلاف فتوے داغے گئے۔

☆ امان اللہ خاں صاحب مرحوم کی سیاست میں تازہ آمد کو روکنے کے مقصد سے مخالفین کے دباؤ میں آ کر تین جامعات نے فتوے داغے تھے۔جن میں دو جامعات کی تو خاص اہمیت نہیں البتہ جامعہ نظامیہ کا فتویٰ اہمیت رکھتا تھا۔

قیامِ جامعہ کے بعد کے تمام ادوار میں مہدویہ عقائد سب پر روشن تھے اور بانی جامعہ فضیلت جنگ سے لے کر مفتی ابراہیم خلیل تک کے پہلے کے تمام شیوخ میں سے کسی شیخ نے ہمارے خلاف فتویٰ نہیں دیا تھا۔

الغرض تازہ داغے گئے فتووں کا جواب حضرت ڈاکٹر سید علی اطہر صاحب قبلہ یداللّٰہی نے''

ردفتاویٰ'' کے نام سے دیا جس کی کوئی تردید نہیں کی گئی۔

جیسا کہ آپ بخوبی جانتے ہیں کہ امامنا علیہ السلام کے زمانہ میں ہجرت' اخراج اور ایذاء جیسی صعوبتیں تھیں۔لیکن امر قتال باقی تھا جو حضرت بندگی میاںؓ پر پورا ہوا۔

چیدہ چیدہ شہادتوں کے واقعات آپ نے اوپر پڑھے۔اب آیئے جنگ بدرِ ولایت کے ساتھ ساتھ ہمارے خلاف بعض منکران مہدی کی طرف سے مسلط کردہ جنگوں کی تفصیلات جو ہم نے حضرت سید قطب الدین عرف خوب میاں صاحب پالن پوریؒ کی کتاب عرس نامہ سے لی ہیں۔

''''''

جنگ بدر ولایت کے بعد بھی ہمارے خون کی پیاس نہ بجھی یعنی منکرین کی ہم پر مسلط کردہ جنگیں:

سلسلہ	تاریخ، مہینہ، سن ہجری	رئیس الشہداء	مقام	تعداد شہداء
۱	۱۲ر شوال ۹۳۰	حضرت میاں سید یعقوب داماد حاجی خاں	کھانبیل شریف	۴۱
۲	۱۴ر شوال ۹۳۰	حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ	سدراسن شریف	۵۴
۳	۲۲ر شعبان ۹۳۵	حضرت بندگی میاں سید ناشاہ نعمتؓ	لوگڑھ شریف (مہاراشٹرا)	۲۰، ۱۶ یا ۲۱
۴	۲۴ر رمضان ۹۸۰	حضرت بندگی میاں سید عبدالرشیدؓ	موربی (گجرات)	۱۰
۵	۱۶ر شعبان ۹۹۴	حضرت بندگی میاں سید یحییٰؓ بن حضرت شہاب الحقؓ	دانتی واڑہ (گجرات)	۱۷
۶	۲۵ر ربیع الثانی ۱۰۵۶	حضرت بندگی میاں سید راجو شہیدؒ	احمد آباد	۲۳
۷	۹ر جمادی الاول ۱۱۴۷	حضرت میاں ملک ابراہیم عرف خانجی میاں صاحبؒ	سورت (گجرات)	۳
۸	۲۷ر رمضان ۱۱۷۳	حضرت میاں سید مبارک بن میاں سید زین العابدینؒ	رائچور (کرناٹک)	نامعلوم

نوٹ: دوگانہ کی نماز پڑھ کر تسبیح دینے پر فوج سلطانی نے حملہ کر دیا۔

۹	۱۵ر صفر ۱۱۸۸	حضرت میاں سید شہاب الدینؒ	سدھوٹ	۴
۱۰	۳ر محرم ۱۲۳۸	حضرت میاں سید نجم الدین عرف روشن میاں صاحب شہیدؒ	چنچل گوڑہ	۵۱
۱۱	۸ر صفر ۱۲۴۶	حضرت اشرف میاں صاحبؒ بن حضرت روشن میاں صاحب شہیدؒ	کلسور (لال گڑھی)	۸
۱۲	۲۵ر صفر سن ہجری نامعلوم	میاں سید شریفؒ	کرہ علاقہ برار	۱۱
۱۳	۴ر ربیع الثانی سن ہجری نامعلوم	میاں شاہ برہان الدینؒ بہ سرپرستی میاں سید احمد غازیؒ	بالاپور (برار)	۳
۱۴	۵ر جمادی الاول سن ہجری نامعلوم	حضرت بندگی میاں سید ولیؒ بن حضرت سید شہاب الدین شہاب الحقؓ	دساڑہ (گجرات)	۴

ان جنگوں میں مہدویوں نے دادِ شجاعت دی اور مردانہ وار مقابلہ کیا' دشمنوں کو قتل کیا اور خود بھی شہید ہوئے۔

۱۴ر صفر المظفر ۱۲۹۳ھ حضرت میاں سید محمد عرف ابجی میاں شہیدؒ نے زماں خاں کو مار ڈالا جس کے بدلے میں حضرت ابجی میاںؒ کو شہید کر دیا گیا۔ اس کے بعد سے جنگوں کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ پھر کسی کو ہماری طرف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی جراءت نہیں ہوئی۔

دلی بغض وعناد جاتا نہیں ہے لہٰذا قلم سے یا زبانی طور پر ہمارے خلاف ریشہ دوانیاں جاری رہتی ہیں۔ ہمیں ہر وقت چوکس و چوکنے رہنے کی ضرورت ہے۔ اندرونی زماں خانوں سے بھی ہوشیار رہنا ضروری ہے۔

دشمنانِ دین کے خلاف ہماری حکمت عملی کیا ہو؟

قارئین کرام! آپ نے مصدقین کی شہادتوں کے اور مصدقین کے ہاتھوں دشمنان دین کے قتل کے واقعات پڑھے غور طلب ایک بات یہ بھی ہے کہ خاتمین علیہم السلام جو مسکینوں کے آقا و مولیٰ تھے' وقت وصال کوئی دنیاوی چیز نہیں تھی البتہ ہر دو حضرات علیہم السلام نے تلواریں ضرور چھوڑی تھیں۔

شاید آپ جانتے ہی ہوں گے کہ حضور ﷺ نے حکم دے کر کعب بن اشرف کو قتل کروایا' ابورافع کو حکم دے کر قتل کروایا کیونکہ یہ دونوں کافر تو تھے ہی لیکن ان کو قتل کروانے کی وجہ یہ تھی کہ وہ لوگ حضور پرنور ﷺ کو اذیت دیتے تھے۔

ان کے علاوہ حضور پرنور ﷺ نے آپ ﷺ کو اذیت دینے والوں مثلاً ابن حنظل اور اس کی باندیوں کے قتل کا حکم ارشاد فرمایا تھا۔ کیونکہ یہ باندیاں گانے کے دوران ایسے اشعار

پڑھتی تھیں جن سے حضور ﷺ کی توہین ہوتی تھی۔

ان کے علاوہ حضرت ولیدؓ نے اور زبیرؓ نے حکم پا کر اذیت دینے والوں کو قتل کر دیا۔ فتح مکہ کے موقع پر اور اس کے بعد بھی جن لوگوں نے ایسی حرکات (گستاخی اور اذیت رسانی) کی تھیں ان کے متعلق حضور ﷺ نے ہدایت فرمائی اور جان نثار صحابہ کرامؓ نے بارگاہ رسول ﷺ کے گستاخوں کو بطور سزا قتل کر دیا۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں مہاجر ابن امیہ یمن کے گورنر تھے ایک گانے والی معلونہ جب گاتی تھی تو حضور ﷺ کی توہین کرتی تھی۔ اس غیور اور جانثار حاکم نے اس ملعونہ کے ہاتھ کٹوا دئے اور دانت تڑوا دیئے۔

اس بات کی اطلاع ملنے پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کاش تم نے یہ نہ کیا ہوتا تو میں اس عورت کے قتل کا حکم دیتا۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام کے معاملہ میں حدود بھی دوسروں سے مختلف ہیں۔

مذکورہ بالا واقعات سے معلوم ہو رہا ہے کہ گستاخان خاتمین علیہم السلام ہر دور میں گردن اُڑا دینے کے ہی لائق ہیں۔

چنانچہ گستاخ رسول ملعون سلمان رشدی کے سر پر آج بھی بیس لاکھ ڈالر کا انعام ہے۔ پہلے اس کے سر پر دس لاکھ ڈالر رکھے گئے تھے۔

مسلم دشمنوں کی طرف سے جب دباؤ بڑھا کہ اس کے سر پر لگائی ہوئی رقم ہٹا دی جائے تو ایرانیوں نے جو خمینی کے فتوئے (سلمان رشدی واجب القتل ہے) اور اس اعلان کے بعد کہ اس کے مارنے والے کو دس لاکھ ڈالر دیئے جائیں گے' رقم بڑھا کر دوگنی یعنی بیس لاکھ ڈالر کر دی۔

خمینی کا تعلق شیعہ فرقے سے تھا' جنہیں ایرانی آیت اللہ کہتے تھے زندگی بھر فرعونوں سے ٹکر لیتے رہے تھے' ان کے انتقال پر فرقہ اہل سنت اور خانقاہی نظام کے فرد غوث خاموشی

صاحب (جنہوں نے مہدویوں کے خلاف فتوے داغنے والوں کوعلمائے سو کہا تھا) خمینی کے انتقال کے بعد کہا تھا کہ ''شیر خدا کا شیر چل بسا''۔

ان سطور کے لکھنے کا منشاء یہ ہے کہ حوصلے اور بہادری قابل ستائش اور بزدلی اور عافیت پسندی ہر دور میں قابل مذمت ہوتے ہیں۔

مہدویت کو خاکم بدہن مٹا دینے کی کوششیں شیخ علی متقی سے چل رہی ہیں۔ کبھی طاہر پٹنی کبھی اس کے بعد کے ادوار کے علماء پھر زماں خاں وغیرہ مسلسل کوشاں رہتے آئے ہیں۔

ایسے لوگوں کا حکمت وتدبر سے مقابلہ کرنا چاہئے۔ خدانخواستہ پانی سر سے اونچا ہوجائے تو پھر یہ مثالیں آپ کے سامنے ہیں، جن پر عمل کیا جاسکتا ہے۔

دُنیاوی طور پر بھی آپ نے دیکھا ہوگا کہ جب کسی ملک کا طیارہ دوسرے ملک میں چوری چھپے یا نقصان پہنچانے آتا ہے تو طیارہ شکن توپیں اسے مار گراتی ہیں۔

یا ایک ملک کسی دوسرے ملک پر میزائیل داغتا ہے تو اس ملک کے میزائیل شکن نظام ذریعہ اس کو خلاء ہی میں تباہ کر دیا جاتا ہے۔

آپ نے یہ بھی دیکھا ہوگا کہ دیہاتوں میں کھیتوں کے اطراف تار لگائے جاتے ہیں اور ان میں کرنٹ دوڑتے رہتا ہے تاکہ کھیت کو برباد کرنے کے لئے آنے والے جانور اور جنگلی سوّر کھیت کو برباد نہ کرسکیں۔

شانِ مہدیؑ میں گستاخی یا مہدویت کو خاکم بدہن نقصان پہنچانے کی نیت سے کوئی حرکت خواہ زبانی ہو یا تحریری، انکا معقول اور بھرپور جواب دیا جانا چاہئے۔

اور ایسا کرنا حفاظت خود اختیاری کے زمرہ میں آتا ہے۔

یقین مانیے اس کاروائی سے انشاءاللہ آنے والے سو برس تک پھر کسی کو ہمارے خلاف آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی جراءت نہیں ہوگی۔ چنانچہ زماں خاں کے بعد زائد از سو سال تک امن رہا۔

مرتدین کی سازشوں کو اور ریشہ دوانیوں کو روکنا ہو تو ان کے ساتھ بھی وہی سلوک جائز ہے۔ کیونکہ مرتدین کی مثال اس واقعہ سے سمجھ میں آئے گی۔

چند برس پہلے فوجی علاقے میں ایک قتل ہوا تھا پوسٹ مارٹم رپورٹ میں بتلایا گیا کہ قاتل یا تو ڈاکٹر ہے یا قصاب' اور یہ رپورٹ سچ نکلی' قاتل گرفتار ہوا جو سچ مچ ڈاکٹر ہی تھا۔

یعنی ڈاکٹر جسم انسانی کے ہر عضو سے بخوبی واقف ہوتے ہیں اسی طرح مرتدین بھی اپنی واقفیت کی بناء پر ہم پر بھرپور اور کارگر حملوں کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرماتا ہے۔

گزشتہ کی طرح بارھویں صدی ہجری میں بھی مہدویوں پر حملے کئے گئے' اخراج کروایا گیا۔ تفصیلات کا یہ موقع نہیں۔ بہرحال ہر دور میں ظلم ہوتا رہا تھا۔ زماں خاں نے ہدیہ مہدویہ لکھی اور حضور پرنور مہدی موعود علیہ السلام کی شان مبارکہ میں گستاخیاں کی تھیں۔

قلم کے ذریعہ جوابات دیئے گئے اور بالآخر حضرت انجی میاں شہیدؒ نے زماں خاں کو قتل کر دیا۔ اور خود بھی راہ خدا اور نام مہدیؑ پر اپنی جان دے دی۔ ۱۲۹۳ھ کا یہ واقعہ ہے جس کے ۱۲۱ برس تک ہمارے خلاف پھر کسی نے آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی جراءت نہیں کی۔

نوٹ: (حضرتؒ کے واقعاتِ شہادت، کتاب ہٰذا کے چوتھے حصے میں ملاحظہ فرمائیے)۔

حضرت انجی میاں شہیدؒ نے ہم کو یہ درس دیا ہے کہ ع

رکتی ہے موج دستِ شناور کے سامنے

جھکتی ہے خلق صرف دِلاور کے سامنے

حضور پرنور امامنا مہدی موعود علیہ السلام کا ارشاد مبارک ہے:

''مہدی کے دائرے میں تین گروہ ہوں گے، جیسا کہ مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دائرے میں تھے۔
مومن، منافق اور کافر، لیکن منافقوں اور کافروں کو خدائے تعالیٰ دائرے میں نہیں مارے گا۔''

سورہ الانعام (٦) آیت (۱۱۲)

اور اس طرح ہم نے شیطان سیرت انسانوں اور جنوں کو ہر پیغمبر کا دشمن بنا دیا ہے۔

میرے چراغ تو سورج کے ہم نسب نکلے
غلط تھا اب کے تیری آندھیوں کا تخمینہ

فراعنہ عصر
(کاش یہ آیت پڑھ لیتے تو عذاب دوزخ سے بچ جاتے)

سورہ البقرہ (۲) آیت: اور تم میں سے جو کوئی اپنے دین سے پھر جائے اور کفر کی حالت ہی میں مر جائے تو اس کے اعمال دنیا اور آخرت دونوں میں اکارت ہو جائیں گے، ایسے لوگ ہمیشہ کے دوزخی ہیں۔

(پہلا اور تیز رفتار غارت گروں کا ٹولہ)

فراعنہ عصر جیسوں کے عزائم کیا ہوتے ہیں اور وہ مومنین کو کس طرح ورغلاتے ہیں قرآن مجید میں بیان فرما دیا گیا ہے تا کہ مومنین ان سے چوکنے رہیں،

سورہ العنکبوت ۲۹، آیت (۱۲و۱۳)

اور کافر مومنوں سے کہتے ہیں ہمارے راستے پر چلو، ہم تمہارے گناہ اٹھالیں گے۔ حالانکہ وہ ان کے گناہ کا کچھ بوجھ اٹھانے والے نہیں ہیں اور بے شک وہ جھوٹے ہیں۔ اور البتہ وہ اپنے گناہوں کے بوجھ اٹھالیں گے۔

ہماری تحریر کا منشاء مصدقین کو اس بات سے آگاہ کرنا ہے کہ ان فراعنہ عصر سے ہوشیار رہیں جو مصدقین کو مہدی موعود علیہ السلام سے دور کر دینے یا باغی بنانے کی کوششوں میں مصروف رہتے ہیں۔
آگے بڑھنے سے پہلے ان کی مکاریوں اور سازشوں پر ایک نظر:

ا۔ خودکش بمباروں کا غول: مختلف جامعات سے آکریوں انہدام مہدویت پر جٹ گیا ہے۔

قومی کتب (نعوذ باللہ) ساقط الاعتبار۔ حضرت خضر علیہ السلام کے وجود و زندگی کا انکار۔ عمل مہدی کو قبول نہ کرنے کے لئے ایک حدیث شریف کا انکار۔ سیدین رضی اللہ عنہم کی تعلیم سیر نبوت و تعلیم سیر ولایت کا انکار۔ تسویت خاتمین صلی اللہ علیہما وسلم اور تسویت سیدین رضی اللہ عنہم کا انکار۔

(ایک سوال)'' عصر و مغرب کے درمیان ذکر میں بیٹھ جائیں تو پھر کاروبار کب ہو''؟

اس فرمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا انکار کہ میری نبوت سے میری ولایت افضل ہے۔ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا کردہ ذکر خفی کی امانت جو بذریعہ حضرت خضر علیہ السلام، مہدی موعود علیہ السلام تک پہنچی اور آپ نے تا قیامت مصدقین کے لئے عام فرمادیا، اس ترتیب کا انکار۔

دوسرا فرعونوں کا غول، ماڈرن اصحاب فیل، یعنی آزرین

مہدویت سے برگشتہ اور دور کرنے کے آزری ہتھکنڈے، تسویت خاتمین صلی اللہ علیہما وسلم سے صریح انکار، فرضیت شب قدر سے انکار، مہدویوں کی کوتاہیوں کو بتلانا تا کہ مہدویت سے نفرت بڑھے۔ قوم مہدی کو فرقہ کہنا۔ بنام اصلاح انہدام مہدویت کی سازشیں، فقیری اور فقیروں سے بغض و عناد، ترک دنیا کو زمانہ کے لحاظ سے چلاؤ، مرشدی بناء ترک دنیا بھی کی جاسکتی ہے ایک ابلیسی وسوسہ۔ محنت و مشقت کے بغیر روپے اور بریانی کا حصول، فقرائے گروہ پر ایک شدید بہتان۔ آزرین کے بعد رہزن، توڑ پھوڑ اسمٰعیل، مفتی عبرتناک عرف مفتی خودکش بمبار، فادر ٹریسا۔ خودکش بمبار۔

نوٹ: اندرونی صفحات پر ان فرعونوں کی جانب سے مہدویت کے خلاف زہر افشانی پڑھیئے۔

ان فراعنہ عصر پر تنقید کی جائے اور نہ ہی عزت واحترام ، ورنہ یہ اور بگڑ جائیں گے۔ وہ تو چاہتے یہی ہیں کہ جن معاملات پر منکران مہدی تنقید کرتے ہیں ان تمام سے ہم دور ہو جائیں۔ وہ یہ جانتے ہیں کہ ذکر کے پابند مہدوی کو مہدویت کے خلاف ورغلانا ممکن نہیں ہے۔

ذکر اللہ کی ترتیب جو حضور پرنور ﷺ سے بذریعہ حضرت خضر علیہ السلام، حضور پرنور مہدی موعود علیہ السلام تک پہنچی اور آپ علیہ السلام نے مصدقین کو عطا فرمادی اور یہ ترتیب ذکر یعنی تعلیمِ ذکر خفی قیامت تک جاری رہے گی۔

اس کو بدلنے کی کوئی جراءت نہیں کرسکتا۔ فراعنہ عصر اس ترتیب کو بدلنے کی کوشش میں ہیں۔

غور فرمائیے کیا یہ فراعنہ ہمارے دوست ہوسکتے ہیں؟ ان کے تعلق سے یہی خیال آسکتا ہے کہ انہوں نے مہدی موعود کی تصدیق ہی نہیں کی، اور اگر مصدق ہو بھی گئے تھے تو اب مہدی موعود کی منع فرمائی لکیر کو عبور کر کے اور دوسروں کو بھٹکا کر مصدق باقی نہ رہے۔

ان کی طرف سے صرف کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھنے کی بات مصدقین کو تصدیق مہدی سے پھیر کر منکرین سے قریب کر دینے اور مصدقین و مصدقات کو ملے ہوئے اور ملنے والے تمام درجات عالیہ سے محروم کرنے کی ایک ناکام کوشش ہی ہے۔

حضور پرنور مہدی موعود علیہ السلام نے جو ذکر کی تعلیم فرمائی ہے اس سے بندے اور رب کے درمیان کے پردے اٹھ جاتے ہیں، خدا کا فضل ہو جائے تو اسی دنیا میں بندہ اپنے رب کو دیکھ سکتا ہے۔

اوراد، وظائف اور نوافل کا چلن قبل مہدی جاری تھا، مہدی موعود نے ان تمام کی ممانعت فرما کر بندوں کے اور خدا کے درمیان حائل ہونے والی ان رکاوٹوں کو دور فرما دیا، کیونکہ اس راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ خود بندہ کی ہستی اور اس کی انا ہے اور اس بت کو توڑنے کے لئے اوراد، وظائف اور نوافل میں وہ قوت نہیں جیسی کہ ذکر خفی میں ہے۔

اسی لئے مہدی خلیفۃ اللہ نے ممانعت فرمادی جس کی وجہ سے مصدقین اس ممانعت کی لکیر کو عبور نہیں کر سکتے، بلکہ حسب الحکم مہدی موعود صرف ذکر کی مداومت کی کوشش کرتے ہیں۔

اور فرمان مہدی موعود علیہ السلام کی اس اطاعت و فرمانبرداری سے خدائے تعالیٰ کی خوشنودی نصیب ہو جاتی ہے، اور بندہ اولاً ذکر کثیر اس کے بعد ذکر دوام کا پابند ہو جاتا ہے۔

اس کے برعکس مصدق ہونے کے باوجود ممنوعات مثلاً اوراد، وظائف اور نوافل میں ہی کوئی لگا رہتا ہے تو ذکر سے تو گیا اور ایسے شخص نے گویا خود کو زمانہ قبل مہدی میں پہنچا دیا۔ اور دن رات صرف تعداد کا، گنتی کا، دن کا اور وقت کا غلام بن کر رہ گیا، اللہ کی حلال کردہ اشیائے طعام کو اپنے پر ممنوع بلکہ حرام کر لیا!

اطاعتِ مہدی کے خلاف عمل کرنے کی یہ ایک سزا ہے۔ وِرد وغیرہ کے پابند بعض مصدقین تو نماز ہی نہیں پڑھتے، اور بعض نماز با جماعت سے محروم رہ کر تنہا ہی نماز پڑھتے ہیں، بہر حال خلیفۃ اللہ کی

تعلیمات خالی از مصلحت نہیں ہوتیں بلکہ ہمارے لئے فوائد سے بھرپور ہوتی ہیں۔

مہدی موعود کے حکم کے برعکس چلیں تو اس کا نتیجہ ذکر سے محرومی اور حصول دیدار میں ناکامی ''اور جو اس دنیا میں اندھا ہے، آخرت میں اندھا اور زیادہ گمراہ ہے۔'' جیسی قرآنی وعید کی زد میں آجانے جیسا ہے۔ دو راستے ہیں ایک مصدقین کا راستہ دوسرا مرتدین کا راستہ، تو آپ کون سے راستے پر چلنا پسند فرمائیں گے؟

بہ ہر حال چلنا تو آپ ہی کو ہے۔ (ختم شد)

سلسلۂ فراعنۂ عصر (دوسرا ٹولہ)

ماڈرن اصحابِ فیل، مہدویت کو ڈھانے کوشاں

کعبہ کی عظمت گھٹانے بلکہ کعبہ کو ڈھانے ابرہہ کا لشکر آیا تھا جس کو اصحاب فیل کہا جاتا ہے، جو آیا ناکام اور نامراد رہا اور بالآخر صفحۂ ہستی سے مٹ گیا۔

اسی طرح یہ ماڈرن اصحاب فیل، مہدویت کو منہدم کر دینے کی کوششوں میں ہیں، انشاء اللہ ناکامی اور نامرادی ان کا مقدر ہے البتہ ان اصحاب فیل کے نیست و نابود ہونے کا امکان نہیں ہے۔

کیونکہ مہدی موعودؑ نے فرمایا تھا کہ بندہ کے دائرے میں مومن، منافق اور کافر تو رہیں گے لیکن خدائے تعالیٰ منافقین اور کافروں کو دائرہ میں نہیں مارے گا۔

ہمارا کام ہے کہ ایسوں پر نظر رکھیں اور ان کے پروپیگنڈہ کا منہ توڑ جواب دیں۔ اور مذہب حقہ مہدویت کو پوری شدت سے پیش کریں اور اٹل رہیں، خدا کی مدد سے یہ کوئی مشکل بات بھی نہیں۔

اس دور میں بھی آپ کو ایسے اشخاص مل جائیں گے جو خم ٹھونک کر مہدویت کو منہدم کر دینے کی کوشش جی جان سے کر رہے ہیں۔ ان اصحاب فیل کو ہم نے ''آزرین'' کا نام دیا ہے۔ لیکن انشاء اللہ

مہدویت منہدم ہونے والی نہیں اور نہ قوم مہدی مٹنے کے لئے پیدا کی گئی ہے۔

ہمارا محافظ خداوند قدوس ہے اور ہم حضور پرنور نبی مکرم ﷺ کے صدقہ خوار امتی ہیں اور حضور ﷺ نے ہم کو ہمارے دشمنوں سے بچانے کی اللہ تعالیٰ سے دعا بھی فرمائی تھی۔

اور ہم حضور پرنور مہدی موعود علیہ السلام کی قوم اور آپؑ کے گروہ مقدسہ میں ہیں اور صدقہ خوار ہیں انشاء اللہ کوئی ہمارا بال بھی بیکا نہیں کرسکتا۔

قارئین کرام ! بفضل خدا آزرین کے انہدام مہدویت کے ہتھکنڈوں سے پردے اٹھتے جارہے ہیں۔ دعا ہے کہ ہم، سچے مصدقین سے ہمیشہ جڑے رہیں اور پکّے منافقین، مرتدین اور منکرین سے ان کے تائب ہونے تک کٹے رہیں۔

دربار مہدی میں مقبول ہوکر بطفیل مہدی موعود ہماری یہ دعا قبول ہوجائے کہ

نہ کسی سے مری محبتیں نہ کسی سے مری عداوتیں
ترے دوستوں سے بنی رہے ترے دشمنوں سے ٹھنی رہے

آزرین جیسے اشخاص عہدہ، دولت، عمارات، سونا، چاندی یا بنک بیلنس کے چکر میں پڑ جاتے ہیں، دولت[1] کے نشہ میں دل آزاری، حکم چلانا، خود کو بہت بڑا اِصلاح ساز سمجھنا (جی ہاں مصلح نہیں بلکہ اصلاح ساز یعنی حجام) وغیرہ جیسی خرابیوں کا شکار ہوجاتے ہیں۔

[1] دولت کی کثرت بھی باعث آزمائش ہوتی ہے جیسا کہ یہودیوں کے ساتھ ہوا تھا کہ ہفتہ کے دِن ہی مچھلیاں دریا سے اُبھر اُبھر کر اُن کے پاس آجاتی تھیں (سورۃ الاعراف ۷۔ آیت نمبر ۱۶۳)۔

چوں کہ اُن کو ہفتہ کے دِن شکار سے منع کردیا گیا تھا اور اُسی دِن مچھلیاں کثیر تعداد میں اُبھر اُبھر کر آجاتی تھیں، یہودی حیلہ جوئی کے ماہر تھے اُنہوں نے اپنے گھروں میں ایسی جگہ بنالی جہاں پانی آسکتا تھا، اور ساتھ ساتھ مچھلیاں بھی آجاتی تھیں تو یہ لوگ اتوار کے دِن اِن مچھلیوں کو استعمال میں لا

لیتے تھے۔یعنی نعوذ باللہ خدا کو علیم وبصیر نہ جانتے تھے۔

دولت کی یہ فراوانی اور ایسی دولت جس سے غفلتوں کے انبار لگ جائیں اور آدمی مذہب کو ہی منہدم کرنے کی کوششوں میں مصروف ہوجائے، ایسی دولت سے اللہ کی پناہ مانگنی چاہیئے۔

اس طرح سے لازماً دین سے دوری ہوتی جاتی ہے پھر لقمے حرام کے ہوں اور صحبت منکروں کی ملے تو شراب دوآتشہ ہوجاتے ہیں۔اب اس کے بعد ان کو مہدویت میں کوئی خوبی ہی نظر نہیں آتی کیونکہ ان کے ''آقاؤں'' کو سوائے عیب کے کوئی ہنر مہدویت میں نظر ہی نہیں آتا۔

اس کے بعد سے نقطہءنظر میں تبدیلی ہوتی جاتی ہے۔اور اصلاح کے نام پر انہدامی کاروائیاں دھیرے دھیرے شروع کردی جاتی ہیں۔

مثلاً مہدویت میں تسویت خاتمینؑ کا عقیدہ ہے۔شب قدر فرض مانی جاتی ہے، منکر مہدیؑ کو کافر ماننا اور جاننا ضروری ہے اور فرائض ولایت میں سے ہر ایک فرض ولایت کی دل وجان سے قبولیت اور حتی الامکان عمل کی کوشش وغیرہ وغیرہ۔

ان تمام کی آزرین کی جانب سے دھڑلے سے مخالفت کی جاتی ہے۔ ہماری قوم، قوم موعودہ ہے۔لیکن احساس کمتری میں ڈوب کر آزرین ہم کو چھوٹا سا فرقہ کہتے ہیں اور کبھی خود کی کیفیت یوں بیان کردیتے ہیں۔

''طوفان زوروں پر ہے، ہر طرف تاریکی چھائی ہوئی ہے۔دور دور تک ساحل نظر نہیں آتا نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ چوہوں نے جہاز سے نقل مقام کردیا ہے''

لیکن سوال یہ ہے کہ آپ بیتی کو پوری قوم پر منطبق کیوں کیا جاتا ہے؟ مہدی موعودؑ کا فرمان ہے کہ مہدی اور مہدوی قیامت تک رہیں گے۔

ایسے چوہا صفت لوگ جب آپ ان سے ملیں ان کے خیالات جانیں تو پتہ چلے گا کہ ان کو

مہدویت میں کوئی خوبی نظر ہی نہیں آتی۔

جذبہ یہ ظاہر کیا جاتا ہے کہ یہ قوم کے بہت ہی دردمند ہیں اور چاہتے ہیں کہ افرادقومی ان تمام باتوں سے دور ہوجائیں جوان کے فکری آقاؤں کی نظر میں برے ہیں۔

جب آپ ایسے لوگوں سے ملیں گے تو یقین مانئے آپ کے دل سے بھی مہدویت کو کھرچ ڈالنے کی کوشش کریں گے۔

مہدویت کے خلاف برگشتگی اوردوری بلکہ نفرت یا بغاوت کا پیدا کرنا ایسوں کا منشا ہے۔

بعض ایسے بھی ہیں کہ بچپن کی محرومیوں اورناکامیوں اوران سے ملنے والی اذیتوں اورتکالیف کا پوری قوم کوذمہ دارگردانتے ہیں۔

اور چاہتے ہیں کہ یہ قوم ہی مٹ جائے یا دوسروں میں مدغم ہوجائے،اصلاح کے نام پر انہدام' یہ ابلیس کے ہتھکنڈوں میں سے ایک ہے اب ان کی نظر میں ''قابل اصلاح امور'' پر ایک نظر ڈالی جائے۔

ایسے لوگوں سے ملنے یا خیالات پڑھنے کے بعد مہدویت کے خلاف جوغلط فہمیاں یا کدورتیں آپ کے دل میں آجائیں توانشاءاللہ اس کتاب کے پڑھنے کے بعد دور ہوجائیں گی۔

بنام اصلاح' انہدام مہدویت کی کوششیں

قدمبوسی :مثلاً قدم بوسی؟ ایسوں کا خیال ہے کہ اپنے ہی جیسے بندۂ خدا کی پرستش کے مماثل ہے۔

جواب: پرستش صرف خدا کی ہوتی ہے بندوں کی نہیں۔

قدم بوسی کو پرستش یا سجدہ باورکروانا دراصل مومنین کواس اعلیٰ وارفع فعل سے روکنا ہے جس کی وجہ سے مومنین میں نیستی وعاجزی جیسی صفات آتی ہیں اوراللہ تعالیٰ مقاماتِ بلندعطا فرماتا ہے۔

شریعتِ مطہرہ میں سجدہ کی تعریف یوں ہے سجدہ کے وقت سات اعضاء کا ٹکنا ہے۔

حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ سجدہ سات اعضاء پر کیا جائے۔(صحیح البخاری ۹۴ مصر۔ طبرانی شریف ۲۶) بحوالہ ''کتاب ہاتھ اور پاؤں چومنے (دست بوسی اور قدم بوسی) کا ثبوت'' صفحہ ۲۹، مصنفہ ضیاءاللہ قادری کوٹلوی۔

مصنف نے نہایت عرق ریزی سے یہ مواد جمع کیا ہے۔

مخالفین دست بوسی و قدم بوسی کو قائل ہونے کے سوا کوئی چارہ نہیں' مہدوی حضرات اس کتاب کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔

تو سجدہ اصطلاحِ شریعت محمدیہ ﷺ میں پیشانی اور ناک کو زمین پر لگانا، دونوں ہاتھ اور دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں کی اُنگلیاں بھی زمین سے ٹکی ہوں رانیں پیٹ سے قدرے فاصلے پر اور بازو پہلوؤں سے قدرے فاصلے پر (یعنی رانوں اور پیٹ کے درمیان اور بازو اور پہلوؤں کے درمیان فاصلہ رہے)۔

اور سجدہ ان سات اعضاء پر ایک ہی وقت میں ہونا چاہیئے۔

قدم بوسی کے جواز میں عرض ہے کہ حضور ﷺ کی قدم بوسی اور دست بوسی کی گئی تھی آپ کے بعد بزرگوں کی قدم بوسی کی گئی قدم بوسی کرنے والوں کو کیا ملتا ہے؟

اس واقعہ سے پتہ چلے گا حضرت خواجہ بندہ نوازؒ (گلبرگہ شریف) نے اپنے مرشد حضرت خواجہ نصیرالدین چراغ دہلویؒ کو جو گھوڑے پر تشریف فرما تھے آ کر آپ کے زانو کو بوسہ دیا۔

تو حضرتؒ نے حکم دیا سیدا اور نیچے' خواجہ صاحبؒ نے مرشد کے قدموں کو بوسہ دیا مرشد نے فرمایا سیدا اور نیچے' تب خواجہ صاحبؒ نے گھوڑے کے قدموں کو بوسہ دیا۔

پھر اس کے بعد مرشد کے حکم پر زمین کو بوسہ دیا جس پر کہ گھوڑا کھڑا تھا۔ موجود لوگوں نے خیال کیا کہ حضرت چراغ دہلویؒ، خواجہ صاحبؒ کی توہین کر رہے ہیں۔

خواجہ صاحبؒ نے فرمایا جب میں پہلی بار مرشدؒ کے زانو کو بوسہ دیا تو مجھے ایک روحانی بلندی کا مقام ملا، اس کے بعد قدموں کو بوسہ دینے پر اور اونچا مقام ملا۔

گھوڑے کی قدمبوسی کرنے پر اور زیادہ اونچا مقام مجھے عطا کیا گیا جب میں نے زمین کو بوسہ دیا تو (پچھلے مقامات) سے زیادہ اونچا روحانی مقام اللہ تعالیٰ کی جانب سے عطا کیا گیا۔

ان آزرین کا خیال ہے کہ مسجد حرام کے پیش امام کی قدم بوسی کی جاتی تو کئی جنازے نکلتے یہ آزرین کی خام خیالی ہے۔ مسجد حرام کا پیش امام مہدوی ہوتا اور کسی مہدوی مرشد سے وابستہ ہوتا اور اُن کی قدم بوسی کرتا' کامل ہوتا یا کمال پسند ہوتا تو شائد اس کی قدم بوسی کی جاتی۔

لیکن وہ تو وہابی ہے جن کے پاس قدم بوسی پرستش کی طرح ہے۔

اور اہل سنت اس کو اپنا نہیں سمجھتے' تو اس کی قدم بوسی کون کرے گا؟

چشتیہ سلسلہ کے مشہور بزرگ' محبوب الٰہی حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ نے قدمبوسی سے ایک قدم آگے سجدۂ تعظیمی کو مباح فرمایا ہے۔ (بحوالہ فوائد الفواد اردو ترجمہ ملفوظات حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہیؒ)۔

ایک حدیث شریف کا مفہوم یہ ہے کہ جو اللہ تعالیٰ کے لئے عاجزی اختیار کرتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے مقامات بلند فرماتا ہے، تو بتایئے کہ قدم بوسی پرستش کیسے ہوگئی؟ چونکہ یہ اصلاح ساز نہیں جانتے کہ نیستی کیا ہوتی ہے اور روحانیت کیا ہے اس لئے مخالفت میں زور صرف کرتے ہیں۔

ہاتھ اٹھا کر دُعا مانگنا :

جیسا کہ عرض کیا گیا ہمارے ہنر عیب نظر آتے ہیں ایسے لوگ تلقین کرتے ہیں کہ جس طرح منکر مہدی پیش امام نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرتا ہے ویسا ہی ہم کریں اور اس کے بعد سنت پڑھیں۔ حالانکہ فرض نماز اور سنت کے درمیان کوئی وقفہ ہی نہیں ہے۔

حضور ﷺ نے دعائے استسقاء کے سوا ہاتھ اٹھا کر دعا نہیں مانگی ۔(دیکھئے کتاب سراج الابصار) ہم مہدوی بفضل خدا' حضور ﷺ کی پیروی میں ہاتھ اٹھا کر دعا نہیں کرتے ہیں۔

اور صرف سجدہ میں دعا کرتے ہیں جو حکم قرآنی کے عین مطابق ہے۔

سورہ الاعراف (۷) آیت (۵۵): ''اپنے رب سے عاجزی اور پوشیدہ طور پر مانگو، بے شک وہ (ان بیان کردہ) حدوں سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا''۔

یعنی اللہ تعالیٰ کو گڑگڑا کر اور چھپا کر پکارو اور یہ دونوں باتیں سجدہ میں بخوبی ادا ہو جاتی ہیں وہ بھی نماز فرض ادا کر کے نہیں بلکہ وضو کرنے کے بعد دو رکعت تحیۃ الوضو یعنی دوگانہ متابعتہ المہدی الموعود پڑھ کر سجدہ میں جا کر اللہ سے اللہ کی ذات کو مانگنے کا جو حکم مہدیؑ ہم کو ملا ہے ویسا ہی کر کے پھر جو مانگنا ہے مانگ لیتے ہیں۔

مہدویہ قوم ہے نہ کہ فرقہ:

اللہ تعالیٰ نے قوم فرمایا' حضور ﷺ نے قوم فرمایا' مہدی موعود علیہ السلام نے قوم اور گروہ فرمایا اس طرح ہم صرف قوم اور گروہ ہیں۔

دوسری بات ہم اصلی سنّی ہیں' ہم سنّیوں کا ایک حصہ ہیں' یا ہم سنّی ہیں ایسا کہنے کی ہم کو قطعاً ضرورت نہیں ہے، ایک مثال سے بات سمجھ میں آ جائے گی۔

تعلیمی مدارج تین ہوتے ہیں: تحتانیہ' وسطانیہ اور فوقانیہ یعنی پرائمری' مڈل اور ہائر سکنڈری۔ پرائمری اور مڈل جماعتوں تک تو مہدوی اور اہل سنت تعلیم اسلام اور تعلیم ایمان میں ہم جماعت ہیں، یہاں بھی بفضلِ خدا اِمامنا مہدی موعودؑ پر ایمان لا کر ہم مومن ہو گئے۔

اور وہ جنہوں نے انکارِ مہدیؑ کر دیا از روئے فرمانِ خدا اور فرامین خاتمینؐ تعلیمِ ایمان میں کورے رہ گئے اور پھر واپس تعلیمِ اسلام کے حاصل کرنے والوں میں چلے گئے اور مومن کے بجائے

مسلمان یا کلمہ گو کہلائے۔علاوہ ازیں اسی دنیا میں دیدار خدا ہونے کے قائل نہیں، بلکہ منکر ہیں اب یہاں تعلیم احسان کے معاملے میں مہدوی آگے بڑھ گئے اور وہ لوگ وہیں رک گئے۔

کیونکہ ہمارا ایمان یہ ہے کہ بصدقۂ مہدی موعودؑ اسی دارِ دنیا میں اللہ کا دیدار ہوسکتا ہے۔ اہل سنت کے محققین (اسکالرس) جو مہدی موعودؑ سے پہلے وصال فرما چکے ہیں ان کا بھی یہی خیال یا عقیدہ رہا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے مہدویوں کو مہدی موعود کی تصدیق کے طفیل اگلے درجات میں ترقی دے دی ہے۔

جب ہائر سکنڈری میں آ گئے تو کیا کوئی یہ پوچھے گا کہ آپ نے پرائمری اور مڈل پاس کرلیا؟ نہ ہی ہم کو یہ بتانے کی ضرورت رہتی ہے، کیونکہ ہم مذکورہ درجوں کو کامیاب کر چکے ہیں۔

اب یہ ہمارا کام ہے کہ ہم دیدار خدا سے مشرف ہونے کے لئے ہمیشہ اور ہر وقت کوشش کرتے رہیں خدا کا فضل ہوجائے گا، اور ہم کوششوں میں کامیاب ہوئے تو ضرور اللہ تعالیٰ کو اسی دنیا میں دیکھنے کی سعادت حاصل ہوسکتی ہے صرف زبانی اقرار اور عمل سے دوری سے ایسا ممکن نہیں۔ یہ نعمت حاصل نہیں ہوسکتی۔

ذکر چل رہا تھا آزرین کی اصلاح پسندی کا' اصلاح کے نام پر بیسیوں باتیں کی جاسکتی ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ کیا ہر انسان سے پوری قوم کے اعمال کی پرسش ہونے والی ہے؟ یہ جگ احتسابی (دوسروں کے اعمال پر نظر رکھنا) غیروں سے مستعار لی گئی ہے؟

جبکہ ہم کو خود احتسابی (اپنے اعمال کا جائزہ لیا جانا) ضروری ہے۔لیکن خود احتسابی سخت ترین اور نفس پر بڑا بھاری بوجھ ہے' جبکہ جگ احتسابی میں نفس کو لذت محسوس ہوتی ہے۔اس فریب نفس کے خلاف عمل کرنا ہو تو یہ آیات رہبری کرتی ہیں۔

سورہ سبا (۳۴) آیت ۲۵۔'' آپ فرما دیجئے تم سے پوچھ گچھ ہمارے گناہوں (اگر ہم نے کیئے

ہوں)، اورتمہارے اعمال کی ہم سے باز پرس نہ ہوگی۔

سورہ فاطر ۳۵۔آیت (۱۸)

''اورکوئی شخص دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اگر چیکہ وہ قرابتی ہو''

سورہ الطّور ۵۲۔آیت (۲۱)

''ہر شخص اپنے اعمال میں پھنسا ہوا ہے''

سورہ الزمر (۳۹)۔آیت (۷)

''اورکوئی شخص کسی کا بوجھ نہیں اٹھاتا، پھرتم کو اپنے پروردگار کی طرف لوٹنا ہے''

مذکورہ بالا آیات شریفہ کے ذریعہ ہر شخص کو اس کی حیثیت بتلادی گئی ہے کہ خود کا جائزہ لیتے رہو کیونکہ تم کو تمہارا حساب دینا ہے۔لیکن آزرین خود احتسابی کی دولت سے محروم ہوکر جگ احتسابی پر اتر آتے ہیں نتیجہ میں انکار اور ارتداد کی وادیوں میں بھٹکتے رہتے ہیں۔

فقیری یا فقیروں پر تنقیدیں پڑھ کر پوچھیئے کہ حسب الحکم مہدی موعود آپ نے ان پر کتنا عمل کیا؟ جبکہ فقراء اور مرشدین کے لئے دیگر اور سخت حدود ہیں؛ جن کی پابندی ان کے حق میں مفید اور عدم پابندی یا مخالفانہ طرز عمل؛ مضر بلکہ نواقض فقیری (فقیری کو توڑنے والے) کہلاتے ہیں۔

جس کی وجہ سے کاملین یا کمال پسند ڈرتے رہتے ہیں اور حتی المقدور عمل پیرا رہتے ہیں۔البتہ ناقصین کی فقیری از روئے احکام اگر ٹوٹتی بھی ہے تو اس کو توبہ ورجوع کے ذریعہ جوڑ لیا جاتا ہے۔

خدانخواستہ کسی نے لاپرواہی کی یا برعکس راہ پر چلا تو پھر ایسے کا خدا ہی حافظ ہوتا ہے؛ تو اس وقت عقلمند مریدین کنارہ کش ہوکر کاملین کی یا کمال پسندوں کی خدمت میں آجاتے ہیں اس طرح نقصانات اور محرومیوں سے بچ جاتے ہیں۔بہ فیضان مہدی موعود علیہ السلام؛ کاملین کا وجود تا قیامت ہے جو صادقین کو ان کاملین حضرات کے قدموں میں پہنچا دیتا ہے۔

حدودِ کسب

(درج ذیل حدود کسب، کاسبین کے لئے ہیں، جنکی پابندی کے بغیر فقیری مشکل نظر آتی ہے)

جن کو آزرین بھول چکے یا بچپن میں پڑھے یا سنے بھی تھے' لیکن دولت کی کثرت نے ان کو ان زرین اصولوں پر چلنے نہ دیا۔ بلکہ اصولوں کے ساتھ ساتھ مہدویت ہی سے برگشتہ کر رکھا۔

ان کے فائدہ کے لئے حدود کسب بیان کئے جارہے ہیں' جو درج ذیل ہیں:

پہلی حد: یہ ہے کہ خدا پر بھروسہ کرے کسب پر نظر نہ کرے

اس باب میں فرمانِ خدا ہے: اگر تم اللہ پر ایمان لائے ہو تو اسی پر بھروسہ کرو اگر تم مسلمان ہو۔

دوسری حد یہ ہے کہ پانچوں وقت کی نماز باجماعت ادا کرے۔

اس باب میں فرمانِ خدا ہے: اور قائم رکھو نماز اور دیتے رہو زکواۃ ' اور رکوع کیا کرو۔ (نماز پڑھا کرو) رکوع کرنے والوں (نماز پڑھنے والوں) کے ساتھ۔

تیسری حد: یہ ہے کہ ہمیشہ اللہ کا ذکر کرے۔

اس باب میں فرمانِ خدا ہے: بیشک آسمانوں اور زمین کی پیدائش اور رات اور دن کی آمد و شد میں' بہتیری نشانیاں ہیں عقلمندوں کے لئے جو اللہ کی یاد کرتے ہیں کھڑے اور بیٹھے لیٹے ہوئے اور غور کرتے ہیں آسمانوں اور زمین کے پیدا ہونے میں۔

(۲)۔ پھر جب تم نماز پوری کر چکو تو اللہ کی یاد کرتے رہو کھڑے اور بیٹھے اور لیٹے۔

(۳)۔ اور اللہ کو بہت یاد کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

چوتھی حد: یہ ہے کہ حرص نہ کرے تھوڑی سی غذا اور ستر عورت پر اکتفا کرے۔

فرمان خدا ہے: تم کو غفلت میں رکھا بہتایت کی حرص نے یہاں تک کہ تم نے قبریں جا دیکھ لیں۔

پانچویں حد: یہ ہے کہ پورا عشر خدا کی راہ میں دے۔

فرمانِ خدا ہے: اور خرچ کرو اللہ کی راہ میں اور نیک سلوک کرو بیشک اللہ دوست رکھتا ہے نیک سلوک کرنے والوں کو۔

(۲) جو کوئی لے کر آوے نیکی تو اس کیلئے اس کا دس گنا ہے۔

چھٹویں حد: یہ ہے کہ طالبان خدا کی صحبت میں رہے۔

بندگان خدا کہلانے کے مستحق دراصل وہی لوگ ہیں جو دینداری پر ثابت قدم ہیں اور دوسروں کو دینداری کی طرف مائل کرنے کی رغبت رکھتے ہیں۔ بہ حالت کسب ایسے اشخاص کی صحبت میں رہنے ہی میں ایمان کی سلامتی ہوگی اور اسی صورت میں ترکِ دنیا اور خدا کی طلب میں ہجرت اور صادقین یعنی پیشوایانِ کی صحبت نصیب ہوگی۔

ساتویں حد: یہ ہے کہ ہمیشہ اپنی ذات پر ملامت کرے۔ اپنے آپ کو ملامت کرنے والا نفس ہی مومن کا نفس ہے جس کی قسم خداوند تعالیٰ نے کھائی ہے چنانچہ فرماتا ہے۔ اور قسم کھاتا ہوں ملامت کرنے والے نفس کی۔

آٹھویں حد: یہ ہے کہ ہر دو وقت کی حفاظت کرے یعنی فجر کی نماز سے طلوع آفتاب تک اور عصر کی نماز سے عشاء تک کا وقت سوائے یادِ خدا کے کسی دنیاوی کام میں صرف نہ کرے۔

اس باب میں فرمان خدا ہے:

اور اپنے پروردگار کی یاد کرتا رہ جی ہی جی میں گڑگڑاتا اور ڈرتا ہوا اور دھیمی آواز سے بولنے میں صبح اور شام اور نہ رہ غافل۔

حضرت مہدی موعود علیہ السلام کا یہ فرمان مبارک کہ: مومن وہی شخص ہے جو ہر حال صبح و شام کے اوقات میں حق تعالیٰ کی طرف متوجہ رہے۔ (حاشیہ شریف)

نویں حد : یہ ہے کہ اذاں کے بعد کام کرنا جائز نہیں اگر کام کرے تو وہ کسب حرام ہے۔

اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو جب اذاں دی جائے نماز کے لئے جمعہ کے دن تو لپکو اللہ کے ذکر کی طرف اور چھوڑ دو خرید وفروخت۔ (جز و ۲۸ رکوع ۱۲)

دسویں حد: یہ ہے کہ زبان سے جھوٹ نہ کہے جو کچھ قرآن میں آیا ہے سب پر عمل کرے۔ ممنوعات سے پرہیز کرے۔ (حاشیہ انصاف نامہ صفحہ نمبر ۴۵)

جھوٹ کی ممانعت کے باب میں یہ آیت کریمہ ہے:

اور بچتے رہو جھوٹ بولنے سے۔

و نیز جھوٹ بولنے والے پر اللہ کی لعنت متعدد آیات قرآنی سے ثابت ہے پس بحالت کسب ایمان کی سلامتی کے لئے یہ بھی لازمی ہے کہ جھوٹ بولنے سے بچتا رہے۔ نیز قرآن کے تمام اوامر کی بجاء آوری اور تمام نواہی سے پرہیز کے باب میں فرمان خدا ہے:

اور جو کچھ تم کو پیغمبر دے سو لے لو اور جس چیز سے منع کرے سو باز رہو اور اللہ سے ڈرتے رہو بے شک اللہ کی مار بہت سخت ہے۔ (ماخوذ از کتابچہ شرح حدود کسب از حضرت پیر و مرشد مولانا میاں سید خدا بخش رشدیؒ)

ان تمام پر عمل رہا بھی ہو تو اللہ کا شکر ادا کرے۔

لیکن اپنی اس حالت پر افسوس کرے کہ ابھی تک نعمت ترک دنیا سے محروم ہوں۔

آزرین چونکہ خود کو مہدوی باور کرواتے ہیں ان پوچھا سے جا سکتا ہے کہ انہوں نے مہدی موعود علیہ السلام کے فرامین وارشادات پر کس حد تک عمل کیا؟ خاص طور پر حدود کسب کی اس چوتھی حد کی پابندی انہوں نے کہاں تک کی؟ یعنی حرص سے کتنے دور رہے؟ جبکہ آزرین جیسے تو حرص و ہوس میں غرق رہتے ہیں۔

چوتھی حد جو کاسب کے لئے کافی اہمیت کی حامل ہے؟ اس کی پابندی ہی کاسب کے لئے باعمل بننے اور اس کے روحانی مقامات کو بڑھانے والی ہے۔

''حرص نہ کرے تھوڑی سی غذا اور ستر عورت پر اکتفا کرے''۔

اکثر آزرین جو ملتا تھا اس پر قانع نہ تھے' سرکاری نوکری چھوڑ کر بیرون ملک روانگی' کافی دولت کما کر واپسی' پھر مزید حرص' اپنا ذاتی کاروبار' لاکھوں بلکہ کروڑوں کے وارے نیارے۔

دولت کی کثرت کے کیا نقصانات ہوتے ہیں ثعلبہ کے اس واقعہ سے معلوم ہوتے ہیں۔ حرص ،جس سے ایمان چھن جاتا ہے۔

حرص نے دوزخی بنا ڈالا:

سورہ توبہ (۹) آیات (۷۳ تا ۷۷)

ان آیات کا شان نزول یہ ہے کہ

حضور پرنور ﷺ کے عہد مبارک میں ثعلبہ نامی ایک شخص تھے جو بہت غریب تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے حضور پرنور ﷺ سے کہا: اللہ سے دعا کیجئے، اللہ مجھے مال عطا کرے۔ حضور پرنور ﷺ نے فرمایا: ثعلبہ وہ کم چیز جس پر تو شکر کر سکتا ہے' اس زیادہ چیز سے بہتر ہے جس کو اٹھانے کی تجھ کو طاقت نہیں ہے۔

پھر تھوڑے دنوں بعد آ کر انہوں نے یہی کہا۔

آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تجھے رسول اللہ کی زندگی میں بہترین نمونہ نظر نہیں آ رہا ہے؟

اگر میں چاہوں کہ پہاڑ سونے اور چاندی کے بن کر میرے ساتھ چلیں تو چلیں گے۔

پھر وہ چلے گئے اور تھوڑے دن کے بعد آئے اور وہی کہا۔ حضور پرنور ﷺ نے دعاء فرمائی: اے اللہ تو ثعلبہ کو مال دے۔

بس کیا تھا ثعلبہ کی بکریوں میں اللہ نے برکت دی' کیڑوں کی طرح ابلنے لگیں۔ یہاں تک کہ دور کی چراگاہ میں جانا پڑا۔ صرف ظہر اور عصر کی نمازیں حضور پرنور ﷺ کی اقتداء میں پڑھنے لگے' باقی نمازیں منفرد یعنی بغیر جماعت کے تنہا پڑھنے لگے۔

پھر مدینہ منورہ کی چراگاہیں بھی کافی نہ ہوئیں تو اور دور چلے گئے۔ اب تو صرف جمعہ کو آنے لگے' اس کے بعد نہ تو جماعت کو آتے تھے نہ جمعہ کو۔

جب زکواۃ کی آیات نازل ہوئیں تو حضور پرنور ﷺ نے زکواۃ وصول کرنے والوں کو بھیجا اور ثعلبہ کے پاس بھی جانے کی ہدایت فرمائی اور زکواۃ کی جو مقدار اونٹ اور بکریوں میں فرض ہے اس کو لکھوا دیا۔

ثعلبہ نے وعدہ کیا تھا کہ اگر اللہ غنی کر دے گا تو پھر ہر ایک کا حق ادا کریں گے۔ جب زکواۃ وصول کرنے والے آئے اور مطالبہ کیا، تو انہوں نے کہا یہ تو ایک قسم کا جزیہ ہے' جزیہ کی بہن ہے۔

ان لوگوں سے کہا ابھی تو جاؤ واپسی میں میرے پاس آنا۔ یہ لوگ چلے گئے' زکواۃ وصولی کے بعد یہ لوگ ثعلبہ کے پاس آئے' فہرست زکواۃ دیکھ کر اور ادائی کے تصور سے اس کا دل لرزنے لگا۔ اس نے پھر کہا: ''یہ تو جزیہ ہے' جزیہ کی بہن ہے۔ ابھی تو جاؤ' میں دیکھوں گا''۔

نوٹ: مسلم مملکت میں غیر مسلم رہیں تو ان کو مذہبی آزادی دی جاتی' کسی قسم کا کوئی مذہبی جبر یا کوئی پابندی نہیں ہوتی' حکومت ان کی جان اور مال دونوں کی حفاظت کرتی' البتہ ان سے ایک رقم لی جاتی جس کو جزیہ کہا جاتا تھا۔

چونکہ مال کی منحوس محبت کی وجہ سے ثعلبہ کے دل میں نفاق آ گیا تھا اسی وجہ سے اس کو زکواۃ کی رقم جزیہ محسوس ہونے لگی تھی۔ زکواۃ وصولی کو جو لوگ گئے تھے وہ واپس آ کر حضور پرنور ﷺ کی خدمت میں آئے اور ثعلبہ کا واقعہ بیان کیا۔

حضور پرنور ﷺ نے سن کر فرمایا **و یحک یا ثعلبہ ' و یحک یا ثعلبہ۔**

ائے ثعلبہ تیری بدبختی' ائے ثعلبہ تری بدبختی

جولوگ وہاں تھے انہوں نے یہ کیفیت ثعلبہ کو معلوم کی' وہ گھبرا کر اور مال لے کر حضور پرنور ﷺ کی خدمت میں آئے۔ حضور پرنور ﷺ نے فرمایا: اللہ نے تیرا مال لینے سے مجھے منع کر دیا ہے۔ میں تیرا مال قبول نہیں کرتا۔ وہ افسوس کرتے ہوئے واپس چلا گیا۔

حضور پرنور ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد وہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس مال لے کر آیا' حضرت رضی اللہ عنہ نے انکار فرمادیا۔ پھر وہ حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس آیا' آپؓ نے بھی انکار فرمادیا۔ پھر وہ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس آیا' آپؓ نے بھی انکار فرمادیا۔

نتیجہ : مال کی محبت سے پہلے نفاق آیا اور پھر کفر۔

مال زکواۃ کا قبول نہ کیا جانا اس کے کافر ہوجانے کا اعلان تھا۔

اللہ تعالیٰ تمام مصدقین کو حب مال سے بچائے اور حدود کسب پر چلائے۔ آمین

ترک دنیا پر بے عملی کے نام پر آزری ماتم:

ان کو غم اس بات کا ہے کہ ''ترک دنیا پر عدم عمل آوری سے ہمارے فرقہ کی تذلیل ہورہی ہے''۔

قوم کی تذلیل کے یہ اسباب زیادہ قوی ہیں' مہدویوں میں سے امیر ناجائز کی کوششوں میں مصروف ہوجائے اور جائز کی تلاش چھوڑ دے۔

غریب کے دل میں حلال سے زیادہ حرام کی رغبت آجائے۔

بے شک باوجود مہدوی ہونے کے بعض افرادِ قوم کی تذلیل اس وقت ہوتی ہے۔

جب مہدوی انجینئر سمنٹ کی جگہ ریت کی مقدار کو بڑھادے اور عمارت گر جائے۔ جب انجنیر

بلڈر بن جائے اور ہر کام کے لئے رشوت کا دینا اس کو ناگوار نہ محسوس ہو۔ جبکہ رشوت کے دینے والے کو حضور ﷺ نے ملعون فرمایا ہے۔

تمام رقمی معاملات بنکوں سے ہوتے ہیں سود لیا بھی جاتا ہے اور دیا بھی جاتا ہے جبکہ سود لینے والا اور دینے والا دونوں سخت گناہ گار ہوتے ہیں۔

ٹیکسوں کے معاملہ میں متعلقہ محکموں کو سخت ترین دھوکہ دیا جاتا ہے۔ جو بھی کاغذات داخل کئے جاتے ہیں یہ سب لنگڑی دلیلوں یا جھوٹ پر مبنی ہوتے ہیں۔ اور ان کے مقرر کردہ تنخواہ یافتہ آڈیٹر یا چارٹرڈ اکاونٹنٹ یہ کارنامہ بخوبی انجام دیتے ہیں۔

بہرحال کروڑوں کے وارے نیارے اکل حلال سے ممکن ہی نہیں ہوتے۔ لیکن عبرتناک بات یہ ہے کہ ایسی دولت ''عشر فری'' ''زکواۃ فری'' رہتی ہے۔ یعنی اس آمدنی پر عشر وزکواۃ ادا بھی کئے جائیں تو وہ بے کار ہی ہوں گے۔

ناجائز مال کی خیرات ایسی ہی ہے جیسی کہ ایک نجاست کو دوسری نجاست سے صاف کیا جائے۔ جبکہ فقیر سو دوسو سے مطمئن ہو جاتے ہیں۔

جب کوئی مہدوی تاجر بے ایمانی کے تحت تجارت کو چمکاتا ہے، جب مہدوی وکیل خون کے مقدمے لے اور مقدمات کا خون کر دے، حق کو ناحق اور ناحق کو حق ثابت کرے۔

الغرض مذکورہ پیشوں سے وابستہ افراد دیانت پر نہ چلیں تو پھر حدود کسب کی سنگین خلاف ورزیوں کے مرتکب قرار پائیں گے، تب منکران مہدی ایسوں پر طعن وطنز کے تیر برسائیں گے' حدود کسب کی عدم پابندی تو دین کا سخت نقصان ہے۔

اور یہ عدم پابندی بعد کے مرحلے ''ترک دنیا'' کو سخت تر بلکہ فولاد کے چنے بنا دے گی۔

ایک آزر کی بکواس جاری ہے کہ ''ترک دنیا کا مطلب یہ نہیں ہے کہ سب اپنے اپنے کام کاج

چھوڑ کر مصروفیتیں ختم کر کے گوشہ نشین ہو جائیں۔ بلکہ مقصود یہ ہے کہ اپنی شناخت برقرار رکھتے ہوئے پستی سے بلندی کا اپنا سفر جاری رکھیں چاہے کسی بھی زمرہ سے تعلق ہو۔''

آزر کی اس بکواس سے پتہ چلتا ہے کہ ترک دنیا ایسی ہو کہ سب اپنے کام کاج جاری رکھیں' مصروفیتوں کو ختم نہ کریں اور گوشہ نشین نہ ہو جائیں جبکہ ترک دنیا کے بعد دنیاوی کام کاج اور مصروفیتو ں کو ترک کر دیا جاتا ہے اور گوشہ نشینی اختیار کی جاتی ہے۔

کیونکہ ترک دنیا ولایت کا پہلا فرض ہے اور خاتمینؑ کی عین پیروی' دوسری چیز ترک دنیا کا اصلی منشاء حصول ذاتِ خداوندی' حصول دیدارِ خداوندی ہے۔ جب مقصد عظیم ہوگا تو دوسری باتیں یقیناً ثانوی حیثیت اختیار کر لیں گی۔

آزر نے یہ جو شناخت کی برقراری کی بات لکھی ہے اس نے غالباً ترک انا کی بات کو سمجھا ہی نہیں۔ یا پھر (ترک انا کے بغیر) پستی سے بلندی کا سفر جیسے الفاظ صرف جھانسہ یا دھوکہ دینے کے لئے استعمال کئے ہیں۔

شناخت کی برقراری یا انا کی موجودگی اور پھر پستی سے بلندی کا سفر دونوں متضاد باتیں ہیں۔ پستی سے بلندی درکار ہے تو پھر انا کو فنا کرنا اور شناخت کو اللہ کے راستے میں مٹا دینا ضروری ہے۔ اس کے بغیر پستی سے بلندی حاصل ہی نہیں ہو سکتی۔ ع

مٹا دے اپنی ہستی گر تو مرتبہ چاہے
کہ دانہ خاک میں مل کر گل و گلزار ہوتا ہے

فقرائے گروہ مقدسہ کی توہین ناقابل معافی:

حضرت بندگی میاں سید شہاب الدین شہاب الحق رضی اللہ عنہ کو یہ اطلاع ملی کہ آپ کے دائرہ کے ایک فقیر کی شان میں نہایت بے ادبی ہوئی ہے۔

ایک منکر مہدی مصری خان نے ان فقیر کو مہدی موعود علیہ السلام کی تصدیق سے پلٹ جانے کو کہا، ان حضرتؒ نے تصدیق سے پلٹنے سے جب انکار کر دیا اور فرمایا اگر مجھے پارہ پارہ کر دیں تو بھی تصدیق مہدی سے نہ پلٹوں گا۔

تب اس کے ملازمین نے بہت مارا، اور (مصری خاں نے) گھوڑے کی دم سے باندھ کر گھوڑا دوڑایا، جب یہ حضرتؒ قریب المرگ ہو گئے تب چھوڑ کر چلا گیا۔

یہ سن کر حضرت چھابو جی رضی اللہ عنہ نے اپنے بھتیجے حضرت بندگی میاں سید سعد اللہ بن حضرت بندگی میاں سید شریف تشریف اللہ رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اس (مصری خاں) کو اتنا مارو کہ وہ چل نہ سکے اور اس کو پکڑ کر لاؤ۔

حضرت بندگی میاں سید سعد اللہؒ مصری خان کو پکڑ کر لائے، حضرت رضی اللہ عنہ نے فرمایا'' ''سعد اللہ میں نے تجھ سے کہا تھا کہ اس کو اتنا مار کہ وہ چل نہ سکے''، اس کے بعد آپ نے اپنے عصاء سے بیدریغ مارا اور فرمایا کہ اس کافر کو مارو اس نے دائرہ کے بھائی کو تکلیف دی ہے۔

اور فرمایا اس بد بخت نے حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی شان میں گستاخی کی ہے۔

(بحوالہ کتاب ''والیان ولایت'' حصہ دوم از حضرت نور الدین عربی صاحب مرحوم)

اس واقعہ سے یہ درس مل رہا ہے کہ فقرائے گروہ مہدویہ کی کیا شان ہے، اور بے ادبی بڑی ہو تو بڑی سزا اور بے ادبی معمولی بھی ہو تو قابل گرفت ہوتی ہے، اور آئندہ کے لئے ایسی غلطی نہ کرنے کی بات ضروری ہے، تا کہ دوبارہ کوئی فقرائے کرام کی شان میں بے ادبی نہ کر سکے۔

بت انا کے یہ اسیر اور پرستار

ہر کاروبار کے ساتھ آزر آزر کا دم چھلّہ!

مثلاً آزر اصلاح ساز (حجام)' آزر تاجران لید و گوبر' آزر بھینس مونڈھنے والے' آزر پلازا'

آزر ٹاور' آزر انکلیو' آزر ماہرین' دست و پا کو شکستہ کرنے والے' جی ہاں مومنین کو ایمان سے ہٹانا ہمارے ہاتھ پاؤں توڑ دینے سے زیادہ خطرناک اور باعث آزارِ جہنم ہے۔

کسی بھی آزر سے پوچھئے کہ کیا تم اپنے بڑوں کے یا اپنے گھر والوں کے نام سے کاروبار نہیں کر سکتے کہ ہر جگہ آزر ہی آزر کا دم چھلّا لگا رہتا ہے۔

ہر آزر یہی جواب دے گا کہ میں اپنی ذات کے بت کا سب سے بڑا پرستار ہوں۔ مجھے اپنی ذات' اپنی انا کے سوا دنیا میں کوئی نظر ہی نہیں آتا۔

جس دن مجھے اپنی ذات اور اپنی انا سے کم محبت بلکہ کراہت ہوگی تو یقیناً اس وقت آپ کے مشورہ پر عمل کروں گا اور آزر کی جگہ بڑوں اور گھر والوں کے نام رکھوں گا۔

ماڈرن اصحاب فیل کے پاس مہدویت کے بعد دوسرا کڑوا گھونٹ ترک دنیا ہے۔

ماڈرن ترک دنیا کا آزری مطالبہ

آزرین نے یہ خیال ظاہر کیا ہے کہ ''مروجہ ترک دنیا کے عملی پہلو پر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔'' ان کا یہی منصوبہ ہوسکتا ہے کہ ترک دنیا کے طریقہ کار میں تبدیلی لائی جائے۔

ان کا یہ بھی گمراہ کن خیال ہے کہ ترک دنیا کے بغیر افعال ارشادی ادا کئے جائیں۔

چلئے مرتے کو ماریں آزرین دنیا دار، یعنی پہلے کاسبوں کو ترک دنیا سے دور کرنے کی چال چلی اور پھر تارکان دین کی ایک پوری فوج کو تیار کرنے کی ناکام کوشش کی تاکہ قافلہ بڑھے اور خود قافلہ سالار کہلائیں۔ اگر کوئی ان کے بہکاوے میں یا اس شیطانی فریب میں آ گیا تو اس کا حشر کیا ہوگا؟

کیونکہ ہر مرشد بنیادی طور پر فقیر ہوتا ہے اور بعد میں مرشد بنتا ہے' بناء فقیری کے کار ارشاد کسی کاسب کے لئے موزوں نہیں ہوتا اور پھر ایسے کاسب (نام نہاد پیر کے) نام نہاد مریدین بھی بے ترک رہتے اور بے ترک ہی دنیا سے کوچ کر جاتے ہیں۔

ترک دنیا عمل مبارکہ خاتمین صلی اللہ علیہا وسلم ہے اور حکم مہدی سے فرض ہے۔

چنانچہ مصدقین ومصدقات دل وجان سے اس فرض پر عمل پیرا ہیں اور انشاء اللہ ہمیشہ رہیں گے

آزرین کے جھانسے اور دھوکے میں کوئی پیر بن بیٹھا تو نہ صرف اس پیر بے پیر کا حشر بلکہ اس کو پیر ماننے والوں کا بھی حشر برا ہی ہوتا ہے۔ زائد از پانچ سو سالہ مہدویہ اصول وضوابط سے کھلی بغاوت کا درس ایسے ''پیر اور مرید'' کو یہ آزرین دے رہے ہیں۔

آزرین کی اس مکاری پر وہ معانعین زکواۃ یاد آئے جنہوں نے صرف زکواۃ ادا کرنے سے انکار کر دیا تھا، اس پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا تھا کہ آج یہ لوگ زکواۃ کے نہ دینے کی بات کر رہے ہیں کل نماز پڑھنے سے انکار کر دیں گے، اس طرح سارا دین ہی ختم ہو جائے گا۔

اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے تلوار تھام لی اور فرمایا کہ میں ان سے جہاد کروں گا چاہے زکواۃ کی بابت ایک اونٹ کی رسّی ہی کیوں نہ لینی پڑے۔

یہ نکتہ قابل غور رہے کہ جہاد صرف کافروں سے ہوتا ہے مسلمانوں سے نہیں۔ لیکن ایک فرض کے انکار یا پہلو تہی نے مسلمان کہلانے والوں کو کافروں کے زمرے میں لا کھڑا کر دیا۔

آزرین کا بھی شائد یہی منصوبہ ہوگا کہ آج مہدویوں میں ترک دنیا جیسے فرض کے تعلق سے بے زاری اور بے رغبتی پیدا کی جائے بلکہ ان کو اس اسوۂ رسول ومہدی علیہم السلام وحکم مہدی علیہ السلام سے روکا جائے۔

بعد ازاں خود بخود مہدوی حضرات دیگر فرائض ولایت جیسے ذکر دوام' توکل' طلب دیدار خدا' عزلت از خلق' صحبت صادقین' ہجرت اور عشر سے بیزار ہو جائیں اور منہ موڑ لیں۔

اس طرح ارتداد کے اعلان کے بغیر ہی مرتد ہو جائیں۔

آزرین چاہتے ہیں کہ ترکِ دُنیا کے موجودہ طریقے کو بدلا جائے، یعنی ترک دنیا کو جدیدیت کا

لباس پہنایا جائے اور اپنے نفس کے تابع کر دیا جائے۔

کیونکہ نفس لذتوں کا عادی ہے، اور عزت کا طالب ہے، شکم سیری، بھرپور نیند وغیرہ کا عادی ہے۔ بہترین سواری ہونی چاہئے، زمین پر رہیں تو نفس رنگین محفلوں کا طالب اور اگر سفر درپیش ہو تو سفر زمینی ہو یا ہوائی اس حالت میں بھی رنگین ماحول (خوبصورت فضائی میزبان) کا نفس طلب گار ہی رہے گا۔

مذکورہ بالا نفس پرستی کب گوارا کرے گی کہ کوئی تارک دنیا ہو جائے اور وہ ترک عزت، ترک لذت، ترک شکم سیری، ترک خواب (بھرپور نیند) وغیرہ کر دے اور دیگر بیہودہ خواہشات سے کنارہ کش ہو جائے۔

ترک دنیا کے تعلق سے ایک آزر نے یہ بہانہ داغا ہے کہ ''اگر ہم سب ترک دنیا پر عمل کریں تو کوئی کاسب باقی بچے گا نہ ہی کوئی صاحب نصاب، اور ایسی صورت میں اہم دینی احکام جیسے زکوۃ اور حج ناممکن ہو جائیں گے''۔

آگے بڑھنے سے پہلے حضرت علی کرم اللہ وجہ کا یہ ارشاد پڑھئے۔

''مجھ پر زکواۃ واجب نہ ہوئی، کیا سخی لوگوں پر بھی کبھی زکواۃ واجب ہوتی ہے؟ (کشف المحجوب اردو ترجمہ صفحہ ۴۵۴)۔

اصلی ترک دنیا تو یہی ہے کہ روزی کے لئے خدا پر کامل بھروسہ کیا جائے اور حضور ﷺ کے دعوئ نبوت سے پردہ فرمانے کے زمانہ تک کی پیروی میں ترک کسب کر دیا جائے۔

حضور پرنور ﷺ کے دعوئے نبوّت سے پردہ فرمانے کا جو عرصہ رہا وہ ''ترک دنیا'' کا ہی رہا۔ ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم حضور پرنور ﷺ کے اس مبارک عمل ''ترک دنیا'' کی پیروی میں ترک کسب کر کے دنیا کو ترک کر دیں۔

ونیز کل کے لئے کچھ نہ رکھا جائے۔ ترک دنیا اور توکل تمام برذات خدا جیسے اعمال ہم کو حضور

اکرم ﷺ کی پرنور حیات اور عمل سے ملتے ہیں۔

ایک آزر کی نظر میں زکوٰۃ اور حج افضل ہیں، بے شک ان کی فرضیت سے کوئی مسلمان انکار نہیں کرسکتا۔ لیکن شرط صاحب نصاب ہونے کی ہے (جس کا اقرار اسی آزر نے بھی کیا ہے)۔

اگر کوئی صاحب نصاب نہیں ہے تو نہ اس سے زکوٰۃ کا حساب لیا جائے گا اور نہ ہی حج کے تعلق سے اس کی پرسش ہوگی۔ چونکہ وہ تارک الدنیا تھا اور متوکل تھا۔

آزرین کی طرف سے یہاں زکوٰۃ اور حج کو درمیان میں لانے کا مقصد یہ ہے کہ آدمی روپیہ جوڑ جوڑ کر رکھے خواہ لوگ کیسی ہی شدید ضرورت لے کر آئیں ان کو صاف ٹرخا دیا جائے۔

حالانکہ ضرورت مندوں کی ضرورت کی تکمیل کے لئے اگر کوئی اس رقم کو اللہ نے دیا ہے کہہ کر دے دے تو معلوم نہیں کہ اس کے نامۂ اعمال میں کتنے حج لکھ دیئے جائیں۔

ترک دنیا سنت مصطفیٰ ﷺ:

ترک دنیا کے خلاف آزرین جیسوں کی بکواس، بے سروپا بات آپ کے کانوں میں یا مطالعہ میں آئے تو جواب دیجئے کہ بے شک ترک دنیا نام ہی ہے اللہ واسطے خود کو مقید کر لینے کا' کام کاج بالخصوص ذرائع آمدنی کو چھوڑ دینے کا' مانع ذکر اور خدا سے دور کر دینے والی مصروفیات کو ترک کر دینے کا اور گوشہ نشینی کا۔

ایسوں سے سوال کیجئے کہ حضور پرنور ﷺ کی مبارک حیات کے تعلق سے کیا تم جانتے ہو؟

دعویٰ نبوت سے قبل آپ ﷺ نے بھیڑ بکریاں بھی چرائیں اور تجارتی قافلوں کے ساتھ تشریف بھی لے گئے۔

دعوئے نبوت سے وصال تک آپ کا کیا کسب تھا اور آمدنی کے مستقل یا عارضی کوئی ذرائع تھے؟

جبکہ آپ ﷺ کی ازواج مطہرات تھیں، صاحبزادیاں تھیں دو صاحبزادے بھی تولد ہوئے

تھے ان تمام کی پرورش آپ ﷺ کے ذریعہ ہوتی تھی، عرب وفود کی مہمانی بھی خود سرکار ﷺ فرماتے تھے خاندان قبیلے کے درمیان قیام فرما رہتے تھے۔

جبکہ مخالفینِ ترکِ دنیا کا یہ خیال ہے کہ ترکِ دُنیا کا مطلب بیوی بچوں کو، گھر بار کو چھوڑ کر کسی پہاڑ پر جا کر بس جائیں، جب کہ ایسا خیال رہبانیت ہے، جسکی ممانعت فرمادی گئی ہے۔

اصلی ترکِ دُنیا کا درس حضور پرنور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے مبارک عمل سے دے دیا تھا جس کا ذکر آپ ابھی پڑھ چکے ہیں۔

ایک ایک ماہ چولھا نہیں سلگتا تھا بلکہ ایک بار تو تین ماہ تک چولھا نہ سلگنے کی روایت آئی ہے۔ یہی ترک دنیا تھی اور جو آتا اسی دن شام تک تقسیم فرمادیا جاتا تھا، کل کے لئے کچھ نہ رکھا جاتا تھا۔ یہی توکل تمام برذات خدا تھا۔

ترک دنیا کا مطلب ہی اپنی انا اور اپنی شناخت کو ختم کرنا ہے۔ اس کے بغیر ذات خداوندی تک پہنچنا مشکل ہے۔ پستی سے بلندی اس بت انا کو پاش پاش کئے بغیر ممکن ہی نہیں۔

جیسا کہ ایک آزر نے کہا کہ آج ترک دنیا[1] مفلسوں، بیماروں اور محتاجوں کی پرورش کا بہانہ بن کر رہ گئی ہے۔

جواباً کہیئے کہ جو لوگ نعمت ترک دنیا سے محروم ہیں کیا ان پر کبھی مفلسی نہیں آئے گی؟ حالانکہ مفلسی، بیماری اور محتاجی ہی سے نفس نرم ہوتا ہے اور دولت وثروت وانانیت کی وجہ سے جو شخص اپنے نفس کو خدا کے مقابل ٹھیراتا تھا، وہ نخوست ختم ہوجاتی ہے۔

[1] ترکِ دُنیا کسی کی پرورش کے لئے نہیں کی جاتی،

حضرت مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا کہ:

ترک دنیا سنت مصطفےٰ
عاشقان کردند ایں سنت ادا

مفہوم: ترکِ دُنیا سنتِ مصطفیٰؐ ہے، اور اس سنت کو عاشقان ادا کرتے ہیں۔

(بشکریہ روزنامہ آواز دوست ۶ / مارچ ۲۰۱۵ء)

جبکہ دولت کثیرہ سے نفس مضبوط ہوتا ہے۔ مفلسوں، بیماروں، محتاجوں کی خبر گیری تو سماج کا فریضہ ہوتا ہے اللہ واسطے ایسوں کی مدد ضروری ہوتی ہے نہ کہ ان کا ذکر حقارت سے کیا جائے یا ان سے بدسلوکی کی جائے۔

قرآن مجید میں انفاق فی سبیل اللہ کے جو مدّات بتلائے گئے ہیں اس میں فقرائے کرام کا ذکر سب سے پہلے ہے۔

کیونکہ نہ تو سوال کرتے ہیں اور نہ اپنے حالات کا پتہ دیتے ہیں، یہ اور بات ہے کہ بعض لوگ زمانہ کسب کی دھول اور گرد کے دُور ہونے تک کبھی کبھار اپنی حالت کا کسی سے ذکر کر دیتے ہوں۔

لیکن بصدقۂ مہدی موعود علیہ السلام اس گرد کی دوری کے بعد اظہارِ حال سے باز آجاتے ہیں۔

حضرت سیدنا عمر فاروقؓ کے دور میں مختلف علاقوں سے فقراء اور محتاجوں کی فہرست طلب کی جاتی اور بیت المال سے ان کی ضروریات کی تکمیل کی جاتی تھی۔

گروہ مقدسہ مہدویہ میں صاحبانِ دائرہ یعنی مرشدین کرام کی جانب سے اللہ واسطے مذکورہ حضرات کا بطور خاص خیال رکھا جاتا ہے اور ان کی ضرورتوں کی تکمیل کے دوڑ دھوپ کی جاتی ہے۔

اور للہ رقم، کپڑا یا اناج اور ضروریات کی اشیاء کے ذریعہ شادیوں یا اموات پر بھی محتاجوں اور ضرورت مندوں کی امداد نہایت خاموشی سے کی جاتی ہے اور اس بات کا اہتمام مرشدین کرام فرماتے ہیں کہ تشہیر ہرگز نہ ہو، جبکہ اس بات کے چرچے رہتے ہیں کہ ہے کہ میاں کے پاس صرف آتا ہے (اور جاتا نہیں ہے) اس طرح بفضل خدا یہ انفاق فی سبیل اللہ قبولیت کے باوجود، راز ہی رہ جاتا ہے۔

خدائے تعالیٰ اسی پر خلوص سخاوت سے خوش ہو کر حلال طیّب سے نوازتا رہتا ہے اور حسب فرمان

امامنا علیہ السلام یہ حضرات کل حساب کی زحمت سے بھی بچ جائیں گے۔

آزرین جیسے ابلیس کے یہ فکری وارث فریضہ ترک دنیا کو مفلسوں، بیماروں اور محتاجوں کی پرورش کا بہانہ قرار دے رہے ہیں، جب کہ فقیری سے انسان میں سرکشی نہیں آتی لیکن امیری سے انسان میں سرکشی آجاتی ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے۔

سورہ (۹۶)۔ العلق آیت ۶'۷

ترجمہ: ''لیکن انسان سرکش ہوجاتا ہے جب وہ اپنے آپ کو غنی دیکھتا ہے''۔

اس لئے خاتمین علیہم السلام نے دعا فرمائی اور سکھائی بھی کہ ''یا اللہ مسکینوں میں رکھ' مسکینوں میں جلا اور مسکینوں میں اٹھا۔'' معلوم نہیں آزرین (بظاہر مہدوی) یہ دعا مانگتے بھی ہیں یا نہیں؟

کوئی آزر یہ کہے ''کہ ترک دنیا کا دم بھرنے والے آج حصول دنیا میں لگے ہوئے ہیں اور بدقسمتی سے ''اللہ کے بندے'' کہلانے والے اس ضمن میں خصوصی کردار ادا کررہے ہیں، چاہے دعوت طعام کی محفل ہو یا نماز جنازہ، اللہ کے بندے سب سے پہلی صف میں اپنی جگہ بنالیتے ہیں''۔

جب ایسے الفاظ سنیں تو غور کریں کہ کہنے والوں کو بندگان خدا سے کس قدر بغض ہے۔ تارک الدنیا حضرات کس قدر دنیا کمارہے ہیں؟ بے شک دعوت طعام کے بعد اور نماز جنازہ کے بعد دو تین سو روپے کسی دن مل بھی جائیں تو کیا حصول دنیا کی تعریف میں آئیں گے۔

جبکہ مالدار' ان سے بڑھ کر حصول دنیا میں غرق رہتے ہیں۔ کافی دولت کما چکنے کے بعد بھی حرص پیچھا نہیں چھوڑتی، تو اب ایمانداری سے بتایا جائے کہ دولت کے حصول میں تارکان دین زیادہ آگے ہیں یا (تارکانِ دنیا) یعنی فقرائے کرام؟ بقول آزرین فقرائے کرام کی روحانی سلطنت محلے کی ہوٹل' حظیرے کی سیڑھیوں تک محدود ہے۔

پیدل جاکر آجائیں تو نصف فرلانگ میں چار پانچ چکریں ہوجاتی ہیں۔ کیونکہ بقول

آزرین ''تارک الدنیا کی دنیا محدود ہے''۔ کچھ مل جاتا ہے ایک میں دو چائے پی لیتے ہیں۔

جبکہ اس کے برعکس شیطانی سلطنت کا احاطہ کبھی اندرونِ ملک تو کبھی نیویارک یا شکاگو تک کبھی یہاں کبھی وہاں اور وہ تو صرف اور صرف دنیا کے لئے ہے جبکہ حدیث شریف کا مفہوم ''دنیا مردار ہے اور اس کے چاہنے والے کتے ہیں اور برا وہ ہے جو اس پر ٹھیر گیا''۔

غرق دنیا آزرین یہ کہیں کہ ترک دنیا کے ایک زمرے میں ایسے لوگ بھی شامل ہیں جو منصوبہ بند انداز میں ترک دنیا کرتے ہیں۔ محنت و مشقت کر کے روٹی حاصل کرنے کے بجائے ہر روز بریانی اور رقمی لفافوں کے حصول کا جواز پیدا کرنے کی غرض سے ترک دنیا کا ڈھونگ رچاتے ہیں۔

تو آپ کا یہی جواب ہوگا کہ:

استغفر اللہ قابل ملامت اور کاٹ کر کتوں کو کھلا دینے کے قابل ہیں وہ زبانیں جو ایسی بکواس کرتی ہیں، یا وہ ہاتھ جو ایسی گمراہ کن تحریر لکھتے ہیں۔

لیکن اس بات کی کوئی ضمانت نہیں کہ کُتّے ایسی فقیر دشمن بدبودار زبانوں یا ہاتھوں کو کھا بھی لیں۔

ایسے گستاخوں کے لئے حضرت بندگی میاں شہاب الحق رضی اللہ عنہ نے راہ متعین فرما دی ہے، جو چند صفحات قبل آپ نے پڑھیں۔

ممکن ہے کہ بعض فقراء عمل میں کوتاہ ہوں لیکن عمل ترک دنیا' خاتمین علیہم السلام کے مبارک احکام کی پیروی ہے اور صدقہ و طفیل کی وجہ سے ہے۔

مبارک باد کے قابل ہیں وہ فقرائے کرام جو اس قسم کی بے ہودہ گوئی پر اُف بھی نہیں کرتے۔

البتہ جب یہ سلسلہ جاری ہی رہتا ہے اور رکنے کا نام نہیں لیتا تو کسی فقیر کے لبوں پر یہ شعر آ جاتا ہے۔

کہاں تو اور کہاں میں منزلِ ہستی میں اے منعم
کہ تو ٹھوکر ہے دولت کی' میری ٹھوکر میں دولت ہے

فقیروں کے دشمن تو دولت اور دولتمندوں کی ٹھوکروں میں رہتے ہیں' جبکہ اس کے برعکس (کامل فقیر) کی ٹھوکر میں دولت ہوتی ہے یا مغرور و متکبر لوگ ہوتے ہیں۔

سورۂ جمعہ (۶۲)۔آیت نمبر ۱۱:

''اور جب یہ لوگ تجارت یا تماشہ دیکھ پاتے ہیں اُدھر دوڑ جاتے ہیں اور آپ ﷺ کو منبر پر کھڑا چھوڑ دیتے ہیں' آپ کہہ دیجئے جو چیز اللہ کے پاس ہے وہ تماشے اور تجارت سے بہتر ہے اور اللہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔''

آیت مذکورہ سے واضح ہو رہا ہے کہ تجارت اور تماشہ ایسی چیز ہے کہ لوگ خطبہ سنتے سنتے دوڑ جاتے تھے اور حضور ﷺ کو منبر پر جبکہ آپ خطبہ ارشاد فرما رہے ہوتے تو یہ لوگ چھوڑ کر چلے جاتے تھے' پھر فرمایا جا رہا ہے کہ آپ کہہ دیجئے ''جو چیز اللہ کے پاس ہے وہ تماشے اور تجارت سے بہتر ہے۔''

تماشے اور تجارت کو یکجا کر کے فرمانا اس بات کی نشاندہی ہے کہ متوکلین کے لئے دونوں چیزوں سے زیادہ افضل توکل ہے۔ کیونکہ فرمایا جا رہا ہے کہ اللہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے۔

بے شک اللہ تعالیٰ رزّاق ہے اور رزق کا وعدہ کئی جگہوں پر ارشاد فرما چکا ہے' بہتر یہی ہے کہ اسی کی ذات پر توکل کیا جائے۔

آزرین خود تو دنیا بٹورنے میں مصروف رہتے ہیں اور طعن اور طنز فقرائے کرام پر کرتے ہیں جبکہ فقرائے کرام وعدۂ خداوندی پر بھروسہ کرتے ہیں اور عملِ مبارکہ خاتمین علیہم السلام کی ممکنہ حد تک پیروی کی کوشش کرتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ تجارت' غافل کرنے والی چیز ہو سکتی ہے اور غفلت نقصان رساں ہوتی ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے: **ولا تکونو من الغافلین**' الاعراف (۷)۔آیت (۲۰۵)

جبکہ اللہ پر بھروسہ کرنے والے یعنی متوکلین کی نظر صرف ذات خدا پر رہتی ہے' خواہ زمانہ انہیں

کچھ بھی کہہ لے ان کی شان میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

کیا آزرین نے ہر محترم فقیر کے دل کو چیر کر دیکھ لیا کہ انہوں نے محض بنا محنت ومشقت روٹی حاصل کرنے کے لئے ہی دنیا کو ترک کر دیا ہے؟

بقول آزرین؛ بریانی اور لفافوں کے حاصل کرنے والوں کا ایسے کاسبین سے تقابل کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ کسی محترم فقیر کی آمدنی سے معترض کاسب کی آمدنی کا تناسب یومیہ دوسو نسبت بیس ہزار روپے بلکہ کسی دِن دوسو نسبت دو لاکھ ہو جاتا ہے۔

جبکہ سو، دوسو، شاذ و نادر کبھی پانچ سو روپے مل جانے پر یہ محترم فقیر خود کو مکتفی خیال کرتے ہیں، کل کے لئے کچھ نہ بچے گا جبکہ اس معاند کے پاس جمع شدہ لاکھوں؛ کروڑوں روپے رہیں گے۔ اور حرص جیسی بیماری ختم ہی نہ ہوگی۔

خدانخواستہ کسی دن کوئی فقیر انتقال فرما جائیں

اور

خس کم جہاں پاک کوئی فقیر دشمن آزر اُسی دن دم توڑ دے تو

محترم فقیر جلد ہی حساب دے کر سبکدوش ہو جائیں گے اس کے برعکس

آزر کو حساب دینے میں نامعلوم کتنے برس یا کتنی صدیاں لگیں گی؟

حضور پرنور ﷺ کے فرمان کا مفہوم یوں ہے کہ فقراء اغنیاء سے پانچ سو سال پہلے جنت میں چلے جائیں گے۔

آزرین فقراء کی توہین کی خاطر کہتے ہیں کہ وہ لوگ متمول لوگوں کے گھر کے چکر لگاتے ہیں۔ چند فقراء ایسا کرتے ہوں تو یہ نہایت معیوب بات ہے اور شان فقیری کے خلاف ہے۔

حضرت ثانی مہدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا سوال حرام ہے لیکن سوال تین ہیں۔ ایک سوال حال کا ہے دوسرا سوال فعل کا ہے تیسرا سوال قول کا ہے۔

حال کے سوال کے معنی یہ ہیں کہ اپنی شکستگی اور غریبی کے احوال لوگوں کو دکھاتا ہے، فعل کا سوال یہ ہے کہ ریاضتیں اور فقر و فاقہ برداشت کر کے لوگوں کو دکھاتا ہے۔ قول کا سوال یہ ہے کہ کسی کے پاس جا کر کوئی چیز طلب کرتا ہے۔ یہ سب سوال حرام ہیں اگر خدا دے تو کھائے وگرنہ (ورنہ) کسی کے سامنے سوال نہ کرے۔

فقراء خوش نصیب ہوتے ہیں کیونکہ ان کے لئے صرف فقیری کے احکام پر نہ چلیں تو اس کی پرسش ہوگی یا ہلکی معمولی سزا بھی ملے گی، یہ عتاب یا سزا ختم ہو جاتے ہیں۔ جبکہ ایسے امیر جو مال کو جوڑ جوڑ کر رکھتے اور اللہ کی راہ میں خاطر خواہ خرچ نہیں کرتے تو ایسوں کے لئے یہ قرانی وعید ہے۔

مال جمع کرنے پر قرآنی وعیدات:

سورۂ توبہ (۹)۔ آیت (۳۴ اور ۳۵)۔

''اور جو لوگ سونا چاندی جمع کر رکھتے ہیں اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے سو آپ ان کو دردناک عذاب کی خوشخبری سنا دیجئے۔

جس دن وہ مال دوزخ کی آگ میں گرم کیا جائے گا پھر اس سے ان کے ماتھے' کروٹیں اور پیٹھیں داغی جائیں گی (کہا جائے گا) یہی ہے جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا سو جو جمع کئے تھے اس کا مزہ چکھو''۔

دنیاداروں کی عبرت کے لئے یہ واقعہ اہمیت کا حامل ہے بتلایا جا رہا ہے کہ مال کی وجہ سے یاد خدا سے غفلت آ جاتی ہے۔

سورۂ ص (۳۸)۔ آیت (۳۴) ''اور ہم نے داؤدؑ کو سلیمانؑ عطا کیا' بہت اچھے بندے تھے کہ اللہ کی طرف رجوع ہونے والے تھے۔ جب شام کے وقت ان کے سامنے اصیل گھوڑے پیش کئے گئے تو کہنے لگے (افسوس) میں مال کی محبت میں (مشغول ہو کر) میرے رب کی یاد سے غافل

ہوگیا۔

یہاں تک کہ (آفتاب) پردہ میں چھپ گیا حکم دیا کہ ان گھوڑوں کو میرے سامنے لاؤ پھر ان (گھوڑوں) کی ٹانگوں پر (تلوار سے) ہاتھ صاف کرنا شروع کر دیا''۔

اسباب غفلت کی وجہ سے غفلت آ جاتی ہے۔ یہ بتلایا جا رہا ہے۔

فقیروں کے بالمقابل امیر، غریب، ڈاکٹر، انجینئر، تاجر اور وکیل جیسے زمروں کے لوگوں کو غفلت کے زیادہ امکانات ہیں۔

جس پر خدا کا فضل ہوگیا اس کی بات اور ہے ورنہ امیر، امارت کو بڑھانے میں، غریب روزی روٹی کے چکر میں، ڈاکٹر مریضوں سے ملنے یا دوائیں تجویز کرنے یا آپریشن کی وجہ سے عین ذکر اللہ کے وقت غافل ہو جانے کے زیادہ امکانات رہتے ہیں۔

اسی طرح انجینئر سلاب ڈالنے اور ہر قسم کی تعمیری کاروائیوں میں، مزدوروں کی مزدوری کی تقسیم، گتہ داروں سے رقمی لین دین میں بے حد مشغول ہو جاتا ہے۔

یا پھر ٹیکس بچانے، اور رقمی چونا لگانے کے منصوبوں میں مصروف رہتا ہے۔

اس طرح تاجر، وکیل بھی مصروفیتوں کی وجہ سے اس اہم وقت کو ضائع کر دیتے ہیں۔

کہاں آزرین اور کہاں فقرائے کرام؟

چند فقراء بقول آزرین ''چبوتروں'' سے اُٹھ جاتے ہیں۔

یا ہوٹل جا کر چائے پی کر عصر پڑھ لیتے ہیں اور مغرب تک مشغول بحق یعنی مصروف ذکر ہو جاتے ہیں یا مسجد ہی میں ٹھیر جاتے ہیں۔ کیونکہ ان کو ہزاروں، لاکھوں کی فکر ہی نہیں ہوتی۔

اس کے برعکس آزرین امامنا علیہ السلام کے حکم کے خلاف منکرین کی مساجد میں نمازیں ٹھونکتے ہیں جو واپس ان کے منہ پر ماردی جاتی ہیں۔ جس کی وجہ سے ذکر جیسی انمول نعمت کی طرف دِل مائل

ہی نہیں ہوتا اور فوری نو دو گیارہ ہو جاتے ہیں۔

کیونکہ قید نشست کے ساتھ مصروف بہ ذکر اللہ ہو جانا' اپنے اعمال و افعال بالخصوص انہدام مہدویت کی مرتدانہ کوششوں کی وجہ سے ان پر ممنوع ہے، یا حب دنیا نے انہیں ذکر اللہ سے باز رکھا ہے۔

بلکہ میراں علیہ السلام کے فرمان کے برعکس چلنے سے ان کو اسی دنیا میں یہ سزا مل جاتی ہے کہ وہ ذکر جیسی انمول نعمت اور اہم فریضے سے محروم رہ جاتے ہیں اور سلطان اللیل کے جیسے انمول وقت کو منکرانِ مہدیؑ کی اقتداء میں نمازیں ٹھونک کر اپنے حق میں برباد کر لیتے ہیں۔

یہ دراصل سزا ہے اُس حکمِ خلیفۃ اللہ کے خلاف جانے کی ہے کہ جس میں منکرین کے پیچھے نماز ادا کرنے کی سخت ممانعت فرما دی گئی۔

ترک دنیا ان معاندین کی طرف سے ممنوع ہے۔

لہٰذا کہتے ہیں کہ ''مردوں نے ترک دنیا کی تو صحت مند' توانا' تعلیم یافتہ اور کمانے کے قابل نوجوان تو کبھی ترک دنیا نہیں کرتے'' یعنی ترک دنیا کرنے اور حصول ذات خداوندی کے راستے میں جو آڑے آ رہے ہیں وہ صحت' تعلیم' کمائی کی صلاحیت وغیرہ جیسے بت ہیں۔

ضرورت ہے کہ ان بتوں کو توڑ کر اسوۂ رسول اللہ ﷺ اور اُسوہ و حکم مہدی موعودؑ پر جلد از جلد لبیک کہہ کر اس غدار دنیا کو لات ماردی جائے' یعنی ترک دنیا کی ادائی کر لی جائے۔

قبل از مرگ ترک دنیا پر بھی اعتراض:

''یہ بھی کہا جاتا ہے کہ عام طور پر ترک دنیا کا امیدوار نہ صرف یہ کہ ہوش میں نہیں ہوتا بلکہ عالم نزاع میں ہوتا ہے، اور اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کے لئے تیار رہتی ہے''۔

یہاں ''نزاع'' (لڑائی جھگڑا) کس سے ہے معلوم نہیں ہے۔ کیونکہ آخری وقت نزع کی جانکنی ہوتی

ہے وہ وقت کسی سے لڑنے جھگڑنے یا نیچا دکھانے کا نہیں ہوتا۔ آزر کی بکواس جاری ہے۔

''پیرومرشد ترک دنیا کی ہری جھنڈی دکھا کر بڑے فخر سے فرماتے ہیں کہ الحمدللہ فریضہ ترک دنیا کی ادائی ہوگئی۔ یعنی بالفاظ دیگر موصوف کے مرید کو جنت کا امیگرنٹ ویزا جاری کیا جاچکا''۔

کس قدر دلخراش انداز گفتگو یا انداز تحریر ہوتا ہے۔ یہ طعن یا طنز معلوم نہیں کس پر ہو رہا ہے۔ مریض پر، مرشد پر یا ان حاکموں (خاتمین علیہم السلام) پر۔

حضور ﷺ نے فرمایا۔ غرغرۂ موت کے وقت کی توبہ قبول ہوتی ہے۔ روح نکلنے سے قبل کی کیفیت جو انسان پر طاری ہوتی ہے اس کو غرغرۂ مرگ کہتے ہیں۔ فرائض عمل میں پہلا فرض ترک دنیا اور نواں فرض غرغرہ لگنے سے پہلے حالت حیات میں توبہ کرنا ہے۔

چنانچہ حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا **من تاب الی اللہ قبل ان یغرغرہ قبل منہ** (جامع الصغیر جلد دوم حافظ سیوطی مطبوعہ مصر صفحہ ۱۵۱) ترجمہ جو شخص اللہ کی طرف رجوع ہوا یعنی توبہ کیا غرغرہ لگنے سے پہلے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرماتا ہے۔

معاندین مہدی گولا داغتے ہیں کہ'' گھر سے چیخ وپکار کی آوازیں آنے لگتی ہیں جس کا مطلب یہ ہوتا ہے مسافر کا سفر شروع ہو چکا ہے اور دیدار خدا کی منزل آنے والی ہے۔

ترک دنیا جیسے اہم فریضہ پر اس طرح کا طعن وطنز غالباً کسی منکر مہدی عالم نے بھی نہ کیا ہوگا جیسا کہ خود کو مہدوی کہلوانے والے کرتے ہیں۔

معاند نے پہلے یہ بکواس کی کہ فرض ترک دنیا کی ادائی کے بعد جنت کا امیگرنٹ ویزا جاری کیا جاچکا، امیگرنٹ ویزا تو دنیاداروں کے لئے ہے جو در در کی خاک چھانتے ہیں تاکہ دولت بڑھے۔

جنت کے لئے ویزا کی ضرورت نہیں ہے، وہاں صرف ایسے ہی لوگ جاسکتے ہیں جو رسول ومہدی علیہم السلام پر دل وجان سے فدا ہوں، باعمل ہوں، قصور عمل پر نادم رہتے ہوں۔

اور جو خود کو اصلاح سے بے نیاز نہیں جانتے، اور اپنے اوقات عزیز کو ضائع نہ کر کے صرف خدا کے فضل پر نظر رکھتے ہیں۔

ان کے برعکس ایسوں پر جنت حرام ہے جو مذہب کو منہدم کرنے کی رات دن کوشش کرتے ہیں۔ غیروں کی آنکھ سے مذہب کو دیکھ کر چاہتے ہیں کہ اہل مذہب ان ہی کے رنگ میں رنگ جائیں۔ بلکہ ہوا تو منکرین کی چوکھٹوں پر سجدے کریں اور یہیں دم بھی نکل جائے۔ جو زندگی بھر خود پر ملامت کرنے جیسی نعمت سے محروم رہتے ہیں اس طرح نفس قوی ہوتا جاتا ہے۔

ماڈرن اصحابِ فیل کی ان سازشوں پر ڈر یہی ہے کہ کسی مصدق کے دل سے وہ بددُعا نہ نکل جائے جو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرعون اور فرعونیوں کے تعلق سے فرمائی تھی۔

کہ ''اے ہمارے رب تو نے فرعون اور اُس کے سرداروں کو دُنیا کی زندگی کی زینت اور بہت سے مال دیئے ہیں۔ اے ہمارے رب! تا کہ وہ ہم کو تیری راہ سے بہکا دیں، تُو ان کے مال برباد کر دے اور ان کے دل سخت کر دے کہ وہ جب تک دردناک عذاب نہ دیکھ لیں اور ایمان نہ لائیں۔'' (سورۂ یونس (۱۰)۔آیت۔۸۸)

دیدارِ الٰہی پر طنز:

اس کے بعد آزرین کی بکواس کہ ''گھر سے چیخ وپکار کی آوازیں آنے لگتی ہیں جس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ مسافر کا سفر شروع ہو چکا ہے۔ اور دیدار خدا کی منزل آنے والی ہے۔

خدا کی شان، ایسی بکواس کرنے والا یہ سمجھ رہا تھا کہ وہ ترک توبہ سے انتقال کر جانے والے پر طنز کر رہا ہے۔ اور دلی نفاق وعناد سے دوسروں کو ایذا پہنچا رہا ہے۔ مگر وہ حقیقت بیان کر گیا۔

سب سے پہلے تو جنہوں نے غرغرۂ موت کے وقت بھی دنیا کو ترک کر دیا تو کامیاب وکامران ہو گئے۔ کیونکہ سابقہ زندگی میں وہ تائب اور شرمندہ تھے قصور عمل پر نادم تھے اس ندامت کے طفیل ترک

دنیا کی توفیق نصیب ہوگئی اس ترک کے صدقہ میں اللہ کا فضل ہوجائے تو انتقال سے پہلے دیدار کی حلاوت سے بھی بہرہ ور ہوگئے۔

البتہ بدبختی ہے اس آزر کے لئے جو بنا ترک مرگیا ''ورائے ترک دنیا ایمان نیست'' کے فرمان مہدیؑ کی زد میں آ گیا جسکا خلاصہ حضرت بندگی میاں سید نور محمد خاتم کار آخر حاکم ستون دینؒ نے فرمایا کہ ''جس نے دنیا کو ترک نہیں کیا اس نے مہدیؑ کے دین کو ترک کیا''

فقرائے کرام سے ادباً التماس ہے کہ وہ کوئی خامی اپنے میں پائیں تو اس کو دور کرنے کی دعا اور کوشش کریں۔

سخاوت کے بھی کچھ اصول ہیں:

فقرائے کرام! ان سطور پر خاص طور پر غور فرماتے ہی ہیں۔ مخیّر اور سخی حضرات کی توجہ کے لئے چند سطور پیش ہیں۔

لوھا : چٹانوں سے زیادہ سخت تر

کیونکہ لوہے سے چٹانیں توڑتے ہیں۔

آگ : لوہے سے زیادہ سخت تر

کیونکہ آگ سے لوہا پگھلتا ہے

پانی : آگ سے زیادہ سخت تر

کیونکہ پانی آگ بجھا دیتا ہے۔

ھوا : پانی سے زیادہ سخت تر

کیونکہ ہوا پانی میں تلاطم پیدا کرتی ہے۔

لیکن ان تمام پر بھاری

خفیہ خیرات کرنے والا شخص ہے

خفیہ خیرات کرنے والا شخص جو اس طرح خیرات کرتا ہے کہ دائیں ہاتھ سے دے تو بائیں ہاتھ کو خبر نہیں ہوتی۔ ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ بے شمار ثواب عطا فرماتا ہے۔

لیکن خدانخواستہ یہی شخص نام ونمود اور شہرت کا رسیا ہو جائے تو اس کی یہ خیرات رائیگاں چلی جاتی ہے اور آخرت میں اس کا کوئی اجر اس کو ملنے والا نہیں۔

اس سے بھی گئی گزری حرکت اگر وہ یہ کرنے لگے کہ فقرائے کرام کو طلب کر کے مدد کرے تو اس سے اس کی شہرت تو ہو جائے گی، لیکن یہ ریاکاری اس کے لئے شرک کے مماثل ہو جائے گی۔

نیکی برباد گناہ لازم شائد اسی کو کہا جاتا ہے۔

سخی شخص کے لئے یہ بات بہتر ہوتی ہے کہ وہ فقرائے کرام کی خدمت میں خود جائے اور بند مٹھی سے جو دینا ہے دے دے، یا اپنے کسی معتمد کے ذریعہ بھجوادے۔

مخلصانہ اور للّٰہیت سے فقراء کی خدمت کرنے والا شخص خدا کے پاس انشاء اللہ عابد، بخیل کے مقابلے میں پسندیدہ ہو جائے گا۔ جبکہ از روئے حدیثِ شریف غیر مخلص خیرات کرنے والا یوم قیامت پکڑ میں آجائے گا۔

مفہومِ حدیث شریف: ایک (سخی کہلانے والے) شخص سے اس کے عمل کے تعلق سے پوچھا جائے گا وہ کہے گا خداوندا ! تو نے مجھے مال و دولت سے سرفراز فرمایا تھا تو تیری رضا کے لئے مال و دولت کو خیر کے مدّات میں خرچ کرتا رہا۔

اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو جھوٹ کہتا ہے تو مال اس لئے خرچ کرتا رہا کہ سخی کہلائے تو دنیا میں تیری سخاوت کی خوب شہرت ہو چکی پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس کو دوزخ میں اوندھے منہ ڈال دیا جائے گا۔

(بحوالہ روزنامہ سیاست جمعہ ایڈیشن، مورخہ ۱۰/اکٹوبر ۲۰۱۴ء)

الغرض اللہ تعالیٰ کے پاس وہی عمل قابلِ قبول ہوگا جو نیک نیتی کے ساتھ حق تعالیٰ کی رضا و

خوشنودی بلکہ حصولِ ذاتِ خدا کے لئے کیا جائے۔

فقرائے کرام کی طلبی اور ان کی امداد اس میں اور بھی کئی مفاسد پوشیدہ ہیں۔ مثلاً سخی فقیروں کی حد توڑ رہا ہے۔ اور وہ اپنی جگہ چھوڑ کر اس کے پاس محض روپیوں کے لئے آ رہے ہیں۔ جس سے ان کے توکل میں فرق پڑ رہا ہے۔

اس سلسلہ میں کتاب تقلید الفقراء مصنفہ حضرت میاں سید اشرف غازیؒ سے دو واقعات درج کیئے جا رہے ہیں۔

نقل ہے امیر فتح خاں کی دیوڑھی پر ایک فقیر نے جا کر کہا کہ میں حضرت میراں سید محمود ثانیِ مہدیؓ کے دائرہ کا فقیر ہوں یہ سنتے ہی امیر نے غضب ناک ہو کر اس کو مارتے ہوئے نکال دیا اور کہا کہ حضرتؓ کے دائرہ کے فقیر مجھے کتّے کے برابر سمجھتے نہیں ہیں اور تو بے حدّہ (اپنی حد فقیری کو توڑ کر باہر آنے والا) حضرتؓ کے دائرہ کا نام رسوا کرتا ہے۔

یہ خبر حضرت ثانیِ مہدیؑ سن کر اُس امیر پر بہت خوش ہوئے اور فرمایا فتح خاں کیا ہے اور اس کا عمل کیا ہے اگر اللہ تعالیٰ فتح خاں کو بخشے گا تو اسی عمل سے بخشے گا، کیوں کہ اس نے فقیروں کا حد جتن کیا اگر کچھ سلوک کرتا تو دوسرے فقیروں کو طمع ہوتی۔

نقل ہے کہ حضرت سید الشہدا امیر بندگی میاں سید خوندمیر صدیقِ ولایتؓ کے حضور میں کسی نے عرض کیا کہ فلاں مصدق بہت خوب ہے فقیروں کا خدمت گذار ہے حضرتؓ نے پوچھا کون سے فقیروں کا خدمت گذار ہے؟

عرض کیا کہ جو کوئی فقیر اس کے مکان کو جاوے اُس کے ساتھ خدمت گذاری کرتا ہے حضرتؓ نے فرمایا ''وہ دین کا چور ہے بلکہ وہ اپنے مال کو ضائع کرتا ہے''۔

میاںؓ نے فرمایا ''جو اللہ پر بھروسہ رکھتا ہے وہ کیوں جانے لگے؟ اس امیر کے پاس جو شخص آئے اس کو دیتا ہے اس کا منشاء تمہاری حد توڑنا ہے اور ایسا شخص منافق ہے''۔ (انصافنامہ)

شہرت پسندی کی وجہ سے واہ واہ کے ڈونگرے ہر طرف سے اس سخی پر برسائے جاتے ہیں لیکن شہرت پسندی بڑھ کر ریاکاری پھر اس کے بعد شرک تک پہنچا دیتی ہے۔ امید ہے کہ سخی حضرات مذکورہ باتوں پر توجہ فرمائیں گے۔

خاص طور پر کوئی محترم فقیر خود چلے آئیں تو انکو ادب و احترام سے بنا کچھ دیئے رخصت کر دیا جائے تا کہ وہ دوبارہ سوالی بنکر کسی کے پاس نہ آئیں اور ان کی حوصلہ شکنی ہو۔

البتہ کسی سے (خود کی شناخت کو چھپاتے ہوئے) للہ رقم ان کی خدمت میں بھجوادی جائے۔

ایسا کرنا سخی کے حق میں دوہرا فائدہ دے گا کہ اُس نے فقیر کو خالی ہاتھ لوٹا کر اُن کی حد کا پاس و لحاظ کیا اور اُن کی حوصلہ شکنی بھی کی، اس کے بعد سخاوت کی اور فقیر کو اُن کے متوکل بننے میں مدد دی۔

اب ہم دوبارہ فقرائے کرام کی خدمت میں حاضری دیتے ہیں۔

کوئی مہدوی فریضہ ترک دنیا کی ادائی کے فوری دوسرے روز کامل فقیر نہیں ہو جاتے۔

کیونکہ کسب کے زمانے کی جو گرد و دھول تھی اس کو صاف ہونے میں کچھ عرصہ تو درکار ہوگا۔ وقت کے ساتھ ساتھ خود احتسابی اور پابندئ اوقات ان محترم فقیر کے درجات کو بڑھاوا دیتے ہیں۔ اور بفضل خدا و بہ طفیل خاتمین علیہم السلام جلد ہی یہ محترم فقیر تیز گام ہو جاتے ہیں۔

ایک شعر ملاحظ فرمایئے: ع

مقتل سجے کہ بزم سجے یا ستونِ دار
اس شہرِ جاں میں گرمئ بازار کچھ تو ہو

اس شعر میں تین اشخاص کی کیفیت بیان کی گئی ہے پہلا وہ سخی ہے جس نے مقتل کی رونق کو بڑھایا یعنی شہرت و ناموری چاہتا ہے اس طرح اس کی یہ سخاوت صفر ہو کر رہ گئی۔

دوسرا وہ شخص ہے جس نے یہ بزم سجائی ہے۔ تا کہ فقرائے کرام مالی طور پر آسودہ ہو کر اپنے ذکر و فکر میں مشغول ہو جائیں جو کہ پریشانیوں کی وجہ سے متاثر ہو گئے ہیں۔

ادھر آزرین بھی خوش کہ اس پیسے والے شخص نے فقراء کی ذلت کا سامان کر دیا اور ہمارے منصوبوں (انہدام مہدویت اور تذلیل فقراء) پر چلنے کی راہ آسان کر دی۔

تیسرے شخص نے آکر خود ذلت مول لی اور اس کے اس عمل نے اس کو دار پر چڑھا دیا۔

گرمیٔ بازار سے مراد یہاں زندگی کی چہل پہل، کچھ دیر کی رونقیں، مخیّر غیر مخلص ہو تو اُسے لذتِ نفس ملتی ہے کہ میرا ہاتھ اونچا اور لینے والے کا ہاتھ نیچا۔

اِدھر آنے والے بھی خوش کہ رقم مل گئی اور اس سے رکے ہوئے کام پورے ہو جائیں گے اور افرادِ خانہ بھی خوش ہو جائیں گے اور ان کو واحد محل (ایک بیوی) یا محلات (بیویوں) کی طرف سے دن رات ملنے والے مفلسی کے طعنوں سے عارضی راحت ملی۔

لیکن ان باتوں کے کچھ تاریک پہلو بھی ہیں جن پر غور کرنا ضروری ہے۔

فقراء کو طلب کرنے کے لئے جگہ کی فراہمی دراصل جذبہ ہمدردی کے تحت ہوتی ہے کہ فقرائے کرام کی مالی مدد ہو جائے اور وہ بھی مالی پریشانیوں سے وقتی طور پر بے فکر ہو جائیں۔

یہ جذبہ ہمدردی قابل ستائش ضرور ہے لیکن اس سے فقرائے کرام کے توکل میں عارضی طور پر خلل آجاتا ہے، بہر حال یہ بات بزم سجانے والوں کے پیش نظر رہنی چاہیئے کہ حد فقیری کے توڑنے والوں میں ہم بھی شامل نہ ٹھیریں۔

دوسری طرف مخیّر شخص ان کو بلوا کر جب کچھ دیتا ہے تو فقرائے کرام اس کے ممنون و مشکور ہوتے ہیں اور اس کی سخاوت کی شہرت دور دور تک پھیل جاتی ہے جبکہ فقراء کی حداسی کی وجہ سے ٹوٹ رہی ہے آکر لے جاتے اور مالی آسودگی پا لیتے ہیں لیکن حدِ فقیری کو توڑ کر۔

حضرت ثانیِ مہدیؓ نے جو فرمایا تھا اس کا مفہوم یوں ہے کہ فقیروں کی حد کا جتن کرنا نہایت اہم ہے، اس بات کا ہر وقت خیال رکھنا کاسبین، فقراء اور مرشدین کیلئے نہایت ضروری ہے۔

ایک اور واقعہ میں فقراء کی شدید توہین کی گئی کہ ان کو طلب کیا گیا، اشیائے خورد و نوش کا تھیلہ

حوالے کیا گیا جس کو فقرائے کرام نے اپنے کاندھوں پر لادلیا، اور گھروں کے لئے روانہ ہوگئے۔

''مرتے کو ماریں منافقین دنیا دار'' کے مصداق دی جانے والی اشیاء کی ویڈیو گرافی بھی کی گئی ممکن ہے کہ کاندھوں پر لاد کر لے جانے والوں کی بھی ویڈیو گرافی ہوئی ہو اور یہ ویڈیو اس امیر کو بھجوایا گیا ہو۔

کسی مصدق کا سب نے دُنیا کو ترک کر دیا تو اس کو جہاں فقر و فاقہ یا معاشی تنگدستی سے سابقہ پڑتا ہے وہاں اُس کو تنگدستی کا طعنہ دیا جاتا ہے اور عار دلایا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے مجبور ہو کر یہ فقیر اپنی حدود کو توڑنے اور کچھ جا کر لانے پر مجبور ہو جاتا ہے۔

یہ عار کا دلایا جانا بھی ایک آزمائش سے کم نہیں۔ لیکن فقیر کا کام ہے کہ ایسی عار کو خاطر میں نا لائے، کیونکہ فقیری پر راہ استقامت پر چلنے سے ہٹانے کے یہ شیطانی حربے ہیں۔

ابتداء میں جس طرح فقر و فاقہ یا معاشی تنگدستی اور اس عار کے دلائے جانے سے فقیر گزرتے ہیں، لیکن توکل پر قائم رہیں تو پھر خدا کی طرف سے عنایتوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے۔

خدا طلبی کی پرواز یا تیز رفتاری اس وقت سست ہو جاتی ہے جب کوئی محترم فقیر کسی شخص کے پاس اس کے بلانے پر چلے جاتے ہیں اور ملنے والی رقم کے تعلق سے علم رہتا ہے کہ کتنی رقم ملے گی؟

وہ رقم لے کر واپس آتے ہیں، بلانے والا اپنی نادانی، لاعلمی یا نام و نمود کی خاطر خود کو منافقین کے زمرے میں لا لیتا ہے۔

محترم فقیر کے لئے ضروری ہے کہ وہ کسی کے طلب کرنے پر ہرگز نہ جائیں۔

کیونکہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ رزق دو طرح کا ہوتا ہے ایک وہ جس کو تم تلاش کرتے ہو اور دوسرا وہ جو تم کو تلاش کرتا ہے۔

اگر ان محترم فقیر نے دولت مند کے پاس جانے سے انکار کیا تو ان کا یہ دوسری قسم کا رزق خود چل کر ان کے پاس پہنچ جائے گا۔ دوڑ دھوپ، آمد و رفت کی قطعی ضرورت نہیں۔

حسب ارشاد حضرت امام غزالیؒ کسی مرشد کامل کی صحبت میں بیٹھیں تا کہ وہ اصلاح فرمائیں۔ کوئی ایسا دوست ہو جو ٹوک دے یا پھر اپنے حق میں دشمن کی بات سنیں۔

کیونکہ دشمن کی نظر ان عیوب پر جاتی ہے جو موجود ہیں اور دشمن آپ کے وہ عیوب بھی (بدگمانی سے) دریافت کر لیتا ہے یعنی تحقیق کر لیتا ہے جو آپ میں نہیں ہیں اور چسپاں کر دیتا ہے۔ اس طرح ہم کو اصلاح کی توفیق ہو جاتی ہے کہ اپنا عیب سنا اور امکانی عیب سے بچنے کی کوشش کی۔

آزرین کی مکاریاں اور ان کی خود گرفتاریاں

ایک طرف تسویت خاتمینؑ کا جب ذکر آتا ہے اور کسی آزر کو جب یہ بتلایا جاتا ہے کہ اکابرین اہل سنت مثلاً حضرت علامہ ابن سیرینؒ حضرت خواجہ اجمیریؒ حضرت محی الدین ابن عربیؒ حضرت مولانا رومؒ وغیرہ وغیرہ بھی تسویت خاتمینؑ پر ایمان رکھتے تھے۔

تو اس وقت آزر کا جواب یہ ہوتا ہے کہ دو چار کے بولنے سے کچھ نہیں ہوتا۔

یا بعض معترضین کی طرف سے یہ بہانہ داغا جاتا ہے کہ یہ لوگ معصوم نہیں تھے۔ جبکہ عصمت کا سوال صرف انبیاء علیہم السلام اور خلفائے الٰہیہ علیہم السلام کے لئے ہی آتا ہے۔

غور فرمایئے اللہ تعالیٰ نے عظمت مہدی کو آپ کی ولادت سے قبل ہی بیان کروا دیا تھا۔

بحوالہ گلشن راز مصنفہ شیخ سعد الدین شبستریؒ ولادت ۶۴۸ھ وصال ۷۲۰ھ

''حضرت مہدی علیہ السلام کو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ سے نسبتِ تامہ حاصل ہے۔ باعتبار کمال تبعیت' تابع اور متبوع ایک ہو گئے ہیں۔ (''فصل الخطاب'' از حضرت مولانا سید میراں جی عابد خوندمیری)۔

آزری اعتراضات کی بھرمار

تسویتِ خاتمین صلی اللہ علیہما وسلم

(حضور پرنور مہدی موعودؑ سے مصدقین کو دور کرنے پہلا شدید آزری حملہ)

گزشتہ چند برس پہلے تسویت کے انکار کو اور تسویت کے معاملہ کو عمداً اچھالا گیا تھا اور سیدھے سادے ذہنوں پر یہ چھاپا مارا گیا تھا کہ نبی ﷺ اپنے تابع سے برتر ہیں۔ یا مہدی موعودؑ جو کہ صرف تابع ہیں اپنے متبوع کے برابر کیسے ہوں گے؟

یہ کھیل غیروں نے نہیں بلکہ اپنے کہلائے جانے والے (مارہائے آستین) نے کھیلا تھا تاکہ لوگ مہدی موعود علیہ السلام سے روگرداں ہوجائیں، یا آزرین کی طرح راہ ارتداد پر چل پڑیں۔

مرتدین کی جانب سے عدم تسویت کے لئے

(۱) حضرت بندگی میاں ؓ، (۲) حضرت علامہ مکی بڑے میاں صاحبؒ

(۳) حضرت علامہ سید نصرتؒ (۴) حضرت علامہ شمسیؒ

کی تحریرات کو بہانہ بنایا گیا کہ ان حضرات نے مہدی موعودؑ کو تابع قرار دیا تھا۔

حضور پرنور مہدی موعودؑ کی طرف سے حضور پرنور ﷺ کی اتباع تام (مکمل پیروی) سے کسی مہدوی کو انکار نہیں ہے لیکن یہاں لفظ تابع کے ذریعہ امامنا علیہ السلام کے رتبۂ خداداد یعنی حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم سے کامل تسویت (برابری) کو گھٹانے کی دانستہ کوشش کی گئی، ان تحریرات کا جواب اگلے صفحات میں آرہا ہے۔

مرتدین کو تعجب ہوگا کہ علامہ شمسیؒ نے تو منکرِ تسویت کو کافر بتلایا ہے۔

ممکن ہے کہ عدم تسویت کے اس فتنہ کا بعض لوگ شکار بھی ہوگئے ہوں۔

امت کو ہلاکت سے بچانے کے لئے تین ہستیاں ہیں۔ (۱) حضرت محمد رسول اللہ ﷺ (۲)

حضرت مہدی علیہ السلام (۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام۔

حضور ﷺ نے اپنے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان مہدی موعود علیہ السلام کا ہونا فرمایا ہے۔ دافع ہلاکت امت تینوں ہیں۔

اس کے علاوہ حضور ﷺ نے مہدی موعودؑ کے تعلق سے جو فرمایا تھا اس کا مفہوم یوں ہے کہ حضور ﷺ کے والدین کا جو نام ہے وہی نام مہدیؑ کے والدین کا ہوگا۔

حضور ﷺ کی بے خطا پیروی کریں گے۔ اور بے خطا پیروی جس کو اتباع تام کہا جاتا ہے اس کے کرنے والے مہدی موعودؑ ہی ہیں۔

اور تابع تام مرتبہ میں اپنے متبوع رسول اللہ ﷺ کے برابر ہیں' کوئی فرق نہیں۔

قرآن مجید میں واضح طور پر نہیں بلکہ دس مقامات پر ذکر مہدی اور آٹھ آیات میں ذکرِ قومِ مہدیؑ اشارتاً آیا ہے۔ جن میں سے چار آیات کو دوبارہ نقل کیا جارہا ہے۔

(۱) سورہ آل عمران (۳)۔ آیت نمبر (۲۰)

ترجمہ: اگر یہ لوگ آپ سے جھگڑنے لگیں تو آپ کہہ دیجئے میں نے اپنا رخ اللہ کے آگے جھکا دیا ہے اور وہ بھی جس نے میری اتباع کی۔

یہاں اور ''وہ بھی'' اور جو میری پیروی کرنے والا سے مراد مہدی موعود علیہ السلام ہیں۔

(۲) سورہ انعام (۶)۔ آیت (۱۹)

ترجمہ: اور وحی کیا گیا ہے میری طرف قرآن تاکہ میں ڈراؤں تم کو اس پر (قرآن) کے ذریعہ اور وہ بھی جو تیرے مقام کو۔

یہاں اور ''وہ بھی'' اور ''جو تیرے مقام کو'' سے مراد مہدی موعود ہی ہیں دوسرا اور کوئی نہیں۔ (۳) سورہ انفال (۸)۔

اے نبی ﷺ اللہ تیرے لئے کافی ہے اور اس کے لئے بھی جو تیرا تابع ہے مومنین سے۔

اس کے لئے بھی جو تیرا تابع ہے سے مراد مہدی موعود کی مبارک ہستی ہے

(۴) سورہ یوسف ۱۲۔ (آیت ۱۰۸)

اے محمد ﷺ آپ کہہ دیجئے کہ یہ میرا راستہ ہے بلاتا ہوں (مخلوق کو) اللہ کی طرف بینائی پر میں اور میرا تابع (بھی بلائے گا)۔

یہاں تابع سے مراد مہدی موعودؑ ہیں کوئی اور نہیں۔ان کے علاوہ مزید چھ آیات میں بھی ذکر مہدی اشارتاً اور آٹھ آیات میں ذکر قوم مہدی اشارتاً ہے۔

حضور مہدی موعود علیہ السلام نے جو کچھ فرمایا وہ خدا کے حکم سے فرمایا۔کسی ایک حرف کا بھی کوئی انکار کردے تو وہ خدا کی گرفت میں آجائے گا۔

مہدی موعود علیہ السلام معصوم عن الخطا ہیں آپؑ کی وہی شان تھی جو حضور ﷺ کی مبارک شان تھی۔یعنی **وما ینطق عن الھویٰ** (محمد اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے)۔

شانِ مہدی موعود علیہ السلام یہ بھی ہے کہ آپ کو اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہر روز بلا واسطہ تعلیم دی جاتی تھی۔

ثبوتِ تسویت کے لئے کتب نقلیات سے امامناؑ کے تین ارشادات پڑھیئے۔

(۱) منکران مہدی عالموں نے جب سوال کیا کہ امت میں سب سے زیادہ بھاری ایمان حضرت ابوبکر صدیقؓ کے ہونے کے تعلق سے حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمادیا ہے، تو آپ اپنے ایمان کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟

امامناؑ نے راست جواب ارشاد فرمانے کے بجائے علماء سے دریافت فرمایا کہ محمد رسول اللہ کا ایمان وزنی اور بھاری ہے یا ابوبکر صدیق کا؟

علماء نے جواب دیا کہ حضور محمد رسول اللہ ﷺ کا ایمان وزنی اور بھاری ہے اس پر امامؑ نے فرمایا: بندہ کا ایمان محمد رسول اللہ (ﷺ) کا ایمان ہے۔

(۲) بحکم خدا آپؑ نے حضرت بندگی میاں شاہ نعمتؓ کو ایمان کی بشارت فرمائی۔ حضرت بندگی میاں شاہ نعمتؓ نے عرض کیا کہ خوندکار کے صدقے سے ایمان تو مل رہا ہے، لیکن آپ کا ایمان ہونا چاہئے یا آپ اپنے ایمان کی بشارت دیجئے۔

امامنا علیہ السلام نے فرمایا طلب ایسی ہی رکھنی چاہئے۔ لیکن محمد نبیؑ اور محمد مہدیؑ کا ایمان کسی دوسرے کے لئے روا نہیں ہے۔

(۳) پردہ فرمانے سے پہلے ارشاد فرمایا محمد نبیؑ اور محمد مہدیؑ کو فنا نہیں موت ایک پل ہے جو دوست کو دوست سے ملا دیتا ہے۔

شاید اتنے حوالوں کے بعد تسویت کی بات صاف طور پر سمجھ میں آ جائے گی۔ اس کے باوجود بھی اگر کسی نے قبول کرنے میں پس وپیش کیا تو اس کو چاہیے کہ وہ مہدی موعودؑ کے مقامات، دعوت، معجزات، اور خُلق وغیرہ کے تعلق سے معلومات کرے۔

اور اس سے پہلے اپنے پیٹ میں جانے والے لقموں کا جائزہ لے کہ آیا یہ حلال کی کمائی کے لقمے ہیں؟ کیونکہ لقمۂ حلال اور ایمان کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ''جان کا دشمن زہر ہے اور ایمان کا دشمن لقمۂ حرام ہے۔''

حضور پرنور مہدی موعودؑ نے فرمایا، جو شخص محمد کو نہ دیکھے چاہیئے کہ مجھے دیکھے۔ دوسرا ارشاد یوں فرمایا۔ بندہ اور محمد رسول اللہؐ اور ابراہیم خلیل اللہؑ ایک زمانے میں ہوتے تو کوئی شخص ان تین کے درمیان تمیز نہ کر سکتا اور نہ پہچان سکتا کہ مہدی کون ہے، رسول اللہ کون ہیں اور خلیل اللہ کون ہیں؟

صاحبؒ کتاب شواہدالولایت نے تحریر فرمایا ہے (ملاحظہ کیجئے صفحہ ۳۵۴)

پس جب نبی ﷺ کو نبی کی نبوت دی گئی تو مہدی علیہ السلام کو نبی ﷺ کی ولایت دی گئی۔ پس ذات آپ (مہدی علیہ السلام) کی نبی ﷺ کی ذات کی مانند، گروہ آپؑ کا نبی ﷺ کے گروہ کے مانند اور دعوت آپؑ کی نبی ﷺ کی دعوت کے مانند علم آپؑ کا نبی ﷺ کے علم کی مانند، صبر آپؑ کا نبی ﷺ کے صبر کی مانند، توکل آپؑ کا نبی ﷺ کے توکل کی مانند اور اکثر احوال میں آپ علیہ السلام صورتاً اور سیرتاً نبی کے برابر ہیں۔

حضرت سید محمد گیسودرازؒ بندہ نوازؒ بلند پروازؒ کی کتاب مترجم ''جوامع الکلم'' میں صفحہ (۱۹۲) پر یہ ارشادِ حضور پرنور ﷺ ہے کہ فرمایا حضور ﷺ نے **ما من نبی الا وله نظیر فی امتی** (یعنی کوئی نبی ایسا نہیں ہے جس کی نظیر میری امت میں موجود نہ ہو)۔

اسی مضمون کی ایک حدیث شریف حضرت سید خوندمیر متین صاحبؒ کی کتاب ''صد برگِ متین'' صفحہ ۱۰ پر یوں تحریر ہے۔

فرمایا: ''اس کا نام میرا نام ہے اور اس کے خلق میرے خلق ہیں، ہر نبی کے لئے اس کی اُمت میں ایک نظیر ہوتا ہے اور خاتم النبیؐ کے لئے بھی اس کی اُمت میں ایک نظیر ہوگا وہ نظیر مہدیؑ ہے۔

ان ارشادات سے واضح ہو رہا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کی نظیر ممکن ہے اور نظیر کا ہونا حق ہے۔ اور حضرت مہدی موعود علیہ السلام، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظیر ہیں۔

تسویت کی بابت اہل سنت کے اکابر بھی قائل تھے جیسا کہ

(۱) حضرت مولانا جلال الدین رومیؒ نے فرمایا

گفت پیغمبر کہ ہست از امتم
کو بود ہم گوہر و ہم ہمتم

یعنی پیغمبر ﷺ نے فرمایا میری امت میں میرا ہم درجہ و ہم نسب پیدا ہوگا۔

(۲) حضرت خواجہ غریب نواز اجمیریؒ اپنے ایک قصیدہ میں فرماتے ہیں۔

یارب بحق مہدیٔ ہادی کہ ذات اُو
مانند مصطفیٰ ؑ است و مولائے اتقیا

یعنی اے میرے خدا مہدیٔ ہادی کے طفیل سے جس کی ذات مثل مصطفیٰ ہے اور جو اتقیاء کا مولیٰ ہے

(۳) اسکے علاوہ حضرت علامہ ابن سیرینؒ کے ارشاد کا مفہوم یوں ہے۔

مہدیٔ ابوبکر و عمر (رضی اللہ عنہم) سے افضل ہوں گے اور ہمارے نبی کے برابر ہوں گے

(۴) حضرت شیخ محی الدین عربیؒ جن کو پہلوان دین کی بشارت، دربار امامؑ سے ملی تھی اپنے ارشادات کے ذریعہ خاتمین کریمینؑ محمد اور مہدی علیہم السلام کے مابین تسویت یعنی برابری بتلائی۔

بہرحال تسویت خاتمین علیہم السلام کی قبولیت صرف مہدویہ سے جڑی ہوئی نہیں ہے۔ امامنا علیہ السلام سے پہلے کے اکابرین اہل سنت بھی تسویت کے قائل تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کی قبور کو اپنے نور سے منور فرمادے۔ بلکہ ان کی ذاتوں کو بھی۔

تسویت خاتمینؑ کے تعلق سے حضرت بندگی ملک الہداد خلیفہ گروہؓ نے یوں فرمایا ہے۔

''خدا کے حکم سے نبی و مہدی (خاتمین علیہم السلام) دونوں برابر ہیں۔ اگر کوئی کم زیادہ سمجھے تو کافر ہوجائے۔

حضور پرنور محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کے مثل (جیسے) ہیں۔

حضور پرنور مہدی موعود علیہ السلام نے وصال سے قبل صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے بعض کو سیر حضرت ابراہیم علیہ السلام، بعض کو سیر حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بعض کو سیر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت عطا فرمائی تھی۔

یہ سن کر حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ نے عرض کیا کہ یا امامنا بھلا کسی کو سیر محمد نبی ﷺ اور سیر سید محمد مہدیؑ بھی حاصل ہے؟ آنحضرتؑ نے فرمایا ہاں۔

امامنا علیہ السلام نے ایک روز بیان میں فرمایا کہ حکم الٰہی ہوتا ہے کہ ان دونوں جوانوں کو جو تیرے داہنے اور بائیں بیٹھے ہوئے ہیں میری درگاہ سے بے واسطہ فیض پہنچ رہا ہے۔

یہ خبر بشارت جب مشہور ہوئی تو ام المصدقین بی بی بون جیؓ نے استفسار (سوال) کیا کہ وہ دو نوجوان بے واسطہ فیض حاصل کرنے والے کون ہیں؟ آپؑ نے فرمایا سید محمود اور سید خوندمیر ہیں

حضور مہدی موعود علیہ السلام نے چھ ماہ دن میں حضرت بندگی میراں سید محمود ثانی مہدیؓ کو سیر نبوت کی تعلیم اور چھ ماہ رات میں حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ کو سیر ولایت کی تعلیم فرمائی۔

تسویت سیدینؓ کے تعلق سے حضرت خلیفہ گروہؓ فرماتے ہیں کہ

''اور حضرت مہدی علیہ السلام کے حکم سے میراں سید محمودؓ اور میاں سید خوندمیرؓ دونوں برابر ہیں۔اس باب میں جو کم وزیادہ سمجھے گا زیاں کار ہوگا''

آزرین نے امامنا علیہ السلام کے مرتبے کو ان کی اپنی دانست میں گھٹانے کے لئے لفظ ''تابع'' پر زور دیا اور بزرگوں کے ناموں یا تحریرات کو اپنے مقصد کے لئے استعمال کیا' اور مودودی ٹیکنک ''غیر معصوم'' کو بھول گئے یا دانستہ شامل کر دیا۔

آزرین نے گمراہ کرنے اور مرتبہ مہدی کو کم کرنے کی نیت سے جن بزرگوں کے نام لکھے خدا کی قدرت اور خاتمین علیہم السلام کے صدقے سے ان بزرگوں کی وہ تحریرات بھی جو ''تسویت'' پر دلالت کرتی ہیں پیش ہیں۔

جہاں سے آزری طوفان وہیں سے ہمارے لنگر

آزرین نے صرف امامناؑ کے رتبہ خداداد کو اپنی دانست میں گھٹانے کی نیت سے ان بزرگوں کے ارشادات کو اپنی تحریر میں نمایاں کرنے کی کوشش کی۔ چنانچہ حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق

ولایتؓ کا یہ ارشاد لکھا کہ مہدی سارے احکام شریعت میں رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرنے والے ہیں۔ (مکتوب ملتانی)

تسویتِ خاتمینؑ کا ہر منکر یعنی ہر آزر اس بات کو بھول گیا کہ حضرت بندگی میاںؓ نے اپنی کتاب عقیدہ شریفہ میں مہدی موعود علیہ السلام کے اسم مبارک کے بعد صلی اللہ علیہ وسلم تحریر فرمایا ہے۔

جب کہ انبیاء اور خلفائے الٰہیہ کے لئے علیہ السلام کا لفظ مستعمل ہے۔ اور حضور پرنور ﷺ کے لئے صلی اللہ علیہ وسلم بولا اور لکھا جاتا ہے۔

میاںؓ نے اپنے اس ارشاد مبارک کے ذریعہ ہم کو یہ بات ذہن نشین کروادی کہ رسول اللہ ﷺ اور مہدی موعود علیہ السلام ہم مرتبہ اور مساوی ہیں۔ چنانچہ اس نتیجہ پر پہنچا جاسکتا ہے کہ ہر دو ذوات میں بال برابر کا فرق نہیں ہے۔

آزر نے ''**تابع**'' پر زور دینے کے لئے حضرت عارف کامل علامہ سید علی عرف مکی بڑے میاں صاحبؒ کے قول کو استعمال کیا۔ خدا کی قدرت حضرتؒ کی کتاب ''القول المحمود'' میں حضرت فرماتے ہیں۔ ''حضرت امام علیہ السلام اخلاق میں رسول اللہ ﷺ کے برابر و ہم رتبہ ہیں۔

آزر نے ''**تابع**'' پر زور دینے کے لئے حضرت علامہ سید نصرتؒ کی کتاب ''کحل الجواہر حصہ اول'' سے یہ جملے اخذ کئے ہیں۔ ''مہدی علیہ السلام کی ذات حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی شہادت (گواہی) سے آپ کی تابع تام اور معصوم عن الخطا ہے''۔

آزرین کے پاس دراصل جو تشویش یا انکار ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ آزر اور آزرین نے تابع اور تابع تام کے فرق کو سمجھا ہی نہیں۔ اگر سمجھ جاتے تو ان کے دل کو جلانے والی یہ تشویش لاحق نہ ہوتی' یا انکار کا طوق ان کے گلے میں نہ پڑتا۔

تابع تام کا مطلب ہی مساوی المرتبہ ہوتا ہے۔ اتباع تام (کامل اور مکمل پیروی) وہی ہستی

فرماسکتی ہے جو درجہ میں مکمل اور برابر ہو۔ تابع ناقص مکمل پیروی نہیں کرسکتا۔

آزرین کی بدبختی ہے کہ وہ اپنے بغض وعناد کو جو ذات پاک میراں سید محمد مہدی موعود علیہ السلام کے ساتھ ہے اس بات پر غور نہ کیا کہ جب حضور پرنور ﷺ نے مہدی کے منفرد اور ممتاز مقام یعنی تابع تام ہونے اور معصوم عن الخطاء ہونے کی شہادت فرمادی تو پھر رتبہ مہدی کو لفظ ''تابع'' کی آڑ میں گھٹانے کا وسوسہ ہمارے دلوں میں کیوں آیا؟ فوری توبہ کرتے اور مہدی سے جڑ جانے کا خیال کرتے اور اللہ سے دعا کرتے کہ یا اللہ ہم کو نفس اور شیطان کے اس بہکاوے سے بچالے ورنہ ہم جیسوں کے لئے ہی شائد دوزخ دہکائی جارہی ہے۔

حضرت علامہ سید نصرتؒ کی تحریر سے لفظ ''تابع'' کو استعمال کیا گیا ہے۔ جبکہ حضرت علامہ سید نصرتؒ نے خطبات جمعہ میں ماہ محرم الحرام کے چوتھے خطبہ میں یوں تحریر فرمایا ہے

اللہ تعالیٰ نے علم سکوتی اصالتاً بجز خاتم الرسل اور خاتم الاولیاء کے کسی کو عطا نہیں کیا ہے۔ اس حیثیت سے آپ (مہدی علیہ السلام) کی ذات جمیع مراتب علم باللہ اور مدارج تقرب من اللہ میں نبی ﷺ کے **مساوی** تھی۔

حضرتؒ کی اس تحریر سے واضح ہورہا ہے کہ آپ تسویت خاتمین علیہم السلام کے حق ہونے کے قائل تھے۔ (یہاں بھی آزرین کا وار خالی گیا)

آزرین نے علامہ شمسیؒ کی تحریر کو بھی اپنے مقصد کی تکمیل کے لئے استعمال کیا ہے مثلاً آپ کی کتاب ''تنویر الہدایہ'' کا حوالہ یوں دیا ہے۔ کہ حضرت مہدی علیہ السلام نے یوں ارشاد فرمایا۔

''میں (امام مہدی علیہ السلام) پیغمبر نہیں ہوں بلکہ رسول اللہ ﷺ کی شریعت منزلہ کا تابع ہوں، مجھے احکام شرعی میں کوئی کمی بیشی کرنے کا حق نہیں ہے۔ بلکہ وہی کہوں گا جو پیغمبر خدا نے کہا ہے اور وہی کروں گا جو پیغمبر خدا نے کیا اور میں رسول اللہ ﷺ کا تابع ہوں''

آزر نے دراصل لفظ تابع پر زور دینے کے لئے ایک لفظ ''جب'' کو چھوڑ دیا اور امامؑنا کے ارشاد کو مختصر کر دیا۔ جس کا اس کو کوئی حق نہیں ہے۔ امامؑنا نے یوں فرمایا تھا

''.....اور جب میں رسول اللہ ﷺ کا تابع ہوں تو اس کتاب اللہ پر حکم کروں گا اور لوگوں کو بلاؤں گا جس پر رسول اللہ ﷺ حکم فرماتے تھے۔ اور لوگوں کو اس کی طرف بلاتے تھے۔ غرض آپ کا یہ دعویٰ رسول اللہ ﷺ کی یہ حدیث **المهدی منی یقفوا ثری ولا یخطی** سے بالکل مطابق ہے۔ (تنویر الہدایہ صفحہ ۱۸'۱۹)

قارئین کرام! آزرین کی اور حضرت علامہ شمسیؒ کی تحریر میں فرق محسوس کیجئے معلوم ہو جائے گا کہ مرتبۂ مہدیؑ کو گھٹانے کے لئے علامہ شمسیؒ کے متن میں کمی وبیشی کا ہتھکنڈہ استعمال کیا گیا ہے۔

معاندین کی یہ ریشہ دوانی خاص طور پر نوٹ کی جانی چاہئے کہ متن میں جب تک جھوٹ نہیں کہتے یا اپنی طرف سے حذف یا اضافہ نہیں کرتے ان کے دام (جال) میں کوئی نہیں پھنستا۔

ان ہی مصنف حضرت علامہ شمسیؒ نے اپنی اسی کتاب ''تنویر الہدایہ'' کے تسویت کے باب میں صفحات ۱۱۱ تا ۱۲۰ تک تسویت خاتمینؑ کے حق ہونے کے ثبوت میں دلائل جمع فرما دیئے ہیں۔

علاوہ ازیں حضرت علامہ شمسیؒ نے اپنی کتاب ''العقائد حصہ دوم'' میں صفحہ ۶۰ پر سوال کے جواب میں یوں تحریر فرمایا ہے جو آزرین اینڈ کمپنی کے لئے نہایت کڑوے گھونٹ ہیں۔

سوال : مہدی (علیہ السلام) کس وجہ سے رسول اللہ ﷺ کے ہم رتبہ ہیں؟

جواب : مہدی (علیہ السلام) اس وجہ سے رسول اللہ ﷺ کے ہم رتبہ ہیں کہ آپ رسول اللہ کے تابع ہیں یعنی جو قول وفعل وحال رسول اللہ ﷺ کا تھا وہی قول وفعل وحال مہدی علیہ السلام کا تھا اور اس میں سرِ مو (بال برابر) فرق نہیں تھا۔ پس چونکہ آپ رسول اللہ ﷺ کے تابع تام ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے ہم مرتبہ اور برابر ہیں، پس جس نے

ان دونوں میں فرق کیا وہ کافر ھے۔

سوال : کیا ہمارے بزرگان قدیم کا یہی اعتقاد ہے؟

جواب :صحابہ مہدیؓ اور تابعینؒ کے زمانہ سے یہی اعتقاد ہے۔

سوال: جس نے یہ اعتقاد نہیں رکھا بلکہ رسول اللہ ﷺ کو افضل کہا اور حضرت مہدی علیہ السلام کو کمتر کہا تو وہ کافر ہو جائے گا؟

آزرین ہوشیار! خبردار! علامہ سمنسیؒ نے اس سوال کا جواب یوں دیا ہے۔

جواب : جس نے رسول اللہ ﷺ اور مہدی موعود علیہ السلام کو برابر نہیں کہا وہ بیشک کافر ہے۔

شب قدر کی فرضیت سے آزری انکار

آزرین نے دوگانہ لیلۃ القدر کی فرضیت پر بھی اعتراض کیا اور فرض کے بجائے شکرانہ لکھا اس کی تردید میں حضرت علامہ سمنسیؒ کی یہ تحریر ''العقائد حصہ دوم'' میں یوں ہے۔

دوگانۂ لیلۃ القدر کی فرضیت:

''حضرت مہدی علیہ السلام نے اس بزرگ رات (شب قدر) کے ظاہر ہونے کے شکر میں اللہ تعالیٰ کے حکم پر دو رکعتیں جماعت کے ساتھ ادا فرمائیں چونکہ خدا کے حکم سے آپ نے یہ دو رکعتیں ادا کی ہیں لہذا یہ رکعتیں ہمارے پر فرض ہیں''۔

قارئین کرام! حضرت علامہ سمنسیؒ کی تحریر کو روک کر ہم کچھ عرض کرتے ہیں۔

ان تمام کے باوجود آزرین کی طرف سے فرضیت شب قدر کا انکار اور اس کو شکرانہ کہنا قابل غور ہے۔ درج ذیل سطور سے مزید وضاحت ہو جائے گی۔

فرض نماز شب قدر اور واجب الوتر کا فرق:

یہاں ایک دلچسپ نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ آزرین نے دوگانہ لیلۃ القدر کے تعلق سے کسی

سے سن لیا یا پڑھ لیا کہ شب قدر چھٹی نماز ہے۔ جو ''اضافہ ہے'' ''بدعت ہے'' وغیرہ۔

حالانکہ اس کی ادائی سال بھر میں ایک بار ہوتی ہے اور نماز وتر سال تمام ہر روز ادا کی جاتی ہے۔

جبکہ نماز وتر جس کی ادائی کا امر معنوی قرآن میں نہیں؛ جس کی نوعیت بیان کرنے سے احادیث بھی ساکت ہیں؛ تعداد رکعات کا بھی رسول اللہ ﷺ نے تعین نہیں فرمایا۔ نہ ہی آپ ﷺ نے ہمیشہ تین رکعات ادا فرمائیں۔

بلکہ آپ ﷺ نے وتر کی ایک رکعت بھی ادا فرمائی ہے۔ غالباً اسی وجہ سے امام شافعیؒ نے فرمایا وتر ایک رکعت سے گیارہ رکعات تک پڑھی جاسکتی ہے۔

وتر کی نماز امام اعظم ابوحنیفہؒ کے پاس واجب؛ امام شافعیؒ، امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ کے پاس سنت ہے۔ امام محمدؒ کے پاس سنت ہے؛ اور امام زفرؒ کے پاس فرض ہے۔

چونکہ مجتہدین کرامؒ نے قرآن اور حدیث ہی سے ان مسائل کا استخراج (مسائل کا حل قرآن اور حدیث کی روشنی میں) فرمایا ہے، لہذا اس کو چھٹی نماز نہیں قرار دیا جاسکتا اور نہ ہی شریعت میں نسخ یا نص میں زیادتی کی جیسی باتیں کہی جاسکتی ہیں۔

اس طرح فرض؛ واجب؛ سنت و مستحب وغیرہ اصطلاحی الفاظ ہیں خدا و رسول ﷺ کی طرف سے عبادات میں کسی فعل کے فرض و واجب یا سنت و مستحب ہونے کی صراحت بہت کم ملتی ہے۔

مجتہدین کرام رحم اللہ اجمعین بالاتفاق معصوم عن الخطا نہیں ہیں اور خود مجتہدین کے پیرو ان کے اقوال میں خطا کا احتمال ہونے کے قائل ہیں۔ اس کے باجود یہ پیرو اپنے اپنے مجتہد کی تصریح (صراحت) کے موافق فرض؛ واجب وغیرہ ہی سمجھتے اور عمل کرتے ہیں۔

مذکورہ چاروں ائمہ اربعہ اور بعد کے دونوں مجتہدین غیر معصوم ہیں۔ جبکہ مہدی موعود علیہ السلام معصوم عن الخطا ہیں آپؑ کو اخذ علم خدائے تعالیٰ اور روح رسول اللہ ﷺ سے ہے۔ آپ جو حکم دیں

رائے وقیاس پر مبنی نہیں بلکہ عین خدا اور رسول کا حکم اور حقیقی شرع محمدی ﷺ ہیں۔ اگر رسول اللہ ﷺ موجود ہوتے تو مہدی موعود علیہ السلام کے حکم کو برقرار رکھتے یا آپ ﷺ کے روبرو یہ معاملہ پیش ہوتا تو آپ بھی وہی حکم دیتے جو مہدی موعودؑ نے دیا ہے۔

اس اعلیٰ وارفع حیثیت کے نظر کرتے جو تمام خلفائے الٰہیہ علیہم السلام سے مخصوص ہے۔ حضرت مہدی علیہ السلام نے ان دو رکعتوں (شب قدر) کی ادائی فرض قرار دی ہے۔ تو وہ ضرور فرض ہے۔

چونکہ احکام مخبرِ صادق یعنی حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے فرمان سے فرض ہوتے ہیں' ان احکام کا کوئی انکار کردے تو گویا اس نے مہدی موعودؑ کا انکار کردیا۔ اللہ ہم کو اس کفر وارتداد سے بچائے آمین۔ (ماخوذ از رسالہ شب قدر مولفہ حضرت مولانا سید نجم الدین صاحبؒ افضل العلماء)

نتیجہ: شبِ قدر بحکمِ خدا فرض ہے اور مہدی موعود علیہ السلام کے طفیل اس کا اظہار مومنین پر ہوا اور سال میں ایک بار ادا کی جاتی ہے۔

آزرین بھی ہماری طرح وتر کی نماز تو سال بھر بلا حیل وحجت ادا کر لیتے ہیں، لیکن فرض نماز شب قدر کو شکرانہ کہنے میں شائد یہ غلامانہ ذہنیت کارفرما ہے کہ غیر مہدوی فرض نہیں مانتے تو ہم مہدوی اگر فرض مان کر پڑھ لیں گے تو پھر ان کو کیا منہ بتائیں گے؟ ہم آزرین، اپنے ان آقاؤں کو ناراض نہیں کر سکتے۔

تمام مہدویان، خدا کے بعد دو مساوی المرتبہ ہستیوں یعنی حضور پرنور محمد رسول اللہ اور حضور پرنور محمد مہدی مراد اللہ صلی اللہ علیہما وسلم کو اپنا آقا مانتے ہیں

نمازِ وتر جیسا کہ آپ نے اوپر پڑھا ائمہ اربعہ میں سے تین اماموں کے پاس سنت ہے، ایک امام کے پاس واجب ہے اور مجتہدین میں سے ایک امام حضرت زفرؒ کے پاس فرض ہے۔

شب قدر کی فرضیت سے انکار' تسویت سے انکار' ہمارے جملہ عقائد واعمال سے انکار یا ہمارے کسی بھی معاملہ پر معمولی سے اعتراض کا ذہن بنانے میں ہمارے دشمن منکرین اور مرتدین کی یہ حکمت

عملی کارفرما نظر آتی ہے کہ مہدوی اپنے امام اور آقا یعنی مہدی موعود علیہ السلام کے اعمال مبارکہ، اقوال مبارکہ اور احوال کے تعلق سے شک وشبہ میں آجائیں۔

اور بعد میں امامنا کے تعلق سے، آپ کی مہدیت موعودہ کے تعلق سے شک وشبہ کا شکار ہوکر (نعوذ باللہ) انکار کردیں۔

لہذا ہمارا کام ہے کہ ہم مہدی موعود سے مکمل جڑ جائیں اور آپ کے ہر قول، عمل اور حال پر ایمان رکھیں، خدانخواستہ شیاطین کے فریب میں کوئی آگیا تو پھر اس کا ٹھکانہ دوزخ ہے۔

اللہ تعالی نے مہدی موعود کی شان وما ینطق عن الہویٰ کی بنائی ہے۔

یعنی مہدی موعود علیہ السلام اپنی طرف سے نہ کچھ فرماتے اور نہ ہی اپنی طرف سے عمل فرماتے، بلکہ اللہ تعالی کی طرف سے جو تعلیم بلاواسطہ فرمائی جاتی یا جو حکم دیا جاتا اس پر آپ علیہ السلام نے ہمیشہ عمل فرمایا۔

بعض منکرین اور مرتدین کو حضور پرنور مہدی موعود کے اس ارفع واعلی مقام کی وجہ سے بغض وحسد ہے اور اسی وجہ سے مہدویوں کو مہدی موعود سے دور کرنے کی یہ چالیں چلی جاتی ہیں۔

مہدویوں کو مہدی موعود کے خلاف کردینے کے بعد مرتدین کی دانست میں مصدقینِ مہدیؑ اور منکرانِ مہدیؑ میں یکسانیت اور ہم رنگی آجائے گی۔

ایسی ذہنیت بنادینے کی وجہ سے اتنی بڑی رات یعنی شب قدر کی فضیلت سے محرومی مہدویوں کا مقدر بن جائے گی اس کے بعد ارتداد کا مرحلہ بآسانی طے کروالیا جاسکتا ہے۔

خدانخواستہ کوئی ہمارے ان دشمنوں کے فریب میں آگیا، توبہ نہ کی اور مرگیا تو مرتد مرا۔

وہ منکران مہدی اور ان کے نعلین بردار یعنی مرتدین جو ہمارے دشمن ہیں اور ہمارے خلاف ریشہ دوانیوں میں مصروف رہتے ہیں ان سے چوکسی ضروری ہے، اور ان کے حملوں کا منہ توڑ جواب دینا اور

حملوں سے قوم کو بے خبر نہ رکھنا اور جواب دینے میں مستعد رہنا ہماری قومی ذمہ داری ہے۔

عام منکران مہدی سے ہم کو کوئی شکایت نہیں ہے، کیونکہ یہ لوگ غیر متعصب، شریف النفس، اچھے کردار کے، بلکہ کھلے دل و دماغ کے ہوتے ہیں لیکن ان کی سنتا کون ہے؟

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالی ان کو بھی تصدیق مہدی جیسی دولت سے مالا مال کردے۔آمین

علامہ شمسیؒ کی تحریر کا تسلسل:

سوال: کیا ان فرائضِ ولایت کا انکار کفر ہے؟

جواب: ہاں! بے شک کفر ہے۔ کیونکہ احکامِ مخبر صادق یعنی مہدی علیہ السلام کے فرمان سے فرض ہوتے ہیں۔

سوال: کیا جس طرح مہدی علیہ السلام کے مہدی ہونے کا انکار کفر ہے اس طرح ان احکام کا انکار بھی کفر ہے یا کچھ فرق ہے؟

جواب: کچھ فرق نہیں ہے۔ جس طرح مہدی علیہ السلام کے مہدی ہونے کا انکار کفر ہے اسی طرح ان احکام کا انکار بھی کفر ہے۔

آزری بکواس ایسی ہے کہ بفضل خدا ہر سطر کا جواب دیا جاسکتا ہے لیکن اس میں وقت ضائع ہوگا اس لئے بطور نمونہ چند باتیں تحریر کردی گئیں۔

چلتے چلتے چند آزری قلابازیاں یعنی بچکانہ اعتراضات بھی پڑھئے۔

آزرین نے یہ ستائش بھی کی کہ منکرانِ مہدی کی مساجد میں نماز فرض کی ادائیگی کے بعد ان کا پیش امام ہاتھ اُٹھا کر دعا کرتا ہے۔ جبکہ ہماری مساجد میں فرض کے ساتھ سنت ادا کی جاتی ہے۔

فرض اور سنت کے درمیان کوئی وقفہ ہی نہیں کہ دعا کی جائے۔ فرض کے فوراً بعد سنت ادا کرنا ہی صحیح اور اولیٰ ہے۔ لیکن یہاں ہنر کو عیب دکھایا جارہا ہے۔

عمل قدم بوسی سے روکنے کے لئے
خلافِ قرآن چلانے پر فریب آزری قلابازی:

جمعہ کے دن بعد نماز جمعہ اضافی نوافل' قضاء نمازیں اور تلاوت قرآن کا موقع محض مرشد کی قدمبوسی کی وجہ سے نہیں ملتا، مصلیان مرشد کی قدم بوسی کے بعد چلے جاتے ہیں ٹھہرتے نہیں۔

آزرین کا خیال ہے کہ نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد مسجد میں رکا جائے اور نوافل پڑھی جائیں' قضاء نمازیں پڑھی جائیں اور تلاوت قرآن کی جائے۔

عمل قدمبوسی سے روکنے اور نفرت دلانے کے لئے یہ شوشہ چھوڑا گیا ہے' جبکہ مرشد کو سلام کر کے یا ان کی قدم بوسی کر کے لوگ چلے جاتے ہیں ٹھیرتے نہیں، کیونکہ اس وقت ٹھیرنا حکم قرآنی کے عین خلاف ہے چہ جائیکہ نوافل یا قضاء نمازیں پڑھنا یا تلاوت قرآن کی جائے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

ترجمہ: اے ایمان والو جب جمعہ کے دن نماز کے لئے اذاں دی جائے تو اللہ کی یاد کے لئے دوڑو اور خرید و فروخت ترک کر دو اگر تم سمجھ لو تو یہ چیز تمہارے لئے بہتر ہے۔

پس جب نماز سے فراغت ہو جائے تو زمین پر پھیل جاؤ اور اللہ کا فضل تلاش کرو اور اللہ کو کثرت سے یاد کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ (سورہ جمعہ ۶۲' آیت نمبر ۹ اور ۱۰)

مذکورہ آیت کے تحت مصلیوں کا فی الفور مسجد سے چلا جانا، ٹھہرنے سے زیادہ افضل ہے۔

قارئین کرام! آزرین کی باتوں میں کوئی آ گیا اور تلاوت' قضا یا نوافل کی خاطر رک گیا تو اس نے حکم خداوندی کا خلاف کیا۔

آزرین اپنے خیالات اور نظریات کا تسلط چاہتے ہیں۔ خواہ یہ بات احکاماتِ خدا و رسول ﷺ کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔

آزرین کی طرف سے مصدقین کو بار بار نوافل کی تلقین صرف اس وجہ سے ہے کیونکہ مہدی موعود علیہ السلام نے نوافل کی ممانعت فرمادی ہے اور ہر وقت ذکر اللہ کرنے کا حکم دیا ہے۔ حضرت امامنا مہدی موعود علیہ السلام سے دور کردینے یا باغی بنادینے اور آزرین کے آقاؤں میں جگہ پانے کی ناکام کوشش ہے' کہ مصدق ذکر اللہ نہ کرے بلکہ نوافل کا عادی ہوجائے۔ تاکہ آزرین ''غیر مہدوی حضرات'' سے کہہ سکیں کہ آقاؤ! ہم نے آپ کے عمل کی تلقین کرکے چند مرعوب بیوقوفوں کو آپ کے قدموں میں لاڈالا۔

ذکر افضل ہے' نوافل سے

حضور پرنور محمد رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے کہ کالی کمبل پر اندھیری رات میں چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ مخفی (چھپی ہوئی) ریا آتی ہے۔

نوافل کی ادائی کے تعلق سے یہ بات پیش نظر رہنی چاہئے کہ فرض نماز کے بعد یا فرض نماز سے پہلے نفل نماز پڑھنا نہ فرض ہے نہ واجب اور نہ سنت ہے بلکہ مستحب ہے۔

اور مستحب کا حکم یہ ہے کہ اس کے ادا کرنے والے کو ثواب ملتا ہے اور ادا نہ کرنے والے پر عذاب نہیں ہوتا اور وہ اللہ کے پاس ماخوذ اور قابل ملامت نہیں ہوتا۔

فرائض' واجبات اور سنتوں کو ظاہر کرکے پڑھا جاتا ہے جبکہ نوافل کو چھپا کر پڑھنا ضروری ہوتا ہے کیونکہ نوافل کا ظاہر کیا جانا ریاکاری کی تعریف میں آسکتا ہے۔

نوافل کا اظہار کن کے لئے مناسب ہوتا ہے؟

کیمیائے سعادت میں حضرت امام غزالیؒ کا ارشاد ہے کہ ''ظاہر نہ کرے عبادت کو جب تک مخلوق کا سراہنا' بُرا بولنا اور مخلوق کا رد کرنا اور قبول کرنا اس کے نزدیک دونوں برابر نہ ہوں۔

حضرت بندگی میاں شیخ مصطفیٰ گجراتیؒ نے تحریر فرمایا ہے کہ اے برادر عدل وانصاف کر اور اپنے باطن کو حسد اور حق پوشی سے صاف کر اور بول کہ تو کون سے درجہ میں ہے۔

اگر تو انبیاء علیہم السلام اور اولیاء رحم اللہ اجمعین کے درجہ کو پہنچ گیا ہے اور مخلوق کا سراہنا اور بُرا بولنا اور ان کا قبول کرنا اور رد کرنا تیرے نزدیک برابر ہو گئے ہیں تو نوافل کو ظاہر میں پڑھنا تیرے لئے نقصان نہیں رکھتا اور تو ثواب پائے گا۔

اور اگر تو اس مرتبہ میں نہیں پہنچا ہے تو یقین کر لے کہ نفس کا فریب اور شیطان کا مکر ہے یہ دونوں تجھے دریا میں ڈال دیئے ہیں اور یہ بات تیری ہلاکت کا باعث ہے۔(ماخوذ از جواہر التصدیق مولفہ حضرت بندگی میاں شیخ مصطفیٰ گجراتیؒ)

کوئی شخص آپ کو مشورہ دے کہ ذکر الٰہی تو بے حد فائدہ بخش ہے اور خدا تک پہنچانے والا ہے لیکن اس کے دل میں قرار پانے تک کم از کم نوافل، ورد، وظائف، چلّے، ریاضتیں کرتے رہیئے۔

تو اس مشورہ پر ہرگز دھیان نہ دیجئے کیونکہ ہمارے ہاں ''کم از کم'' ہے ہی نہیں بلکہ زیادہ سے زیادہ خوب سے خوب تر ہے، مرید وہ ہے جو مزید کو طلب کرے۔

ذکر اللہ کی بتائی ہوئی ترتیب سے ہی شروعات کیجئے انشاء اللہ اس پابندی سے آپ ذکر کثیر کے پابند ہو جائیں گے اور توفیق خداوندی ہو تو ذکر دوام کے بھی پابند بن جائیں گے۔

اس کے برعکس خدانخواستہ کسی نے نوافل، اوراد، وظائف، چلّے، ریاضتیں کیں تو ڈر ہے کہ مدت دراز تک (بلکہ تاحیات) بھی ذکر اللہ کی برکتوں سے محرومی رہے گی، اور ذکر اللہ دل میں قرار ہی نہ پا سکے گا۔

ویسے بھی نفل ایک فعل مستحب ہے اور مستحب وہ فعل ہے جس کو نبی ﷺ نے ایک دفعہ ادا فرمایا اور دوسری دفعہ ادا نہیں فرمایا۔

جیسا کہ آپ نے اوپر پڑھا کہ نفل فعل مستحب ہے جس کا ادا نہ کرنے والا گنہگار نہیں ہوتا اگر کوئی ادا کرتا بھی ہے تو اس کے لئے اس کو پوشیدہ رکھنا ضروری ہوتا ہے۔عوام الناس کے سامنے کسی نے نوافل

پڑھی تو یہ ریاکاری کی تعریف میں آجانے کا ڈر ہے۔

یہ بات ذہن نشین رہنی چاہئے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ اپنے ملفوظ ششم کے آخر میں فرمایا ''جس نے اپنے اعمال کو مخلوق کے سامنے ظاہر کیا تو اس کے لئے کوئی عمل نہیں، عمل ہوتا ہے خلوتوں میں، نہیں ظاہر کیا جاتا جلوتوں میں سوائے فرائض، واجبات اور سنن کے جن کا ظاہر کرنا ضروری ہے۔''

مسجدوں کے علاوہ گھروں میں پڑھی جانے والی نماز کی بابت ارشادات حضور ﷺ یوں ہیں۔ پہلے تین فرامین جامع صغیر سے ماخوذ ہیں، تینوں روایات کے راوی حضرت ابن عمرؓ ہیں۔

(۱) فرمایا کہ فرض نماز کے بعد افضل نماز آدھی رات میں ہے۔

(۲) فرمایا کہ افضل نماز مرد کی اس کے گھر میں ہے سوائے فرض نماز کے۔

(۳) فرمایا دو رکعتیں جن کو پڑھتا ہے آدم کا بیٹا آخر رات کے درمیان بہتر ہے اس کے لئے دنیا ومافیہا سے، اگر مجھے اپنی اُمت پر شاق گزرنے کا اندیشہ نہ ہوتا تو میں اس نماز کو فرض کر دیتا۔

(۴) فرمایا مرد کی نفل نماز ایسے مقام پر جہاں اس کو لوگ نہ دیکھیں اس کے ان پچیس نمازوں کے برابر ہوتی ہے جو لوگوں کے سامنے ادا کرتا ہے۔

تقربِ باری تعالیٰ

بذریعہ دوگانہ تحیۃ الوضو و تہجّد

دوگانۂ تحیۃ الوضو:

ارشادِ مبارک حضور پرنور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم:

ترجمہ: جو کوئی وضو کرتا ہے اور اچھی طرح وضو کرتا ہے اور دو رکعت خشوع وخضوع سے ادا کرتا ہے تو اس کیلئے جنت واجب ہوگی (امام ابوداؤدؒ اور امام مسلمؒ نے اس کی روایت کی ہے)

دوسری حدیث شریف مستدرک میں یوں ہے حضرت عمر بن تنبتہ رحمتہ اللہ علیہ (تابعی) سے روایت ہے کہ حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک نہیں، دو نہیں، تین نہیں کئی مرتبہ سنا ہے۔

آپ ﷺ فرمایا کرتے جب مومن وضو کرتا ہے اور کلی کرتا ہے، ناک میں پانی چڑھاتا ہے تو اُس کے منہ کے اطراف کے گناہ خارج ہو جاتے ہیں اور جب وہ اپنے دونوں ہاتھ دھوتا ہے تو اُسکے ناخن سے گناہ نکل جاتے ہیں۔

جب وہ اپنے سر کا مسح کرتا ہے تو سر کے اطراف سے خطائیں جھڑ جاتی ہیں اور اگر وہ کھڑے ہو کر دو رکعت نماز خشوع وخضوع سے ادا کرتا ہے تو اپنے گناہ سے ایسے نکل جاتا ہے جیسے اُسکی ماں نے جنا ہے۔ (دیکھئے رونامہ سیاست روزِ یک شنبہ ۳؍نومبر ۲۰۱۳ء)

تحیۃ الوضو کے تعلق سے حضرت میاں شیخ مصطفیٰ گجراتیؒ نے اپنی کتاب ''جواہر التصدیق'' میں فرمایا ہے کہ

''مہدی علیہ السلام کی قوم تحیۃ الوضو کے دو رکعت خلوت میں بجالا کر سجدہ میں بطریقِ پوشیدگی

راز و نیاز خالق سے جو دعا کرتے ہیں ان کا یہ عمل افضل و اعلیٰ، زیادہ احتیاط والا، زیادہ اخلاص والا اور احسن ہے"۔

ہر تازہ وضو کے بعد (ممنوع وقت کو چھوڑ کر) جو دو رکعت ادا کی جاتی ہیں جس کو دوگانہ تحیۃ الوضو یا دوگانہ کہا جاتا ہے۔ وہ نفل کی تعریف میں نہیں آتا۔

کیونکہ حضور ﷺ نے حضرت بلالؓ سے دریافت فرمایا کہ میں نے تمہارے جوتوں یا کھڑاؤں کی آواز جنت میں سنی ہے، تمہارا کیا عمل ہے؟ حضرت بلالؓ نے عرض کیا کہ ہر تازہ وضو کرنے کے بعد دو رکعت نماز پڑھتا ہوں۔

اب سوال یہ ہے کہ حضرت بلالؓ کو ان دو رکعات کی فضیلت کیسے معلوم ہوئی تو جواب میں معلوم ہونا چاہئے کہ یہ عمل رسول اللہ ﷺ ہے۔

اس طرح اُمت کو اشارتاً فرما دیا گیا کہ تازہ وضو کے بعد دوگانہ ضرور پڑھو۔ اسی وجہ سے مہدی موعود علیہ السلام نے ان دو رکعتوں کے پڑھنے کی تاکید فرمائی ہے اور نہ پڑھنے والے کو دین یا عبادتوں کا بخیل فرمایا ہے۔

نماز تہجد:

حضرت امامنا مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ تہجد سے ولایت کا فیض ملتا ہے۔

نماز تہجد کی ادائی کے لئے گروہ مقدسہ میں مرشد سے اجازت لی جاتی ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ نیک کام کے لئے مرشد کی اجازت کی کیا ضرورت ہے؟

چونکہ نماز تہجد خاص نماز ہے اس کے لئے چند امور پیش نظر رہنے ضروری ہیں۔

مرشد جب دیکھتے ہیں کہ مرید پنج وقتہ نمازوں کا پابند ہے اور ذکر اللہ کا بھی قید نشست کے ساتھ پابند ہے، و نیز رات کو اٹھ سکتا ہے اور تہجد کھڑے ہو کر پڑھ سکتا ہے، رات کو اٹھنے اور تہجد کی ادائی کے بعد

صبح فجر تک جاگ سکتا ہے اور مصروف بہ ذکر رہ سکتا ہے۔

اس نماز سے حاصل ہونے والے فیوض و برکات کو ضبط کرنے اور اظہار نہ کرنے پر قادر ہے تو ویسی صورت میں تہجد کی اجازت مرشد عالی قدر دیدیتے ہیں۔

اس میں سب سے زیادہ اہم بات ایک بار یہ نماز شروع کر دی جائے تو پھر بلا ناغہ ادا کرنا ہوتا ہے۔ اگر خدانخواستہ کسی نے درمیان میں بند کر دیا تو اس کو سخت نقصان ہو جاتا ہے۔

نیند سے بیدار ہو کر دو رکعت نماز ادا کرنا باعث فضیلت:

تنبیہ ابواللیث، عربی زبان میں باب حج کے آخر میں لکھا ہے کہ روایت کی عطا نے ابن عمرؓ سے اور وہ نبی ﷺ کی روایت ہے کہ فرمایا ''ایک نماز میری اس مسجد میں افضل ہے ان دس ہزار نمازوں سے جو اس مسجد کے سوائے دوسرے مقام پر پڑھی گئی ہوں، سوائے مسجد حرام یعنی کعبہ کی مسجد کے۔

اور ایک نماز کعبہ کی مسجد میں افضل ہے ان ایک لاکھ نمازوں سے جو اس کے غیر مقام پر پڑھی گئی ہوں۔ اور ایک نماز فی سبیل اللہ افضل ہے دو لاکھ نمازوں سے''۔

پھر فرمایا نبی ﷺ نے کہ اے ابن عمرؓ کیا میں نہ بتاؤں تجھے ایسی نماز جو اس سے بھی افضل ہو۔

ایک مرد اٹھا رات کی تاریکی میں پس وضو کیا اچھی طرح سے اور پڑھا دو رکعتیں کہ ارادہ کرتا ہے ان سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا۔

جیسا کہ آپ جانتے ہیں سطور بالا حضرت بندگی میاں شیخ مصطفیٰ گجراتیؒ کی کتاب ''جواہر التصدیق'' سے حسب ضرورت لی گئی ہیں۔

حضرتؒ نے فرمایا اے برادر تو نے سن لیا ان دو رکعتوں کی فضیلت جو تمام نوافل کا خلاصہ ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے مہدی علیہ السلام کی قوم رات کے قیام اور تہجد کی نماز اور ان دو رکعتوں کی پابندی کرتے ہیں اور صدقہ سے اس صاحب اخلاص اور تابع خاص (مہدی) کے ان فضیلتوں کو

پہنچتے ہیں اگر چہ کہ برا مانیں جاہل مخالفین۔

قارئین کرام: یہ بات مصدقین ہر وقت پیش نظر رکھتے ہیں کہ مہدی موعود علیہ السلام نے مصدقین کے بھوکے رہ کر اور ایک ہی کپڑے میں ملبوس ہوکر چلوں' ریاضتوں' اوراد' اور وظائف پڑھنے سے منع فرمایا ہے اور پڑھنے والے کا مقصد دنیا ہے تو اس کے لئے جہنم کی وعید فرمادی ہے۔

سطورِ بالا کے ذریعہ دوگانہ تحیۃ الوضو اور نمازِ تہجد کی اہمیت واضح ہوگئی اس طرح بنام نوافل، ہم

کو بھٹکانے کی جو چال آزرین نے چلی تھی وہ نیست و نابود ہوگئی۔ (ختم شد)

ساٹھی، عمر قضاء کی ادائی پر بھی اعتراض

گروہ مقدسہ میں ''ساٹھی عمر قضاء'' کی ادائیگی جو کی جاتی ہے اس پر بھی آزرین ناک بھوں چڑھاتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ''افسوس کہ آج چہلم کے موقع پر پانچ چھ ہزار روپیوں کے عوض عمر قضاء یعنی ساری عمر کی قضاء نمازیں معاف کروانے کی باتیں سامنے آرہی ہیں''۔

رقمی اعداد کا بتلانا یہ بھی ناسمجھی یا طنز سے بھرا ہوا ہے۔

جب تک نماز اور روزے کی قضاء کی جاسکتی ہے اس وقت تک ان کا کفّارہ ادا کرنا جائز نہیں ہے۔ عمر بھر جو نمازیں یا روزے فوت ہوتے ہیں ان کی قضاء آخری عمر تک ضروری ہے۔ انتقال تک بھی اگر نمازیں اور روزے قضاء کرنے کا موقع نہ ملے اور آئندہ صحت یاب ہوکر قضا کرنے کی امید نہیں ہے تو ان کے کفارہ میں ہر نماز کے بدلے ایک فطرہ دینا چاہئے۔

اسی طرح نماز وتر اور روزے کا بھی یہی حکم ہے۔

امام اعظمؒ کے پاس اگر میت کی وصیت موجود نہ ہو تو ورثاء پر کفّارہ کی ادائی واجب نہیں ہے۔ لیکن ورثاء میت کی طرف سے کفّارات ادا کردیں تو جائز ہے۔

اللہ نے چاہا تو میّت اپنی ذمہ داری سے سبکدوش ہوگی۔اس کے برخلاف امام شافعیؒ کے پاس میت کی وصیت کے بغیر بھی ورثاء پر کفّارہ ادا کرنا واجب ہے۔

ڈیڑھ کیلو گیہوں کا ایک فطرہ ہوتا ہے اور ساٹھ فطروں کا ایک کفارہ اس لئے نو دکیلو گیہوں کا ایک کفارہ ہوا۔کم از کم تین کفارے ادا کئے جائیں۔

مثلاً عمدہ گیہوں کی قیمت تیس روپئے فی کیلو ہے تو تین کفاروں کی ادائی کے لئے

ایک کفارہ کے لئے (۹۰) کیلو گیہوں، تین (۳) کفاروں کے لئے ۲۷۰ کیلو گیہوں

قیمت فی کیلو ۳۰ روپئے ضرب ۲۷۰ کیلو یعنی ۸۱۰۰ روپئے (آٹھ ہزار ایک سو روپئے)

گیہوں کی قیمت بڑھ جائے تو رقم بھی بڑھ جائے گی۔گیہوں یا نقد رقم فقراء میں ہی تقسیم کئے جائیں جواز روئے نص لازم ہے۔۔

میّت صاحب حیثیت تھی تو اس کے متروکہ میں سے کفارات ادا کئے جائیں اور اگر میت صاحب حیثیت نہیں تھی اور ورثاء اگر صاحب حیثیت ہوں تو ان کو ضرور کفارات ادا کرنا چاہئے۔ورنہ مرنے والا یا مرنے والی ترک نماز وروزہ اور عدم ادائی کفارہ پر عنداللہ ماخوذ ہوں گے۔

اور اگر وارث ادا کردیں تو وہ خود بھی ثواب کے مستحق ہوں گے۔اور میت بھی کفاراتِ واجبہ کی ادائی سے سبکدوش، عدم ادائی صوم وصلوٰۃ کے مواخذہ سے بری اور نجات ومغفرت کی مستحق ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

پس قوم مہدویہ میں قرآن مجید یا اس کا ہدیہ اور ساٹھی وغیرہ دینے کا جو طریقہ قدیم سے جاری ہے وہ حسب احکام شرع شریف ضروری، واجب العمل اور احکام خدا اور رسول کے عین مطابق ہے۔

تلخیص: جوابِ استفتاء از حضرت مولانا سید نجم الدین صاحب قبلہؒ افضل العلماء (مدراس)

(طبع شدہ ماہنامہ نور حیات ماہ مارچ واپریل ۱۹۶۸ء)

(ختم شد)

عالیت پر چلنے کا حکمِ مہدیؑ:

اوپر ساٹھی عمر قضا کی ادائی کے لئے ائمہؒ کے اقوال پڑھے اور فرق بھی آپ پر واضح ہو گیا۔

دافع ہلاکت امت مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ ائمہ اربعہ میں سے جن کا مسئلہ عالیت پر رہے اس کو لے لو۔ چونکہ ائمہ اربعہؒ میں بعض معاملات میں فقہی اختلافات ہیں، جس امامِ فقہ کا مسئلہ عالیت پر ہو اس پر چلنے کا حکم ہم کو ہے۔

امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام شافعیؒ کے درمیان ۱۲۵ امور میں اختلافات ہیں۔ صرف چار امور میں اختلافات درج ذیل ہیں، مثلاً :

۱۔ ساٹھی عمر قضا کے معاملے میں امام شافعیؒ کا قول مبنی بر عالیت ہے۔

۲۔ لید اور گوبر کی تجارت کے معاملے میں امام شافعیؒ کا قول مبنی بر عالیت ہے۔

جبکہ امام اعظم ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ لید اور گوبر کی تجارت جائز ہے کیونکہ اس سے انتفاع (نفع) حاصل ہوتا ہے یعنی کھیتی باڑی میں بطور کھاد ان کا استعمال ہوتا ہے۔

لیکن امام شافعیؒ کے مذہب میں گوبر اور لید کی تجارت حرام ہے۔ کیونکہ حرام چیز کی تجارت بھی حرام ہے۔ چنانچہ آپؒ نے اس حدیث شریف سے استدلال کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی قوم پر کوئی چیز حرام قرار دیتا ہے تو اس کی ثمن (تجارت یعنی خرید و فروخت) کو حرام فرماتا ہے۔

دیکھئے کتاب حیواۃ الحیوان، علامہ کمال الدین دمیری۔ اسی کتاب میں آگے لکھا ہے کہ گوبر وغیرہ کی بیع جاہل اور رذیل قسم کے لوگ کرتے ہیں اور ان کا فعل حجت نہیں بن سکتا۔

۳۔ تیسری بات امام اعظمؒ کے پاس کسی عورت کا شوہر کہیں چلا جاتا ہے اور پھر اس کے زندہ رہنے یا انتقال کر جانے کے تعلق سے معلوم نہیں ہوتا تو ایسے شخص کو مفقود الخبر کہا جاتا ہے۔ امام اعظمؒ کا

مذہب یہ ہے کہ عورت اس کا طویل انتظار کرے (تا آنکہ مرجائے)۔

لیکن اس کے برعکس گروہ مقدسہ مہدویہ میں زوجہ کو (مبنی بر عالیت) یہ اختیار دیا گیا ہے کہ ''حالت حضر میں چھ ماہ اور حالت سفر میں ایک سال شوہر اپنی ذات زوجہ کو نہ پہنچا سکا تو اس کا اختیار زوجہ کے ہاتھ رہے گا''۔

۴۔ چوتھی بات فجر کی سنت کی دو رکعتوں کی فضیلت بیان فرمادی گئی ہے لیکن وقت کم رہے اور جماعت ٹھیر چکی ہے تو پھر سیدھے جماعت میں مل جانا چاہیئے۔

جبکہ احناف کے پاس جماعت شروع ہونے پر بھی سنت پڑھی جاتی ہے (لیکن وقت کا اندازہ کرکے) اس کے بعد جماعت میں شامل ہوجاتے ہیں۔

لیکن بعض ائمہ رحم اللہ اجمعین کے پاس فرض شروع ہونے پر سنت (خواہ سنت فجر ہی کیوں نہ ہو) نہیں پڑھی جاتی اور راست جماعت میں شامل ہوجاتے ہیں، اس مسئلہ میں ائمہ رحم اللہ اجمعین کا مذہب مبنی بر عالیت نظر آتا ہے۔

روایت ہے کہ ایک بار حضرت بندگی میاں سید محمود سید نجی خاتم المرشدین رضی اللہ تعالی عنہ فجر کی سنت ادا فرما رہے تھے' تکبیر ہوگئی' آپ کے مرشد حضرت بندگی میاں ملک الہدا خلیفہء گروہ رضی اللہ عنہ نے سنت چھڑا کر جماعت میں شامل فرمادیا۔

اس واقعہ سے معلوم ہورہا ہے کہ تکبیر ہوجانے کے بعد فرض میں شامل ہوجانا چاہیئے۔ اسی لئے مرشدین کرام وقت پر نماز ادا فرمالیتے ہیں' تاخیر گوارہ نہیں فرماتے' کسی مجبوری کے تحت خود کو دیر سے آنا ہو تو جماعت کو انتظار میں رک جانے کا نہیں کہتے بلکہ بعد میں آکر شریک جماعت ہوجاتے ہیں۔

امامنا مہدی موعود علیہ السلام کا حکم تھا کہ نماز کا وقت ہونے پر اطلاع دی جائے آپؑ آجائیں تو

بہتر' ورنہ انتظار نہ کیا جائے۔اور یہ بھی فرمایا کہ وقت بندہ کا تابع نہیں' بندہ وقت کا تابع ہے۔

عالیت اسی میں نظر آتی ہے کہ وقت سے پہلے نمازِ باجماعت کے لئے چلے آؤ ترتیب سے نماز پڑھو شاذ و نادر کبھی سنت چھوڑنی پڑے تو چھوڑ کر فوراً جماعت میں شامل ہوجاؤ ورنہ نفس کو عادت ہوجائے گی تو ہر وقت یہی وسوسہ ڈالے گا کہ سنت ادا کرو خواہ اُدھر جماعت ٹھیر چکی ہی کیوں نہ ہو۔

اس تاخیر کے عادی بن جانے کا دوسرا نقصان یہ ہوگا کہ ہمیشہ تکبیرِ تحریمہ چھوٹتی جائے گی۔

بلکہ ممکن ہیکہ بوقت فجر' فجر کی دونوں رکعات اور بوقت ظہر' ظہر کی چاروں ہی رکعات چھوٹ جائیں اور امام کے سلام پھیرنے کے وقت شاملِ جماعت ہوجائے۔

سنت کی اہمیت کے پیشِ نظر ضروری ہے کہ وقت سے پہلے آجائیں اور سنت ادا کرلیں۔

اس معاملہ میں احناف کے بالمقابل دیگر ائمہ رحم اللہ اجمعین کے مسلک و مذہب پر چلنے والے عالیت پر عمل پیرا نظر آتے ہیں۔

۵۔ پانچویں بات موجودہ دور کے علمائے احناف کے پاس بنک سود کے جائز ہونے کا جواز یہ ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ غیر اسلامی ممالک میں حربیوں اور مسلمانوں کے درمیان وہ معاملات جن میں بغیر دھوکہ دہی زائد مال حاصل ہو' سود کی تعریف میں شامل نہیں فرماتے تھے۔

علمائے احناف نے ''ہدایہ'' کا حوالہ دیا ہے جس میں لفظ دار الحرب آیا ہے، برسوں سے جامعہ نظامیہ کے مفتیوں نے بنک سود جائز ہونے کے لئے ہندوستان کو دار الحرب بتلایا ہے۔

پیرس (فرانس) سے ایک خوف خدا رکھنے والے مسلمان نے جو ایک سوپر مارکٹ میں ملازم ہے' اس کو دیگر اشیاء کے ساتھ شراب بھی بیچنی پڑتی ہے۔اس نے مفتی سے دریافت کیا کہ شراب کی فروختگی سے ہونے والی آمدنی جائز ہے یا ناجائز؟

مفتی نے اس آمدنی کو سائل کی تالیف قلب کی خاطر خدا اور رسول ﷺ کے فرامین کو بالائے طاق رکھ دیا اور شراب کی فروختگی کو جائز قرار دے دیا۔اور اس حیلے کے ساتھ کہ پیرس (فرانس) دارالحرب ہے۔خدائے تعالیٰ سے خوف رکھنے والے اس مسلمان نے یہی سوال اگر کسی کم علم والے مہدوی سے کیا ہوتا تو مہدوی یہ جواب دیتا کہ فی الحال اسی نوکری کو جاری رکھو۔کیونکہ اچانک نوکری چھوڑنے سے مالی پریشانی لاحق ہوجائے گی۔البتہ ایسی جگہ نوکری کی تلاش کرتے رہو جہاں پر شراب یا اور کوئی حرام چیز نہ بیچنی پڑے،اور جب ایسی نوکری مل جائے تو اس سوپر مارکٹ کی نوکری کو فی الفور چھوڑ دو۔

فرض کیجئے کہ منکرانِ مہدیؑ میں سے کسی مفتی کو معلوم ہوا کہ کسی کم علم مہدوی نے ایسا مشورہ دیا ہے تو وہ یوں کہہ اٹھے گا۔بقول شاعر

اغیار مہر و ماہ سے بھی آگے نکل گئے
اُلجھے ہوئے ہیں صبح کی پہلی کرن سے ہم

(منکروں کی نظر میں اغیار سے مراد ہم مہدوی ہیں)

حضرت امامنا مہدی موعود علیہ السلام نے مصدقین کو عالیت پر چلنے کا جو حکم دیا اس کی برکت سے جو اس حکم پر چلا از خود ناجائز کمائی سے بچ گیا۔اللہ تعالیٰ کے احسانات بے پایاں ہیں اور ان احسانات میں عظیم ترین احسان ذواتِ مقدسہ خاتمین علیہم السلام ہیں۔

شبِ قدر کی فرضیت سے آزری انکار
(مہدی موعودؑ سے مصدقین کو دور کرنے دوسرا شدید آزری حملہ)

ماڈرن اصحابِ فیل یعنی آزرین نے مہدویوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہوئے یہ بتلایا کہ شب قدر کی نماز کی ادائیگی فرض نہیں بلکہ شکرانہ ہے حالانکہ خدائے تعالیٰ کا حکم بصیغۂ امر بلا قرینہ مانعہ (اللہ کا حکم، حکم کے صیغے میں بنا کسی موانع کے آئے تو) فرضیت پر دلالت کرتا ہے۔

خدائے تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ''اقیمو الصلوۃ واتو الزکواۃ نماز پڑھو اور زکوۃ دو'' حکم ارشاد فرمایا۔ یہ نہیں فرمایا کہ تم پر نماز اور زکواۃ فرض ہے۔

اسی طرح مہدی موعود علیہ السلام کی ذات اقدس معصوم عن الخطاء ہے ہم کو خدائے تعالیٰ کا حکم ایک امام معصوم کے ذریعہ پہنچا کہ شب قدر میں دو رکعت نماز پڑھو تو یقیناً اس کی ادائیگی لازم اور اس کو اصطلاح میں فرض کہتے ہیں۔ (دوگانہ لیلۃ القدر حضرت مولانا سید نجم الدینؒ افضل العلماء)

ایک آزر نے دوگانہ کی فرضیت کو شکرانے سے بدلنے کی خاطر یہ بھی لکھا۔

''تیسرے یہ کہ مہدی موعود علیہ السلام کے دربار میں شکرانہ ادا کرتے ہوئے''.....

یہ لفظ ''شکرانہ'' آزر کی تخلیق ہے۔ آزر کی یہ بدبختی ہے کہ جب اس نے اس واقعہ کا ذکر کیا تو بتلایا۔۔''(مہدی موعود علیہ السلام) نے اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ دوگانہ ادا فرمایا تھا''۔

قابل غور بات یہ ہے کہ جب یہ آزر، منکرانِ مہدی کا ذکر کرتا ہے تو غیر مہدوی حضرات کہتا ہے اور جب امامنا علیہ السلام کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ذکر کرتا ہے تو رضی اللہ عنہم بھی نہیں کہتا' یہ شدید قسم کا بغض مہدی، بغض صحابہ بلکہ بغض مہدویت ہے یہ بات ذہن نشین رہے۔

مہر : آزرین کی طرف سے گروہ پاک میں مہر کا اوقیوں میں باندھا جانا بھی قابل اعتراض بات ہے، اور ہمارے ہاں عورتیں مہر جو معاف کرتی ہیں اس پر بھی اعتراض کیا جاتا ہے۔

اوقیوں پر طعن کے جواب میں عرض ہے کہ اوقیوں میں مہر کا باندھا جانا عین پیروی رسول اللہ ﷺ ہے۔ آپ ﷺ نے بارہ اوقیے باندھے تھے۔

مہدی موعود علیہ السلام نے گیارہ اوقیے مہر باندھی۔ بفضلہٖ آج تک بھی مہدی موعود کی بعض دختران کی مہر گیارہ اوقیے ہی باندھی جاتی ہے۔

حضرت بندگی میاںؓ نے احتراماً ایک اوقیہ کم فرمادیا اور دس اوقیے باندھے تھے۔ بفضلہٖ بندگی میاں رضی اللہ عنہ کی بعض دختران کی مہر دس اوقیے ہی باندھی جاتی ہے۔

قابل غور بات یہ ہے کہ خاتمین علیہم السلام مسکینوں کے آقا و مولیٰ تھے آج کا کل کے لئے نہ رکھتے تھے اس کے باوجود مہر اوقیوں میں باندھنے کا چلن وہیں سے آرہا ہے۔ اس پر اعتراض کیا معنی؟

شوہر کے لئے مہر کی ادائی لازمی ہے، اور کوئی بھی شوہر یہ نہیں سوچتا کہ اس کو مہر ادا کرنا نہیں ہے یا معاف کروالینا ہے۔ اور دوسری طرف بیوی اشارتاً بھی مہر طلب نہیں کرتی۔

مرد عورت پر حاکم ہونے کے باوجود بیوی کی اس بے نیازی سے خوش رہتا ہے، بہترین سلوک کرتا ہے، اور ہمیشہ دلجوئی کرتا ہے۔ کیا یہ نعمتیں کم ہیں؟ مہر کی رقم بشکل اوقیے ہر دور میں باندھی گئی جو عموماً رقم کے مقابلے میں کئی گنا زیادہ ہوتی ہے۔

اس کے باوجود مہر کی ادائی رکی نہیں، ہر دور میں ادائی جاری رہی ہے۔

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آزرین نے اس حکم قرآنی سے صرف نظر کرلیا ہے۔

سورۂ نساء آیت نمبر (۴) کے تحت عموماً مصدق مرد خوش دلی سے مہر ادا کرتے ہیں کبھی ایسا بھی

ہوتا ہے کہ ادا نہ کرسکیں تو دل میں ارادہ کر لیتے ہیں کہ جلد یا بدیر جب بھی اللہ دے گا مہر کو خوش دلی سے ادا کردیں گے' مدت دراز تک ادا نہ کرسکیں تو اس وقت معافیٔ مہر کی بات آتی ہے لیکن ہمارے دشمن آخری صورت کو پہلی صورت بتلا کر ہمارا وقار گھٹانے کی چالیں چلتے ہیں۔

بلکہ آزرین جیسے لوگ ہر معاملہ میں مصدقین کو گھیرنے کی کوششیں کرتے ہیں۔

ان کا یہی جذبہ ان کو ادائی مہر کی بات میں شدت لاکر مصلحت خداوندی کے تحت ملی رعایتوں یعنی مہلت طلبی اور معافی مہر کو ان کی دانست میں باطل کرنے پر اکساتا ہے۔

دوسری طرف مومنات پہلے ہی مرحلہ پر حسب الحکم خداوندی مہر خوش دلی سے معاف کر دیتی ہیں' انتظار مہر میں خود کا اور فکر ادائی مہر میں شوہر کا وقت ضائع نہیں کرتیں' اس طرح بیوی اور شوہر بناء فکرو تردد ذکر اللہ میں مصروف ہوجاتے ہیں۔ ہر دو یعنی زن وشوہر معافی مہر اور قبولیت معافیٔ مہر کے تحت خود کو خدا کی طرف رجوع کر لیتے ہیں۔

ارشاد باری تعالی: سورہ الزمر ۳۹' آیت نمبر (۵۴) ''اور تم اپنے رب کی طرف رجوع کرو اور اس کے فرمانبردار بن جاؤ''۔

اس اطاعت کے بدلہ میں یہ انعام ملتا ہے کہ

سورہ ءالشوری (۴۲) آیت نمبر (۱۳): ''اللہ تعالی جسے چاہتا ہے برگزیدہ بنالیتا ہے اور جو خدا کی طرف رجوع کرے اسے اپنی طرف رسائی دیتا ہے''۔

بیوی کی طرف سے مہر کی معافی' اس کو اعلی ظرف بنا دیتی ہے اور مال سے بے نیاز بھی۔

دولت سے بے نیازی پر ایک واقعہ: امریکہ میں ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ اگر مجھے مطالعہ کے لئے کتابیں مل جائیں تو میں دس سال بھی باہر نہ نکلوں, دوسرے شخص نے کتابوں اور قیام

وطعام کا بندوبست کر دیا اور کہا اگر تم دس سال تک مسلسل مصروف مطالعہ رہے تو دس لاکھ ڈالر ملیں گے۔

اس شخص نے مطالعہ شروع کیا' دس سال مکمل ہونے میں دو چار دن رہ گئے۔ اور وہ باہر آ گیا، دوسرے شخص نے اس سے کہا کہ دو چار روز مزید ٹھیر جاتے تو دس لاکھ ڈالر کے مالک ہو جاتے۔

اس شخص نے کہا کہ تم نے اتنا علم دے دیا ہے کہ ان دس لاکھ ڈالروں کی مجھے اب ضرورت نہیں۔

اسی طرح بیوی بھی شوہر کے حسن سلوک' ایثار' ہر سرد و گرم میں سینہ سپر ہو جانا اور دلجوئی کرنا' وغیرہ سے خوش ہو کر کبھی ذہن میں بھی یہ بات نہیں لاتی کہ شوہر سے میرے قرض کو وصول کرنا ہے۔

علاوہ ازیں اس کی نظر سورہ البقرہ آیت نمبر ۲۸۰ کے اس مفہوم پر بھی رہتی ہے جس میں مقروض کے ساتھ نرمی برتنے کا حکم دیا گیا ہے۔ ''مطالبے میں نرمی کرو' مہلت دو یا پھر معاف کرو' اسی لئے گروہ مقدسہ میں بیوی عموماً شوہر سے مہر نہیں مانگا کرتی اور اس کے حینِ حیات معاف کر دیا کرتی ہے۔

چونکہ زاویہ نگاہ بدل چکا اس لئے آزرین کے پاس شوہر کا فی الفور مہر کا ادا نہ کرنا اور بیوی کی طرف سے مہر کی معافی قابل اعتراض معاملہ ہے۔ یعنی ہمارا ہر ہنر آزرین کے پاس عیب ہے۔

مہر کا اوقیوں میں باندھا جانا اور عورتوں کی طرف سے طلب نہ کیا جانا یہ ایسے معاملات ہیں کہ بفضل خدا ہمارے ہاں میاں بیوی میں تفریق کے واقعات بہت کم ملیں گے۔ آزرین کا حال: جس کی بات بھاتی ہے تو اس کی لات بھی بھاتی ہے اور جس کی بات نہیں بھاتی اس کی بات بھی بُری لگتی ہے۔

مخالفین کے بعض بے جان اعمال جن کا رواج بعد میں شروع ہوا، آزرین کو پسند ہیں۔

لیکن مہدویوں کے جاندار اعمال جو قدیم سے جڑے ہوئے ہیں اس میں یہ لوگ عیب جوئی کرتے ہیں تا کہ لوگ مہدویت سے برگشتہ ہو جائیں۔

آزرین کے مرعوبیت سے بھرپور اور غلامانہ رجحانات کا جائزہ لیں تو پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے

دوزخ نوازی کے ماہرین کی خدمات حاصل کی ہیں۔ چنانچہ آزرین کی گزشتہ تحریرات اس بات کی گواہ ہیں کہ صرف مہدویت کے انہدام اور ہم کو مرتد بنانے کی مکمل کوششیں کی گئی ہیں۔

معافی مہر کی حکمتیں جو آزرین سمجھ نہ سکے:

آگے بڑھنے سے پہلے معافیٔ مہر کے تعلق سے حکمِ خداوندی پڑھیئے فرماتا ہے۔

سورہ النساء۴۔ آیت نمبر۴: ''عورتوں کو ان کے مہر خوش دلی سے دے دیا کرو اور اگر وہ خوشی سے اس میں سے کچھ معاف کر دیں تو اسے ذوق وشوق سے کھاؤ''۔

اس آیتِ قرآنی کے تحت مردوں کو مہر کی ادائی کرنی ہی ہے، دوسری طرف بیویوں کو مہر معاف کرنے کا حکم دے کر ان کو ایثار و اور بے نیازی کا درس دیا گیا ہے اور اسباب سے نظریں ہٹ کر مسبب الاسباب (خدائے تعالیٰ) کی طرف ہو جاتی ہیں۔ توکل تمام بر ذات خدا کی طرف آجانا خواہ مومنین ہوں یا مومنات، ہر دو کے واسطے بہترین عطیہ خداوندی ہے۔

مہر معاف ہو جانے سے جو رقم مرد کے پاس رہ گئی وہ بیوی کی طرف سے تحفہ ہے جس پر مشکور ہو کر وہ اس رقم کو اپنے تصرف میں لاسکتا ہے، الغرض میاں بیوی کے رشتہ کو مستحکم رکھنے کی اس حکمت کو جاہل آزرین زردار باطل کرنے کوشاں رہتے ہیں۔

لہٰذا معافی ءمہر پر اعتراض بے معنی ہے۔

فقہ شافعیؒ کی رو سے مہر کی تین اقسام ہیں۔

۱۔ مہرِ معجّل: وہ مہر جو نکاح کے وقت ادا کی جاتی ہے، معجّل کے معنی جلدی کرنے کے ہیں۔

۲۔ مہر موجل: وہ مہر جس کی ادائیگی کیلئے مدت مقرر کی گئی ہے، موجل سے مراد وقت کے ہیں۔

۳ ۔مہرِ حال: وہ مہر ہے جس میں تعجیل (جلدی کرنے) یا تاجیل (وقت لینے) کا ذکر نہیں، یہ مہر جب زوجہ طلب کرے ادا کرنا واجب ہے۔(''المبسوط''۔احمد جنگ صفحہ ۴۸۹)

مہر کی ادائی فرض ہے اور اس کو عورت کا بخوشی معاف کرنا بھی جائز ہے۔(کتابِ فقہ نورالہدایہ)

ہم مہدویوں میں جب عقد پڑھایا جاتا ہے تو شرائط شرعیہ کی تیسری شرط قاری النکاح یوں فرماتے ہیں۔''جس وقت زوجہ مہر طلب کرے بے عذر ادا کردے اگر موجود نہ ہو تو وعدہ کرکے ادا کرے یا معاف کروائے۔بہرحال رضامند کرے''۔

آزرین نے یہ سوچا تھا کہ مہر کی معافی صرف مہدویوں میں ہوتی ہے لہذا اعتراض کیا جائے۔

(ملاحظہ کیجئے روزنامہ سیاست جمعہ ایڈیشن مورخہ ۲۱ رمضان ۱۴۳۳ھ مطابق ۱۰ اکٹوبر ۲۰۱۲ء)۔

سوال : کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ عمر کا انتقال ہوا بوقت تجہیز و تکفین حسب رسم مروجہ ہندہ سے مہر معاف کروایا گیا کیا ازروئے شریعت اس طرح مہر معاف ہوجاتا ہے یا اس کی ادائی متروکہ سے ضروری ہے۔

جواب : بشرطِ سوال صورت مسئول عنہا میں عمر کی زوجہ نے بلاجبر و کراہت میت کے ذمہ جو مہر واجب الادا تھا وہ معاف کردیا ہے تو اب متروکہ سے اس کی ادائی واجب نہیں۔عربی عبارت' عالمگیری جلد اول صفحہ ۲۱۶' مجیب مفتی محمد عظیم الدین (ماخوذ از منتخب فتاویٰ)

دوسرا سوال: دیکھئے روزنامہ سیاست جمعہ ایڈیشن مورخہ ۲۹ شوال المکرّم ۱۴۳۴ھ مطابق ۶ ستمبر ۲۰۱۲ء

سوال : زید کا انتقال ہوا میت گھر سے لے جاتے وقت زید کی بیوہ نے زید کے بھائی بہنوں اور دیگر رشتہ داروں کو گواہ رکھ کر روبرو میت پکار کر کہا ''میں زر مہر معاف کی' سب لوگ گواہ رہیں قیامت کے دن''۔ایسی صورت میں کیا زوجہ مہر طلب کرسکتی ہے ؟

جواب : زید کی بیوہ نے میت کے ذمہ سے اپنا مہر معاف کردیا اور اس کے گواہ بھی موجود ہیں۔زید

کے ذمہ سے مہر ساقط ہو گیا' اب زید کی بیوہ کو مطالبہ مہر کا کوئی حق نہیں۔ (مجیب مفتی محمد عظیم الدین)

دونوں سوالات و جوابات کی مختصر تفصیل پڑھئے۔

پہلی صورت میں عورت نے ''حسب رسم مروجہ'' مہر معاف کر دیا۔

دوسری صورت میں عورت کے لئے یہ بہتر تھا کہ گواہوں کی موجودگی میں پکار کر معافی مہر کے اعلان کرنے کے بجائے حسب احکام خدا اور سول خدا ﷺ عدت بیٹھ جاتیں۔

آزرین ذرا غور کرتے تو معلوم ہوتا کہ گروہ مقدسہ مہدویہ کی عورتیں خاموشی سے مہر جو معاف کرتی ہیں' ان کا یہ عمل مبنی بر عالیت ہے بہ نسبت ''رسم مروجہ'' کے۔ اور ''روبرومیت'' یا مہر کی معافی کے اعلان کے۔ (آزرین کا یہ ٹولہ گروہ مقدسہ کے دشمنوں اور منکرین کے کٹر دوستوں پر مشتمل ہے)۔

مہر سے متعلق آزری احکامات

'' بہتر ہے کہ نوشہ اپنی حیثیت کے مطابق مہر مقرر کرے (پہلا حکم) نکاح کے فوری بعد نقد ادا کر دے۔ (دوسرا حکم)۔ ''بہتر ہے کہ'' یوں لکھنا اس اصلاح ساز کے شیونگ کریم لگانے کے مماثل ہے تا کہ شیونگ کے وقت آسانی سے استرا گالوں پر سے اترتا رہے۔

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ آزرین نے نجدی پیالہ پیا ہے، جو مسلمانوں میں نت نئی باتیں لاتے ہیں تا کہ لوگ ان کے ہم خیال بنیں، چنانچہ نکاح کے فوری بعد ادائی مہر کی بات اسی منصوبہ کا حصہ ہے۔

آزرین یہ بھول گئے کہ مہر معجّل باندھی جاتی یا مہر موجل بھی باندھی جاسکتی ہے۔ جس میں ادائی میں مہلت مل جاتی ہے۔ فی الفور ادائی کی ضرورت نہیں۔

بیوی کی طرف سے اپنا مہر خاموشی سے اور خوشنودیٔ خدا کی خاطر معاف کرنا اس کے اخروی فائدوں کے لئے بھی ہے جو اس کی دور اندیشی کی دلیل ہے۔ **(دوسری جلد ختم شد)**

سلسلہ صفحہ (٦) تیسری جلد پر

ا

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

مفہوم فرمان مہدیؑ: ''مہدی اور مہدویان قیامت تک رہیں گے۔''

مہدویت

جاوداں، پیہم رواں، ہردم جواں

(تیسری جلد)

..... از.....

فقیر سید رفعت جاوید (اہل کالاڈیرہ)

ناشر

مہدویہ ویلفیر ٹرسٹ

قریب حظیرہ حضرت بندگی میاں سید راج محمدؒ المعروف بہ حظیرۂ شہیداںؒ چنچل گوڑہ

حیدر آباد .ریاست تلنگانہ.ھند.

ب

﴿جملہ حقوق محفوظ﴾

نام کتاب : مہدویت: جاوداں، پیہم رواں، ہردم جواں (تیسری جلد)

راقم الحروف : فقیر سید رفعت جاوید (اہل کالاڈیرہ)

ای میل آئی ڈی: یس آر جاوید، ایٹ دی ریٹ آف آوٹ 'لک ڈاٹ کام

ماہ وسنِ اشاعت: رجب المرجب ۱۴۳۹ ہجری مطابق اپریل ۲۰۱۸ عیسوی

کمپیوٹر کتابت و کتاب ملنے کا پتہ

۱۔ SAN کمپیوٹر سنٹر، صوبیدار امیر علی خاں روڈ (نئی سڑک)

چنچل گوڑہ، حیدرآباد۔ فون نمبر 9959912642

کتاب ملنے کے مزید پتے:

۱۔ NAS ڈی.ٹی.پی و زیراکس سنٹر، قریب مرکزی انجمن مہدویہ،

روبرو ڈائمنڈ کیفے، چنچل گوڑہ، حیدرآباد۔ فون: 8019328677

۲۔ اے ٹو زیڈ اسٹیشنری، مرکزی انجمن مہدویہ، چنچلگوڑہ، حیدرآباد

طباعت : رگھویندرا گرافکس، 1-9-630/1، اڈکمیٹ روڈ، آر آر ڈی کالج بلڈنگ

ودیانگر حیدرآباد۔, 04027664561,Cell: 9949734563

ناشر : مہدویہ ویلفیر ٹرسٹ، قریب حظیرہ حضرت بندگی میاں سید راج محمدؒ

المعروف بہ حظیرۂ شہیداںؒ چنچل گوڑہ، حیدرآباد۔ تلنگانہ۔ ہند

قیمت

ج

عمل مصطفیٰ ﷺ کا نام دین مہدی ہے۔
یعنی مہدویت!

خصوصیات مہدویت کیا ہیں؟

مہدویت
تعلیم اسلام، تعلیم ایمان اور بذریعہ مہدی موعودؑ تعلیم احسان

جاوداں
حسب فرمان مہدی موعودؑ، مہدویت کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک باقی و برقرار رکھا ہے
اور اس کو رکنے و مٹنے سے محفوظ فرمادیا ہے

پیہم رواں
تعلیمات مہدی موعودؑ جاری و ساری ہیں اور انشاءاللہ تا قیامت رہیں گی

ہردم جواں

مہدویت ہر زمانہ میں پوری توانائی سے برقرار رہی ہے اور انشاءاللہ رہے گی۔
اس کو خدائے تعالیٰ نے ضعف یا پژمردگی سے محفوظ فرمادیا ہے۔

فہرست

نشان سلسلہ	عنوانات	صفحہ نمبر
(۱)	عِدّت	۲
(۲)	مرتدین کا انجام	۱۲
(۳)	تسلسل فراعنہ عصر	۲۱
(۴)	اقرار مہدی، بیدار بختی۔انکار مہدی تیرہ بختی	۵۴
(۵)	احادیث مبارکہ بابت مہدی موعود علیہ السلام	۶۰
(۸)	فرمانِ رسالت مآب ﷺ کی آسان تشریح	۶۳
(۹)	حضرت محبوب الٰہیؒ کا ایک خلافت نامہ	۶۶
(۱۰)	حضور پرنور ﷺ کی مبارک و پرنور سیرت	۷۱
(۱۱)	فقیری و مرشدی کو توڑنے والے بارہ امور	۷۳
(۱۲)	اوصاف مرشد: ارشاد مہدی موعود علیہ السلام	۷۵
(۱۳)	مفید المصدقین (دروس و ارشادات پیش رو)	۸۰
(۱۴)	سیرتِ خلیفہ گروہؓ	۸۷
(۱۵)	پیش رو کے ارشادات جاری ہیں	۹۰

ہ

پیش لفظ

برادران وخواہرانِ قوم!

حسب مراتب قدم بوسی، سلام ودعائیں

لیجئے کتاب مہدویت جاوداں، پیہم رواں، ہردم جواں کی تیسری جلد پیش ہے۔اس میں آپ کے مطالعہ کے لئے ''عدت'' کی مختصر تفصیل ہے۔

ماڈرن اصحابِ فیل کے بچکانہ اعتراضات کا جواب دیا گیا ہے، مرتدین کے انجام سے بھی ڈرانے کو چند سطور پیش ہیں۔

دوفراعنہ کے ساتھ مفتی عبرت ناک کا احوال بھی پڑھیئے۔اس کے علاوہ پروردہ سود فادر ٹریسا کے کردار پر روشنی ڈالی گئی ہے۔تاکہ معلوم ہو کہ دین کے ذریعہ دنیا بنانے والے کس قدر بدنصیب ہوتے ہیں۔ارتداد نے کس قدر مالا مال کیا یہ معلوم نہیں، لیکن دولت ایمان کو کھو کر اگر دنیا ملی بھی تو کیا ملی؟

یہ بھی بتلایا گیا کہ تصدیق مہدیؑ بیدار بختی ہے اور انکار مہدی بدبختی،

علاوہ ازیں مہدویوں کی یہ خوش نصیبی بھی بیان کی گئی کہ وہ افعال مبارکہ جس کو حضور پرنور ﷺ نے بہ نفس نفیس انجام فرمائے تھے اور جن کا حکم مسلمانوں کو ارشاد نہیں فرمایا تھا بہ صدقہ حضور پرنور مہدی موعود علیہ السلام ہم پر فرض ہیں یہی وہ انفرادیت ہے جو روئے زمین پر ہم کو عمل کی شرط کے ساتھ ممتاز و ممیّز کرتی ہے، خدانخواستہ بے عملی رہی تو پھر ہم بہت نیچے آجاتے ہیں بلکہ مہدی موعود نے تو باعمل مقبول، بے عمل مردود فرمادیا ہے،

اللہ تعالیٰ ہم تمام کو باعمل بنائے، اپنا بنا کر رکھے، اپنا بنا کر اٹھائے۔آمین (دوسری جلد ختم شد)

(تیسری جلد)

سلسلہ صفحہ (۱۱۲) دوسری جلد سے

حال ہی میں ایک مہدوی صاحب نے کسی صاحب کو دس ہزار روپئے بطور قرض دیئے۔ اور تاکید کی کہ ہر مہینہ آپ کو ایک ہزار روپئے مجھے لاکر دینے ہوں گے۔

ہر مہینہ یہ صاحب رقم لاتے رہے۔ تاکہ ''سود'' کی رقم بروقت پہنچتی رہے۔ دس مہینے کے بعد قرض دینے والے نے لینے والے صاحب سے کہہ دیا کہ آپ کا قرضہ آپ نے ادا فرمادیا۔ کیونکہ ہر ماہ آپ نے جو رقم مجھے دی وہ سود نہیں تھا بلکہ ادائی تھی۔

عاشقوں کے گروہ میں ایسی باتوں کا چلن عام ہوتا ہے۔ کسی کا انتقال ہوجاتا ہے تو چالیس دن کے اندر کم از کم (ان دنوں یعنی) تیسرا یا چوتھا' دسواں' بیسواں اور چہلم اور پانچ جمعرات اس طرح کم از کم نو بار میّت کی قبر پر جاکر پھول اُتارے جاتے ہیں اور فاتحہ پڑھی جاتی ہے بفضل خدا و بہ طفیل خاتمینؑ میت کے عذاب قبر میں کمی ہوتی جاتی ہے۔

جبکہ آزرین اور ان کے فکری آقا ایک بار دفن کرکے آتے ہیں تو پھر دوبارہ قبر پر جانے کی زحمت ہی گوارہ نہیں کرتے۔

مہر کی ادائی یا معافی یہ شوہر اور بیوی کا آپسی معاملہ ہے۔ اس میں اعتراض درست ہے؟

ویسے بھی عام کلیہ یہی ہے کہ ازدواجی زندگی میں سب سے زیادہ اہمیت باہمی اعتماد' اخلاص اور وفاداری کی ہوتی ہے' جہاں وفاداری ہو' نیک چلنی ہو' نیک نیتی و خلوص اور بھرپور خلوص ہو تو ان نعمتوں سے بڑھ کر کوئی دولت نہیں ہوتی۔ یاد رکھیئے! نجدی فہم و فکر رشتوں کو جوڑتا کم ہے اور توڑتا زیادہ ہے۔

عدّت:

خدانخواستہ کسی خاتون کے شوہر کا انتقال ہوجائے تو یہ خاتون، حکمِ خدا وحکمِ رسول ﷺ کے تحت بلاتاخیر عدت بیٹھ جاتی ہے۔

حسب الحکم آیت قرآنی: ترجمہ: جو لوگ فوت ہوجائیں اور عورتوں کو پیچھے چھوڑیں/ چھوڑ جائیں تو ان کو چاہیئے کہ چار مہینے اور دس روز تک انتظار کریں۔ (سورہ البقرہ آیت نمبر ۲۳۴)

حدیث شریف: اس عورت پر جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتی ہے حلال نہیں ہے کہ کسی میّت پر تین روز سے زیادہ احداد (سوگ) کرے۔ سوائے شوہر کے جس کے لئے چار مہینے دس دن احداد (سوگ) کرے۔ ان احکام پر بلا لحاظ عمر، (ضعیف یا جوان) خدانخواستہ شوہر کے انتقال یا علٰحدگی پر عورت عدت بیٹھ جاتی ہے۔

دوسری حدیث شریف: جس کا شوہر فوت ہوجائے نہ پہنے پیلا لباس اور نہ سرخ اور نہ زیور اور نہ رنگے بدن کو اور نہ سرمہ لگائے۔

گروہ مقدسہ میں بھی کوئی عورت خدانخواستہ بیوہ ہوجاتی ہے تو وہ بحکمِ خدا اور رسول ﷺ عدت بیٹھ جاتی ہے اور جن باتوں کا حکم دیا گیا ہے ان پر چلتی ہے، اس طرح احکاماتِ خدا اور رسول ﷺ پر عمل آوری بلا رکاوٹ جاری رہتی ہے۔

دورانِ عدّت میں بیوہ کسی کام کے لئے باہر نکل سکتی ہے؟

یہ سوال آنے پر ایک مصدق نے کہا کہ حضور پرنور امام مہدی موعود علیہ السلام نے ہمیشہ عالیت پر چلنے کا حکم فرمایا ہے، اس خاتون کے یہی بہتر ہوگا کہ وہ خدا پر توکل کرے، اسباب اللہ تعالیٰ بنادے گا کہ اس کو باہر جانے کی ضرورت نہ ہوگی، خواہ سرکاری کام کے لئے ہو یا خریدی وغیرہ کرنی ہو۔

بالخصوص مصدقات کا کام ہے کہ مذکورہ خاتون کی مدد کریں تا کہ انہیں باہر نکلنا نہ پڑے۔اس طرح ہر

دو کو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوگی۔

یعنی ایام عدت چار ماہ دس دن کی تکمیل تک اُسی جگہ رہتی ہے باہر نہیں نکلتی' پردہ کی سخت پابندی کو ملحوظ رکھتی ہے اور فی الحال ممنوعات مثلاً رنگین کپڑے' زیور' خوشبو' سرمہ' زیب وزینت جیسے چوڑیاں وغیرہ سے اجتناب کرتی ہے تو خدا کی خوشنودی کے صدقے میں اس کے درجے بلند ہوتے ہیں۔

نوٹ:۔ یہ پابندیاں ایام عدت تک ہیں، اس کے بعد بیوہ چاہے تو عقدِ ثانی کر سکتی ہے جس پر کوئی پابندی نہیں ہے بلکہ اجازت ہے۔

فرامین خدا اور رسول ﷺ کی یہ پابندی عدت میں بیٹھنے والیوں کو نماز و ذکر کا پابند بنا دیتی ہیں۔

اور ان میں خود احتسابی آجاتی ہے، خود احتسابی کا مطلب خود کے اعمال وافعال کا جائزہ لینا، اس کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ زیادہ نیکیاں کرنے کا جذبہ بڑھ جاتا ہے۔اور سب سے بڑی نیکی ہر سانس کو ذکر اللہ سے معمور کر دینے کی دعا اور کوشش ہوتی ہے۔

اس طرح ان کے درجات بلند ہوتے جاتے ہیں۔ میکے والے اور سسرال والے دونوں عدت کی پوری پابندی کرواتے ہیں اور اس عرصہ میں بیوہ کی راحت کا خیال رکھا جاتا ہے۔

گروہ مقدسہ میں بفضلِ خدا اعمال کی پابندی واقوال کی احتیاط ہے مثلاً خدانخواستہ زن وشوہر میں علیحدگی ہو جائے تو ناپسندیدہ لفظ کے بجائے شوہر نے چھوڑ دیا یا دونوں میں علیحدگی ہوگئی کہتے ہیں

تسلسل فراعنہ عصر

بچکانہ آزری اعتراضات، اور ان کے جوابات

''مردے کی بخشش کے لئے عامۃ المسلمین میں تدفین کا کام انجام دینے والا مرحوم کے خاندان کا کوئی بزرگ گڑگڑا کر کہتا ہے.....

ترجمہ: مغفرت فرما' رحمت نازل کر اور جنت میں داخل کر' حاضرین انکساری سے آمین کہتے ہیں

ہمارا جواب: ''آداب دعا یہی ہیں کہ خدائے تعالیٰ کو گڑگڑا کر اور چھپا کر پکارا جائے' بلند آواز سے دعا کرنا حسبِ ارشادِ مبارک حضور پرنور ﷺ گویا حد سے آگے بڑھ جانا ہے۔

نقل ہے کہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور صحابہ رضی اللہ عنہم خیبر کے جہاد سے واپس ہوئے تو کلمہ بلند آواز سے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خفا ہو کر فرمایا'' کہ تم نہیں پکارتے ہو کسی بہرے یا غائب کو اور بیشک تم پکارتے ہو اُس کو جو سننے والا قریب ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں کہیں تم رہو''۔

ہمارا ایمان ہے کہ خدائے تعالیٰ ہماری شہ رگ سے قریب ہے، خدائے تعالیٰ علیم و بصیر ہے دلوں کی پوشیدہ باتوں سے تک واقف ہے۔

اور حسبِ حکمِ خداوندی' الاعراف ۷ آیت ۵۴: ''اپنے رب سے عاجزی اور پوشیدہ طور پر دعا مانگو بے شک وہ (ان بیان کردہ) حدوں سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا''۔

حضور پرنور ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے کچھ لوگ ایسے ہونگے جو طہارت اور دعا میں حد سے آگے بڑھ جائیں گے۔

بحمد اللہ مہدویوں کے پاس دعا عجز و انکساری سے کی جاتی ہے اس طرح احکاماتِ خدا و رسولؐ پر چلنے کی توفیق نصیب ہو جاتی ہے۔

مرتدین کی طرف سے جو باتیں تلقین کی جاتی ہیں وہ محض ان کی مخالف مہدویت' یرقانی سوچ کا قصور ہے کہ ہر چیز پیلی ہی نظر آتی ہے۔

مکروہ تحریمی کی آزری تلقین:

دوسرا اعتراض :.....''اس کے برخلاف غیر مہدوی حضرات جنازے کے پیچھے سبحان اللہ، الحمدللہ الخ کی تسبیح کرتے چلتے ہیں''۔

ہمارا جواب : قارئین کرام: ماڈرن اصحابِ فیل کے رگ وریشے میں غیر مہدویوں کی عزت اور تعظیم بسی ہوئی ہے اسی لئے ''غیر مہدوی حضرات'' کی رٹ رہتی ہے۔

میت کے پیچھے بالجہر کچھ پڑھتے ہوئے جانا مکروہ تحریمی یعنی حرام کے قریب ہے، لیکن آزرین جو منکرین کی ذہنی غلامی میں گرفتار ہیں مومنین کو اس فعل کی تلقین کر رہے ہیں، اور چاہتے ہیں کہ مومنین بھی منکرین کے رنگ میں خود کو رنگ کر ان کے قدموں پر خود کو گرالیں۔ اور آزرین شائد یہی چاہتے ہیں کہ عالیت پر عمل ہماری ایک امتیازی شناخت کو ہم، آزرین کے آقاؤں کے روبرو مٹالیں۔

جب کہ مہدی موعودؑ کے صدقہ وطفیل سے اللہ تعالیٰ نے ہم مہدویوں کو اس فعل یعنی مکروہ تحریمی سے محفوظ رکھا ہے، جس پر ہم پروردگار کے شکرگزار ہیں۔

ہم مہدوی میت کے ساتھ جب چلتے ہیں تو خاموش ذکر کرتے ہوئے اور اپنی موت کو یاد کرتے ہوئے چلتے ہیں، اور ہمارا یہ عمل مہدی موعود علیہ السلام کے صدقے اور طفیل سے جاری ہے اور انشاءاللہ قیامت تک جاری رہے گا۔

بعد انتقال لڑکے کا خواب میں آنا:

سوال : میں سعودی عرب میں رہتا ہوں، میرے ایک اچھے ملاقاتی ہیں وہ صومالیہ سے تعلق رکھتے ہیں ان کے جواں سال لڑکے کا انتقال ہوگیا ان کے معاشی حالات مستحکم نہیں تھے۔

وہ اپنے لڑکے کو اپنے ملک تدفین کے لئے واپس نہ لے جاسکے، یہیں پر تدفین ہوگئی۔

خاص بات یہ ہے کہ جب سے لڑکے کی تدفین ہوئی ہے وہ ہر روز اپنے والد کے خواب میں آتا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے یہاں کیوں دفن کیا ہے؟

اس کی وجہ سے والد بہت پریشان ہیں کوئی صورت سمجھ میں نہیں آ رہی ہے۔ بچے کو واپس لے جانا ممکن ہی نہیں ہے۔ایسی صورت میں شریعت کیا رہنمائی کرتی ہے بیان کریں تو بڑی مہربانی ہوگی۔(ای میل) (روزنامہ سیاست یکم ستمبر ۲۰۱۳ء روزاتوار مذہبی سوال وجواب)

جواب: ''والد کو چاہئے کہ وہ اپنے مرحوم لڑکے کے لئے دعائے مغفرت اور ایصالِ ثواب کریں' ایصالِ ثواب کے لئے کوئی مخصوص اعمال نہیں' قرآن کی تلاوت' تسبیح' تہلیل' تحمید' درود شریف' کوئی بھی صدقۂ نافعہ کا ثواب مرحوم کے لئے ایصال کیا جاسکتا ہے۔ بالخصوص جمعہ کے دن قبر کی زیارت کی جائے اور موقع ہو تو سورہ یٰسین کی تلاوت اور گیارہ مرتبہ سورہ اخلاص پڑھا جائے''۔

بظاہر اس واقعہ کی وجوہات یوں ہوسکتی ہیں۔

تبصرہ: سعودی کے نجدی وہابی مطوّے' یا مقوّے نے دفن کیا' اور وہ اعمال جن سے میت کو فائدہ ہوتا جیسا کہ سننے میں آتا ہے اس مقوّے نے نہیں کیئے۔

مثلاً تدفین کے بعد نہ تو درود و فاتحہ کا تسلسل' نہ ہی ایصال ثواب کے لئے تلاوت قرآن کا کوئی اہتمام اور نہ ہی پکوان کر کے غرباء و مساکین کو کھلایا گیا۔ حتیٰ کہ غریب کی قبر پھول کی ایک پنکھڑی یا سبزہ کو ترس گئی، پانی کو خوشبودار کر کے (عود دے کر) بغرضِ ایصالِ ثواب لوگوں کو نہیں پلایا گیا ہو۔ حالانکہ حدیث شریف میں یوں آیا ہے کہ ''روحیں خوشبو سے اس طرح بہرہ مند ہوتی ہیں جس طرح گھوڑی سونگھ کر اپنے بچھڑے کو پہچان لیتی ہے اور خوش ہوتی ہے۔

(حدیث شریف ماخوذ از جوامع الکلم اردو ترجمہ ملفوظات خواجہ بندہ نوازؒ صفحہ ۱۹۴)

آزرین کے اعتراضات کے جواب میں ہم چند سطور اور لکھ رہے ہیں۔

مندرجہ ذیل باتوں کو ہم بلا چوں وچرا مانتے اور عمل کرتے ہوئے آئے ہیں۔ ہمارے ذہنوں میں بھی ان باتوں کے خلاف کوئی معمولی سی بات بھی نہیں آتی۔ مثلاً

☆ باپ کے سامنے بیٹا مرجائے تو اس بیٹے کی اولاد محروم الورث قرار پاتی ہے۔

☆ نماز جیسی افضل ترین عبادت خواتین کے معمولات کے دنوں میں قطعی معاف' قضاء کی بھی ضرورت نہیں جبکہ روزوں کی قضاء واجب ہے۔

☆ عورت باوجود کمزور ہونے کے مرد کے مقابلے میں میراث میں کم حصہ پاتی ہے۔

☆ مذاہب کی بات آئے تو مذہب اسلام' عیسائی مذہب یا یہودی مذہب کہا جاتا ہے۔ لیکن ائمہ اربعہ رحم اللہ اجمعین نے جو فقہ مدون فرمائی تھی اس کو بھی مذہب کہا جاتا ہے۔ مثلاً کسی مسئلے میں ''یہ حضرت امام اعظمؒ کا مذہب ہے'' یا یہ ''حضرت امام شافعیؒ کا مذہب ہے'' کہا جاتا ہے۔

آہ آزرین! ایک نفسیاتی جائزہ

بچپن میں کسی کو سخت مالی مشکلات رہی ہوں یا اپنوں نے ذہنی طور پر اس کو اذیت پہنچائی ہو، حقارت سے دیکھا ہو' یا کمتر جانا ہو' پھر تعلیم' اہم معاملات میں یا جائز خواہشات کی تکمیل میں تنگدستی کی وجہ سے محرومیاں رہی ہوں تو پھر بچپن کی یہ محرومیاں تلخیوں میں بدل جاتی ہیں۔

ان تلخیوں کی برداشت ختم ہونے پر آزرین بے ادبی اور گستاخی پر اُتر آتے ہیں جس کی پاداش میں یہ مذہب سے دور ہوتے چلے جاتے ہیں' تنگدستی کے علاوہ دل آزاری بھی آزرین کو جنم دینے کا باعث بنتی ہے۔

ہمارے سماج میں دو قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔ ایک وہ جو محروم افراد کی مالی مدد کرتے ہیں ہمت افزائی کرتے ہیں جبکہ دوسری قسم کے لوگ محروم افراد کی کوئی مالی مدد نہیں کرتے بلکہ ہمتوں کو پست کر دیتے ہیں' اور بعض اوقات حقارت بھرے سلوک سے بھی باز نہیں آتے۔

اس وقت محروم شخص میں ان دوسری قسم والوں سے سخت قسم کی عداوت اور دشمنی آ جاتی ہے۔اور ذہن میں نفرت کے لاوے کھولتے رہتے ہیں۔دھیرے دھیرے یہ نفرت بڑھنے لگتی ہے۔محرومی جوں کی توں رہی تو اس نفرت کے اظہار کو راستہ نہیں ملتا۔نتیجہ میں محروم اندر ہی اندر گھٹتے رہتا ہے۔یا تھوڑی سی چیخ وپکار کر کے خاموش ہو جاتا ہے۔

لیکن اس محروم شخص کی محرومی دور ہو جائے اور اس کے پاس دولت آنی شروع ہو جائے تو پھر یہ دبی ہوئی نفرت کو اظہار کے لئے راستہ مل جاتا ہے اور ایسا شخص پوری شد ومد کے ساتھ ہر چیز یا ہر شخص بلکہ مذہب کو بھی مسترد کرتا چلا جاتا ہے۔

اس کے بعد اس کو خیال آتا ہے کہ فرد کو بھی اصلاح کے نام پر ٹارچر کروں اور مذہب کی اصلاح کے نام پر اہل مذہب کو بھی ٹارچر کروں۔

بس اسی جنون میں وہ گڑبڑا جاتا ہے اور وہ دشمنوں سے جا ملتا ہے۔اور ان کی خدمات کو خریدتا ہے۔اور ان سے حملے کرواتا ہے۔اس طرح اس کی تسکین ہوتی جاتی ہے لیکن پھر بھی اس کا اندرونی اضطراب کسی قیمت پر ختم نہیں ہوتا۔

اس کی مثال ایسی ہے کہ اس کا ہی زرخرید آقا (آقا وہ ہے جو اس کو بغاوت کے حربے تلقین کرتا ہے، اور ہر آزر اس جیسے کو آقا مانتا ہے) چاہے تو آپ اس کو آزرین کافکری آقا بھی کہہ لیں کیونکہ آزرین اس کے فکری غلام بن کر رہ جاتے ہیں۔

زرخرید آقا اس کے مذہب کی توہین کرتا ہے اور اپنے محسن غلام کی خوشنودی کی خاطر اہل مذہب کو ٹارچر کرنے کے حربے سکھلاتا ہے اور آزرین اس پر عمل کرتے ہیں۔

اہل مذہب اس کی بات کا کوئی جواب نہیں دیتے' خاموش ہو جاتے ہیں، یہ خاموشی ہر آزر کو کھلتی ہے، اور وہ کود پڑتا ہے اور چیلنج کرتا ہے کہ میرے زرخرید آقا (مولانا.....) کا جواب دو۔ورنہ میں یہ

سمجھوں گا کہ انہوں نے جو کچھ بھی لکھا ہے وہ حق ہے۔

آزر کا یہ جنون اس کی دولت آنے کے بعد سے ہی شروع ہو جاتا ہے۔ چوں کہ ذاتی طور پر وہ اس قابل نہیں ہوتا کہ خود ٹارچر کر سکے تو امکان ہے کہ وہ رقمی خرچ پر کئی علماء (ملاؤں) کو خرید لیتا ہے۔

الغرض بات تھی اندرونی نفرت کی جو پہنچتے پہنچتے مذہب کو ڈھانے کی مذموم کوششوں تک جا پہنچی اور پھر اہل مذہب کی کھال بھی اتاری جانے لگی۔

بہرحال آزرین کے تعلق سے بہت کچھ لکھا جا چکا' کہاں تک سنو گے' کہاں تک سناؤں؟

کسی آزر کی عمر ممکن ہے چالیس سال ہو' کسی کی پچاس' اور کوئی ساٹھا پاٹھا ہو، کسی نے ستر سال کو عبور کر لیا اور کوئی اسّی سال کا ڈنگرا (جمرہ عقبہ یعنی بڑا شیطان) ہو گیا ہو۔

ایسے آزرینِ قریب الختم میں سے کوئی بھی ہو داعیٔ اجل تشریف لائے اور کہا چلئے! تو ہاں کہنے کے سوا چارہ ہی کیا رہے گا۔ اب اس بات کا اللہ ہی کو علم ہے کہ داعی اجل کب آئیں گے۔ صبح یا شام یا اندرون ہفتہ یا مہینہ' کہا نہیں جا سکتا۔ پھر بھی ہر آذر کے لئے یہ ایک آیت اس کو توبہ پر لا سکتی ہے:

سورہ محمد (۴۷) آیت (۳۴) ''جو لوگ کافر ہوئے اور اللہ کے راستے سے (لوگوں کو) روکا، پھر کفر کی حالت میں ہی مر گئے تو اللہ ان کو ہرگز نہیں بخشے گا''۔

ہم کو آزرین کے ہونے والے حشر پر تشویش ہے کیونکہ مہدویت کو ڈھانے کی ہر ممکن کوشش انہوں نے کر لی۔ اب بھی توبہ نہ کی تو پھر یہ پڑھ لیں۔ سورہ المنافقون آیت نمبر ۳ میں فرما دیا گیا ہے کہ

''یہ اس لئے کہ یہ (پہلے) ایمان لائے پھر کافر ہو گئے پس ان کے دلوں پر مہر لگا دی گئی''۔ اس آیت سے معلوم ہو رہا ہے کہ حضرت امام نامیراں سید محمد مہدی موعود علیہ السلام کی تصدیق کرنے کے بعد کوئی انکار کر دیں تو ان کے دلوں پر مہر لگ جاتی ہے۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ ہر مرتد جو مہدویت کو منہدم کرنے پر تُلا ہوا رہتا ہے اسم مبارک مہدی

آنے پر مہدیِ موعود علیہ السلام ضرور کہے گا تا کہ آپ اس کو مہدوی سمجھیں۔

آزرین کے لئے چند سطور قلم بند کئے جا رہے ہیں۔ وہ غور کریں کہ محض نفس کے فریب یا اپنی بے عزتی کا بدلہ لینے وہ کس حد تک گر گئے؟ جہاں سے نکلنا ان کے بس میں نہیں، حالانکہ ان جیسوں کی پیدائش موعودہ قوم میں ہوئی۔ جیسا کے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اے ایمان والو اگر تم میں سے کوئی اپنے دین سے (عملاً) پھر جائے تو اللہ عنقریب ایک ایسی قوم کو لائے گا جس سے اللہ محبت کرے گا اور وہ (قوم کے لوگ) اللہ سے محبت کریں گے۔'' جو مومنوں کے حق میں نرمی کریں گے۔ اور کافروں کے مقابلے میں بڑے سخت ہوں گے۔ اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے یہ اللہ کا فضل ہے وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے اور اللہ بڑی کشائش والا اور جاننے والا ہے۔ (سورہ المائدہ ۵۔ آیت ۵۴)

☆ چنانچہ قوم مہدیؑ وجود میں آ چکی۔

☆ اللہ تعالیٰ اس قوم سے محبت فرماتا ہے۔

☆ قومِ مہدیؑ بھی اللہ تعالیٰ کی ذات سے محبت رکھتی ہے۔

☆ افرادِ قوم کی یہ خصوصیت ہے کہ وہ مومنوں کے حق میں نرم رہتے ہیں۔

☆ اور کافروں کے حق میں سخت ہوتے ہیں۔

آزرین کے ہم نوا (گرہ کٹ) یہ ضرور پڑھیں:

آزرین جیسے مرتدین و منافقین، اور چور کے بھائی گرہ کٹ جیسوں کی مکّارانہ چالیں کیا ہوتی ہیں اور ان کے ساتھ ہمارا برتاؤ کیسا ہونا چاہیئے ان آیات سے رہنمائی ملتی ہے۔

آیاتِ قرآنیہ سورۂ آل عمران (۳) آیت نمبر ۷۲: (کافر کہتے ہیں) ''جو کتاب ایمان والوں پر نازل ہوئی اس پر صبح میں ایمان لاؤ اور شام میں اس کا انکار کر دو''۔

ایسا کہنا نہ صرف کافر کہتے ہیں بلکہ منافقین اور مرتدین کی بھی یہی رٹ رہتی ہے جس سے بچ کر چلنا بے حد ضروری ہے۔ خدانخواستہ ان کا وار ہم پر چل گیا تو پھر ہم دوزخ سے قریب ہو جاتے ہیں۔

ارشاداتِ الٰہی:

۱۔سورۂ الممتحنہ (۶۰) آیت نمبر ۱: ''اے ایمان والو میرے راستے میں لڑنے اور میری خوشنودی کی غرض سے نکلے ہو تو میرے دشمنوں کو دوست نہ بناؤ''۔

خدا کے دشمنوں کو دوست بنانے والوں کو ہلاک کرنے کا ارشاد خداوندی آپ نے اسی کتاب میں اگلے صفحات میں آپ پڑھیں گے (حضرت یوشع بن نون علیہ السلام پر جو وحی آئی تھی)۔

۲۔سورۂ الممتحنہ (۶۰) آیت نمبر ۱۳: ''اے ایمان والو تم ان لوگوں سے دوستی مت کرو جن پر اللہ غصہ ہوا ہے''۔

۳۔سورۂ التوبہ (۹) آیت نمبر ۲۳: ''تم اپنے باپ کو بھائیوں کو اگر وہ ایمان کے مقابلے کفر کو پسند کریں تو ان سے دوستی مت رکھو اور تم میں سے جو ان کو دوست بنائے گا سو وہی لوگ گناہ گار ہیں''۔

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا جا رہا ہے کہ:

۴۔سورۂ التوبہ (۹) آیت نمبر ۸۴،: ''اور (منافقین اور مرتدین) میں سے اگر کوئی مر جائے تو ان میں کسی پر نماز نہ پڑھیئے اور نہ کبھی ان کی قبر پر کھڑے ہونا (برائے فاتحہ) اس لئے کہ یہ اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کرتے ہیں اور وہ مرے بھی تو نافرمان ہی مرے''۔

۵۔سورۂ التوبہ (۹) آیت نمبر ۱۱۴: ''اور ابراہیمؑ کا اپنے باپ کے لئے بخشش مانگنا تو ایک وعدہ کے مطابق تھا جو اس سے کر چکے تھے، لیکن جب ان کو معلوم ہو گیا کہ وہ خدا کا دشمن ہے تو وہ اس سے بیزار ہو گئے بلاشبہ ابراہیمؑ بڑے نرم دِل و بردبار تھے۔

مرتدین کا انجام:

سورۂ آل عمران ۳۔آیات ۹۰اور۹۱:

''مگر جو لوگ ایمان لانے کے بعد کافر ہوگئے، پھر کفر میں بڑھتے گئے ایسوں کی توبہ ہرگز قبول نہ ہوگی اور یہی لوگ گمراہ ہیں۔

یقیناً جو لوگ کافر ہوگئے اور حالتِ کفر میں ہی مر گئے تو ان سے زمین بھر سونا بھی اگر وہ بطورِ فدیہ دیں تو ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا، ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا اور ان کے لئے کوئی مددگار بھی نہ ہوگا''۔

سورۂ آل عمران ۳۔آیت نمبر ۱۰۶:

''جس دن بہت سے چہرے سفید (روشن) ہوجائیں گے اور بہت سے چہرے سیاہ ہونگے پس جن کے چہرے سیاہ ہونگے (اُن سے کہا جائے گا) کیا تم ایمان لانے کے بعد کافر ہوگئے سو (اب) اس کفر کے بدلے عذاب (کا مزہ) چکھو۔''

ارشادات مبارکہ حضور پرنور محمد رسول اللہ ﷺ

(۱) ''ایمان کے باب میں بہت مضبوط دستاویز وہ دوستی اور دشمنی ہے جو خدا کے واسطے ہو''

مومنین کا برتاؤ مرتدین کے ساتھ کیسا رہے؟

(۲) ''جس نے کسی بدمذہب کی تعظیم کی تو اس نے اسلام کو ڈھانے میں مدد دی''

(۳) ''بدمذہب اگر بیمار پڑیں تو ان کی عیادت نہ کرو۔

اگر مرجائیں تو ان کے جنازے میں شریک نہ ہو۔

ان سے ملاقات ہو تو انہیں سلام نہ کرو۔

ان کے پاس نہ بیٹھو۔

ان کے ساتھ پانی نہ پیؤ ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ۔

ان کے ساتھ شادی بیاہ نہ کرو۔

اور نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو۔ (دوسری اور تیسری حدیث کے لئے دیکھئے روزنامہ رہنمائے دکن حیدرآباد مورخہ ۱۴/ اگست ۱۹۸۴ء)۔

سماجی طور پر ایسی دوری ضروری ہے' کیونکہ حکم رسول اللہ ﷺ کے تحت ایسا کیا جارہا ہے' جبکہ کسی متعدی مرض (تپ دق) کے مریض کے ساتھ احتیاط برتی جاتی ہے' یا آشوب چشم کے مریض کی آنکھوں کی طرف نظر نہیں کی جاتی ورنہ آپ کی آنکھوں میں شدید تکلیف ایسی ہوگی جیسے آنکھوں میں کنکر پھر رہے ہوں۔

تینوں احادیث مبارکہ کی روشنی میں:

آزرین یا ان کے جیسے منافقین و مرتدین کے محفل میں آنے پر بڑھ کر سلام کرنا غلط' ان کو بلوانا' ان کی محفلوں میں جانا غلط' ان کی عیادت کو جانا یا مرنے پر جنازے میں شرکت کرنا غلط۔

علاوہ ازیں ان کے ساتھ کھانے پینے' شادی بیاہ کرنے یا نماز پڑھنے وغیرہ کی سخت ممانعت واضح ہوتی ہے۔ اگر خدانخواستہ ہم نے ان کی تعظیم کی یا ممنوع باتوں یا غلط باتوں پر عمل کیا تو ہم نے خود اپنے مذہب کو ڈھانے میں (ان کی) مدد کی۔ بلکہ ہم نے بھی حصہ لیا۔

نہ صرف یہ بلکہ مصدقین میں سے کسی نے ان کی تعظیم کی اور احکامات خدا اور رسول خدا ﷺ کے خلاف آزرین کی تعظیم کی اور ممنوع باتوں کی سنی ان سنی کردی بلکہ خلاف ورزی کی تو ڈر ہے کہ خدانخواستہ ایسے مصدق یا مصدقین کا حشر بھی آزرین کے ساتھ نہ ہو۔

مومنین، آزرین کے جیسوں سے کسی خوش فہمی میں مبتلا نہیں ہوتے کیونکہ وہ اس ارشادِ خداوندی پر یقین رکھتے ہیں کہ یہ (منافقین) (پہلے) ایمان لائے اور پھر کافر ہوگئے پس ان کے دلوں پر مہر لگادی گئی۔

خدا کی لگائی ہوئی اس مہر کو کون کھول سکتا ہے؟

اس لحاظ سے آزرین اور ان کے جیسوں سے قطع تعلق کرنا یعنی دور رہنا جس طرح خونخوار درندوں سے احتیاط کی جاتی ہے اس سے بڑھ کر دوری اور احتیاط مومنین ومومنات کے حق میں اور اپنے ایمان کو بچانے کے لئے ضروری ہے۔

ورنہ بے احتیاطی سے خونخوار درندوں کی غذا یا دوزخ کا ایندھن بن جانے کا ڈر ہمیشہ لگا رہتا ہے۔ یہ احتیاط عموماً تمام مومنین ومومنات کے لئے نفع بخش ہے۔

خاص طور پر آزرین' عبدالقادر' توڑ پھوڑ اسمعیل اور نیم مفتی عبرتناک اور فادر ٹریسا وغیرہ کے گھر کے لوگ ہوں، یا ساتھ روابط رکھنے والے، ان تمام کے لئے بھی احتیاط لازمی ہے کہ ایسوں سے دور رہیں ورنہ اپنے ایمان کے داؤ پر لگ جانے کا خطرہ ہمیشہ لگا رہے گا۔ چونکہ کفر وارتداد اور ایمان ایک جگہ یا ایک دل میں نہیں رہ سکتے۔

سورۂ تحریم نمبر (٦٦) کی گیارہویں آیت میں یوں فرمایا گیا ہے۔

فرعون کی بیوی بی بی آسیہ رضی اللہ عنہا نے یوں دُعا فرمائی تھی کہ اے میرے رب میرے لئے بہشت میں اپنے پاس ایک گھر بنا اور مجھے فرعون اور اس کے عمل (کفر) سے محفوظ رکھ اور مجھ کو ظالم لوگوں سے نجات دے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ آزرین اور ان کے جیسوں کے چنگل میں پھنسے ہوئے تمام مومنین و مومنات کو بی بی آسیہ ؓ کی طرح دعا گو بنادے اور ان کی دعاؤں کو قبول فرمائے۔ آمین

دعا ہے کہ خدائے تعالیٰ ہم سب کو نفس اور شیطان کے فریب سے بچائے۔

قبل ازیں بیان کردہ احکامات کو بالائے طاق رکھنے والے لوگ جو (آزرین، نیم مرتدین بلکہ مکمل مرتدین) سے ان کی زندگی تک تو برابر روابط رکھتے ہیں' لیکن ایک خوش آئند بات یہ بھی ہے کہ کل کو آزرین میں سے کوئی بنا ترک توبہ مرجائے تو شرکت سے گریز ضرور کریں گے۔

کیونکہ کسی کوتوالِ شہر کی باندی مری تو شہر امنڈ پڑا لیکن جب کوتوال مرا تو بھیڑ اتنی نہ تھی' کیونکہ

سخاوت کرنے والے یا ڈنڈے برسانے والے وہ ہاتھ یا گالیاں بکنے والے وہ لب خاموش تھے، نتیجہ اس کا یہی نکلتا ہے کہ آزرین کے ساتھ بچھا جانا ان کی زندگی تک ہی تھا۔

بنا توبہ وترک کل کو کوئی آزر یا اس کا کوئی ہمنواء مرجائے اور وہ آنجہانی کہلائے تو امکانات اس بات کے ہیں کہ قرعہ اندازیاں ہوں گی، غسلِ میّت، نماز جنازہ میں شرکت جبکہ آزرین ساری عمر ترک دنیا کی اور تارکین دنیا کی مخالفت بلکہ مہدویت کو ڈھانے کی کوششیں کرتے رہے تھے۔

ہماری قومی اصطلاح ''گروہ کا بلاوہ'' ہے۔

اس تعلق سے دو مکتب فکر ہیں، پہلے کا یہ خیال ہے کہ سو آدمی جب آئیں گے اور دعا کریں گے تو معلوم نہیں کس کی دعا میں کیا اثر ہو اور میت کو فائدہ پہنچے، پرواہ نہیں کہ کچھ رقم خرچ کرنی پڑے۔

دوسرے مکتب فکر کا یہ خیال ہے کہ اس طرح بلوانے کے بجائے ان حضرات کے گھروں تک للہ جو بھی دینا چاہ رہے ہیں پہنچا دیا جائے، بلوانے سے ان کے توکل میں تھوڑا سا فرق اور ذکر وفکر میں خلل آسکتا ہے۔ جس مقصد کے تحت یہ رقم بھیجی جارہی ہے اللہ تعالیٰ علیم وبصیر ہے وہ ضرور میت کو اس کا ثواب عطا فرمادے گا۔ بندہ نے نیکی کا ارادہ کیا اور فرشتہ نے حسب الحکم خداوندی لکھنا شروع کر دیا الغرض گروہ کے بلاوہ کا جو مقصد ہے وہ ان فقرائے کرام بشمول مرشدین کرام کو بلوائے بغیر بھی حاصل ہوسکتا ہے۔

لیکن آزرین کے لئے دونوں صورتیں بے فیض ہی رہیں گی، کیونکہ بتوں کے عشق میں جنہوں نے عمر گزاری تھی وہ وقت اخیر کیا مسلمان ہوکر مرے؟

ناوانوں کی ان نادانیوں (خدا و رسول ﷺ کی طرف سے ممانعت کے باوجود مردہ کا غسل، نماز جنازہ اور تدفین (کی کوششوں) کے باوجود کسی بھی قسم کا مرتد یہی کہے گا کہ

اس قدر بارِ معاصی ہے الٰہی توبہ
بیٹھے جاتے ہیں جنازے کے اٹھانے والے

تدفین کے لئے گھر والے اس کو کسی تکیہ (مخالفین مہدی کے بعض قبرستانوں کو ''تکیہ'' کہا جاتا ہے) میں دفن کرنے کے بجائے ہمارے ہی کسی حظیرے میں سماجی رتبے یا سماجی حیثیت کے واسطے دفن کرنا چاہیں گے، اور شاید پیش کرنے والوں کی طرف سے قبر کے لئے جگہ بھی پیش کر دی جائے۔

آزرین کی مرعوبیت سے بھرپور کوششوں سے ہمارا دل جو شدید زخمی ہوا اس وجہ سے ہم نے بھی بہت کچھ لکھ ڈالا ہے۔

ہر آزر سے ہمدردی ہو چلی ہے اور آزرین مان لیں تو ایک مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ اللہ کی رحمتوں سے مایوس نہ ہوں، اور گزشتہ زندگی پر نظر ڈالیں تو پتہ چلے گا کہ زندگی پوری ریشہ دوانیوں اور شمعِ حق کو بجھا دینے کی آرزو میں ضائع چلی گئی۔ جبکہ اگر وہ اس بات کو پیش نظر رکھتے تو شائد ایسی آرزو نہ کرتے۔

ع روشنی گر ہو خدا کو منظور
آندھیوں میں چراغ جلتے ہیں

پھر بھی اللہ کی رحمت وسیع اور کشادہ ہے، توبہ واستغفار کریں ورنہ آنے والے عذاب سے ان کو کوئی نہ بچا سکے گا۔

ارشادِ باریٔ تعالیٰ: سورۃ النساء آیت نمبر ۱۴۵ تا ۱۴۷: ''بے شک منافقین دوزخ کے سب سے نیچے درجہ میں ہونگے اور تم ان کا کسی کو مددگار نہ پاؤ گے''۔

ہر آزر قریب الختم کے لئے یہ آیات حوصلہ دلانے والی ہیں کہ خدا کی رحمت پر بھروسہ کرے اور سچے دِل سے توبہ کرے۔

سورہ نساء ۴۔ آیت ۱۴۶ ''جنہوں نے توبہ کی اور اپنی حالت کی اصلاح کر لی اور اللہ (کی رسی) کو مضبوط پکڑا اور اپنے دین کو اللہ کے لئے خالص کر دیا تو ایسے لوگ ایمان والوں کے ساتھ ہوں گے اور اللہ عنقریب ایمان والوں کو بڑا ثواب دیگا''۔

ایضا۔ آیت ۱۴۷۔ (اے منافقو) تم کو خواہ مخواہ عذاب دینے سے اللہ کو کیا حاصل ہونے والا ہے، اگر تم اس کے شکر گزار بنو اور اس پر ایمان لے آؤ تو اللہ قدر شناس اور دانا ہے''۔

آزرین نے سچے دل سے توبہ کر لی اور اپنی حالت کی اصلاح کر لی اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھروسہ کیا تو پھر اللہ تعالیٰ کی رحمتِ بے کراں سے یہی بھرپور اُمید ہے کہ آزرین کا حشر مومنین کے ساتھ ہوگا اور اللہ تعالیٰ اُن کو ثواب عطا فرمائے گا اس سلسلہ میں ہر آزر اس مشورہ پر چلے۔

سب سے پہلے تو اس فتنہ کے بانی کا کام ہے کہ گزشتہ برسوں کی تمام ریشہ دوانیوں کا حساب لے کہ کتنے برسوں یہ مشغلہ جاری رہا کتنے ذہنوں کو میں نے مسموم اور مسمار کر دیا؟ کتنے دشمنان دین ملاٹوں پر اور کتنی رقم طباعت پر خرچ کی اور خفیہ طریقوں سے اس کو پھیلانے کے لئے کتنی رقم خرچ کی؟ تو اس سے چار گنا بلکہ دس گنا زیادہ رقم ان ریشہ دوانیوں کی تردید میں خرچ کرے تا کہ بھٹکے ہوئے لوگ واپس آجائیں خرچ کے باوجود لوگ نہ آئیں تو اس کا وبال اسی فتنے کے سر رہے گا۔

ہر آزر رات کو اٹھے، وضو کرے، دوگانہ پڑھے اور رو رو کر اللہ تعالیٰ کی جناب میں اپنے گناہوں کی خاص طور پر قلمی اور زبانی دل آزاریوں کی معافی مانگے اس کے بعد ارواح خاتمین علیہم السلام سے بھی معافی کا خواستگار ہو۔

پھر اس کے بعد صحابہ کرامؓ تابعین و تبع تابعین، مرشدین کرام، فقرائے کرام (جو وصال پا چکے) حتیٰ کہ کاسبینِ گروہ مقدسہ بھی جو انتقال فرما چکے ہیں، تمام کی ارواح سے معافی مانگے۔

پوشیدہ گناہ کی پوشیدہ توبہ ہے اور علانیہ گناہ کی علانیہ توبہ ہے۔ اسی طرح تحریر کی مدد سے جو جگر چھلنی ہوئے ہیں اس کے ازالہ کے لئے تحریری معذرت نامہ از بس ضروری ہے۔

''کہ میں خدائے تعالیٰ کو حاضر و ناظر اور خاتمینؑ کو نزدیک جان کر قوم کے ہر فرد عورت، مرد، بچے تمام سے معذرت خواہ ہوں کہ نفس کے ورغلانے پر میں بہت دور چلا گیا تھا اور کافی بہک گیا تھا۔

جس طرح میں بہک گیا تھا اسی طرح کوئی اور نہ بہک جائے، اس کو میرے موجودہ حشر پر خوب غور کرنا چاہیئے کہ آج میں کس بلا میں گرفتار ہوں؟ مجھے معافی نہ ملی تو پھر میرے لئے دوزخ ہے۔

الغرض ہر بہکنے والے کو میری اس حالت سے سبق لینا چاہیئے۔ نیز جو لوگ میرے ساتھ اخلاص کا برتاؤ کرتے تھے وہ بھی میرے پیچھے ہیں' کیونکہ انہوں نے میری خوشنودی کی خاطر انہدام مہدویت کی میری کوششوں کو روکا نہ تھا۔

وہ دراصل میرے دوست نہ تھے بلکہ دشمن تھے' نہ صرف میرے بلکہ مہدویت کے بھی دشمن تھے' چور کا بھائی گرہ کٹ کے مصداق، آج ان کو بھی سزا سے کوئی بچا نہیں سکتا۔

میری پچھلی تحریرات جو اصلاح کے نام پر تھیں وہ دراصل انہدام کی کوششیں تھیں۔ ان تمام کو میں مسترد کرتا ہوں۔ آپ حضرات بھی مذکورہ مواد کو مسترد کر دیں۔

اور تائب کے حق میں دعا کریں کہ مجھے معافی مل جائے اور مجھے گروہ پاک کے ایک ادنیٰ فقیر کی حیثیت سے بقیہ زندگی گزارنے کی توفیق ملے تا کہ میرا شمار تائبین کی فہرست میں ہو۔

اس کے بعد بھی گناہوں کی لمبی فہرست باقی ہی رہے گی۔ اس کے لئے دعا کریں کہ میں بیمار رہوں اور یہ سلسلہ طوالت پکڑے حتیٰ کہ گھر والے بھی میری خدمت سے ہاتھ اٹھالیں۔

اس بے رخی سے مجھے جو تکلیف ہوگی وہ میرے گناہوں کی بخشش کا باعث ہو جائے گی۔

جسمانی تکالیف سے بھی میرے گناہ دھلتے چلے جائیں گے۔ لیکن قریبی عزیزوں کے خدمت نہ کرنے سے جو مجھے ذہنی اذیت ہوگی وہ میری مغفرت کے لئے مزید کارگر ثابت ہوگی۔

کیونکہ میں نے افراد قومی کو کافی اذیت پہنچائی تھی، بہرحال حسب فرمانِ مہدی موعودؑ ''مومن کی پاکی کھاٹ پر'' چنانچہ میں طویل عرصہ تک بیمار ہو کر بستر پر رہوں اور اس کے بعد میرا انتقال ہو''۔

ہر آزر کی نجات ایسا ہی کرنے میں ہے ورنہ خدانخواستہ بنا ترک وتوبہ کوئی بھی آزر مر جاتا ہے تو

عذاب سے بری نہیں ہوگا۔

سورۂ نساء کی آیات ۱۴۶ اور ۱۴۷ جہاں امید دلاتی ہیں وہیں پر درج ذیل آیات خوف اور ناامیدی کے باعث بنتے ہیں پھر بھی ناامید نہ ہوں اب یہ اللہ کی مرضی پر ہے چاہے دعا کو قبول فرمائے یا قبول نہ فرمائے۔

سورۂ آل عمران آیت نمبر (۶۹) کافروں کی ایک جماعت تو یہی چاہتی ہے کہ وہ تم کو گمراہ کردے حالانکہ یہ اپنے سوا کسی کو گمراہ نہیں کررہے ہیں مگر وہ نہیں سمجھتے۔

سورۂ آل عمران آیت نمبر (۸۶) اللہ ایسے لوگوں کو کس طرح ہدایت دے گا جو ایمان لانے کے بعد کافر ہوگئے؟

سورۂ آل عمران آیات (۹۰۔۹۱) مگر جو لوگ ایمان لانے کے بعد مرتد ہوگئے پھر کفر میں بڑھتے گئے ایسوں کی توبہ ہرگز قبول نہ ہوگی اور یہی لوگ گمراہ ہیں۔

یقیناً جو لوگ کافر ہوگئے اور حالتِ کفر میں مرگئے تو اِن سے زمین بھر سونا بھی اگر وہ بطورِ فدیہ دیں تو ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔ اِن کے لئے دردناک عذاب ہوگا اور ان کے لئے کوئی مدد نہ ہوگی۔

آزرین نے پورے اخلاص کے ساتھ بار بار دعا مانگی تو اللہ غفور رحیم ہے وہ معاف فرمادے گا۔ کیونکہ اس کی رحمت وسیع ہے، پھر بھی آزرین کو معافی ملے گی یا نہ ملے گی اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ توبہ کا در ابھی بند نہیں ہوا ہے اس لئے ناامید ہونے کی کوئی ضرورت نہیں۔

اب رہ جاتے ہیں وہ آزرین جو توبہ کرنے یا اپنا تجزیہ کرنے کو کسرِ شان سمجھتے ہیں اور اپنے خیالات میں ہی گرفتار رہنے کو پسند کرتے ہیں تو پھر مومنین کو یہ مضبوط ارادہ کرلینا چاہیئے کہ ان آزرین کو کسی قسم کی مروت یا احترام ہرگز فراہم نہ کریں۔

اور طئے کرلیں کہ ان توبہ سے باز رہنے والوں کے ساتھ ان احادیث مبارکہ پر عمل کرنے کی حتی

المقدور کوشش کریں جن کا ذکر اس سے پہلے آچکا ہے۔

مومنوں نے ترک وتوبہ سے گریز کیا تو ڈر ہے کہ خدانخواستہ آزرین بے ترک جیسا ان کا بھی حشر نہ ہو اللہ تعالی مومنوں کی حفاظت فرمائے اور مومنوں جیسا ہی حشر فرمائے۔

دعا ہے کہ خدائے تعالیٰ ہم سب کو نفس اور شیطان کے فریب سے بچائے اور خاتمین علیہم السلام، سیدین وصحابہ رضوان اللہ علیہما اجمعین اور بزرگانِ دین رحم اللہ اجمعین کے صدقے اور وسیلے سے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنا بنا رکھے اور اپنا بنا کر اُٹھائے آمین ثم آمین۔ (قصہء آزرین ختم شد)

سلسلۂ فراعنہ عصر

(تیسرا فرعون)

مودودی مئے کا ایک میخوارِ بدمست

گزشتہ چند برس پہلے ابوالاعلیٰ مودودی کے ایک ہمنوا جو مہدوی گھرانے میں پیدا ہوا تھا، اس کا نام تو اور تھا، ہم اس کو رہزن کہیں گے، کیونکہ اس کی وجہ سے اس کے کئی افراد خانہ نے مہدویت کو چھوڑ دیا، رہزن نے گمراہ کرنے اور قوم میں دہشت پھیلانے کی ناکام کوششیں بھی کی تھیں۔

مرشدین کو خطوط لکھتا رہا، جواب ملنے پر اس میں پھر سوال، پھر جواب کے بعد پھر سوال آخر میں حضرت ڈاکٹر سید علی اطہر صاحب قبلہ یداللّٰہی نے جب بذریعہ قلم اس کی کھال اتارنی شروع کی تو چپ ہو گیا بلکہ لاجواب ہو کر بیرون ملک چلے گیا، بعد میں وہیں اس کا انتقال ہو گیا۔

اس کے انتقال کی بات اخبار میں یوں آئی کہ فلاں مسجد میں نماز جنازہ غائبانہ ادا کی گئی۔ اس غائبانہ نماز کا اہتمام کرنے والوں کی نظر سے بد مذہبوں کے تعلق سے غالباً یہ آیت نہ گزری تھی کہ ''(کافروں میں سے) اگر کوئی مرجائے تو آپ اس (کے جنازے) پر نماز نہ پڑھیئے۔

اور نہ (دفن کے لئے) اس کی قبر پر کھڑے رہو کیونکہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا انکار کیا اور نافرمانی کی حالت میں مرے۔''

غائبانہ نمازِ جنازہ کے اہتمام کرنے والوں کو اس حدیث شریف کا بھی خیال نہیں آیا۔

حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: ''بدمذہب اگر بیمار پڑیں تو ان کی عیادت نہ کرو۔ اگر مرجائیں تو ان کے جنازہ میں شریک نہ ہو ان سے ملاقات ہو تو انہیں سلام نہ کرو۔ ان کے پاس نہ بیٹھو ان کے ساتھ پانی نہ پیو ان کے ساتھ کھانا نہ کھاؤ۔

ان کے ساتھ شادی بیاہ نہ کرو ان کے جنازہ کی نماز نہ پڑھو، اور نہ ان کے ساتھ نماز پڑھو''۔

(راوی حضرت ابوہریرہؓ۔ ماخوذ از کتاب ''جماعت اہل حدیث کا فریب'' دہلی)۔

رہزن جیسوں سے احتیاط رکھنے کے لئے آیت شریف اور حدیث شریف کا جو حوالہ دیا گیا ہے اس پر غور کیجئے۔

رہزن کی تحریرات موجود ہیں: ''مہدیؑ کی شخصیت پر ایمان کو ضروری سمجھنا گویا یہ سمجھنا ہے کہ نبوت و رسالت کا دروازہ کھلا ہے یا یہ سمجھنا کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ کے پیغام ہدایت کو اس کے بندوں تک پوری طرح نہیں پہنچایا بلکہ کچھ کوتاہی کر دی''۔

اور ایسی کوتاہی کی تلافی کے لئے گویا ایک ''مزید مستند'' شخصیت کی ضرورت ہے''۔

اس کا گمراہ کن منشاء یہ باور کروانا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد مہدی موعود نہ آئیں گے۔

یعنی اس کے خیال میں نعوذ باللہ مہدی کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

منصب مہدی کی نفی کرنے کے لئے اس نے اپنی تمام ذہنی صلاحیتیں صرف کر دی تھیں۔

اس جوش تعصب (جو ذات مہدیؑ سے تھا) اس کو یہ پتہ نہ چل سکا کیا کفر بک گیا؟ (بلکہ اپنے خرمنِ ایمان کو خود اپنے ہاتھوں سے جلا ڈالا)۔

حضرت ڈاکٹر سید علی اطہر صاحب قبلہ یداللّٰہی نے اس پر گرفت کرتے ہوئے تحریر فرمایا کہ:

''مولف صاحب کی تحریر سے یہ تاثر پیدا ہوتا ہے کہ آدم علیہ السلام سے رسول اللہ ﷺ تک سلسلۂ نبوت چلا آ رہا ہے گویا وہ کوتاہیوں کی تلافیوں کا ایک طویل سلسلہ ہے۔

کہ ایک نبی کے بعد دوسرا مستند نبی آیا اور پھر ''مزید مستند'' اس طرح تکمیل دین پر نہ صرف یہ سلسلۂ نبوت ختم ہوا بلکہ کوتاہیوں کی تلافی کا قصہ بھی کوتاہ ہو گیا''۔

غالباً اس تحریر کو پڑھ کر وہ بلبلایا بھی تھا کہ میری بات کا غلط مطلب اخذ کیا گیا یا میرا منشاء ایسا ہرگز نہیں تھا وغیرہ۔ اللہ تعالیٰ عمر دراز کرے ڈاکٹر صاحب قبلہ کی جو رہزن کو بتلا دیا کہ کتنی ٹھوکریں محض بغض مہدیؑ کی وجہ سے اس نے کھائی ہیں۔

نوٹ: مودودی لٹریچر کے سبب ان کی ذہن سازی ہوئی تھی۔ لہذا اس کا کریڈٹ آنجہانی مودودی کو ہی جائے گا۔

''انکار مہدیؑ کفر'' کے فرامینِ رسول اللہ ﷺ کو جھٹلانا:

رہزن نے لکھا ''مہدیؑ کی آمد کے سلسلہ میں جتنی احادیث ملتی ہیں جس پر احادیث متواترہ کا اطلاق ہوتا ہے ان میں سے کسی حدیث میں بھی یہ بات بیان نہ کی گئی کہ مہدی کا انکار کفر ہے۔''

(انکار مہدی کو کفر ماننا منکرین اور مرتدین کے لئے نہایت تلخ گھونٹ ہوتے ہیں)۔

رہزن ''یہ ایک مجرد خبر ہے یا ایک پیشین گوئی ہے اس پیشین گوئی کو صحیح نہ ماننا گویا احادیث متواترہ کو جھٹلانا ہے اس بناء پر کفر ہو سکتا ہے اگرچہ کہ ان احادیث کی صحت علماء کی نظر میں مشتبہ ہے''۔

رہزن نے اس تحریر کے ذریعہ اپنے پڑھنے والوں کو یہ باور کروایا کہ مہدی موعود علیہ السلام کا انکار کفر نہیں البتہ اگر کفر ماننا ہی ہے تو اِن پیشین گوئیوں کو جو احادیث متواترہ سے ملتی ہیں کفر مان لو۔

قارئین کرام! فرامینِ خدا، رسول خدا اور مہدی موعودؑ ''انکار مہدی کفر'' منکرین اور مرتدین کے

لئے نہایت ناپسندیدہ بات ہے، اسی وجہ سے انکار مہدی کفر کی بات سے عمداً فرار اختیار کیا جاتا ہے۔

دوسری بات ہم کو گمراہ کرنے کے لئے لکھا: ''علماء کی نظر میں احادیث کی صحت مشتبہ ہے''۔

الغرض مہدی موعود علیہ السلام کی تصدیق کی طرف عامۃ المسلمین کو نہ آنے دینے کے لئے اس نے ایڑی چوٹی کا زور لگا لیا تھا۔

مہدیؑ کی بیعت کو بیعت خلافت سے ملا دیا۔ اور لکھا کہ بیعت کرنا ایمان لانے کے مترادف نہیں بلکہ قیادت کو تسلیم کرنا ہے جیسا کہ ابوبکرؓ و عمرؓ سے بیعت کی گئی تھی۔

ڈاکٹر صاحب نے جواب میں فرمایا۔ اب لکھنے والے موصوف ہی بتائیں کہ کیا بیعت الرضوان' ایمان کی گواہی کی بیعت تھی یا نہیں جس پر اللہ نے خوشنودی کا اظہار فرمایا۔

اس طرح برف پر سے رینگ کر مہدیؑ سے بیعت کرنے کی تاکید کیا مہدیؑ کے مامور من اللہ ہونے اور ان کے مرتبہ کی بلندی کی طرف صاف اشارہ ہے یا نہیں؟ مہدیؑ کی بیعت سے انکار مامور من اللہ کا انکار ہے اور کفر ہے۔ کیا ابوبکرؓ اور عمرؓ کی بیعت کا انکار بھی کفر ہے؟

ہر وہ مسلمان جس نے مہدی موعود آمد و گزشت کا اقرار کیا ہے اس کے لئے لازم ہے کہ وہ صرف حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے فرامین پر نظر رکھے اور بزرگان دین کی سیرتوں کا مطالعہ کرے اور ارشادات پر عمل کرے اسی میں اس کی فلاح ہے۔

اس سے ہٹ کر مہدویوں کے خلاف تحریروں اور تقریروں کو مسترد کر دے' اگر دشمنوں کا وار ہم پر چل گیا تو پھر جہنم سے قریب ہو جانے کا ہر وقت خطرہ یا اندیشہ لگا رہے گا۔

گمراہ کن سوالات اور ان کے بھرپور جوابات:

رہزن کو مودودی گھٹی نے برباد کر دیا تھا، اس نے بھرپور کوشش کر لی تھی کہ مہدوی' مہدی موعود علیہ السلام کی تصدیق سے پلٹ جائیں۔ اس سلسلہ میں اس کے چند سوالات ہیں جس کو حضرت ڈاکٹر

سید علی اطہر صاحب قبلہ یداللّٰہی نے جوابات دے کر لاجواب کر دیا تھا۔

اعتراض: کیا قرآن میں کہیں مہدی یا مہدوی کا لفظ آیا ہے؟

حضرت کا جواب : صحائف آسمانی توریت، زبور اور انجیل میں کہیں اسلام یا مسلمان کا لفظ آیا ہے؟

اعتراض : کتب احادیث میں مہدی کی جو علامات بتائی گئی ہیں وہ حضرت سید محمد جونپوری میں نہیں پائی جاتیں اور احادیث مہدی کے بارے میں علماء میں سخت اختلاف ہے۔

جواب : صحائف میں بنی اسحاق کے بھائیوں سے آخری پیغمبر کے آنے کی خبر دی گئی تھی۔ لیکن پیغمبر ﷺ پیدا ہوئے بنی اسماعیل میں۔ اور آپ ﷺ پر دلیل اخلاق کی بناء پر ایمان لایا گیا۔ علمائے اسلام نے تمام تر اہمیت دلیل اخلاق کو دی ہے پیشین گوئیوں کو نہیں۔

اعتراض : احادیث مہدی میں اختلاف کی وجہ سے مسئلہ مہدیت غیر اہم ہے۔

جواب : فریضۂ نماز کی ادائیگی کے طریقوں میں ائمہ کرام میں سخت اختلاف ہے۔ کیا اس اختلاف کی وجہ سے نماز کو غیر اہم سمجھ کر چھوڑ دیا جائے گا؟

اعتراض : (بحوالہ آیت) اس قدر تاکید کے بعد کوئی سوچ بھی سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کچھ تعلیمات بچا کر رکھ چھوڑی ہوں گی۔ ایسا ہرگز ہرگز ممکن نہیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ کو تاکید کر دی گئی تھی کہ اگر تم نے پوری طرح بندوں کو ہماری ہدایت نہ پہنچائی تو گویا رسالت کا حق ادا نہ کیا۔

جواب : بخاری شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے دو برتن پائے۔ ایک کو ظاہر کر دیا اور دوسرے کو ظاہر کروں تو میرا گلہ کٹ جائے گا۔

اس سے پتہ چل رہا ہے کہ بعض تعلیمات خاص خاص اصحابؓ کو دی گئی تھیں۔ حسب حکم خداوندی آپ ﷺ نے پوری پوری تعمیل فرمادی اور اصحابؓ کو ان کی قابلیت کے مطابق تعلیم دی۔

اس کی ایک اور مثال حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا یہ ارشاد سورہ النحل کی اس آیت سے ہے کہ

ترجمہ آیت: ''اے نبی ﷺ پروردگار کی طرف حکمت اور نیک نصیحت سے بلاؤ۔''

حضرتؓ نے فرمایا: ''اس آیت کی تفسیر جو مجھے معلوم ہے بیان کروں تو میرے بھائی مجھے سنگسار کردیں گے''۔

معترض کے مذکورہ اعتراضات کا لب لباب انکار مہدی ہی ہے۔ جواباً عرض ہے کہ مہدی موعودؑ کی پرنور ذات کے تعلق سے دس آیات اور آپؑ کے گروہ مقدسہ کے تعلق سے آٹھ آیات موجود ہیں۔ ان آیات کے باوجود پھر انکار کیا معنی رکھتا ہے؟

علاوہ ازیں سینکڑوں احادیث مبارکہ مہدی موعودؑ کے تعلق سے آئی ہیں اکابرین اہل سنت کے کئی بزرگوں نے مہدی موعودؑ کی بڑی اہمیت بتلائی ہے۔ جیسی کہ حضور ﷺ کی تھی۔

چنانچہ ابن عربیؒ نے فرمایا ''اظہار حقائق الٰہیہ اسرارِ غیب کا بیان بندوں کے لئے رشد وہدایت وغیرہ پس ان کا بیان خاتم الاولیاء کے ذریعہ ہوگا اور وہ مہدیؑ ہیں۔ ہمارے نبی ﷺ پر اور ان (مہدیؑ) پر اللہ کا درود وسلام ہو۔

حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامیؒ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ خاتم ولایتِ محمدیؐ (مہدیؑ) کی طرح حقائق واسرار کے اظہار پر مامور نہ تھے بلکہ آپ کو اسرارِ ولایت کو چھپانے کا حکم دیا گیا تھا۔ (نوٹ: ہر دو بزرگ یعنی حضرت ابن عربی اور حضرت جامی رحم اللہ اجمعین مہدی موعود علیہ السلام سے پہلے رحلت فرما چکے ہیں)۔

مذکورہ حوالوں سے یہ نہ سمجھا جائے کہ یہ (مہدویت) صوفیاء یا فلسفیوں کا مذہب ہے۔ درحقیقت اس کی بنیاد حدیث اور قرآن پر ہے۔

گرو (مودودی) کی طرح رہزن بھی ہندومت سے متاثر تھا۔

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ مبارک کا مفہوم یوں ہے کہ ''جس نے اپنے نفس کو پہچانا اُس نے اپنے رب کو پہچانا''۔

جس طرح مودودی گئے گزرے تھے اسکا اثر ان کے اس پٹھے پر بھی تھا، چنانچہ ''عرفانِ حقیقت'' کے متعلق حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد مبارک کو اس نے بدل دیا۔

اور یوں لکھ مارا کہ اُپنشدوں (ہندو مذہبی تصانیف) کو جو تین ہزار سال قبل مرتب کی گئی تھیں ان کی تعلیمات کی روح عرفانِ حقیقت ہے، جسے اُپنشدوں کی زبان میں ''برہما گیان'' کہا جاتا ہے''۔

یعنی معرفت کو رہزن نے برہما گیان بتا کر یوں رہزنی کی۔

۲۔اس نے لکھا ''اللہ کو وحدہ لاشریک ماننے کا عقیدہ اُپنشد کے ایکم ودیتم سے ماخوذ ہے''۔

رہزن کی مکروفریب سے بھرپور تحریر پر چند سطور راقم فقیر نے تحریر کئے ہیں:

اس طرح اس نے مماثلت کے بجائے ماخوذ بتلانے کی جرأتِ (کافرانہ) کی تھی۔

(۳) قرآن حکیم میں یوں آیا ہے: اپنے پروردگار کا نام یاد کر اس کی طرف منقطع ہو جا جیسا کہ منقطع ہونا چاہیئے۔(سورہ مزمّل)

ہندومت سے متاثر:

اس آیت کی تفصیل کے تعلق سے اس نے لکھا ''منقطع عن ماسویٰ اللہ'' قرآنی حکم ہے۔

اس کے بعد ''تبتّل'' کو اُپنشد کا ''ویراگ'' قرار دیا۔

(۴) رہزن نے حضور پرنور ﷺ کے مبارک عمل کے تعلق سے اس طرح کفر کلامی کی۔

حضور پرنور ﷺ نے دعوئے نبوت کے بعد نہ تو کوئی کسب فرمایا اور نہ ہی کوئی تجارت فرمائی بلکہ حکم قرآنی ''پس توکل کیجئے اللہ پر'' کے حکم خداوندی کے تحت عمل فرماتے رہے۔

اس کی پیروی میں خاص طور پر صحابہ کرام، اصحاب صفہ رضی اللہ عنہم، بزرگان دین، اولیا کرام اور

صوفیائے کرام رحم اللہ اجمعین کا عمل رہا۔

بفضل خدا' رسول اللہ ﷺ اور مہدی موعود علیہ السلام کے طفیل سے اللہ پر توکل کرنے کا یہ عمل گروہ مقدسہ مہدویہ میں آج بھی جاری وساری ہے اور انشاء اللہ تا قیمت جاری رہے گا۔

لیکن بد بخت رہزن نے فقرائے کرام پر تیر چلایا' البتہ مکاری سے فقرائے گروہ مہدویہ یا مرشدین گروہ مہدویہ لکھنے کے بجائے لفظ صوفی استعمال کیا' یوں لکھا:۔

''صوفی حضرات کی شخصی ضروریات کھانا، کپڑا اور مکان وغیرہ کا مہیا کرنا ''غیر صوفی دنیاداروں'' کے ذمہ آجاتا ہے۔ کیونکہ ترکِ دنیا میں ترکِ کسب بھی شامل ہے ورنہ توکل کے مغائر سمجھا جاتا ہے گویا مشائخین اور بزرگ دنیاداروں کی کمائی پر زندگی بسر فرماتے ہیں''۔

اس فرعون صفت کی گرفت اور تردید ضروری ہے:

۱۔ اللہ پر توکل کرتے ہوئے ترک دنیا کی جاتی ہے' اور کسی دنیادار پر یہ ذمہ داری نہیں ہوتی کہ وہ کسی متوکل (فقیر یا مرشد) کی ضروریات کی تکمیل کرے۔ بھروسہ صرف خدا پر کیا جاتا ہے۔

۲۔ ہر متوکل کے لئے یقیناً ترک کسب ضروری اور لازمی ہے۔ ترک کسب کی برکت سے ہی توکل تمام برذاتِ خدا پر چلنے کی راہیں کھلتی جاتی ہیں، ترکِ کسب کے بغیر توکل نہیں آسکتا۔

۳۔ دنیا داروں کی کمائی فقرائے کرام کے لئے نہیں ہوتی۔ یہ لوگ اپنی کمائی کو پاک کرنے کے لئے للہ دینے کے لئے کچھ رقم ضرور لاتے اور اللہ دیا کہہ کر دیتے ہیں۔ جس کا انحصار اللہ تعالی کی توفیق پر ہے۔ مرشدین وفقرائے کرام کی طرف سے اس کو قبول کرنا خاتمین کریمین صلی اللہ علیہما وسلم کی پیروی اور اطاعت کے تحت ہے۔

اور یہ فتوح محدود اور موقتی ہوتی ہے' ما باقی دنوں کی ضرورتوں کی تکمیل منجانب خدائے تعالی کسی ظاہری ذریعہ سے فرمادی جاتی ہے۔

اس طرح متوکلین صرف خدا کے بھروسہ پر ہی اپنی زندگی بسر فرماتے ہیں۔ کسی دنیادار یا کسی مرتد

کے بھروسہ پر زندگی ہرگز نہیں بسر فرماتے ہیں اور نہ ہی کسی کے بھروسہ پر ترک دنیا کرتے ہیں۔

اسی طرح کسی معاند یعنی دشمن مہدی کی دی ہوئی فتوح کو قبول کرنے میں احتیاط برتی جاتی ہے اس بگڑے کے سدھرنے کی امید میں لیں بھی تو خود کے استعمال میں نہیں لایا جاتا۔

متوکلین پر جان لیوا حملہ کر دینے کے بعد بھی اس عیار و مکار رہزن نے خود کو مودب ظاہر کرنے کی بڑی اچھی اداکاری کی ہے۔ جیسا کہ اس نے لکھا:

''گویا مشائخین اور بزرگ، دنیاداروں کی کمائی پر زندگی بسر فرماتے ہیں''۔

کر رہزن یہ سمجھ بیٹھا تھا کہ نعوذ باللہ خدائے تعالیٰ علیم و بصیر نہیں ہے۔ اسی لئے اس نے حملہ کے باوجود احترام کی اداکاری خوب کی تھی؛ جس پر آج بھی یا عذاب جاری ہوگا۔

ایسے ہی مکّار کے لئے کسی شاعر نے یہ کہا تھا کہ ع

ان سے ضرور ملنا سلیقے کے لوگ ہیں
سر بھی قلم کریں گے بڑے احترام سے

حضور پرنور ﷺ کے اس مبارک عمل پر اتنا سخت حملہ شائد ابوجہل یا ابی لہب نے بھی نہ کیا تھا۔

مزید اعتراضات:

دین کی تکمیل ہو چکی کوئی ایسی تعلیم باقی نہ رہی جس کے لئے ایک مامور من اللہ کی ضرورت ہو۔

☆ احادیث مہدی بعض علماء کی نظر میں مشتبہ ہیں۔

☆ مہدی پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی ہدایت بندوں تک پوری پوری طرح نہ پہنچائیں۔

☆ جبکہ قرآن میں منصبِ مہدیت کوئی منصب ہی نہیں۔

حضرت ڈاکٹر سید علی اطہر یداللّٰہی قبلہ کے جوابات:

واضح اور بیان کرنے والی کتاب (قرآن شریف) کی مختلف تفاسیر کیوں لکھی گئیں؟

نماز جیسے اہم معاملہ میں ائمہ نے قرآن سے کیوں کر مطابقت کی اور قرآن سے استفادہ کے باوجود ان میں اس قدر اختلاف کیوں ہے؟

شارح سفر سعادت میں مروی ہے کہ اصول مسائل سے ۱۲۵ مسئلے ایسے ہیں جن میں امام شافعیؒ کو امام ابوحنیفہؒ سے اختلاف ہے۔

کیا اس سے یہ بات ثابت نہیں ہوجاتی کہ ائمہ کے اختلاف کو رفع کرنے کے لئے ایک مبین کتاب (کتاب کے بیان فرمانے والی ہستی پرنور) کی ضرورت ہے جو مامور من اللہ ہو۔

اکثر اہل عرب مرتد ہوگئے۔ کتاب کی وضاحت سے وہ مطمئن نہ ہوسکے۔ مانعین زکوٰۃ سے قتال کے مسئلہ پر صحابہ کرام میں اختلاف عظیم برپا ہوا اور حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنی ذاتی رائے سے قتال فرمایا۔ کیا کتاب کی وضاحت ان تمام کو ان اختلافات سے روک سکی؟

حضرت عمرؓ و عثمانؓ کی شہادت، جنگ جمل و جنگ صفین کے وقت جلیل القدر اصحاب رسول ﷺ کا ایک دوسرے کے مقابل صف آراء ہوجانا۔ کیا اس کو معاملات سیاست وحکومت میں قرآن پر عمل سمجھتے ہیں؟

سیاسی اختلافات کا تصفیہ بھی اس دور میں قرآن کی ثالثی سے نہ ہوسکا۔

اس سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے کہ فکر و عمل کے اس اختلاف کو رفع کرنے کے لئے ایک ایسی ہستی کی ضرورت محسوس ہوتی ہے جو بہ امر الٰہی کتاب مبین کی تعلیمات کو سمجھائے۔

مہدی موعودؑ نے عالم اسلام کو کیا دیا؟ مہدی موعود علیہ السلام نے ان مفسرین کی نفی فرمادی جنہوں نے قرآن کو غیر مربوط قرار دیا تھا۔ اس طرح قرآن کے معنی کو وسیع تر کردیا۔

مفسرین نے قرآن میں جملۂ معترضہ اور حرف زائدہ کو مان کر قرآن کی بے حرمتی کی تھی۔ امام

علیہ السلام نے ان کی نفی فرما کر لوگوں کو قرآن کی عظمت سے آشنا فرمادیا۔

حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے قرآنِ مجید کی کسی آیت کے منسوخ نہ ہونے کی بات ارشاد فرمائی جبکہ آپؑ سے پہلے کے علماء کے خیال میں پانچ سو آیات منسوخ تھیں۔

تمام اوامر قرآنی کو واجب التعمیل قرار دے کر قرآن کی عظمت کو ذہن نشین کروادیا۔ اور عشق الٰہی کا درس دیا کہ بندہ کی نماز اور عبادت جینا مرنا سب اللہ ہی کے لئے ہو اور یہی قرآن کا فرمان تھا۔

قل ان صلاتی ونسکی ومحیای ومماتی لله رب العالمین ماسوااللہ سے رشتہ کاٹ کر اللہ سے رشتہ جوڑ دینا امام علیہ السلام کے بیان قرآن کا معجزہ تھا۔

(حضرت ڈاکٹر سید علی اطہر صاحب قبلہ یداللّٰہی کے متواتر جوابات کے بعد رہزن ہتھیار ڈال دیا، اور دوبارہ ہتھیار اُٹھانے کی جرأت نہ کرسکا بالآخر بیرونِ ہند گیا اور وہیں مرگیا۔ (رہزن ختم شد)

(چوتھا فرعون یعنی توڑ پھوڑ اسمٰعیل)

(جو مومنانہ عقائد میں توڑ پھوڑ اور فکری قتل وخون

کے بعد

اپنی دانست میں ان کو فوری صاف کردیا کرتا تھا)

بقول شاعر: کلیم عاجز

دامن پہ کوئی چھینٹ نہ خنجر پہ کوئی داغ

تم قتل کرو ہو کہ کرامات کرو ہو

کوئی ستر یا اسی برس قبل ریاست میسور سے ایک انجینئر سر مرزا اسمٰعیل حیدرآباد آئے تھے، انہوں نے شہر کی خوبصورتی کے خیال سے بعض جگہوں پر انہدامی کاروائیاں کیں، جو یہاں پسند نہ کی گئیں۔

ان کے نام کے لحاظ سے ان کو توڑ پھوڑ اسمٰعیل کہہ کر پکارا گیا، لیکن ان سے دین کا کوئی نقصان نہیں ہوا، البتہ ہماری صفوں سے نکلا ہوا ایک شخص تھا' جو مہدویت کے انہدام کے لئے مسلسل ریشہ دوانیاں کرتا رہا تھا' اسی مناسبت سے اس کو توڑ پھوڑ اسمٰعیل کا نام دیا گیا ہے' اور اس کا مخفف ٹی پی آئی ہے۔

یہ ایک کردار کا نام ہے۔ دنیا ایک اسٹیج ہے اور ہر آدمی اپنا اپنا کردار ادا کرتا ہے خوش قسمت تعمیر کرتے ہیں جب کہ بد بخت تخریب کرتے ہیں۔

اسی طرح منکران حق کی ایک جماعت خواہ چھوٹی ہی کیوں نہ ہو مومنین کو اپنے ساتھ ملانے کی کوشش کرتی ہے اس طرح اپنے پر کئی گنا زیادہ عذاب لاد لیتی ہے۔

مصدقین کرام! ٹی پی آئی (توڑ پھوڑ اسمٰعیل) جیسے تو ہر دور میں رہا کریں گے کیونکہ مہدی موعود علیہ السلام نے فرمادیا، جس طرح مصطفٰے (ﷺ) کے دائرے میں مومن، منافق اور کافر تھے اسی طرح بندے کے دائرے میں بھی رہیں گے۔

آزرین ہوں، ٹی پی آئی یا دیگر فراعنہ عصر ہوں، ان کے خیالات اور رُجحانات کو پیش کرنے کا منشاء یہ ہے کہ ہمارے نونہال واقف رہیں اور مرتد بنانے والے ان حربوں سے واقفیت رکھ کر انشاء اللہ اس کا توڑ کریں۔ اور ہمیشہ ان سے ہماری بنی نہ رہے بلکہ ہمیشہ ٹھنی ہی رہے، کیونکہ اگر ہماری ان سے بنی رہے تو گویا حق سے ٹھنی رہی، پھر ہمارا حشر بھی ان ہی کے ساتھ ہوگا، اللہ محفوظ رکھے۔

ٹی پی آئی نے برسوں اس بات کی کوشش کی تھی کہ مہدوی مہدویت چھوڑ دیں، ذاتِ پاک ولایت مآب مہدی موعود علیہ السلام کی تصدیق سے بے بہرہ ہو جائیں اور ان عظمتوں اور رفعتوں کو جو خدائے تعالیٰ نے مہدی موعود علیہ السلام کو عطا فرمائی تھی ان کو گھٹا دیا جائے۔

شبِ قدر جیسی عظیم رات کا اظہار مہدی موعودؑ کے ذریعہ اُمت پر ہونے سے وہ بے حد رنجیدہ تھا۔ اس خصوصیت کو گھٹانے کی اس نے ایک چال یوں چلی تھی۔

اس نے خیال ظاہر کیا تھا کہ اوائلِ اسلام سے رمضان کی ستائیسویں رات کو شبِ قدر منائی جاتی رہی ہے شبِ قدر ''منانا'' جو لکھا تھا دراصل اس نے ابن تیمیہ کے خیال کو پیش کیا تھا۔

جنہوں نے جوازِ میلاد النبی ﷺ اور اس کے کرنے والے کو مستحقِ ثواب نہیں بتایا تھا بلکہ یوں لکھا تھا ''اس باب میں منکرات میں تمام اختراعی اور ایجاد شدہ اور متبدعانہ (بدعتوں سے بھرپور عیدیں اور تہوار نیز میلے ہیں یہ سب مکروہ منکرات میں سے ہیں)۔

ابن تیمیہ کے خیال میں عیدین وغیرہ کرنے والوں میں کافروں کی مشابہت پائی جاتی ہے اور یہ عیدین، تہوار اور میلے بدعات میں سے ہیں۔ سینگ پر یواران کو اپنا امام مانتا ہے۔

(دیکھئے سعودی وہابی پروپگنڈہ والی کتاب ''علوی مالکی سے دو دو باتیں'' صفحہ ۱۷۹)

چونکہ ابن تیمیہ کے پاس عیدین مکروہ منکرات سے ہیں، ٹی پی آئی جوان کا فکری غلام تھا تو اس نے شبِ قدر کو منانا لکھا تھا حالانکہ شبِ قدر کی عظمت پر قرآن شاہد ہے اور خصوصیت کا بیان خود ٹی پی آئی نے بھی کیا تھا۔

گروہ مقدسہ مہدویہ میں بحکمِ خدا فرض مان کر اور جان کر نمازِ شبِ قدر ادا کی جاتی ہے اور انشاء اللہ قیامت تک فرض مان کر ہی پڑھی جائے گی۔

ٹی پی آئی نے جھوٹ لکھا کہ '' (شب قدر) اوائلِ اسلام سے ستائیسویں رات کو منائی جاتی ہے''، اس جھوٹ کی پول اس وقت کھل جاتی ہے جب اس معین اور متعین رات کے ماننے میں حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنھا حضرت انس، حضرت بلال، حضرت ابن عباس، حضرت ابن مسعود اور اکثر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین و تبع تابعین رحم اللہ اجمعین متفق الخیال نہیں تھے۔

اس کی تفصیل یوں ہے۔

درجِ ذیل بزرگوں نے شبِ قدر کی تواریخ کو علیحدہ علیحدہ بتلایا تھا۔ جیسے

حضرت ابوزین رحمتہ اللہ علیہ	غرّہ رمضان المبارک (چاند رات)
حضرت محمد بن اسحاق رحمتہ اللہ علیہ	۱۱ر رمضان المبارک
حضرت حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ	۱۷ر رمضان المبارک
حضرت انس رضی اللہ عنہ	۱۹ر رمضان المبارک
حضرت بلال و حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہم	۲۴ر رمضان المبارک
حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ	۲۵ر رمضان المبارک
حضرت ابن عباس و اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم	۲۷ر رمضان المبارک
ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا	۲۹ر رمضان المبارک

کی شب، شبِ قدر ہونے کے قائل تھے۔

بقول عبدالحق محدث دہلوی حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کا شروع میں خیال تھا کہ لیلۃ القدر رمضان میں نہیں ہے، پھر اس کے بعد آپؒ نے فرمایا تھا کہ شبِ قدر رمضان ہی میں ہے البتہ آپؒ نے تاریخ کا تعین نہیں فرمایا تھا۔ مگر عام اور مشہور روایت یہ ہے کہ ۲۷ رمضان ہی قرار دیتے ہیں امام مالکؒ کے پاس شبِ قدر رمضان کے آخری دہے میں کسی تاریخ کو ہے۔ اور حضرت امام شافعیؒ کے پاس شبِ قدر رمضان المبارک کی اکیسویں تاریخ کو ہے۔

(دیکھئے رسالۂ شبِ قدر از حضرت مولانا سید نجم الدینؒ افضل العلماء)

ٹی پی آئی یعنی توڑ پھوڑ اسمٰعیل نے ''اوائلِ اسلام'' کی جو بات کی تھی اس کا منشا یہی تھا کہ مہدی موعود علیہ السلام کے ذریعہ شبِ قدر کا جو اظہار ہوا، نعوذ باللہ غیر اہم ہو جائے اور امامنا مہدی موعود علیہ السلام کی عظمتوں اور رفعتوں کو ٹی پی آئی کی دانست میں گھٹایا جائے۔

ٹی پی آئی مہدوی ہی نہیں تھا اور ذاتِ پاک میراں سید محمد مہدیِ موعود علیہ السلام سے شدید بغض

رکھتا تھا، چنانچہ اس نے شبِ قدر کے تعلق سے یوں بھی باور کروایا کہ نمازِ دوگانہ مہدویوں کا نشانِ امتیازی ہے یہ اظہارِ حقیقت تو تھا لیکن اُس نے بطورِ طنز ایسا کہا تھا۔

ٹی پی آئی نے مہدویوں کو مہدی موعودؑ سے اور قومی روایات سے کاٹ دینے کی چال یوں چلی تھی کہ ''قومی روایات نعوذ باللہ قرآن سے ٹکرانے والی ہیں اور مسترد کر دیئے جانے کے قابل ہیں''۔

ٹی پی آئی اپنے اس حربے سے مہدی موعودؑ تک کی تمام کڑیوں کو کاٹ دینا چاہ رہا تھا۔

اس کا مطالبہ یہ بھی تھا کہ بقول اس کے شبِ قدر کو منانے کے رواج کو یکسر بدل دیا جائے، اسی کے ایک اور ذہنی متاثر نے ترکِ دُنیا کے طریقے کو تبدیل کر دینے کی بات کی تھی۔

ایک اور کا خیال تھا کہ کاروبار کے وقت ذکر میں بیٹھ جائیں تو پھر کاروبار کب کریں؟

دوسرے نے خیال ظاہر کیا تھا کہ ذکر اللہ کے وقت شور وشغب کا کیا جانا کوئی اہم بات ہی نہیں بلکہ شور وشغب کیا جا سکتا ہے۔

بہر حال ٹی پی آئی ہو یا اُس کے فکری غلام، سب کی کوششوں پر وہ مانعینِ زکوٰۃ یاد آ گئے جنہوں نے صرف زکوٰۃ کی ادائیگی سے انکار کر دیا تھا، حضرت علیؓ نے مشورہ لینے پر فرمایا تھا کہ آج زکوٰۃ کا انکار، کل نماز کا انکار اس طرح دین سارا ختم ہو جائے گا۔

اس پر حضرت ابوبکر صدیقؓ نے تلوار سونت لی تھی اور فرمایا تھا کہ زکوٰۃ کے مد میں ایک اونٹ کی رسی آتی ہے جو کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد مبارک میں لی جاتی تھی تو اس کے حاصل کرنے کے لئے جہاد کروں گا اور لوں گا۔

جبکہ جہاد صرف کافروں سے کیا جاتا ہے، زکوٰۃ کے یا اور کسی فرضِ نبوت کے انکار سے مسلمان کافر ہو جاتا ہے۔

ٹی پی آئی اور اس کے فکری غلام ممکن ہے وہ یہی چاہتے ہوں کہ مہدویوں میں فرائض واعمال بلکہ

اعتقادی امور میں بیزارگی پیدا کی جائے اس طرح بغیر اعلان کے مہدوی، مرتد ہو جائے۔

ٹی پی آئی کا شوشہ: مہدی موعود علیہ السلام جب تابع تام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور اپنا مذہب اللہ کی کتاب اور اس کے بعد اتباعِ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بتایا، جس نماز کو اللہ کے رسول ﷺ نے فرض نہ گردانا اس کے بارے میں یہ سمجھنا کہ مہدی موعود اس کو فرض قرار دیں گے نا قابلِ تصور بلکہ آپؑ کی ذاتِ بابرکات پر ایک اتہام ہے۔

ٹی پی آئی کی بکواس کی تردید میں چند سطور پیش ہیں:

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم ۲۳ ویں رمضان کی درمیانی رات کو باہر تشریف لائے اور چند لوگوں کے ساتھ نماز ادا فرمائی اور کچھ وقت قیام فرمایا، ۲۴ ویں رات کو آپ تشریف نہیں لائے، ۲۵ ویں رمضان المبارک رات کو کچھ زیادہ لوگوں کو لیکر کچھ زیادہ وقت نماز و قیام میں بسر فرمایا۔ پھر ۲۶ ویں رات کو آپ ﷺ گھر سے باہر تشریف نہیں لائے۔

۲۷ ویں رات کو آپ ﷺ تشریف لائے زیادہ لوگوں کو اور اہل بیت کو جمع فرمایا اور نماز ادا فرمائی اور زیادہ دیر قیام فرمایا' حتیٰ کہ فلاح (سحری) کے فوت ہونے کا لوگوں کو خدشہ ہونے لگا تھا۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو شبِ قدر کے تعلق سے آگاہ فرمانے کے لئے تشریف فرما ہوئے، اُسی وقت دو لوگ آپس میں لڑ پڑے تو آپ ﷺ نے سکوت اختیار فرمایا۔

یعنی کچھ اظہار نہیں فرمایا البتہ اتنا فرمایا کہ میں تم کو شبِ قدر کے تعلق سے بتلانے آیا تھا (تم لوگوں کے لڑ پڑنے سے) یہ بات مجھ سے اُٹھالی گئی یا بھلا دی گئی۔

یہ بات اللہ تعالیٰ کی مشیت ہی سے تھی کہ شبِ قدر کی قطعیت مہدی موعود علیہ السلام کے ذریعہ اُمت پر ظاہر ہو۔

ٹی پی آئی نے امامنا علیہ السلام کی ذات پر ''اتہام'' کی جو بات لکھی تھی وہ آپ علیہ السلام کی شان

کے خیال سے نہیں تھی بلکہ مہدویوں کو یہ باور کروانے کی چال تھی کہ تم لوگ جو شبِ قدر کو فرض مانتے ہو اس کو تمہارے مہدی (علیہ السلام) نے نعوذ باللہ نہیں مانا تھا یا اگر مانا بھی تھا تو تمہارے آقا سے ترکِ اتباع ہوئی۔

بہرحال ٹی پی آئی کے دماغ میں ایسے کئی شیطانی ہتھکنڈے تھے جن سے مہدویوں کو گمراہ کیا جاسکے اور جس حد تک ہو سکے مصدق ذہنوں کو امامنا مہدی موعود علیہ السلام کی طرف جانے سے روکا جاسکے شبِ قدر کی وہ تفصیلات جو گزشتہ صفحات پر گزر چکی ہیں اس لحاظ سے ٹی پی آئی کی ''اتہام'' والی بات نا قابلِ قبول ہے۔

ٹی پی آئی نے ''اتہام'' کے نام سے جو چال چلی تھی اس کا مقصد و منشا حکمِ خدا و عملِ مہدیؑ پر چلنے والوں کے ذہنوں پر شکوک و شبہات کا چھاپہ مارنا اور ان احکام کی بجا آوری سے روکنا بلکہ ایک قسم کی بغاوت کی آبیاری کرنا تھا۔

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پر انوار سرتاپا ولایت تھی آپ پر شبِ قدر ظاہر فرما دی گئی تھی اور آپ ﷺ نے اُس کو بتلانے کا بھی اِرادہ فرمایا تھا لیکن مصلحتِ خداوندی کے تحت آپؐ نے اظہار نہ فرمایا اور شبِ قدر مخفی رکھ دی گئی۔

جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا، اور دیگر بزرگان دین رضی اللہ عنہم و رحم اللہ اجمعین کی بتلائی ہوئی مختلف تواریخ کا اوپر ذکر آچکا ہے۔

جس سے معلوم ہو رہا ہے کہ مذکورہ بالا بزرگوں رحم اللہ اجمعین اور رضی اللہ عنہم کے پاس شبِ قدر کے تعین یعنی قطعی تاریخ پر اتفاق ہونا باقی رہ گیا تھا اسی لیئے تواریخ میں اختلاف برقرار رہا تھا۔

ٹی پی آئی نے مہدویوں کو جھانسہ دینے کی کوشش کی تھی کہ حضرت مہدی موعود علیہ السلام تابع تام رسول اللہ ﷺ ہیں اس لئے آپ نے شبِ قدر کی قطعیت یا فرضیت کے تعلق سے نہیں فرمایا بلکہ تم

مہدویوں نے اس بات کو تصور کرلیا۔ اپنی اس بکواس کو ہم پر لادنے کیلئے اس نے حقیقتوں کو چھپادیا۔

اور لفظ اتہام سے اس کا مہدی موعودؑ کی ذات سے بغض وحسد ظاہر ہورہا ہے۔

خدانخواستہ کسی ناپسندیدہ بات پر یہ لفظ بولا جاتا ہے جبکہ مہدی موعود علیہ السلام کی ذات معصوم عن الخطاء ہے اور آپ علیہ السلام کی کسی بات سے بھی ناپسندیدگی کا شائبہ بھی ممکن نہیں۔

گزشتہ تقریباً ساڑھے پانچ سو برس میں بزرگانِ دین سے لیکر اس زمانے کے مہدویوں کے ذہن وخیال میں بھی یہ بات نہ آئی تھی کہ مہدی موعود سے ایسی بات جوڑ دی گئی جو آپؑ نے نہیں فرمائی تھی (نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ)۔

تحریر کو روک کر ہم اس جانب مصدقین کی توجہ مبذول کروانا چاہ رہے ہیں کہ مہدی موعود کے منکران ودشمنانِ دین یعنی مرتدین کے پاس یہ تلخ گھونٹ ہیں کہ شبِ قدر کا اعلان ذاتِ مہدی موعودؑ سے ہوا، اسی لئے ارتداد سے مخمور اور اس بہکے ہوئے توڑ پھوڑ اسمٰعیل کی قلابازیاں جاری رہیں۔

دوسری بات اس کو فرض نہ مان کر یا فرض سے بدل کر شکرانہ کی بکواس کرنا بھی سوچی سمجھی سازش ہے اور مہدی موعودؑ کے مقام ومرتبہ کو گھٹانے کی مکّارانہ چال ہے۔

اگر کوئی مہدوی اس سازش کا شکار ہوگیا اور اس نے فرض کے بجائے شکرانہ مان لیا تو پھر اس کے ایمان کا خدا ہی حافظ ہے جس طرح انکارِ مہدی کفر ہے اُسی طرح مہدی موعودؑ کے فرامین یا کسی ایک فرمان کا انکار بھی کفر ہے۔

ٹی پی آئی نے یہ خیال جھاڑا تھا کہ مہدوی اس رات کو صرف دو رکعت نماز پڑھتے ہیں اور باقی وقت ضائع کردیتے ہیں۔

جبکہ مہدی موعود علیہ السلام کا یہ فرمان مہدویوں تک پہنچ چکا ہے اور اس پر بفضلِ خدا وبطفیلِ خاتمین علیہم السلام عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں مہدی موعودؑ کا فرمان ہے ''دست بکار دِل بہ یار''

یعنی ہاتھ کام میں اور دِل اللہ میں۔

ہاں غفلت آنے پر توبہ کر لیتے ہیں اور پھر بذریعہ ذکر مشغول بحق ہو جاتے ہیں۔

جیسا کہ آپ نے اوپر پڑھا کہ شبِ قدر کا اظہار مہدی موعود علیہ السلام کے ذریعہ ہونے پر منکرانِ مہدی پیچ وتاب کھاتے اور اپنا خون جلاتے ہیں ان منکروں میں سے ایک ٹی پی آئی بھی تھا۔

جس نے یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ نمازِ لیلۃ القدر مہدویوں کے پاس نشانِ امتیازی ہے۔

بفضلِ خدا و بطفیلِ خاتمین علیہم السلام مہدویوں کے پاس ایسے کئی نشاناتِ امتیازی ہیں۔

مثلاً مہدوی اسی دارِ دُنیا میں اللہ کو دیکھنے کے قائل ہیں اور جس پر اللہ کا فضل ہو گیا وہ دیکھتے ہوئے بھی آرہے ہیں اور انشاءاللہ قیامت تک دیکھتے رہیں گے۔

جلنے والے جلا کریں، رسول ومہدی صلی اللہ علیہما وسلم ہمارے ساتھ ہیں۔

اور اس آیت پر ایمان ہے ''جو اس دُنیا میں اندھا وہ آخرت میں اندھا اور زیادہ گمراہ ہے''

ہمارا نشانِ امتیازی یہ بھی ہے کہ حضور پرنور مہدی موعود علیہ السلام نے صدیوں کے فاصلے کو ہٹا کر ہم مہدویوں کو حضور پرنور ﷺ کے مبارک ومسعود وپُر انوار قدموں میں پہنچا دیا۔

یعنی وہ خاص افعالِ مبارکہ جن پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عمل فرمایا تھا اور اُمت کو جن کا حکم نہیں فرمایا تھا بوسیلہ مہدی موعود علیہ السلام ہم مہدویوں پر فرض ہیں:

☆ترکِ دُنیا ☆توکل ☆ذکرِ دوام ☆طلبِ دیدارِ خدا

☆عزلت از خلق ☆صحبتِ صادقین ☆ہجرت اور عشر

نوٹ:۔گزشتہ صفحات میں ان فرائض کی تفصیل گزر چکی ہے۔

ٹی پی آئی نے بارگاہِ خاتمین علیہم السلام میں ایک گستاخی یوں بھی کی کہ

''کفر وایمان کا مدار جن اُمور پر ہے وہ تمام قرآنِ مجید میں نہایت وضاحت کے ساتھ اور بالکل

کھلے طور پر کسی اشتباہ (شبہ) کے بغیر بیان کر دیئے گئے ہیں اس میں ہمیں اپنی طرف سے کسی اضافے کا اختیار نہیں، ہمیں کیا ''کسی'' کو بھی حاصل نہیں۔

''کسی'' سے مراد ذواتِ خاتمین علیہم السلام ہیں جن کی شان وما ینطق عن الہویٰ کی ہے۔ یعنی محمد ﷺ اپنی طرف سے کچھ نہیں کہتے، اللہ تعالیٰ کی طرف سے مہدی موعودؑ کی بھی یہی شان تھی۔

ٹی پی آئی اس آگ میں جھلس رہا تھا کہ مہدی موعود علیہ السلام کے فرمان (منکر مہدی کافر) کی زد میں ٹی پی آئی کے آقا یعنی منکرانِ مہدی آجاتے ہیں۔

تو اپنے آقاؤں کے سر سے کفر کو ہٹا دینے اس نے خاتمین صلی اللہ علیہما وسلم کی بارگاہ میں گستاخی یوں کی کہ خدا کی طرف سے خاتمین صلی اللہ علیہما وسلم کو مومنین کے ایمان کا اعلان اور کافروں کے کفر کا اعلان فرما دینے کا جو مکمل اختیار دیا گیا تھا، اس کی ٹی پی آئی نے کافروں کی طرح تکذیب کی اور خدا کی طرف سے ملی ہوئی اس اتھاریٹی کو ہی کو چیلنج کر دیا' کیا اس کے بعد وہ مہدوی باقی رہا؟ مہدوی ہی نہیں مسلمان بھی نہ رہا۔

توڑ پھوڑ اسمٰعیل جھوٹا تھا، احساسِ کمتری کا بدترین شکار تھا ضدّی اور ہٹ دھرم بھی تھا اور بغض و حسد کا پیکر تھا۔

لیکن اپنی مکّاری سے ان تمام پر پردہ ڈال دیتا تھا اندر سے بہت گہرا تھا لیکن لب ولہجہ نہایت نرم، مزاج میں سادگی کا مکھوٹا الغرض اس کی شخصیت اس شعر سے پوری طرح سمجھ میں آجائے گی۔

جبیں پر سادگی نیچی نگاہیں بات میں نرمی
مخاطب کون کر سکتا ہے تم کو لفظ قاتل سے

توڑ پھوڑ اسمٰعیل کی عیاریوں کا سلسلہ جاری ہے چنانچہ اس نے خیال ظاہر کیا تھا کہ ''مہدی موعودؑ نے اتباعِ کتاب وسنت میں کوئی کوتاہی نہ فرمائی''۔

قارئین کرام ! اس عیّار سے دھوکہ نہ کھایئے، اگر وہ مہدی کو مہدی مان لیتا تو یہ بغض وعناد جو ذات پاک مہدیت مآب سے اس کو تھا ہرگز نہ رہتا۔ سارا چکرا نکارِ مہدی ہی کے تحت چلایا تھا۔

خیال کی یہ پیش کشی دِل کش جاذب نظر بلکہ عقیدت مندانہ ہے۔

لیکن یہاں وہ غضب کی چال چل گیا، مہدی موعود علیہ السلام کا مبارک ارشاد ہے کہ اِنّی عبداللہ تابع محمد رسول اللہ ﷺ یعنی میں اللہ کا بندہ ہوں اور محمد ﷺ کا تابع (تام) ہوں، تابع تام کا مطلب بے خطا پیروی کرنے والے، یہ مہدی موعود علیہ السلام کا مقام ومرتبہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے دیا گیا تھا جو صرف آپؑ ہی کو ملا تھا۔

مہدی موعود علیہ السلام نے اِنّی عبداللہ تابع سنت رسول اللہ ﷺ نہیں فرمایا۔

سنتوں کو دوبارہ زندہ کرنا اور اسی شان سے جاری وساری کر دینا یہ شانِ مہدی موعود ہے۔

حضور پرنور ﷺ کی سنتوں پر چلنے سے زیادہ اہم حضور پرنور ﷺ کی کامل پیروی اور مکمل اتباع، صرف واحد اور منفرد ہستی ءمبارکہ یعنی مہدی موعود کی شان اور آپ کا منصب عالی ہے۔

سنتوں کو دوبارہ زندہ کرنا یہ مقربانِ بارگاہِ الٰہی کی شان تو ضرور ہے لیکن مہدی موعود علیہ السلام ان تمام کے آقا ومولا ہیں۔ آپ کی تشریف آوری کے بعد بنا آپؑ کے وسیلہ کے مقرب ایک انچ آگے نہیں بڑھ سکتا۔ ٹی پی آئی نے یوں بھی بکواس کی تھی کہ:

''مہدویوں میں روشن خیالی نہیں ہے جبکہ مسلمانوں ہی کا طرز عمل زیادہ بہتر ہے''۔

ٹی پی آئی کے دل میں عظمتِ رسول اللہ ﷺ کتنی تھی؟ اس کا خیال تھا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے عمل سے ایک نمونہ پیش فرمادیا ہے تو ہمارے لیئے اسی طرح قابلِ توجہ ہے جس طرح اسلام کے دوسرے اُمور واحکام۔

اِن مکاروں کی تکنیک یہی ہوتی ہے کہ کسی بھی خصوصی معاملہ کو عمومی معاملہ باور کرواتے ہیں پھر

اس کو یکلخت کاٹ دیتے ہیں۔

ہر مسلمان کے لئے عملِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر سر جھکا کر بلا چوں چرا عمل کرنا ہی ضروری اور باعثِ سعادت ہے جبکہ ٹی پی آئی نے اس کو قابلِ توجہ بتلایا۔

اس طرح خصوصیت کو عمومیت میں تبدیل کر دینے کی چال چل گیا چاہے تو مانو چاہے نہ مان کر غور کرنے کا اِرادہ بتلانا اس طرح اہمیت کو گھٹانا صاف سمجھ میں آرہا ہے۔

توڑ پھوڑ اسمٰعیل کے تعلق سے اتنا آپ نے پڑھا' بہت سا وقت اس منحوس پر ضائع ہوا یہ راقم فقیر اس سلسلہ میں اپنے قارئین سے ادباً معذرت خواہ ہے۔

لیکن ان جیسے مکّاروں اور ان کی مکّاریوں سے آگاہ ہو جائیں اور فرامینِ خاتمین علیہم السلام پر مصدقین جمے رہیں اور عمل پیرا رہیں تو انشاءاللہ سب کا بیڑہ پار ہے۔

مصدقین کے پاس کامل وکمال پسند مرشدین کرام کا احترام ہے ان کی عزت ہے اور عقیدت ہے ان سے پھیرنے کے لئے ٹی پی آئی نے ان کو یہودی احبار ورہبان جیسا بتلانے کی گستاخی کی تھی اور دِلوں میں نفرت پیدا کرنے کی بھی چالیں اس نے چلی تھی۔

مرشدین کرام کی نظر خدا پر رہتی ہے اور کسی سے سوال نہیں فرماتے کیونکہ ان کے لیئے سوال حرام ہے اور انتظار منع ہے اللہ تعالیٰ ان کو متوکل رکھتا ہے اور یہ مخلوق سے بے نیاز رہتے ہیں۔

یہ صورتِ حال مجموعی ہے شاذ و نادر کوئی بات ہو تو اس کو تمام مرشدین پر منطبق کر دینا انتہائی بد دیانتی ہے جس کی جواب دہی آج تک اُس پر جاری وساری ہے ۔

ٹی پی آئی نے شبِ قدر کی فرضیت کو ہمارے ذہنوں سے ہٹانے کی کافرانہ چال چلی تھی۔

اُس نے یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی ''مکمل اتباع'' تو صرف اُسی صورت میں کہلائی جاسکتی ہے جب رمضان کے آخری دہے کی درمیانی تین طاق راتوں یعنی ۲۳ویں رات میں

ایک تہائی رات تک، ۲۵ویں نصف رات تک اور ۲۷ویں کو اختتامِ سحری سے پہلے تک عبادت، دُعا، تسبیح وتہلیل اور نمازوں میں بسر کی جائے۔

مہدی موعود سے منہ موڑ لینے کی اس کو یہ سزا ملی کہ اس نے قبل مہدی کے دور یعنی ۲۳، ۲۵ اور ۲۷ویں رات کو شب قدر کی تلاش کرتا رہا اور چاہا کہ مہدوی تلاش شب قدر کے نام پر الجھن کا شکار رہیں اور تا قیامت مہدی موعود کے وسیلہ سے ملی اس آگاہی اور قطعیت سے فرار ہو کر بھٹکتے رہیں اتنی بڑی رات کی فضیلتوں سے محروم ہو جائیں۔

چلتے چلتے اس نے مہدویوں کو ذکر سے دور کر کے ان کو عبادت، دعا، تسبیح وتہلیل کے نام پر الجھانے کی چال چلی، اس طرح بہت ہی دِل نشین انداز سے مہدی موعود علیہ السلام کی تصدیق سے دور کر دینے اور ذکر سے ہٹا کر ہماری توجہ کو نوافل بنام عبادت، تسبیح وتہلیل اور نمازوں پر لا دینے کی ناکام کوشش کی۔

اس نے مصدقین مہدی کو زمانہ قبل مہدی میں دھکیل دینے کی اور تصدیق مہدی کو بلکہ آمد مہدی ہی کو غیر اہم قرار دینے کی کوشش کر ڈالی تھی، دیکھئے کتنا معصوم درندہ تھا۔

دوسرے معنوں میں مہدویوں کو زمانہء قبل مہدی میں لے جانے کی چال چلی تھی۔ اس طرح وہ تصدیق سے بھی پھر جائیں یا کم از کم شب قدر کی سعادتوں سے محروم ہو جائیں۔

اور اس سے زیادہ گہری چال یہ چلا کہ شب قدر کی متعینہ اور مقررہ تاریخ یعنی رمضان المبارک کی ۲۷ویں رات کو ذہن سے ہٹا دینے کے لئے ۲۵ویں اور ۲۳ویں رات کا بھی ذکر چھیڑا۔

خدا کی طرف سے عطا کردہ شب قدر جیسی عظیم رات کو اور خاتمین صلی اللہ علیہا وسلم پر ظاہر کردہ اس بابرکت رات کو ذہنوں سے اوجھل کر دینے کی ناکام کوشش کر ڈالا، اس طرح شب قدر کو قیامت تک ڈھونڈتے رہنے پر ہم کو بھٹکانے کی ناکام کوشش کر ڈالی بلکہ شب قدر کے فیوض و برکات سے

محروم کردینے کی اپنی سی کوشش کر کے مرکھپ گیا، یعنی قبل بعثت مہدی کے دور میں ہم کو دھکیل دینے کی سازش رچی تھی۔

ٹی. پی. آئی نہ مہدوی تھا نہ مسلمان بلکہ وہ تو دونوں مردود فرقوں معتزلہ اور خوارج سے تھا۔

اور مکمل اتباع کا جو راگ الاپا ہے وہ ہر کس و ناکس کے بس سے باہر ہے، اس عمل رسول اللہ ﷺ کی کامل پیروی اور اتباع کا حق صرف مہدی موعود علیہ السلام کی شان ہے اور یہ صرف تابع تام ہی کا منصب و مقام ہے جبکہ تابع ناقص اتباع تام کر ہی نہیں کر سکتا۔

(چوتھا فرعون یعنی ٹی پی آئی ختم شد)

(پانچواں فرعون)

ہر پھول کی قسمت میں کہاں نازِ عروساں

چند پھول تو کھلتے ہی مزاروں کے لئے ہیں

مثلاً نیم مفتی عبرتناک

نیم مفتی عبرت ناک نے اپنی حرکتوں سے خود کو قابل رحم بنالیا ہے، شروع میں اس کے ساتھ بعض لوگوں نے نازیبا الفاظ استعمال کئے اس کی دل آزاری کی، اس کے بچوں کے تعلق سے بھی نازیبا الفاظ کہے۔ اور یہ تمام ذلتیں اس کے اپنے ہاتھوں کی لائی ہوئی تھیں۔

خود اس کی ریشہ دوانیوں یا انہدام مہدویت کی کوششوں پر اس کو قومی مجلس سے نکال دیا گیا، جس کے جواب میں اس نے خود کو سزا دینے کا فیصلہ کر لیا۔

چنانچہ وہ مہدویت سے باغی بن چکا ہے اور اس کی شدید نفرت گروہ مقدسہ سے ہے۔

اور ذات پاک ولایت مآب مہدی موعود علیہ السلام سے بھی شاید پہلے سے ہی دوری کا خواہاں

تھا۔ دارالعلوم دیوبند کی تعلیم اور قاسمیوں کی صحبت نے اس کی اور مٹی پلید کردی اب جو واپس آیا تو بغاوتوں کے ساتھ واپس آیا ۔

غلط حرکتوں یا نااہلی سے فوجی وردی ہو یا پولیس وردی، چھین لی جاتی ہے۔ بلکہ نااہلوں سے تاج و تخت بھی چھن جاتے ہیں اور وہ عام شخصیت بن جاتے ہیں؛ نیم مفتی اب بھی خود کو مرشد باور کرلیتا ہے۔

لیکن جب وہ اپنی غلامانہ ذہنیت کی وجہ سے روئے زمین کی ممتاز لیکن عمل کی شرط کے ساتھ، قوم کو دیوبندی؛ بریلوی؛ جماعت اسلامی؛ تبلیغی جماعت یا اہل حدث وغیرہ میں شامل سمجھتا ہے۔

چنانچہ اس نے فرمان جاری کیا کہ

''دنیا کی کسی بھی مسجد میں جاؤ وہاں (بلا کراہت منکر مہدی کی اقتداء میں) نماز پڑھ لو'' اس بکواس کے ذریعہ اس نے اچھے خاصے مہدوی کو امامنا علیہ السلام کا باغی بنانے کی چال چلی۔

قارئین کرام فیصلہ آپ کریں کہ (ایک نقطہ کے اپنے ہاتھوں سے اڑا دینے کے بعد) اب وہ مرشد باقی رہا یا مرتد ہوگیا؟ کیونکہ بغاوت کی وجہ سے باغیوں کا وقار ختم ہوجاتا ہے)۔

باغی چاہے یہ شخص ہو؛ آزرین ہوں؛ رہزن ہو یا توڑ پھوڑ اسمٰعیل ہوا یسے لوگ کوشش کرتے ہیں کہ مصدقین کے خلاف منکران ِ مہدی کو بھڑکا کر صف آراء کریں۔

ایسے ہی جذبہ کے تحت مفتی نے معراج مبارک کے واقعہ کو قوم کے خلاف استعمال کیا، لیکن اللہ کا شکر ہے کہ ہمارے مخالفین اس کی باتوں میں نہیں آتے؛ بلکہ اپنے اندرونی حلقوں میں وہ یہی کہتے ہوں گے کہ یہ ''غدّار'' اپنی قوم کا نہ ہوا تو ہمارا کیا ہوسکتا ہے؟

قارئین کرام: اس بند دیو والے نے مشہور قومی کتاب حاشیہ انصاف نامہ اردو ترجمہ صفحہ (۵۱) کی روایت عام جلسہ میں بیان کی اور مہدویوں کو منکرین کے روبرو مطعون کرنے کی کوشش کی۔

اللہ تعالی نے اپنے حبیب ﷺ کو معراج کی رات طلب فرمایا اور یہ اہتمام فرمایا کہ میرا حبیب

خوش ہوجائے' چنانچہ جب سرکار دو عالم ﷺ نے ایک قوم کو عرش کے نیچے مراقبے کی حالت میں بیٹھے ہوئے ملاحظہ فرما کر تین بار سلام فرمایا' لیکن اس قوم نے جواب نہیں دیا' جس پر آپ ﷺ نے رشک فرمایا اور دریافت فرمایا کہ یہ قوم کس کی ہے؟

اللہ تعالی کا فرمان پہنچا: اے محمد یہ تیرا فرزند ہے' اس کا نام مہدی موعود ہے تیرے زمانہ کے آخر میں آئے گا' اس کا گروہ بیٹھا ہے یہ سب تیری امت ہے۔ ہمارے پاس تیرے فرزند اور تیری امت کا قرب اور مقام ایسا ہے۔ حضرت پیغمبر علیہ السلام نے سنا اور بہت خوش ہوئے کہ ہمارے فرزند اور ہماری امت کا درجہ اللہ تعالی کے پاس ایسا ہے۔ پس آپ ﷺ نے ان کے حق میں دعا فرمائی کہ

یا اللہ ان کی نگہبانی کر' اور ان کے مخالف کی مخالفت پر ان کی مدد کر اور ان کا درجہ بلند کر۔

(کتاب حاشیہ انصافنامہ، اردو ترجمہ صفحہ ۵۱)

گروہ مقدسہ مہدویہ کے ان افراد کے جواب سلام نہ دینے کی بات پر غور کیجئے، وہ لوگ جو دکھلائے گئے مراقبے میں تھے۔ ذکر و مشغولیت ایسی تھی کہ خود اپنے آپ سے بھی بے خبری تھی' ایسے موقعہ پر جواب سلام نہ دینا ان کی مشغولیت اور محویت کی دلیل ہے۔ اور حضور پرنور ﷺ کی طرف سے ان لوگوں کو تین بار سلام فرمانا دعا کا اظہار ہے۔

افراد گروہ کو تو مہدی موعود کا فرمان پہنچا کہ صبح فجر کے وقت کوئی اللہ کی طلب میں آ گیا تو وہ مرشد ہے شام میں بوقت عصر اللہ کی طلب میں آنے والے کا۔

ادب و نیستی کا طالب علم جواب سلام میں کوتاہی ہرگز نہیں کر سکتا بلکہ اس وقت اگر استغراق و مراقبہ میں مصروف نہ رہتے تو حضور پرنور ﷺ کی تعظیم اپنے پورے وجود سے اور اٹھ کھڑے ہو کر کرتے اور آپ ﷺ کے پرنور قدموں پر اپنی پلکیں اور آنکھیں مل دینا اپنی سعادت سمجھتے۔

اس معاملہ کو اور کوئی معنی پہنانا' گروہ مقدسہ کے تئیں اس نیم مفتی کے حسد اور جلن کو ظاہر کرتے

ہیں۔ یہ عاشقین اور ذاکرین کی قوم ہے' بالعموم اس قوم پر انعامات خداوندی ہر وقت جاری ہیں، اور تعلیمات مہدی پر عمل کرنے والوں کو خصوصاً اپنے افضال اور انوار سے نوازتا ہے۔

حضور پرنور ﷺ کا اظہار خوشنودی فرمانا ہی کافی ہے کہ آپ ﷺ کی بہترین عترت یعنی مہدی (موعود علیہ السلام) نے اپنے منصب کے لحاظ سے اللہ تعالی کی طرف سے سپرد فرمائے گئے اہم ترین کام یعنی بندوں کو دنیا سے چھڑا نے اور اللہ سے ملانے جیسے کار مہدیت کو انجام فرمایا۔

بہرحال اس نام نہاد مشائخ کو اس کار مہدیت نے چراغ پا کر دیا کہ قوم مہدی کا یہ مقام و مرتبہ ہے' یہ محویت و مشغولیت ہے' یہ استغراق و مراقبہ ہے کہ جس کو ملاحظہ فرما کر حضور پرنور ﷺ نے اظہار خوشنودی فرمایا اور دعا سے بھی سرفراز فرمایا۔

قوم مہدی کے اس اعلیٰ وارفع مقام کو دیکھ کر مفتی کے دل میں آتش بغض وحسد اور بھی بھڑک گئی۔

کسی عربی شاعر نے کہا تھا:

(ترجمہ) جس آدمی کا منہ کڑوا ہو تو مریض ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے شیریں پانی بھی کڑوا پاتا ہے، جیسا کہ بارش کا پانی سیپیوں میں موتی ہے اور (وہی پانی) سانپوں کے منہ میں زہر ہو جاتا ہے

ابھی آپ نے اس مفتی کی بکواس پڑھی تھی کہ ''دنیا کی کسی بھی مسجد میں جاؤ (وہاں بلا کراہت منکر مہدی کی اقتداء میں) نماز پڑھ لو''۔

جبکہ حضور پرنور مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا:

منکران مہدی کے پیچھے نماز مت پڑھو اگر پڑھ لی گئی ہو تو لوٹا لو۔

مہدی موعود علیہ السلام کے اس واضح حکم کے خلاف بولنے پر نیم مفتی عبرتناک کو فوری یہ سزا مل گئی کہ بغیر کسی تاخیر کہ اس نے دوسرا فرمان جاری کر دیا کہ مسجدوں کے الگ الگ قانون ہوتے ہیں جس کے تحت جوتے رکھنے کی جو جگہ ہوتی ہے وہیں جوتے رکھو۔

یعنی اعلیٰ آدمی خدا سے ڈرتا ہے اور ادنیٰ یا گھٹیا جوتے سے ڈرتا ہے۔

کہاں خلیفۃ اللہ کے خلاف غداری کا درس یا حکم کی خلاف ورزی کی تلقین (بحیثیت (سابقہ) نام نہاد مشائخ) اور کہاں جوتے رکھنے کے قانون کی پابندی کی بات کرنا اس نیم ملاّ کو فوری سزا مل گئی۔

اس کی یہ بکواس کہ تسویت خاتمین علیہم السلام کو جس نے حق جانا اس کی نظر میں وہ خارج از اسلام ہے۔ زعمِ تقریر یا زعم علمیت میں وہ بھول گیا کہ مہدویوں کے ساتھ اس نے اکابرین اہل سنت جو تسویت خاتمین علیہم السلام کو مانتے تھے ان کو نعوذ باللہ خارج از اسلام کہہ دیا۔

اس کی یہ بکواس کہ پیدائشی اہل حدیث سر آنکھوں پر، پھر یوں کہا کہ درمیانی اہل حدیث نے گویا ماں باپ کو تبدیل کرلیا، اس کا مطلب یہ ہے کہ جو اہلحدیث گھرانے میں پیدا ہوا وہ اس مفتی کے سر آنکھوں پر، مفتی کی یہ الفت نا قابل فہم ہے؟ پھر اس نے وہابی زنداں کے نئے آنے والے اسیر کو بہت بڑی گالی دے دی۔ مفتی کی دونوں خرافات اس کے مہدویت سے فرار کی نشاندہی کرتی ہیں۔ کیونکہ ہمارے لئے منکر خواہ کوئی بھی ہو، نا قابل التفات، دکھنی محاورہ: کالی بھلی نہ کوڑیالی بھلی۔

اس طرح خود پھنسا پھندہ میں بلبل کیا خطا صیاد کی ہے؟ کے مصداق وہ پیدا تو ہوا تھا شاہینوں میں، کرگسوں کی صحبت سے کرگس بن گیا۔

اس نے کہا تھا کہ اسلام کو کمزور کرنے یا پھوٹ ڈالنے کے لئے بعض لوگوں نے سازشیں کیں۔

اس کے بعد اس کی یہ بکواس کہ'' اس نے جو کام کرنا تھا کر دیا۔ اور شعور کو جگا دیا''۔

تو کیا اس نے بھی مہدویت کو کمزور کرنے یا مہدویوں کو لڑانے کوئی سازش تو نہیں رچی ہے؟

قومی روایات کو بھی اس نے ٹکراؤ یا نفرت دلانے کے لئے استعمال کیا۔ کوئی بھی بات اپنے سیاق وسباق کے ساتھ سمجھی اور بولی جاتی ہے غیر ضروری ٹکراؤ یا الجھن پیدا کرنا دراصل سننے والے غیر مہدوی آقاوں کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش ہی کہی جاسکتی ہے؟

الغرض مفتی عبرت ناک اوراس کی بکواس دونوں بکواس ہی ہیں کئی بار اس نے خدا کی قسم کھائی۔ دس بارہ انگریزی کے الفاظ بھی جھاڑے، اس طرح کم علم اور خالی گھڑا ہونے کا ثبوت دیا کیونکہ انگریزی زیادہ جاننے والا ہوتو وہ دوران گفتگو اردو سے ہٹ کر انگریزی کا کوئی لفظ نہیں بولتا۔

بار بار لوگوں کو اپنے وجود کا احساس دلا رہا تھا۔ حالانکہ ابتداء میں اس کو ''میں نہیں ہوں'' کہنے کی غالباً تعلیم ملی ہوگی، مگر بعد میں ''میں ہوں'' میں ہوں کی گردان کر رہا تھا۔

کسی کو اپنی جانب متوجہ کرنے کے لئے آپ دن کو رات کہہ دیجئے وہ ضرور دیکھے گا یا کسی کو اچانک گالی دے دیجئے، وہ اچانک آپ کی طرف ضرور دیکھے گا (دل میں سوچے گا کہ یہ شخص پاگل ہے)۔ بہرحال کسی کی توجہ پانے کی یہ ایک گھٹیا چال کہلا سکتی ہے۔

اس کی تقریر گستاخانہ، باغیانہ اور منافقانہ کہی جاسکتی ہے۔ نفس اور ضمیر کی کشمکش میں پھنسے لوگوں کو نیکی اپنی طرف کھینچتی ہے۔

اس جیسا نیم مفتی اس وقت قابل رحم ہوجاتا ہے جب تقریر یا خطبہ کے دوران اچانک بھول آجاتی ہے، کبھی تیز گفتاری کبھی سست گفتاری، کہیں ہکلاہٹ، کبھی جسم میں شدید کھجلی کا حملہ ہوجاتا ہے، ان حرکتوں پر خفت ہوتی ہے، اس کو چھپانے کی کوشش کرتا ہے، لیکن تاڑنے والے قیامت کی نظر رکھتے ہیں اور شتر مرغ جیسی یہ حرکتیں بھلا چھپ سکتی ہیں؟ جتنا چھپتا ہے اتنا ہی کھلتا جاتا ہے۔

کبھی ٹکٹکی باندھ کر ایک طرف دیکھنا کبھی بار بار پلکوں کا مارنا، دوران تقریر وضو کا ٹوٹ ٹوٹ جانا اور روکنے کی کوشش میں حالت کا اور زیادہ قابل رحم ہوجانا۔ اگر ایسی غیر ارادی حرکتیں ہوتی ہیں تو لوگ کہتے تو کچھ نہیں البتہ محسوس ضرور کر لیتے ہیں

مفتی جیسے افراد خود کی عزت چھن جانے یا بے عزت ہوجانے پر افراد قوم سے کیا بدلہ لیں گے۔ باغیانہ رجحانات تو سیدھے داخل دوزخ کروا دیتے ہیں، مفتی جیسوں کے لئے اب بھی وقت ہے کہ

بزرگوں کی شان میں دل ودماغ کو صاف کرلیں، کوئی میل یا کدورت موجود ہو تو اس کو نکال پھینکیں۔

اس کے بعد صحیح العقیدہ مہدوی کہلائے جاسکتے ہیں، بعدازاں مفتی عبرت ناک سے تبدیل ہوکر مفتی کہلائیں گے اور لوگ بھی معاف کردیں گے۔

یہ سب اسی وقت ہی ممکن ہے کہ سچے دل سے توبہ کریں' مہدی اور مہدویت سے سچے دل سے جڑ جائیں۔خود کو مشائخ کے بجائے گروہ کا ایک ادنیٰ فقیر ہوں' کا تصور باندھ لیں۔امید ہے کہ اس کے بعد اس کا سابقہ وقار بحال ہوجائے گا۔

چھٹا (ہوا) فرعون فادر ٹریسا:

مومنین کو گمراہ کرنے فادر ٹریسا جیسے لوگ بھی ہیں، کوئی شخص جو پیدا تو مومنین میں ہوا اور اکل حرام نے اس کے پیٹ میں سڑاند پیدا کردی۔نتیجہ میں اس نے ایمان سے منہ موڑلیا' لوگوں نے کہا''خس کم جہاں پاک''۔

عیسائیوں میں مدر ٹریسا نے آخری سانس تک غریبوں اور مریضوں کی خدمت کی تھی، جن کے مرنے کے بعد ان کو''عیسائی ولایت'' دی گئی۔

اس کے برعکس فادر ٹریسا ہے۔ جو سود پر پلا ہے، تو غور فرمائیے کہ جو بچپن سے خون پر پلا ہو وہ شراب دہ (دس) آتشہ ہوگا یا نہیں؟ چنانچہ شعور کے ساتھ ہی انسانی خون اور اعضاء و جوارح کی شدید بھوک اور پیاس جاگ جاتی ہے۔اور یہ بھی سود کے حصول وفراق میں جیتا ہے۔

جب ایسا جہنم کا کندہ (جی ہاں حدیث شریف میں مال حرام سے پلے ہوئے گوشت کے لئے دوزخ کی وعید فرمائی گئی ہے)۔کارزار حیات میں یا اس کے لحاظ سے گٹر میں اتر جاتا ہے تو لوٹ مار اور غصب میں مزید بڑھ جاتا ہے۔

غور فرمائیے جب ایسے ستمگر میدان میں آجائیں تو نجی ملکیت ہو یا سرکاری ملکیت، ان کی

ملکیت بن جاتی ہے، پھر فادر ٹریسا جیسوں کے اندر کا شیطان ان کے کان میں ''خدمت خلق'' کا نعرہ لگاتا ہے، تاکہ سماجی حیثیت اور اونچی ہو، عوامی مقبولیت خوب بڑھے۔

پھر منکران مہدی کی (نام نہاد) مذہبی شخصیتوں کے طواف شروع ہو جاتے ہیں اور دنیا بذریعہ دین کمانے کے مواقع ملنے لگ جاتے ہیں اور اسی وقفہ میں کوئی بھی ملاّ اس کو مرتد بنا سکتا ہے۔

البتہ مصدقین میں سے بعض سادہ لوح یا خود غرض، اس مرتد کے ارتداد سے نفرت کرنے کے بجائے اس کی خدمت حلق (خدمتِ حلق نہ کہ خدمتِ خلق) کو سراہتے اور رائے عامہ کو جو اس سے ناجائز بلکہ حرام کمائی کی وجہ سے متنفر رہتی ہے، ایسے کے حق میں ہموار کرنے کی جسارت کرتے ہیں اور اپنے ہاتھوں اپنا شدید دینی نقصان کر لیتے ہیں۔

مدر ٹریسا اور فادر ٹریسا کے درمیان کا فرق کچھ یوں ہے:

مدر ٹریسا نے غریبوں، مریضوں کی دلجوئی کی، ان کے زخموں پر مرہم لگائے، ادویات دیتی رہیں، ممکن ہے صحت کے لئے دعائیں بھی مانگی ہوں، مریض اچھے ہوتے رہے۔ مدر ٹریسا آخری سانس تک اپنے مذہب پر قائم رہیں، اور دوسروں کو بھی عیسائی بناتی رہیں۔ جب کہ

فادر ٹریسا اپنے مذہب کو چھوڑ کر مرتد ہو گیا، اور اس کی یہ شیطانی آرزو رہی کہ مہدویت مٹ جائے اور مہدوی بھی نہ رہیں، ارتداد پھیلے اور تمام لوگ بھی میری راہ پر چلیں اور مرتدین کے قافلہ کو دشمنوں کو دکھلا دکھلا کر داد تحسین سمیٹے اور پیٹ کے دوزخ کو سود، اور ہر قسم کی ناجائز آمدنی سے بھرے، لیکن اس کی یہ آرزو کبھی بھی پوری نہ ہوگی۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ مومنوں کی اور ان کے ایمان کی حفاظت فرماتا ہے۔

حالانکہ مہدویت نہ تو مٹنے والی ہے اور نہ ہی قومِ مہدی کو مٹنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے تخلیق فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہماری حفاظت فرمانے والا ہے، اور خاتمین صلی اللہ علیہا وسلم کی دعاؤں اور نظر ہائے کرم کے سائے میں ہم جی رہے ہیں۔ (چھٹا ہوا فرعون ختم شد)

غیر محسوس فراعنہ

امامنا مہدی موعودعلیہ السلام کے فرمان ''در اتفاق نصرتِ دین است و در نفاق ہزیمت دین است'' کے برعکس اور برخلاف ، بزرگوں کے تعلق سے بغض وحسد رکھنے والا اور ان کی شان میں گستاخیاں کرنے والا فرعونوں کا ایک ٹولہ ہوتا ہے۔

جو اپنی گفتگو سے یا تحریر سے دین وایمان کو ختم کردینے والے اس مشغلہ میں رہتا ہے، یہ ٹولہ کبھی خود گولی داغتا ہے یا کبھی کسی سادہ لوح کو استعمال کرتا ہے، بہر حال چھری خربوزہ پر گرے یا خربوزہ چھری پر، کٹتا تو خربوزہ ہی ہے۔

ضرورت ہے کہ ایسی ریشہ دوانیوں سے خود بھی باخبر رہیں اور مصدقین کو بھی اس زہر سے بچانے کی کوشش کریں، معصوم درندگی سے بھرپور تحریر یا تقریر پر گہری نظر رکھیں اور ان مفسدانہ کوششوں کے اثرات پر نظر رکھ کر ان کو ختم کردیں۔ ورنہ جتنے ذہن اس زہر سے متاثر ہوں گے اور ہم نے اس کے تریاق کی کوشش نہ کی تو ڈر ہے کہ ہم بھی گناہ گار نہ شمار کئے جائیں۔

کسی بھٹکے ہوئے کو راہ راست پر لانے کی کوشش کرنے والوں پر لازم ہے کہ اس کو اپنے ساتھ وہاں تک واپس لائیں جہاں سے اس کے بھٹکنے کا آغاز ہوا تھا۔

انشاءاللہ یہ نسخہ تمام فرعونوں کے زہر کا تریاق ثابت ہوگا۔ (ختم شد)

اور قاری النکاح سے اہم نام چھوٹ گئے!

مصدقین کو ایسی محفلوں میں بھی جانا پڑتا ہے، ایک محفل عقد میں قاری النکاح نے خطبہ نکاح پڑھا تو ضرور لیکن ان سے ایک ایسی حرکت ہوئی جو معلوم نہیں بھول سے ہوگئی یا جان بوجھ کر؟ خدا کو علم ہے۔

خطیب نے حضرت میاں عالم باللہؒ کا مرتبہ خطبہ نکاح تو پڑھا لیکن یوں ؛

شروع میں پانچ اولوالعزم انبیاء علیہم السلام اوران کی ازواج مطہرات یعنی حضرت ابراہیم وہاجرہ علیہم السلام، حضرت ایوب ورحیمہ علیہم السلام، حضرت یوسف وزلیخا علیہم السلام، حضرت موسی وصفورہ علیہم السلام اور حضرت سلیمان وبلقیس علیہم السلام کے اسمائے مبارکہ انہوں نے نہیں لئے۔

اس کے بعد خاتمین علیہم السلام کی اہل بیت سے یکے بعد دیگرے حضرت علی وبی بی فاطمہ رضی اللہ عنہم اور حضرت ثانی مہدی وبی بی کدبانو رضی اللہ عنہم اور حضرت بندگی میاں سید خوندمیر وبی بی فاطمہ رضی اللہ عنہم کے اسمائے مبارکہ انہوں نے نہیں لئے۔

خطیب النکاح کی یہ حرکت نادانستگی میں ہوئی ہوگی پھر بھی وہ بارگاہ خداوندی میں معافی مانگیں۔

اور اگر معافی نہ مانگی اوراڑے رہے تو حاضرین تک یہی پیام جائے گا کہ یہ یا تو معتزلی (انبیاء علیہم السلام کی تشریف آوری کو نعوذ باللہ غیر ضروری ماننے والے ہیں) یا پھر دشمن اہل بیت (یعنی خارجی) ہیں۔

خدانخواستہ اگلے موقعوں پر اسم مبارکہ مہدی موعود ہی ان کو یاد نہ آئے۔لہٰذا قومی عمل درآمد خاص طور پر اسمائے مبارکہ انبیاء علیہم السلام واہل بیتِ خاتمین الکربیین صلی اللہ علیہما وسلم جو صدیوں سے مروج ہیں ان کے اظہار میں کمی یا ان کے اخفاء میں بڑے نقصانات ہوسکتے ہیں یعنی خطیب نے توبہ نہ کی تو اللہ کی ثناء کرنے سے بھی محروم رہیں گے، بلکہ کل کے روز حوض کوثر پر حاضری دینے سے بھی محروم رہ جائیں گے۔مصدقین کے لئے اپنے ایمان کی سلامتی عزیز ہے تو ایسی کسی غلطی پر اللہ واسطے اور علحدہ لے جاکر ایسے (غائب دماغ یا امکانی معتزلی وخارجی) کو متوجہ کریں۔

نہ مان کر دوبارہ وہی حرکت کریں اور ہم کو اپنا ایمان عزیز ہے تو ایسی دعوت میں ہی نہ جائیں

اللہ تعالیٰ ہم تمام کو اپنی پناہ میں رکھے اور شیاطین کے اور نفوس کے فریب سے ہمیشہ بچا کر اپنی پناہ میں رکھے۔آمین

اقرارِ مہدیؑ بیدار بختی
انکاریاارتداد تیرہ بختی

آمدمہدیؑ کا مقصد ہی دنیا کو چھڑانا اور اللہ سے ملانا ہے۔ وہ افعالِ مبارکہ جو حضور پرنور محمد رسول اللہ ﷺ نے بہ نفس نفیس انجام فرمایا کرتے تھے۔ ان کی تقلید بواسطہ مہدی علیہ السلام مہدویوں کو نصیب ہوئی۔

حضور ﷺ کے یہ افعالِ مبارکہ مہدویوں پر فرض ہیں۔

(۱) ترکِ دنیا:

مثلاً حضور ﷺ نے دعویٰ نبوت کے بعد پردہ فرمانے تک کوئی کسب نہیں فرمایا۔ یہی ترک دنیا ہے۔

(۲) توکل:

مثلاً حضور ﷺ ہمیشہ اللہ کی ذات پر کامل توکل فرماتے تھے، کل کے لئے کچھ نہ رکھتے تھے سب تقسیم فرمادیتے تھے۔

(۳) طلبِ دیدارِ خدا:

حضور پرنور ﷺ کا ارشاد مبارک ہے نماز اس طرح پڑھو گویا تم اللہ کو دیکھ رہے ہو اگر تم

اللہ کو نہ دیکھ سکو تو یوں سمجھو کہ اللہ تم کو دیکھ رہا ہے۔

اس فرمان رسول اللہ ﷺ سے کہ مومنین خدا کو دیکھ سکتے ہیں، یہ بات واضح ہو رہی ہے۔

اور خدا مومنین کو دیکھتا ہے اس آیت سے واضح ہوتا ہے۔

سورۂ شعراء (۲۶) آیات نمبر (۲۱۷ اور ۲۱۸)۔

اور اس زبردست اور مہربان پر بھروسہ کیجئے جو آپ کو دیکھتا ہے جب آپ (تہجد کے لئے کھڑے ہوتے ہیں) اور (اس وقت بھی) جب نمازیوں میں آپ کی نشست و برخواست ہوتی ہے۔

قربان جایئے مہدی موعود علیہ السلام کے کہ آپؑ نے بہ نفس نفیس خود حضور پرنور ﷺ کے عمل کی پیروی کی اور مصدقین کو عمل کی تاکید فرمائی اور ہم کو حضور ﷺ کے قدموں کے نیچے کی خاک کا سرمہ آنکھوں میں لگا کر حضور ﷺ کے مبارک قدموں میں پہنچنے کا راستہ بتلا دیا۔

مصدق حسبِ فرمانِ مہدیؑ باعمل ہو گیا تو پھر حضور ﷺ کے قدموں سے دوری باقی نہیں رہتی اور اس کے بعد فضلِ خداوندی سے وہ خدائے تعالیٰ کا مقرب بن جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کے وہ خاص افضال و عنایات جو حضور ﷺ کو عطا ہوئے ان میں سے کچھ مصدقین کے نصیب میں بھی آتے ہیں۔

اس طرح طالبِ دیدار مصدق پر فضلِ خداوندی ہو جائے تو دیدارِ خدا بھی ہو جاتا ہے۔

اگر وہ خدا کو نہ دیکھ سکے تو بطفیلِ خاتمینؑ، اللہ اس کو دیکھتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا اپنے اس بندے کو دیکھنا بھی بندے کے حق میں نہایت اہم ہے۔ ایک ایسا وقت بھی آئے گا جب بندہ خدا کو دیکھ سکے گا اور انشاءاللہ یہ سلسلہ قیامت تک رہنے والا ہے۔

(۴) ذکر دوام:

حضور ﷺ نے فرمایا میری آنکھ سوتی ہے میرا دل نہیں سوتا۔ یعنی حضور ﷺ کی ہر سانس اللہ

تعالیٰ کے ذکر سے معمور رہتی تھی۔ ہم پر ذکر دوام کی فرضیت بھی اسی فعلِ مبارک سے ہے۔

(۵) عزلت از خلق:

گھنٹوں آپ ﷺ غارِ حرا میں تشریف لے جاتے اور مصروف بہ ذکر الٰہی ہو جاتے۔ یہ عزلت از خلق تھی جو ہم پر فرض ہے۔

(۶) صحبتِ صادقین:

اصحابِ صفہ کو اپنی مبارک اور پُر نور صحبت سے فیض یاب فرماتے۔ صحبت صادقین کی بابرکت فرضیت اسی فعل مبارکہ کی وجہ سے ہے۔

(۷) عشر:

عشر کی فرضیت بھی حضور پر نور ﷺ کے مبارک عمل سے ہم پر فرض ہے، کتاب ''نور الہدایہ'' میں مرقوم ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے زمانے میں لیتے تھے دسواں حصہ شہد میں سے، ہر دس مشکوں میں سے ایک مشک۔

وہ چمڑا جس کو چاروں طرف سے سیا جاتا اور اس میں پانی بھرا جاتا اور دوسروں کو پہنچایا جاتا تھا اس کو مشک کہا جاتا ہے۔ سن ۱۹۸۴ عیسوی تک بھی حاجیوں کو پانی پلا کر سقہ معاوضہ لیا کرتے تھے، بعد کا معلوم نہیں۔

عشر کی ادائی کا حضور پر نور ﷺ نے اور مہدی موعود علیہ السلام نے حکم فرمایا ہے اور ہم پر عشر فرض ہے۔ زراعت، تجارت، یومیہ، ہفتہ واری، ماہانہ، سالانہ، فتوح، نذر، متروکہ، بخشش وغیرہ۔ ان تمام سے ملنے والی نقد رقم ہو یا کوئی اناج یا اشیائے ضروری میں سے کوئی شئے ہو اس میں سے دسواں حصہ راہ خدا میں دینا فرض ہے۔

کسی بھی فرض کا انکار کفر اور عدم ادائی باعث عذاب، حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے یہاں

تک عشر کی ادائی کی تاکید فرمائی ہے کہ

فرمایا اگر ایک مٹھی آٹا آجائے تو اس میں سے (دسواں حصہ) چیونٹیوں کو ڈال دو۔

عشر مرشدین کو دیا جاتا ہے، اور کاملین و کمال پسند مرشدین کے واسطے اور وسیلے سے بشمول فقرائے کرام، مضطروں اور شدید حاجت مندوں تک یہ عشر پہنچ جاتا ہے۔ مرید اگر یہ کہدے کہ میاں یہ عشر ہے تو اکثر مرشدین کرام خود نہ لے کر تقسیم فرمادیتے ہیں۔

مرشدین عالیت پسند مریدین سے اشارتاً بھی عشر کے تعلق سے نہیں پوچھتے کہ کہیں مرید کو یہ خیال نہ آجائے کہ میاں کو دینا ہے۔ کسی مرشد کی توجہ دہانی پر مریدین عشر لاکر بھی دیں تو مرشد خود نہ لے کر فقرائے کرام، مضطروں اور شدید ضرورت مندوں میں تقسیم فرمادیتے ہیں۔

جائز آمدنی سے نکالے جانے والے عشر کی برکت سے دل سے مال کی محبت ختم ہوجاتی ہے، اور جس کے دل میں مال کی محبت نہ ہو تو اس کی پیدائش چیز کہلاتی ہے۔

دنیاوی فائدوں میں سے شدید قرضدار بلکہ سود میں گرفتاروں کے سود بفضل خدا ادا ہوجاتے ہیں، مال چوری، آگ لگ جانے اور ہر قسم کے نقصان سے محفوظ ہوجاتا ہے۔ اولاد اور گھر والے اطاعت گزار ہوجاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر قسم کی بیماریوں اور پریشانیوں سے بچالیتا ہے۔

بہر حال جو دل حکم حاکمین صلی اللہ علیہما وسلم پر سر جھکا کر حکم بجالاتا ہے اس دل میں حب مولیٰ سما جاتی ہے اور حب مال مٹ جاتی ہے اور وہ تیز گام، یعنی راہ مولیٰ کا تیز گام ہوجاتا ہے۔

(۸) ہجرت:

مکہ معظمہ سے مدینہ منورہ آپ ﷺ نے ہجرت فرمائی۔ ہجرت کی فرضیت بھی ہم پر حضور ﷺ کے اس مبارک عمل کی وجہ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کا یہ انعام بواسطۂ خاتمینؑ مہدویوں کو نصیب ہوا ہے۔ ہم باعمل بن گئے تو ہماری خوش نصیبی کا پوچھنا ہی کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ بے نیاز ہے اس نے نہ تو کسی کو اپنی اطاعت کے لئے مجبور کیا ہے اور نہ ہی اپنی نافرمانی کے لئے، ہدایت اور نور عطا فرما کر راستہ کھلا چھوڑ دیا ہے۔

ساری مخلوق کی اطاعت سے اس کی کبریائی میں بال برابر اضافہ ہوسکتا ہے اور نہ ہی ساری مخلوق کی نافرمانی سے اس کی شانِ کبریائی میں بال برابر کمی آ سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی اس بے نیازی سے خاتمین علیہم السلام کو بھی نوازا ہے۔ چنانچہ تمام مخلوق اطاعت گزار ہوتی ہے تو ہر دو خاتمینؑ کی شان میں نہ تو کوئی اضافہ ہوگا۔

اور اگر تمام مخلوق نافرمان ہوتی ہے تو اس شان میں کوئی کمی ہوگی۔

بطفیل خاتمین صلی اللہ علیہما وسلم، گروہ مقدسہ کو بھی اللہ تعالیٰ نے بے نیازی عطا فرمائی۔

اس بے نیازی کی وجہ سے کسی کے مرتد ہو جانے کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔

حضرت بندگی میاں شاہ نعمتؓ نے فرمادیا تھا کہ جو حق ہے لوگوں کو پسند نہیں آتا۔ اس کے بعد فرمایا ایک وار دو ٹکڑے رہا' خوش نصیب گیا تو بلا گئی۔ اسی وجہ سے کوئی آتا ہے اور تصدیق سے مشرف ہوتا ہے تو سب کے لئے باعث مسرت' اور اگر خدانخواستہ کوئی مہدی سے منہ موڑ کر چلا جاتا ہے تو کوئی افسوس نہیں کیا جاتا۔ چنانچہ بادشاہوں کی بھی کبھی پرواہ نہیں کی گئی۔

مغل شہنشاہوں میں ہمایوں آیا تصدیق سے بے بہرہ رہا' اکبر باوجود جاننے کے تصدیق سے بے بہرہ رہا' اورنگ زیب باوجود معلومات رکھنے کے تصدیق سے بے بہرہ رہا۔

لیکن کسی نے بھی ان لوگوں کی کبھی پرواہ نہیں کی۔ اورنگ زیب کو اپنی نجات کی فکر تھی۔

جب وہ احمد نگر سے دولت آباد میں حضرت میاں سید محمد تقیؒ کے دائرہ کو آیا اور دریافت کیا کہ کیا اُس کی نجات ہو جائے گی؟ حضرتؒ نے فرمایا تصدیق مہدیؑ کے بغیر نجات نہ ہوگی۔

حضرت بندگی میاں سیدنا شاہ ابراہیمؒ نے یہ پسند نہ فرمایا کہ بادشاہ گولکنڈہ آپؒ کی میت میں

شریک ہو، حکم فرمادیا کہ بادشاہ شریک ہوگا، اس سے پہلے تدفین کردی جائے۔

ابوالحسن تانا شاہ جب رات کو اٹھے دیکھا کہ ایک نورانی ستون زمین سے لے کر آسمان تک چلا گیا ہے، سمجھ گئے کہ کسی اہل اللہ برگزیدہ شخصیت کا وصال ہوا ہے۔ اپنے پہرہ داروں سے کہا کہ کسی بزرگ کا وصال ہوا ہے تو (کن کا وصال ہوا ہے معلوم کرو اور ان کے لوگوں سے) کہنا کہ شاہ وقت بھی شریک میت ہوگا۔ حسب الحکم حضرت بندگی میاں شاہ ابراہیم رحمتہ اللہ علیہ پہرہ داروں کے آنے سے پہلے ہی حضرتؒ کی تدفین کردی گئی تھی۔ اس طرح حضرتؒ کے حکم پر عمل ہوا، اور تانا شاہ کی آمد نہ ہوسکی۔

(بحوالہ کتاب ''دکن میں مہدوی بزرگوں کی آمد'' از حضرت سید عبدالکریم اسحاقی صاحبؒ)

دولت آباد میں ایک مہدوی خان صاحبؒ نے اپنے فرزندوں سے فرمادیا تھا کہ میرے جنازے کی نماز اورنگ زیب نہ پڑھائے۔ سعادتمند فرزندوں نے شہنشاہ ہندوستان اورنگ زیب عالمگیر کو اس کی روایت کے برخلاف امامت نماز جنازہ سے روک دیا۔

قارئین کرام: آپ جانتے ہی ہوں گے کہ اورنگ زیب اہم عہدہ داروں کے جنازہ کی امامت کرتا تھا۔ لیکن چونکہ منکر مہدی تھا، اسی لئے اس کو امامت نماز جنازہ سے روک دیا گیا۔

اس واقعہ سے اس بات کی تعلیم بھی مل رہی ہے کہ جس دل میں محبت ِ مہدی ہوگی تو اس دل میں مہدی کے منکر کے تعلق سے کراہت ہوگی۔ اور جس دل میں محبت مہدی کی کمی ہوگی تو مرعوبیت پلے گی بلکہ اور بڑھتی ہی جائے گی۔ اور منکرین اور مرتدین پر اپنی الفت، محبت بلکہ تعظیم کو ان کے کفر وارتداد پر نچھاور کیا جائے گا اور ایسی حرکتوں پر کوئی افسوس بھی نہ ہوگا۔ اللہ ایسے فریب نفس سے بچائے۔

تو دعا ہے کہ ہر مومن اور مومنہ کا دل ان بتوں سے خالی ہو اور اس میں محبتِ مہدی کا دریا اپنی پوری روانی سے بلکہ ٹھاٹیں مارتا ہوا ہمیشہ جاری رہے۔ آمین

فرمان رسالت مآب ﷺ بابت گروہِ مقدسہ مہدویہ:

فرمانِ رسالت مآب ﷺ حضرت ابوذر غفاریؓ سے: فرمایا ''اے اباذر، کیا تم جانتے میں کس سوچ اور فکر میں ہوں اور کس بات کی طرف شوق لگا ہوا ہے؟ حضرت ابوذرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اپنی سوچ اور فکر سے مطلع فرمایئے۔

آپ ﷺ نے فرمایا آہ! میرے بھائیوں کے دیکھنے کا شوق' صحابیؓ نے عرض کیا ہم بھی تو آپ کے بھائی ہیں۔ فرمایا تم میرے صحابی ہو میرے بھائی تو وہ ہیں جو میرے بعد ہوں گے۔ جن کی شان نبیوں کی شان ہوگی۔ اور وہ خدا کے نزدیک شہیدوں کے درجے پر ہوں گے۔

وہ اپنے باپ، اپنی ماں' اپنے بھائی' اپنی بہنوں' اپنے بیٹوں سے محض خدا کی خوشنودی کے لئے علیحدہ (۱) ہو جائیں گے۔

وہ اپنے مال (۲) کو خدا کے لئے چھوڑ دیں گے اور کمال تواضع (انکساری اور نیستی) کے باعث اپنی ذات کو ذلیل (۳) سمجھیں گے۔ خواہشات (۴) اور فضول دنیاوی چیزوں (۵) کی طرف رغبت نہ کریں گے۔

وہ محبت الٰہی کی وجہ سے خدا کے کسی گھر (۶) میں جمع ہوں گے' عشق الٰہی میں مغموم اور محزون (۷) (رنجیدہ اور غم زدہ) رہیں گے، ان کے دل خدا کی طرف لگے کے لگے (۸) رہیں گے۔

ان کی روحیں اللہ سے واصل (۹) ہوں گی۔ ان کے عمل خاص اللہ کے واسطے ہوں گے (یعنی خودی وہستی کی گندگی سے بے لوث رہیں گے)۔

ان سب میں فرائض ولایت محمدیہ ﷺ اور خداوند تعالیٰ تک پہنچنے کے قریب ترین راستوں کی طرف اشارہ ہے یعنی:

(۱) ہجرت اور ترک علائق (۲) ترک دنیا (۳) توکل اور ترک خودی (۴) ماسوااللہ سے پرہیز (۵) عزلت از خلق (۶) دائرہ (۷) نیستی اور تسلیمی (۸) ذکر دوام (۹) دیدارِ خدا

(ماخوذ از کتاب ''شرح عقیدہ شریفہ'' از حضرت مولانا سید قطب الدین عرف خوب میاں صاحب قبلہؒ اہلِ پالن پور، گجرات)۔

احادیث مبارکہ بابت مہدی موعود علیہ السلام:

درج ذیل حدیث شریف کے راوی حضرت سیدنا علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہیں

میں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا کہ یا رسول اللہ مہدی ہم میں سے ہے یا ہمارے اغیار میں سے؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (ہمارے غیروں میں سے) نہیں بلکہ ہم میں سے ہے، ختم کرے گا اللہ اس سے دین کو جیسا کہ شروع کیا اس کو ہم سے۔

بیان کیا اس روایت کو حفاظ حدیث کی ایک جماعت نے اپنی کتابوں میں، ان ہی میں ابوالقاسم طبرانی، ابونعیم اصفہانی، عبدالرحمن بن حاتم اور ابوعبداللہ نعیم بن حماد رضی اللہ عنہم ہیں۔

اور مجتہدین کے اجماع سے بھی یہی ثابت ہے، چنانچہ شرح مقاصد میں یہ ذکر آیا ہے کہ علمائے امت کا مذہب یہی ہے کہ مہدی امام عادل ہیں اولاد فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ سے، اللہ جب چاہے گا ان کو پیدا کرے گا اور اپنے دین کی نصرت کے لئے مبعوث فرمائے گا۔

(۲) حضور پرنور ﷺ فرمایا: میری امت کے ہر سو سال کے سرے (یعنی اختتام) پر ایک شخص پیدا ہوگا جو دین کی تجدید کریگا۔ پس دسویں صدی کے (راس پر یعنی) آخری سو سال میں سوائے مہدی کے کوئی مجدد نہیں۔

لہٰذا حضور پرنور مہدی موعود علیہ السلام نے تین دعوے بالترتیب ۹۰۱ھ، ۹۰۳ھ اور ۹۰۵ھ ہجری میں فرمائے، جو دسویں صدی کا راس ہے۔

اس حدیث شریف میں یہ واضح فرمادیا گیا کہ نویں صدی ہجری تک تو مجددین ہیں۔ آخر میں دسویں صدی ہجری کے آخری سو سال میں مہدی موعود ہیں اور آپ علیہ السلام کے بعد کوئی مجدد نہیں۔

مہدی موعود علیہ السلام کی ولادت مبارکہ نویں صدی کے وسط میں ہوئی، لیکن اس صدی کے

اختتام تک آپ علیہ السلام کے کوئی دعویٰ نہ فرمانے کے باوجود ہزاروں لوگوں نے تصدیق کی اور آپ کے فرامین پر ایمان لایا اور عمل بھی کیا، جس کی برکت سے دیدار خدا جیسی دولت لازوال ان کو ملی۔

اس کے برعکس جنہوں نے انکار کر دیا وہ اس دولت سے محروم رہے۔ بلکہ رسول اللہ ﷺ نے مہدی موعود کے بعد کسی مہدیت اور سلسلہ تجدد کا جو دروازہ بند فرما دیا تھا، ان منکرین نے کھلا تصور کیا۔

چنانچہ ایک ہزار برس کے بعد دوسرے ہزار برس کے لئے مجدد ہونے کی بات کو بلا چوں مان لیا۔

یعنی شیخ احمد سرہندی کو مجدد الف ثانی کے نام سے پکارتے آرہے ہیں، ان کے دینی کاموں کی شہرت بھی ہے، اور ہم مہدوی ان کے اس قول سے واقف ہیں'' مہدوی بھیڑیئے ہماری بھیڑوں کو لے جاتے ہیں''، یعنی مصدقان مہدی کی شان میں شیخ احمد سرہندی نے یوں اپنا خیال ظاہر کیا تھا۔

جب منکرین کا تذکرہ خواہ تحریری یا زبانی ہو صرف ان کے نام کافی ہیں۔ احترام ممنوع ہے، بلکہ ہمارا شدید دینی نقصان ہے۔ ہمارے بزرگوں نے نہ تو ان پر بیجا تنقید کی اور نہ انہیں لائق احترام جانا۔

انکار مہدی کفر

طبقات الفقہاء میں مذکور ہے فرمایا نبی علیہ السلام نے جو کوئی انکار کیا مہدی کا پس وہ کافر ہوا۔

ایک حدیث میں ہے جو کوئی جھٹلایا مہدی کو پس وہ کافر ہوا۔ ایک اور حدیث میں ہے

قریب ہے کہ نکلے میری امت سے ہر سو سال پر ایک مہدی، ان میں سے نو مہدی لغوی (بہ معنی ہدایت یافتہ) ہوں گے اور دسواں موعود ہوگا جو اس پر ایمان لایا وہ مجھ پر ایمان لایا اور جو اس کو جھٹلایا پس وہ مجھ کو جھٹلایا۔

مندرجہ بالا احادیث شریفہ قومی کتاب ''شواہد الولایت'' صفحات ۳۷۴ تا ۳۸۴ سے لی گئیں، مصنف کتاب حضرت بندگی میاں سید برہان الدینؒ نے احادیث مہدی کی تعداد سات سو تحریر فرمائی ہے، بعد کے ادوار میں لوگ ڈٹ گئے کہ کوئی مصدق نہ ہونے پائے۔

چنانچہ اسی پر عمل جاری ہے۔ اور احادیث مبارکہ کو ہر دور میں کم کیا جا رہا ہے۔ انکار حدیث انکار

نبوت ہے اس لحاظ احادیث مبارکہ کو حذف کرنا گویا احکامات نبوت کو حذف کرنا ٹھیرا۔

ذہنوں میں الجھن پیدا کرنے ان کے خیالی مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک زمانہ میں بتلایا جارہا ہے، جبکہ از روئے حدیث شریف مہدی موعود کی تشریف آوری پہلے ہونی تھی جو لاریب اور آمنا وصدقنا ہوچکی، اور اب مہدی موعود کی دوبارہ تشریف آوری اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کے ایک زمانہ میں آنے کی بات بے اصل ہے، (''شرح مقاصد'' از حضرت سعد الدین اہل تفتازانیؒ)

فرمان رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کی آسان تشریح

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے واجب التعمیل ارشادات واحکامات	فرائض ولایت اور خدا تک پہنچانے والے قریب ترین راستوں کی مختصر تشریحات
۱۔ وہ اپنے باپ، اپنی ماں، اپنے بھائی، اپنی بہنوں اپنے بیٹوں سے محض خدا کی خوشنودی کے لئے علیحدہ ہوجائیں گے۔	۱۔ ہجرت اور ترکِ علائق
۲۔ وہ اپنے مال کو خدا کے لئے چھوڑ دیں گے	۲۔ ترکِ دنیا + توکل
۳۔ کمالِ تواضع (انکساری ونیستی) کے باعث اپنی ذات کو ذلیل سمجھیں گے	۳۔ توکل اور ترکِ خودی
۴۔ خواہشات کی طرف رغبت نہ کریں گے	۴۔ ماسوا اللہ سے پرہیز

۵۔فضول دنیاوی چیزوں کی طرف رغبت نہ کریں گے۔	۵۔ترکِ عزت ولذت اورعزلت ازخلق
۶۔وہ محبتِ الٰہی کی وجہ سے خدا کے کسی گھر میں جمع ہوں گے۔(مقیم رہیں گے)	۶۔دائرہ+صحبتِ صادقین
۷۔عشقِ الٰہی میں مغموم ومحزون (رنجیدہ و غمزدہ)	۷۔دیدارخدا وصالِ ذاتِ حق ہونے تک بے چین وبےقرار،رنجیدہ وغمزدہ رہیں گے
۸۔جن کے دِل خدا کی طرف لگے کے لگے رہیں گے۔اورروحیں اللہ سے واصل ہونگے	۸۔ذکرِدوام
۹۔اورروحیں اللہ سے واصل ہوں گی۔	۹۔دیدارخدا

رکاوٹ کے بغیر جانبِ منزل مسلسل پرواز:

فرامین مہدی موعودعلیہ السلام کی پابندی' اورساتھ ساتھ ذکراللہ کی پابندی سے دل ہمیشہ ذکر ہی سے قرار پائے گا' جوسانس بغیر ذکر کے آئی اورگئی اس سے مہدوی بےچین ہوجائے گا۔

خود پر ملامت کرکے اورتوبہ کرکے پھر مشغول بہ ذکر ہوجائے گا۔پھرتو اس کا دل اپنوں سے بھی اچاٹ ہوجائے گا،گفتگو' میل ملاپ وغیرہ میں ضائع جانے والا وقت بچ جائے گا۔

نتیجہ میں دل اپنوں کی بےجامحبت اورغیروں کی کدورتوں سے پاک ہوجائے گا' دنیااوراسباب دنیا سے بےرغبتی آتی جائے گی جب ذکر نے دل میں قرار پالیا تو پھر قدم خود بخود قید ہونے لگ جائیں گے۔جس کے بعدوہ تمام لغویات کوچھوڑ کرسیدھے دائرہ (کامل یاکمال پسندمرشد کی مسجد) کی طرف بڑھے گا۔

آمدورفت میں اوروہاں قیام میں اس کا زیادہ وقت صرف ہوگا' پھرخود کی ذات کی قید سے نکلنے کی تمنا موجزن ہوجائے گی' آخر میں خود کی ذات کوکراہت سے دیکھنا اس پرآسان ہوجائے گا۔

جب خود پر نظر کراہت ڈالے گا تو فخر وغرور اور دیگر تمام قسم کے بت (جن میں سب سے بڑا بت خاندان کا یا اپنی ذات کا ہوتا ہے) پاش پاش ہو جائیں گے۔

حضور پرنور میراں سید محمد مہدی موعود علیہ السلام نے ہم کو یکّا وتنہا نہیں چھوڑا ہے۔ فرمایا ''جہاں کہیں رہو اللہ کے ذکر میں رہو ہم تمہارے بہت نزدیک رہیں گے۔ تم جس وقت توجہ کرو ہم تمہارے پاس ہیں''۔

بطفیل خاتمین علیہم السلام پرواز میں تیز گامی آتی جائے گی اور عشقِ الٰہی زبان کو گنگ کر دے گا' دل مغموم ومحزون رہا کرے گا۔

خاص طور پر وہ وقت جو سابق میں گزرا باعث رنج وملال ہوگا' یہی حزن وملال ترقی کی علامت ہوگی' فرمایا گیا ہے کہ ابرار کی اچھی باتیں مقربین کے لئے گناہ ہوتی ہیں۔

یعنی مقرب ابرار کی منزل سے گزر کر مقرب بنا' سابق میں گزرے ہوئے معاملات ومنازل آج کے مقابلہ میں کمتر تھے۔

اخلاص جب کامل ہوگا تو روح، اللہ سے واصل ہو جائے گی' پستیوں سے بلندیوں کا سفر پیر کامل کی رہنمائی کے بغیر مشکل رہے گا' کیونکہ بے پیر کا پیر شیطان ہوتا ہے۔

پیر کامل جلد نہ ملے، طلب سچی رہے تو انشاء اللہ پیر کامل یا پیر کمال پسند ضرور مل جائیگا۔

مرشدین سے جڑ جایئے:

کارِ ہدایت یعنی مرشدی کی اہمیت اس خلافت نامہ سے واضح ہو رہی ہے۔

خلافت نامہ

از: حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء محبوب الٰہی رحمتہ اللہ علیہ

بنام: حضرت خواجہ شمس الدین رحمتہ اللہ علیہ

''تمام شکر واحسان خاص اللہ تعالیٰ کیلئے ہے جس نے اپنے دوستوں کو جہاں اور اہلِ جہاں کی طرف

مائل ہونے سے روکا کیونکہ دُنیا خدا کی مبغوض ہے یعنی اس پر غضب نازل کیا گیا ہے۔

صبح وشام اللہ تعالیٰ کے دوستوں پر دریائے محبوب کی شرابِ محبت کے ساغر کا دور ہوتا ہے جو لازوال ہے۔ جب رات ہوتی ہے تو ان کے دِل شوق کی آگ سے روشن ہوجاتے ہیں اور ان کی آنکھیں بارش کی طرح آنسو بہانے لگتی ہیں، آنسوؤں کے تار بارش کی جھڑی کی طرح آنکھوں سے جاری ہوجاتے ہیں۔

ان میں بعض ایسے ہیں کہ انہیں ہر لحہ تازہ عرفان نصیب ہوجاتا ہے۔ (یعنی ہر لحہ تجلیاتِ الٰہی سے مشرف ہوتے جاتے ہیں)۔ اور اس کے انوار سے اطرافِ عالم منور ہوجاتے ہیں، ایسے شخص کا کلام گویا کلام حق ہے وہ خلقت کو اللہ کی طرف بلاتا ہے تاکہ انہیں تاریکی سے نکال کر نور کی طرف لے جائے اور اپنے رب کا قرب حاصل کرے۔

اس کے بعد صلوٰۃ وسلام نازل ہو صاحبِ شریعتِ کاملہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جنہوں نے ہمیں سیدھی راہ دکھائی اور جو ہمیں اعلیٰ مقام پر پہنچا سکتے ہیں، آپ ﷺ دُنیا والوں کی رحمت کے لئے اللہ تعالیٰ کے خلیفہ بننے کے لئے مختص کر دیئے گئے ہیں۔

سلام خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم پر جنہیں اعلیٰ مقام حاصل ہوا اور اس پر وہ فائز ہیں۔

اور سلام ہو رسولِ مقبول ﷺ کی آل پر جو صبح وشام اپنے پروردگار کو یاد کرتے ہیں،

(سلطان النہار اور سلطان الیل، ذکرِ کثیر اور ذکرِ دوام کی طرف اشارہ ہوسکتا ہے)

ان سب کے بعد، خدائے واحد کی طرف خلقت کو بلانا اسلام کا سب سے اعلیٰ اور ایمان کا سب سے مضبوط کام ہے چنانچہ حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا۔

(مفہوم حدیث) مجھے اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے اگر تم چاہو تو قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں وہی اس کے دوست ہیں

جو اللہ تعالیٰ کی دوستی بندوں پر

اور

بندوں کی دوستی اللہ تعالیٰ پر ظاہر کرتے ہیں
یعنی عشقِ الٰہی کا طریقہ اور محبت سکھاتے ہیں
اور جو زمین پر امر بالمعروف کے لئے چلتے ہیں
اور وہ لوگوں کو منکرات سے روکتے ہیں''

خلافت نامہ کی کتابت بتاریخ ۲ر ذی الحجہ ۷۲۴ھ، میں کاتب فضلِ رحمٰن کا اُمیدوار حسین بن محمود متوطن کرمان۔(اقتباس خلافت نامہ ماخوذ از ماہنامہ سسپنس ڈائجسٹ پاکستان۔ماہ ستمبر ۱۹۸۲ء)

اس خلافت نامہ سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ مرشد کی ذات مرید اور خدا کے مابین ایک واسطہ یا وسیلہ ہے کہ جب کوئی پریشان حال مرید آتا ہے تو مرشد اُس کی تسلی فرماتے ہیں اور خدائے تعالیٰ کے فضل واحسان پر بھروسہ رکھنے کی تعلیم دیتے ہیں۔

اس طرح مرید کو اللہ سے قریب کرتے ہیں۔اور دوسری جانب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس مرید کے گناہوں کی بخشش اور پریشانیوں سے نجات کے لئے دعا فرماتے ہیں۔لہٰذا مرشد سے جڑنا ہر مصدق کے لئے لازمی ہے۔

مصدقین کو دیدار خدا اور حصولِ ذاتِ خدا کے لئے ضروری ہے کہ وہ سچے مرید بنیں' اصحابؒ تصوف نے فرمایا ہے کہ'' مرید اس وقت تک مرید نہیں ہوتا جب تک کہ اس کے بائیں ہاتھ والے فرشتے نے بیس سال سے لکھنا نہ چھوڑ دیا ہو''۔

یعنی ظاہری اور باطنی گناہوں سے خدائے تعالیٰ نے اس کو دور رکھا ہو۔اگر گناہ سرزد ہو بھی جائے تو توبہ کرلی، اور دوبارہ ایسے گناہ سے باز رہنے کی دعا اور کوشش کرلی اور اس میں کامیاب رہا تو اسی میں اس کی بہتری ہے اور اوپر واڑے کے راستے انشاءاللہ اس پر کھلتے ہی جائیں گے۔

ہمارا کام ہے کہ ہمارے نونہالوں کو مہدویت کے تعلق سے مکمل معلومات بہم پہنچائیں اور ہمارے خلاف اٹھنے والے طوفانوں کی نشاندہی بھی کریں تا کہ ہمارے نونہال ان طوفانوں کا بآسانی مقابلہ کریں اوران کے رخ کو موڑ دیں۔

اس سلسلے میں ہر مہدوی کا فریضہ ہے کہ وہ کسی کامل مرشد سے خود کو وابستہ رکھے، عموماً کاملین پر نظر نہیں جاتی، یہ نظر کا نہ جانا دراصل حجابات نظر کی وجہ سے ہوتا ہے۔ بقول شاعر ع

وہ سامنے ہیں اور میں انہیں ڈھونڈ رہا ہوں
آخر کوئی حد بھی ہے حجابات نظر کی

کامل مرشد تک نہ پہنچ سکیں تو پھر کمال پسند مرشد اسے مرید ہو جائے یا پہلے کسی کا مرید تھا اور فی الوقت بغیر مرشد کے زندگی گذار رہا ہے تو کسی کمال پسند مرشد سے علاقہ لگالے تا کہ زندگی پرسکون چلے، پریشانیاں ٹل جائیں اور خدا تک پہنچنے کے راستے آسان ہوں۔

کمال پسند وہ ہوتے ہیں جو کمال کو پسند کرتے ہیں کاملوں سے محبت وعقیدت رکھتے اور ان کے جیسے بننے کی دعا، آرزو اور کوشش کرتے ہیں، خدا کا فضل ہو جائے تو وہ بھی کاملین کے زمرے میں پہنچ جاتے ہیں۔ لہذا ایسوں سے جڑے رہنا ہی بہترین بات ہے۔

اس کے برعکس ناقص لوگ صرف نقائص کو پسند کرتے ہی کاملوں سے محبت کی جگہ بغض بھرا ہوتا ہے نتیجے میں ناقص ہی رہ جاتے ہیں۔ اب اگر کوئی ان ناقصوں سے جڑا تو اس کا حشر اناڑی پیراک کے ذریعہ تیرنا سیکھنے والے جیسا ہوگا۔ یعنی اناڑی پیراک سیکھنے والے کو ڈبو دیتا ہے۔

مخاطبت تو حضور پرنور ﷺ سے ہے اور اس کی پیروی ہر زمانے کے مرشدین کرام کیلئے ہے، ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔ سورہ الشعراء (۲۶)۔ آیت (۲۱۵) ''اور جو مومن آپؐ کے پیرو ہو گئے ان سے فروتنی سے پیش آیئے''۔

آیتِ بالا سے یہ مفہوم واضح ہو رہا ہے کہ مرشدین کی خدمت میں جب مریدین حاضری دیتے

ہیں تو مرشدینِ کرام بھی ان لوگوں کے ساتھ نہایت خندہ پیشانی اور لطف و کرم سے پیش آتے ہیں، ایسا رویہ اختیار فرماتے ہیں جو نہات انکسار سے بھرپور ہوتا ہے۔

کتاب روحِ تصوف میں حضرت خواجہ بندہ نوازؒ کے ارشاد کا مفہوم یوں ہے کہ شیخ (مرشد) اپنے مریدین کے لئے ایسا ہی ہوتا ہے جیسا نبی اپنی اُمت کے لئے۔

حضرت بندگی میاں سیدنا شاہ قاسم مجتہد گروہؒ کے نبیرہ حضرت میاں سید شہاب الدین عرف چھابو جی میاں صاحبؒ فرماتے ہیں ''مرید کے لئے مرشد کی صحبت میں رہنا ویسا ہی ضروری ہے جیسا کہ ایک دودھ پیتا بچہ' کہ اس کے ساتھ دو وقت آتے ہیں۔

''ایک دودھ پینے کا زمانہ، دوسرا دودھ چھڑانے کا زمانہ، اگر دودھ پینے کے زمانے میں بچے کو ماں سے علیحدہ کر دیا جائے تو بچہ مرجاتا ہے۔ اسی طرح مرشد کی صحبت میں رہنے کے زمانے میں مرید چلا جائے تو وہ ہلاک ہو جائے گا''۔

یعنی مرشد سے اس وقت کی دوری مرید کو نفس اور شیطان کے جال میں پھنسا دے گی۔ اس دوری کے نتیجے میں مرید دینی طور پر گمراہ ہو جائے گا۔ اور یہ گمراہی مرید کے لئے اس کی موت سے بھی زیادہ نقصان دہ ثابت ہوگی۔ مرشد بخوبی جانتے ہیں کہ کب تک مرید کو اپنے پاس رکھیں اور کب مرید کو روانگی کی اجازت دی جائے۔

حضرتؒ نے فرمایا ہے کہ ''مرید کو ایسا ہونا چاہئے کہ پیر کا ہر حکم بجالائے اور پیر کے ارادہ کے مقابل اس کا کوئی ارادہ نہ ہو۔ اور مرید اپنی ذات کو اسی طرح پیر کے حوالے کر دے۔ جیسا مردہ' غسال (مردہ کو نہلانے والا) کے تصرف و ہاتھوں میں رہے''۔ (ترغیب الطالبین۔ از حضرتؒ)

درجِ ذیل احادیث مبارکہ تو کمال پسندوں کے پیشِ نظر ہمیشہ ہی رہتے ہیں جس کا مفہوم:

صبح و شام اپنے دل کو کسی کی بھی کدورت سے پاک صاف رکھنا ہوتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمروؓ سے روایت ہے کہ ایک دن رسول اکرم ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ

کون آدمی بہتر ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا (مفہوم):

''ہر وہ شخص جس کا دل پاک وصاف ہو، پرہیزگار ہو، اس میں کوئی گناہ نہ ہو، اس نے کوئی ظلم نہ کیا ہو، حد سے تجاوز نہ کیا ہو، اور اس میں کدورت وکینہ اور حسد کا مادہ نہ ہو''۔ (ابن ماجہ، بیہقی)۔ ایک مرتبہ حضور پُرنور ﷺ نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے دریافت فرمایا عفو (درگزر) کیا ہے؟

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا: خدائے تعالیٰ کا حکم ہے کہ

(۱) جو ظلم کرے اُسے معاف کردو۔

(۲) جو تم سے لاتعلقی اختیار کرے اُس سے خود ملو۔

(۳) جو تمہیں محروم کرے اُس کو دو۔

کارِ ہدایت بلا رکاوٹ جاری رکھنے کے لئے احادیثِ مبارکہ پر ہمیشہ عمل، مددگار ہوتا ہے مفہوم احادیث یوں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا ''جس آدمی کے پاس اس کا مسلمان بھائی معافی مانگنے کیلئے آئے تو اس کی غلطی معاف کردینی چاہئے اور اس کا عذر قبول کرلینا چاہئے۔

چاہے وہ صحیح کہہ رہا ہو یا غلط کہہ رہا ہو۔ اور اگر کوئی شخص معافی نہ دے تو وہ حوض کوثر پر مجھ تک نہیں پہنچ سکے گا۔''

ایک اور حدیث کا مفہوم یوں ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت انسؓ سے فرمایا ''اے میرے پیارے بیٹے اگر تم سے ہوسکے تو صبح وشام اس طرح گذارو کہ تمہارے دل میں کسی کی طرف سے میل نہ ہو۔ پھر فرمایا یہ (محبت کا رکھنا یا دل کا صاف رکھنا) میری سنت ہے۔ جس نے میری سنت سے محبت رکھی وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا''۔

بفضل خدا کاملین تو ان احکامات پر چلتے ہی ہیں۔ کمال پسند حضرات بھی ان کوششوں میں مصروف رہنے سے ان کا سفر کمال کی طرف جاری رہتا ہے۔ (لہٰذا ایسوں سے جڑے رہیئے)

حضور پرنور ﷺ کی مبارک و پرانوار سیرت

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ مبارکہ ہر زمانے کے لئے اور ہر شخص کے لئے ہے چاہے وہ کامل ہو یا کمال پسند ہو، اس مبارک و پرنور سیرت پر عمل پیرائی خدا سے قریب کردے گی۔ ناقصین کے لئے بھی سیرت مبارکہ پر عمل پیرائی انشاء اللہ ان کو کاملوں کی صف میں لادے گی۔

ام المومنین حضرت بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشادِ گرامی ہے کہ

☆ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی سے انتقام نہیں لیا۔

☆ کسی کو برا بھلا نہ فرماتے برائی کے بدلے برائی نہ فرماتے تھے بلکہ درگزر سے کام لیتے تھے، معاف فرمادیا کرتے تھے۔ آپ ﷺ نے کسی پر لعنت نہیں فرمائی، غلام و جانور کو تک کبھی نہ مارا کسی کی جائز درخواست کو رد نہیں فرمایا۔

☆ (گھر میں) اندر تشریف لاتے تو ہنستے اور مسکراتے رہتے (صلی اللہ علیہ وسلم)۔

حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں:

☆ آپ (حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم) خندہ جبیں اور نرم خو تھے

☆ تنگ دِل، تنگ گیر اور عیب جو نہ تھے۔

☆ کسی کو مایوس نہ فرماتے تھے، فضول باتیں کرنے سے اجتناب فرماتے تھے، جن باتوں پر دوسرے ہنستے تھے تو آپ بھی مسکرا دیتے تھے۔

☆ نہایت فیاض، راست گو اور خوش صحبت تھے۔

☆ اپنی تعریف پسند نہ فرماتے تھے، نہایت خوش اخلاق تھے۔

☆ کسی کی دل شکنی گوارہ نہ فرماتے تھے، جود و سخا میں (اپنا) جواب نہ رکھتے تھے صلی اللہ علیہ وسلم۔

(ماخوذ از ماہنامہ شبستاں، دہلی ماہ مئی ۱۹۶۷ء)

مذکورہ بالا اسوہ ہائے نورانی پر عمل کرنے سے دل صاف رہے گا اور ایسے شخص کا ہر کام خدا کے فضل سے صحیح ہوا کرے گا کہ اگر اس پر عمل نہ ہوسکا اور رنجشوں اور کدورتوں کا سلسلہ دراز ہی ہوتا چلا جائے تو یہ شخص بھی نقصان سے ہی دوچار ہوگا۔ مرشدین کرام دلوں میں کدورتوں کو جگہ نہ دیتے تھے۔

کیونکہ دل خانۂ خدا ہے اس میں غیر کے داخلہ کی اجازت نہیں، کسی کی بے جا محبت بھی مضر اور کسی سے نفرت و کدورت بھی اور زیادہ تباہ کن۔

چونکہ یہ برائیاں ذکر الٰہی کرنے والوں کے حق میں سخت نقصان رساں ہوتی ہیں۔

بزرگوں کی روش یہی تھی کہ اگر کسی کو کچھ تکلیف اتفاقیہ پہنچ جاتی تو معافی مانگ لیتے تھے۔

یا اگر کسی نے آپ کو تکلیف پہنچائی ہوتی تو اپنی طرف سے اللہ واسطے اُس کو معاف فرمادیا کرتے یعنی تکلیف پہنچانے والے کے آکر معافی مانگنے کا انتظار کیئے بغیر، معاف فرمادیا کرتے تھے، اس کی وجہ سے ذکر اللہ مسلسل، متواتر اور بلا رکاوٹ کے ہر سانس کے ساتھ جاری رہتا تھا۔

اوپر بیان کردہ خوبیوں کی بدولت کسی شخص کو اللہ واسطے کوئی ٹوکتا ہے تو وہ بجائے ناراض ہونے کے خوش ہوتے ہیں اور ٹوکنے والے کو اپنا دوست سمجھتے ہیں۔ مرشدین بھی ٹوکنے والوں کو عزیز رکھتے ہیں۔ اللہ واسطے ٹوکنے کی بات پر یہ یاد رکھنا ضروری ہے

کہ حضرت سیدنا ابوبکر صدیق ؓ اور حضرت سیدنا عمر فاروق ؓ نے ٹوکنے والوں کو منع نہیں فرمایا تھا۔ اسی طرح حضرت ثانی مہدیؓ حضرت بندگی میاںؓ اور حضرت بندگی میاں شاہ نعمتؓ نے فرمادیا تھا کہ اگر ہم میں مہدیؑ کے خلاف کوئی عمل پاؤ تو ٹوکو۔ یعنی ان ہستیوں نے روکنے ٹوکنے پر کسی کی زبان بندی نہیں فرمائی تھی۔

بزرگانِ دین رضی اللہ عنہم کے فرمودات کی روشنی میں کسی کو ٹوکا جائے تو وہ برا نہیں مانتے، ممنون و مشکور ہوتے ہیں کہ ہماری اصلاح کردی۔ باادب رہ کر تنہائی میں اللہ واسطے ٹوکنا چاہیئے۔

فقیری اور مرشدی کو توڑ دینے والے بارہ امور:

از روئے احکام قرآن ورسول اللہ ﷺ اور مہدی علیہ السلام وہ بارہ امور درج ذیل ہیں۔

یعنی حکم صحبت کو زائل اور حق ارشاد کو ساقط کرتے ہیں، کوئی ایک بات بھی سرزد ہو جائے تو فقیری ومرشدی دونوں ٹوٹ جاتے ہیں۔ دوبارہ ترک دنیا کرنا اور مرشد کی خدمت میں حاضری اور صحبت میں رہنا ضروری ہے۔

یہ بارہ امور ہم نے حضرت پیرومرشد سید خدا بخش رشدی صاحب قبلہؒ کی کتاب ''چراغ دین مہدیؑ'' سے لئے ہیں۔ جس میں جرائم کا ذکر ہے۔

البتہ سزاؤں کا ذکر ایک اضافہ ہے۔

جرم اور اس کی سزا

سلسلہ نمبر	جرم	نوعیت جرم	سزا۔احتیاط
۱	زنا	جرم شریعت	قابل تعزیر، سنگسار کرنا یا کوڑے مارنا
۲	سودخواری	جرم شریعت۔ جرم عظیم	خدا سے جنگ' سزا بھی خدا ہی دیگا
۳	جوا	کمائی حرام جرم شریعت	قابل تعزیر جرم، توبہ، جوئے سے بچنا
۴	خون ناحق	جرم شریعت	قابل تعزیر، قصاص یا خوں بہا
۵	کسی شریف مرد یا عورت پر بہتان باندھنا	جرم شریعت	کوڑے مارنا

۶	تعین اختیار کرنا	جرم طریقت	سچے دل سے توبہ، تعین سے گریز
۷	رشوت دینا یا لینا	جرم شریعت	ہر دو گناہگار، احتیاط لازمی
۸	جادو کرنا یا کسی پر کروانا ' چاہے دل پھیرنے کے لئے ہو یا کسی کی جان لینے کے لئے ہو۔	جرم شریعت	جادو خود کرے یا کسی سے کروائے، کفر ہے۔اور جادو سے کسی کی جان گئی ہے تو ذمہ دار کی گردن پر خون ہے، جادو کے ذریعہ قتل کرنے یا کروانے والا پردہ میں رہتا ہے، تو علیم وخبیر اور منتقم حقیقی ، ضرور انتقام لے لیتا ہے۔
۹	چوری	جرم شریعت	قابل تعزیر، ہاتھ کاٹنے کی سزا
۱۰	تین روز پے در پے مزدوری کرنا	جرم طریقت	توبہ کرنا اور دوبارہ اس کا اعادہ نہ کرنا
۱۱	دنیاداروں سے سوال کرنا	جرم طریقت	سوال حرام ہے' توبہ کرنا اور دوبارہ سوال نہ کرنا
۱۲	نشہ آور چیزیں استعمال کرنا	جرم شریعت	قابل تعزیر ومواخذہ۔مکمل پرہیز

نیز حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے ان لوگوں کو جو سلطان النہار اور سلطان اللیل کی پابندی نہیں کرتے ان کو دین خدا کے فقیر نہ ہونے کی وعید یوں فرمائی ہے۔

کہ ''جو شخص ان دو وقتوں کو ضائع کردے وہ دینِ خدا کا فقیر نہیں''۔

مذکورہ بالا امور کو پیش نظر رکھ کر پوری احتیاط سے عمل کرتے ہوئے فقیری یا مرشدی کی جائے تو بہت

عمدہ بات ہوگی۔ایسی ہستیاں مقبول بارگاہِ الٰہی ہوتی ہیں اور خالق کے پاس مقبول ہونے سے مخلوق بھی ان کی راہوں میں آنکھیں بچھاتی ہے، اور بلند پرواز ہوکر راہ مولیٰ میں تیز گام ہوجاتے ہیں، اور مریدین ومعتقدین ان کے ارشادات پر عمل کرتے ہیں اور آگے بڑھتے ہیں۔

اوصافِ مرشدی:

آیت قرآنی ''اور تمہاری نظروں میں برا بنادیا کفر اور فسق اور نافرمانی کو یہی لوگ جو نیک چلن ہیں'' کے تحت مہدی موعودؑ نے فرمایا کہ جس شخص میں یہ اوصاف (راشدین کے) موجود ہیں وہی مرشد ہے۔

بہرحال مرشدی کا کام کوئی آسان کام نہیں لیکن کمال پسند مرشدین کا اٹھنا بیٹھنا امیروں میں کم اور غریبوں میں زیادہ ہوتا ہے، بنیادی طور پر فقیر ہونے سے وہ توکل کی راہ پر چلتے ہیں۔

امامنا علیہ السلام کا یہ فرمان مبارک کاملین، کمال پسندوں اور خیر پسندوں کو عمل عملیات سے دور رکھتا ہے، فرمانِ مہدیؑ: ''اگر کوئی شخص چلّے، ریاضتیں، بھوک اور برہنگی برداشت کرتا ہے اور مقصود دنیا ہے تو اس کی جگہ دوزخ ہے ہمیشہ کے لئے۔''

یاد رکھنے کی بات یہ ہے کہ مریدین کسی بھی وقت دامنِ مرشد کو نہیں چھوڑتے کیونکہ کامل یا کمال پسند مرشدین ان کشتیوں کی مانند ہیں جو گہرے سمندر میں چل رہی ہیں۔

ان کی پیروی کرنے والے اسی طرح نجات پائیں گے جس طرح کشتی نوح علیہ السلام میں سوار ہونے والوں نے نجات پائی تھی۔

مریدین کے لئے:

حضرت سید محمد گیسودراز بندہ نوازؒ کا یہ ارشاد نہایت مفید ہے کہ

''مرید کو اپنے پیر کی تعلیم و تلقین کو کبھی معمولی نہ سمجھنا چاہیئے اور نہ اس سے بے توجہی برتنا چاہیئے' کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اس میں کوئی عظیم بات پوشیدہ ہو جس کا مرید کو اندازہ نہ ہو (مرشد کی بات کو معمولی سمجھ کر نظر انداز کر دینا) ایسا کرنے سے مرید کو بہت زیادہ نقصان کا اندیشہ ہے۔ حضرتؒ نے یہ بھی فرمایا تھا کہ مرید کو حالتِ ذکر میں قلب کا رابطہ پیر کے ساتھ رکھنا چاہئے' ربط قلب کے تعلق سے پوچھنے پر فرمایا۔

''پیر اور مرید کے درمیان ایک سرّ اور راز ہے جب تم اس مقام پر پہنچو گے تو خود معلوم ہو جائے گا۔'' (بحوالہ جوامع الکلم اردو ترجمہ)

پیر کی اطاعت و پیروی کرنے سے مرید کے درجات بلند ہوتے ہیں، اگر خدانخواستہ مرید سے پیر کی خفگی والی کوئی ایسی حرکت سرزد ہو جائے تو کیا نقصان ہوتا ہے؟ (واقعہ ماخوذ از ملفوظاتِ حضرت بابا فرید الدین گنج شکرؒ مرتبہ حضرت خواجہ نظام الدین اولیاءؒ اردو ترجمہ)

حضرت خواجہ نظام الدین اولیا محبوب الٰہیؒ فرماتے ہیں:

''آپ (یعنی) حضرت بابا فرید گنج شکرؒ کا ایک مرید لاہور سے آیا تھا' کسی نے سو دینار حضرتؒ کی خدمت میں بھجوائے تھے، لانے والے نے خیانت کی اور صرف پچاس دینار دیئے، کیا اللہ والوں سے یہ بات چھپ سکتی ہے؟

حضرتؒ نے مسکرا کر فرمایا ''تو نے اچھی تقسیم کی' درویشوں کے لئے ایسا کرنا اچھا نہیں' لانے والا سخت شرمندہ ہوا باقی کے دینار بھی حاضر خدمت کئے۔ حضرتؒ نے فرمایا اگر میں اس کام میں ترغیب نہ دیتا تو' تو مردانِ خدا کے مقصد کو نہیں پہنچ سکتا تھا۔

فرمایا از سر نو بیعت کر کیوں کہ اس بیعت میں (خیانت کے سبب) خلل آ گیا ہے۔ جا جس کو (یہ تیری) کلاہ (مرشد کی عطا کردہ ٹوپی) دینی ہو دے دے، اب تیرا کام ختم ہو چکا۔

اس واقعہ میں قابل غور بات یہ ہے کہ معمولی سی رقمی خیانت سے کیسے خلل پڑ گئے۔ مریدی ختم ہوگئی، مرشد کی عطا کردہ کلاہ چھن گئی اس طرح گاڑی پٹڑی سے اُتر گئی۔ اب خدا کو ہی معلوم ہے کہ یہ مرید ترک وتوبہ سے جائے گا یا خالی ڈھول کی طرح داعی اجل کو لبیک کہہ دے گا۔

قابل صد غور بات یہ ہے کہ معمولی سی رقمی خیانت نے یہ گُل کھلایا اگر خدانخواستہ مرید نے مرشد کی جناب میں عدول حکمی کی، بغض وعناد یا بغاوت کے راستے پر چل پڑا، نافرمان رہا، تو ایمان کی سلامتی ہی محال نظر آئے گی۔ اہل اللہ کے پاس مرشد کی خوشنودی اہم ہے، مرشد کی ناراضگی سب سے بڑی رکاوٹ بن جاتی ہے اور آگے اندھیرا ہی اندھیرا رہتا ہے اور مرید صفر ہو کر رہ جاتا ہے۔ اور مرید تک پہنچنے والا فیض رک جاتا ہے اس طرح مرید اپنی طرف سے تمام روحانی بلندیوں کو روک لیتا ہے، مرشد کی ایسی کسی ناراضگی سے ہر وقت بچنا اور پیر کی خوشنودی کا طالب رہنا مرید کے لئے لازمی ہے۔

لہذا مرید کا کام ہے کہ پیر کے معاملے میں حد درجہ دیانت دار، اطاعت گزار اور ہر وقت طالب خوشنودی رہا کرے۔

مرشدین کے لئے اور ان کے افرادِ خانہ کے لئے تمام ضروریاتِ زندگی رہتی ہی ہیں۔ ایسے میں توکل تمام برذات خدا ہی سب سے اعلیٰ وارفع ہوتا ہے، شروع میں آزمائش پھر کشادگی ہو جاتی ہے۔ اور تمام کام مرشد کے خیال سے پہلے تکمیل پانے لگ جاتے ہیں۔

کمال پسند وہ ہوتا ہے جو کاملین کی تقلید کی کوشش کرتا ہے، نیز کاملین کے لئے ادب اور عقیدت رکھتا ہے اور خود کی کوتاہیوں پر نظر رکھتا ہے، خود کو نظر کراہت سے دیکھتا ہے اور نفس پر ملامت کرتا ہے۔ ان وجوہات سے انشاءاللہ یہ کامل ہو جاتا ہے کاملین وکمال پسندوں کا وجود بہت ہی غنیمت ہوتا ہے۔

ان کے ساتھ وہ بھی جو عمل کے تو سست رفتار ہیں لیکن کمال کو پسند کرنے والے اور کامل بننے کے آرزومند، عمل کے کوشاں اور دل وجان سے بزرگوں کے مقلد، یہ بھی غنیمت ہیں۔

طالبان مولیٰ کو ان اوصاف کے حامل مرشدین کرام سے مسلسل فائدے پہنچتے ہیں۔ جیسے کسی جگہ ندی پر ابھی پل نہیں بنا تھا۔ ایک خاتون ندی سے ہوکر آ رہی تھیں اچانک پانی کا بہاؤ تیز ہوگیا ان خاتون نے پریشان ہوکر اپنے مرشد کو ''میاں'' کہہ کر آواز دی۔ (منجانب اللہ مرشد کو یہ آواز پہنچ گئی اور) میاںؒ نے ہاں کہہ کر ہاتھ بڑھایا اور ان خاتون نے بآسانی ندی پار کرلی۔

ایک جید عالم جانکنی میں تھے، شیطان نے آکر کہا کہ خدا کے وجود کی دلیل دو۔ مرید نے ایک دلیل دی، شیطان نے اپنی گفتگو سے مرید کی یہ دلیل کاٹ دی۔ اس طرح مرید کی تمام دلیلیں وہ کاٹ دیا۔ اس طرح تمام دلیلیں ختم ہوگئیں، مرید پریشان ہوگئے۔

دوسری طرف دور پر ان مرید کے مرشد وضو کررہے تھے، منجانب اللہ یہ کیفیت ان کو معلوم ہوئی۔ مرشد نے لوٹا دیوار پر مارا اور فرمایا کہ ''بول بلا دلیل کے خدا کو مانتا ہوں''۔ مرشد کی یہ آواز مرید تک پہنچ گئی، شیطان افسوس کرتا ہوا کہنے لگا (تو میرے بھٹکانے میں نہ آیا اور بچ گیا) اس طرح مرشد کے ذریعہ اور وسیلہ سے خدا نے بچالیا، اور مرید جو عالم تھے بچ گئے۔

تیسرا واقعہ یوں ہے کہ مرید کے انتقال کے بعد غسل اور نماز جنازہ کے بعد میت کے چہرہ کی بے رونقی نہیں گئی۔ یہ اطلاع مرشد کو دی گئی، ورثا کے شدید اصرار پر مرشد نے فرمایا جنازہ کو حجرہ میں رکھ دو۔ کچھ دیر بعد وہ باہر تشریف لائے اور جنازہ باہر لایا گیا، اور دیکھنے پر معلوم ہوا کہ بے رونقی دور ہوگئی۔ اچانک کسی کی نظر مرشد کے کرتے یا انگرکھے کے اس کالے دھبے پر پڑگئی جو کچھ دیر پہلے نہ تھا، مرشد نے کہا ہاں اس کو صاف ہونے کے لئے چھ ماہ درکار ہوں گے۔

کاملین سے وابستگی رکھیئے۔ کمال پسند بھی مل جائیں تو غنیمت، انشاءاللہ یہ کامل ہوجائیں گے۔

نقل ہے کہ حضرت مہدی علیہ السلام کا وقتِ رحلت قریب پہنچا تو صحابہؓ نے زاری کی مہدی علیہ السلام نے فرمایا کہ کس لئے زاری کرتے ہو؟ صحابہؓ نے عرض کیا کہ خوندکار کی رحلت کے سبب سے۔

مہدی موعودؑ نے فرمایا محمد نبی (ﷺ) اور محمد مہدی (علیہ السلام) کے لئے موت نہیں ہے مگر تمہاری آنکھوں سے پوشیدہ ہوجاتے ہیں۔تم پر ایک وقت آئے گا اس وقت زاری کرو جب تمہارے درمیان سے خدائے تعالیٰ کی یاد چلی جائے۔

بمقام فرح مبارک امامنا علیہ السلام کا وقتِ وصال آپہنچا، حضرت بندگی میاں سیدنا شاہ نعمت رضی اللہ تعالیٰ عنہ، امامنا علیہ السلام کے بخار کو دیکھ کر آزردہ ہوئے اور ہچکی کی آواز بلند ہونے پر امامنا نے پوچھا کون روتا ہے؟ حضرت شاہ نعمت رضی اللہ عنہ نے عرض کیا بندہ نعمت''۔

امامنا نے اُس وقت ارشاد فرمایا ''رونے کا یہ وقت نہیں، ابھی تو بندہ تم میں موجود ہے، پھر فرمایا بندے کی جدائی کے آثار یہ ہیں۔

ا۔خدانخواستہ خدا کی یاد اور اُس کی طلب تمہارے دلوں سے نکل جائے۔

۲۔ اغنیاء (دولت مند) اور اہل دُنیا کا میلان تمہاری طرف شروع ہوجائے، اہل دُنیا تم سے عداوت (دشمنی) ونفرت کرنا چھوڑ دیں اور تم کو ایذا نہ دیں۔

۳۔ تمہارا نفس حُبّ الشہوات (بے ہودہ خواہشات کی محبت) سے معمور ہوجائے۔

۴۔ مدعاء مہدی تم سے جاتا رہے۔

۵۔تو یقین کرلو یہ بندہ تم میں نہیں رہا مگر انشاءاللہ مہدی اور مہدویان قیامت تک رہیں گے''۔

حضرت بندگی میاں شاہ دلاور رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانے میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے فرمایا کہ مہدیؑ نے جو فرمایا تھا وہ وقت یہی ہے۔(حاشیہ شریف)

مفید المصدقین

بزرگ مرشد صاحب قبلہ کی مجلسِ درس وارشاد

برائے افادیت نوجوان مرشدین وکاسبینِ قوم مہدویہ

بعنوان: پیش رواور پس رو

حضرت امامنا میراں سید محمد مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا جو شخص دن کے اگلے حصے میں ہجرت کر کے دائرہ میں آیا وہ مرشد (پیش رو) ہے اس شخص کا جو اس کو دیکھ کر ہجرت کر کے عصر کے وقت دائرہ میں آیا (پس رو ہے)۔

مرشدِ عالی قدر یعنی پیش رو بزرگ بحمداللہ برسہابرس سے کارِ ہدایت انجام دیتے آرہے ہیں اور ان کی صحبت نگرانی اور دعاؤں سے مصدقین خدا تک پہنچتے آرہے ہیں۔ پیش رو بزرگ کی مخاطبت:

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میرے نوجوان بھائیو: اسلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ،

سب سے پہلے صلوٰۃ وسلام نازل ہو حضور پرنور محمد رسول اللہ ﷺ پر، حضور پرنور مہدی موعود علیہ السلام پر، ہردو کے آل واصحاب رضی اللہ عنہم پر، اللہ تعالیٰ کی طرف سے سلامتی نازل ہو۔

کیا آپ حضرات اس بات سے آگاہ ہیں کہ آپ میں کتنی خوبیاں اور صلاحیتیں چھپی ہوئی ہیں؟ ان خوابیدہ صلاحیتوں کو بیدار کیجئے اور عمل کے میدان میں تیز گام ہو جایئے۔

یاد رکھیئے آپ کا کوئی بھی عمل آپ کی اندرونی بنیادی خواہش سے تحریک پاتا ہے۔ لہٰذا اس اندرونی خواہش کو طلب مولیٰ کی طرف موڑ دیجئے۔

'انشاءاللہ آپ تیزی سے اللہ کی طلب میں بڑھتے چلے جائیں گے۔ جس کے بعد آپ امیر قافلہ بن جائیں گے' اس قافلہ میں آپ کے مریدین شامل ہوتے جائیں گے۔ طلب صادق اور عمل کی پابندی پر فضل خدا ہو جائے تو آپ تمام اپنی منزل یعنی ذات مولیٰ کو انشاءاللہ حاصل کر لیں گے۔

پیش رو سورہ مائدہ کی تیسری آیت کا ترجمہ فرماتے ہیں۔

''آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین کامل کر دیا اور تم پر اپنی نعمتیں پوری کر دیں، اور تمہارے

لئے اسلام کو دین کی حیثیت سے پسند کرلیا ہے''۔

اس کے بعد سوال فرماتے ہیں کہ اگر آپ حضرات کے سامنے کوئی اس آیت کی تلاوت کرے یا ترجمہ سنا کر سوال کرے کہ جب دین کامل ہوگیا تو کیا مہدی کی ضرورت باقی رہی؟

جواب یوں دیجئے: سورہ مائدہ کی تیسری آیت میں دین کے کامل فرمادینے، اپنی نعمتوں کو پوری کردینے اور مسلمانوں کے لئے دین اسلام کو پسند فرمادینے کے تعلق سے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

اللہ تعالیٰ کے علم میں یہ بات تھی کہ ان انعامات کے باوجود مسلمان اعتقادی طور پر نہیں بلکہ عملی طور پر دین سے پلٹ جائیں گے۔ جن کی اصلاح کے لئے اور ان کو ہلاکت سے بچانے کے لئے مزید دو ہستیوں کو بھجوانا ہے۔ اسی لئے درمیانی زمانے میں مہدی موعود کو بھجوایا اور آخری زمانے میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روانہ فرمائے گا۔ چنانچہ اسی سورۃ میں قومِ مہدی موعود کی خوشخبری یوں فرمادی:

سورہ مائدہ آیت ۵۴۔ ''اے ایمان والو! تم میں سے کوئی اپنے دین سے (عملاً) پھر جائے (تو کوئی پرواہ نہیں)، کیونکہ اللہ عنقریب ایک ایسی قوم کو لائے گا جس سے اللہ محبت کرے گا اور وہ قوم (کے لوگ) اللہ سے محبت کریں گے۔ جو مومنوں کے حق میں نرمی کریں گے اور کافروں کے مقابلے میں سخت ہوں گے، اللہ کی راہ میں جہاد کریں گے اور کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے''۔

جیسا کہ آپ تمام جانتے ہیں کہ اس آیت میں قوم سے مراد قومِ مہدی موعود علیہ السلام ہے۔ اور اس قوم کے لوگ ''جو مومنوں کے حق میں نرمی کریں گے اور کافروں کے مقابلے میں سخت ہوں گے۔'' فرمایا گیا ہے۔ قوم مذکورہ یعنی قوم مہدویہ پر اللہ کا فضل ہے اس کے حبیب پاک ﷺ کا صدقہ ہے چنانچہ سورہ الفتح (۴۸) آیت (۲۹) میں بتلادیا گیا کہ: ''محمد اللہ کے پیغمبر ہیں اور جو لوگ آپ کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے مقابلے میں بڑے سخت اور آپس میں بڑے نرم ہیں''۔

یعنی مہدویوں کو حضور پرنور ﷺ کے قریبی ساتھیوں کی خوبیوں سے نوازا گیا ہے، شکر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بواسطہ ءمہدی موعود افراد قوم کو اپنے حبیب پاک ﷺ کے قدموں میں پہنچادیا۔

غور طلب یہ ہے کہ اس نعمت کے باوجود ہمارا رویہ اپنوں پہ ستم اور غیروں پہ کرم والا تو نہیں کیونکہ ہمارا رویہ بعض اوقات غریب یا متوسط مصدق کے ساتھ اہانت آمیز اور مرتدین کے ساتھ شیر وشکر والا ہوجاتا ہے، اور ایسا رویہ بیان کردہ رویوں کے برعکس رہتا ہے جس سے ہمارے ایمان کے لالے پڑجاتے ہیں کیونکہ مرتدین کے آگے بچھے جانے کی سخت ممانعت ہے اور دین کو ڈھانے جیسا ہے

قبل مہدی تمام راستے اور واسطے اور وسیلے مخدوش ہوچکے تھے اسی واسطے بعثت مہدی ہوئی۔جنہوں نے تصدیق کی وہ مومن ہوئے اور جنہوں نے منہ پھیرا گویا اس وسیلے کو نا مان کر ادھر لٹک گئے۔اب بھی وقت باقی ہم سے جو دور ہیں وہ آئیں اور مہدی موعود کے مصدق ہوجائیں، تاکہ حضور پرنور ﷺ کے مبارک قدموں تک رسائی نصیب ہوجائے، اس کے سوا کوئی وسیلہ نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں دس مقامات پر اشارتاً مہدی موعود علیہ السلام کا ذکر فرمادیا ہے، اور آٹھ مقامات پر قوم مہدی کا ذکر اشارتاً فرمادیا ہے۔حضور پرنور ﷺ نے اپنے ارشادات کے ذریعہ مہدی موعود کی ضرورت واہمیت واضح فرمادی ہے۔

چنانچہ فرمایا (مفہوم): جب تم کو مہدی کی بعثت کی خبر ملے تو جاؤ اور جاکر بیعت کرو، چاہے تم کو برف پر سے رینگتے ہوئے جانا پڑے، کیونکہ وہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے۔

اور فرمایا: (مفہوم) وہ امت کیسے ہلاک ہوگی جس کے شروع میں میں، آخر میں عیسیٰ بن مریم اور درمیان میں مہدی میری اہل بیت سے ہونگے۔ان کے درمیان ایک ٹیڑھی یا گمراہ جماعت ہوگی جو نہ مجھ سے ہوگی اور نہ میں اس سے۔(مشکوٰۃ شریف)

فرمایا: (مفہوم) میں تم میں دو چیزیں چھوڑ کر جارہا ہوں ایک اللہ کی کتاب اور دوسری میری

عترت ،ان کو تھام رکھو، گمراہ نہ ہوگے، عترت سے مراد آل ،لیکن پوری آل نہیں بلکہ کوئی خاص شخصیت، یہاں عترت سے مراد حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی ذات پرنور ہے۔

جب حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہ نے دریافت کیا کہ کیا مہدی ہم میں سے ہوں گے یا ہمارے غیر سے؟ حضور پرنور ﷺ نے فرمایا: ''نہیں (ہمارے غیر سے نہیں) بلکہ مہدی ہم سے ہوں گے، اور جس طرح دین کا آغاز ہم سے ہوا ہے، اس کا اختتام مہدی سے ہوگا۔''

حضور پرنور ﷺ کے ایک ارشاد کا مفہوم یوں بھی ہے کہ: مہدی میری اہل بیت سے ہے، میرے قدم بہ قدم چلے گا، خطا نہیں کرے گا۔

خود حضور پرنور مہدی موعود علیہ السلام نے اپنے بارے میں کیا ارشاد فرمایا ہے؟

فرمایا: ہم کو حق تعالیٰ نے مخصوص اس لئے بھیجا کہ جو احکام اور بیان کہ ولایت محمدیہ سے تعلق رکھتے ہیں مہدی کے واسطے سے ظاہر ہوں۔

امت اپنے نبی ﷺ کے تینوں معاملات یعنی شریعت، طریقت یا ولایت اور حقیقت سے دن بہ دن دور ہو کر رسم، عادت اور بدعت پر چل رہی تھی۔ اور بدعت کو بدعت حسنہ کہا جا رہا تھا رہ گیا تھا۔

مہدی موعود علیہ السلام نے امت کو عالیت پر چلنے کا حکم فرمایا اور رخصتوں کو رخصت کر دینے کا حکم ارشاد فرمایا اور بدعت حسنہ کے تعلق سے سوال فرمایا کہ وہ کون سا حسنہ تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب (ﷺ) سے پوشیدہ رکھا تھا؟

آپ علیہ السلام نے رخصت خواہ عمل میں ہو یا فکر میں ہر دو کی نفی فرما دی اور عالیت کا حکم فرمایا۔

آپ علیہ السلام کے حضور میں بعض بزرگوں کے اقوال یا اعمال کا ذکر آیا مثلاً حضرت امام اعظم ابوحنیفہؒ کے اس قول کا ذکر آیا کہ ایمان گھٹتا یا بڑھتا نہیں ہے۔

امام نا علیہ السلام نے جواب میں فرمایا کہ ابوحنیفہ نے اپنے ایمان کے تعلق سے کہا ہے کہ جب

ایمان کامل ہوجاتا ہے تو گھٹتا نہیں ہے۔

جب کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل کانپ اٹھتے ہیں، جب اللہ کی آیات پڑھ کر سنائی جاتی ہیں تو وہ ان کے ایمان کو اور بڑھا دیتی ہیں۔

خدمت عالی میں کسی بزرگ کا یہ قول عرض کیا گیا کہ ''تمام اولیاء کے کاندھوں پر میرا پیر ہے''۔ امامنا علیہ السلام نے فرمایا کہ یوں بھی کہا جاسکتا تھا کہ تمام اولیاء کے قدم میرے کاندھے پر ہیں۔

امامنا علیہ السلام کے دائرہ کے دو برادر بوقت فجر تنور گرم ہونے سے روٹیاں سینک رہے تھے، آپ علیہ السلام نے منع فرمایا کہ نماز کے وقت نہیں سینکنا چاہیئے۔

حضور پرنور مہدی موعود علیہ السلام کی کوشش فرماتے کہ مصدقین رات دن حق تعالیٰ کی یاد میں رہیں، ارشاد ہوتا کہ دو اشخاص اکھٹے نہ بیٹھیں، کیونکہ دو مل بیٹھیں تو ذکر سے غفلت کا امکان رہتا ہے۔

امامنا مہدی موعود علیہ السلام نے دنیا کے قصوں، تفسیروں اور بزرگوں کی حکایات وغیرہ سے بڑھ کر ذکر اللہ میں مصروف رہنے کا ہم کو حکم دیا ہے، بلکہ ابتدائی حال والے کو قرآن شریف پڑھنے سے زیادہ، مصروف بہ ذکر رہنے کا حکم دیا ہے۔

پھر ذکر کی برکت سے قرآن کے راز یعنی باریک باتیں سمجھ میں آسکتی ہیں اور اس کا اثر دل پر بھی ہوتا ہے۔ چونکہ مہدی موعود نے قرآن کو عشق نامہ بھی فرمایا ہے تو عشق کے یہ راز اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں پر کھل جاتے ہیں، بیان قرآن ذکر کرنے والے قلب پر ہوتا ہے۔ جو 'رکتا نہیں، جاری ہے۔

دافع ہلاکت امت مہدی موعود علیہ السلام نے شیطان پر اور یزید پر لعنت کرنے سے منع فرمادیا، اور ہر مصدق کو خود کی ذات پر ملامت کرنے کا حکم دیا ہے۔

حضور پرنور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معراج مبارک کے واقعہ بیان فرمایا (مفہوم)

☆(۱) فرمایا جنت مجھے دکھلائی گئی اکثر فقیر نظر آئے۔

☆(۲) دوزخ مجھے دکھلائی گئی اکثر تونگر نظر آئے۔

☆(۳) اور جنت میں عورتوں کی تعداد کم دیکھ کر پوچھنے پر بتایا گیا کہ زیورات اور رنگین کپڑوں کی قید میں ہیں۔

پیش رو بزرگ اس حدیث شریف کو سنا کر یوں سمجھاتے ہیں کہ

(۱) ہر وہ شخص جس نے ترکِ دُنیا کا اقرار کرلیا، لباس بدلا اور مجلس تبدیل کرلی اور فقیر یا مرشد کہلانے لگا' اس کے باوجود بھی اِس بات سے ڈرتے رہنا چاہیئے کہ بعض فقراء و مرشدین (جن کی تعداد کم ہی ہوگی) جنت میں داخل نہ ہوں گے۔

یہ فقیر اس بات سے ڈرتا ہے کہ خدانخواستہ ان داخل نہ ہونے والوں میں میرا شمار نہ ہوجائے!

فقراء جمع ہے فقیر کی، اور ہر مرشد بنیادی طور پر فقیر ہی ہوتا ہے۔

اس ارشادِ مبارک کی حکمت یہ ہے کہ ہر فقیر یا مرشد جو پرامید ہے، خوف زدہ بھی رہے۔

(۲) تونگر یعنی دولت مند جن کی اکثریت کو دوزخ کی وعید فرمادی گئی ہے تو نگروں کی ایک چھوٹی سی تعداد (اقلیت) دوزخ میں نہ جا کر جنت میں چلی جائے گی، امید دلائی گئی کہ مایوس نہ ہوں۔

اس ارشادِ مبارک کے ذریعہ تونگروں کو اُمید دلائی گئی ہے کہ مایوس نہ ہوں۔

(۳) عورتیں زیورات و رنگین کپڑوں کے حساب کتاب کے بعد جنت میں چلی جائیں گی۔

ایک اور حدیث شریف کا مفہوم یوں ہے کہ عورتوں کی زیادہ تعداد دوزخ میں دکھلائی گئی وجہ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ اپنے اپنے شوہر پر لعن طعن کرنے سے دوزخ میں ہیں۔

اس وعید کے پیش نظر ہر عورت کو چاہیئے کہ وہ اپنے شوہر کے ساتھ اطاعت و فرمانبرداری سے رہے۔ اپنی غلطیوں، کوتاہیوں یا دلآزاریوں کی معافی مانگ لے' شوہر کے معاف کردینے سے اللہ تعالیٰ بھی معاف کردے گا اس طرح دوزخ سے دوری رہے گی۔

پیش روفرماتے ہیں کہ اس حدیث شریف سے یہ درس مل رہا ہے کہ فقیر یا مرشد بے جا اُمیدوں کا شکار نہ رہے بلکہ ہردم اپنا احتساب کرتا رہے۔یعنی اپنا جائزہ لیتا رہے۔

سورہ الزلزال ۹۹ کی دو آیات (۷اور۸) میں یوں فرمایا گیا ہے ''جس نے ذرّہ برابر نیکی کی ہوگی وہ اس کو دیکھ لے گا اور جس نے ذرّہ برابر برائی کی ہوگی وہ اسے دیکھ لے گا''۔

اللہ تعالیٰ علیم وبصیر ہے، مصدق کا عمل اس کو بطفیل خاتمین علیہم السلام جنت میں پہنچادے گا۔

تونگروں یعنی دولت مندوں کو اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا چاہیئے انشاء اللہ اگر ان کے دل میں مال کی محبتوں کے بت نصب نہیں ہیں اور زر اور خاک کو یکساں سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں تو اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اُن کو دوزخ میں جانے نہ دے گا۔اسی طرح شوہر کی خوشنودی پانے والی عورت دوزخ سے دور رہے گی۔زیورات ورنگین کپڑوں سے دلچسپی کم کرتی جائے گی اور زیادہ سے زیادہ وقت فرض نمازوں اور فرض ذکر میں منہمک رہنے سے انشاء اللہ قید سے نکل کر جنتی ہوجائے گی۔

پیش روفرماتے ہیں کہ بات جہاں معافی کی چل رہی ہے تو یہ بھی سنو کہ جس طرح بیوی کے لئے معافی مانگنا ضروری ہے اسی طرح شوہر کے لئے ضروری ہے کہ وہ بیوی کے معاملہ میں خدا سے ڈرے اور اس کی معمولی کوتاہیوں کو نظر انداز کردے اور اس پر ہرگز ظلم نہ کرے۔بلکہ اس کو تکلیف پہنچ گئی ہو تو معافی مانگ لے معافی نہ مانگی اور یہ گناہ باقی رہ گیا تو دل آزار کے لئے تو دوزخ کی وعید ہے۔

عبادت، ذکر وفکر، سخاوت اور دیگر نیکیاں اپنی جگہ پر لیکن مخلوقِ خدا کی ایذا رسانی اور اذیت پسندی یا حق تلفی سے ہونے والے عذاب کو مذکورہ بالا نیکیاں روک نہ سکیں گی۔

اس سلسلہ میں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشادِ مبارک ہر وقت تمہارے پیشِ نظر رہنا چاہیئے کہ (مفہوم) ''عورتوں کے معاملہ میں خدا سے ڈرو کیونکہ وہ خدا کے نام پر تمہارے گھروں میں ہیں''۔

امامنا مہدی موعود علیہ السلام کا اِرشادِ مبارک بھی یاد رہے، فرمایا:

''خدا کے گناہ خدا معاف کرے گا لیکن مخلوق کے گناہ خدا کے پاس معاف نہیں ہوتے انہیں مخلوق سے ہی معاف کروانا ضروری ہے''۔

پیش رو یہ بھی فرماتے ہیں کہ:۔عقیدہ درست رکھنا ہے اس کو صحیح اور درست رکھو، خاص طور پر عقیدہ تسویت خاتمین علیہم السلام پر جمے رہو اور بال برابر کی کمی و بیشی نہ کرو۔ مرتدین اور منکرین کی یہ کوشش رہتی ہے کہ مومنین کا ایمان چھین کر کفر وارتداد کی طرف پھیر دیں۔

مثلاً تسویت خاتمین یعنی حضور پرنور ﷺ اور حضور پرنور مہدی موعود علیہ السلام کی برابری کے عقیدہ سے بھٹکا دیا جائے' شب قدر کی فرضیت سے انکار اور شکرانہ کی ادائی کی تلقین' امامنا علیہ السلام کے فرامین کی پابندی نہ کرنے دینے کی چالیں ہیں۔تاکہ مصدق مرتد ہو جائے۔

خوش ہو کر ان کے آقا (منکرین) اپنے ان غلاموں پر انعامات اور بھیک کی بارش کر دیں۔

شیطانوں کی ان چالوں سے خود بھی بچو اور مصدقین کو بھی بچانے کی دعا و کوشش کرو۔

اس طرح تسویت سیدین رضی اللہ عنہم کے تعلق سے وہی عقیدہ رکھو جو بزرگوں کا رہا ہے۔

عقیدہ کے معاملہ میں حضرت بندگی ملک الہداد خلیفہ گروہ رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد ہمیشہ یاد رہے:

''خدا کے حکم سے خاتمین (علیہم السلام) برابر اور مہدیؑ کے حکم سے سیدین (رضی اللہ عنہم) برابر''۔

جب ذکر خیر آ ہی گیا ہے تو مختصر سیرتِ خلیفہ گروہ رضی اللہ عنہ بھی سن لیجئے۔

جب مہدی موعود علیہ السلام کا مبارک قیام پٹن میں رہا' حضرت بندگی ملک الہداد خلیفہ گروہ رضی اللہ عنہ نے تصدیق و تلقین کا شرف حاصل کیا' ہر روز حاضر خدمت ہوتے۔

البتہ مہدی موعود علیہ السلام جب پٹن سے تشریف لے جا رہے تھے اس وقت حضرت خلیفہ گروہ رضی اللہ عنہ ساتھ نہ جا سکے تھے۔

امامنا علیہ السلام کے ہمراہ روانہ نہ ہونے کی دو وجوہات ممکن ہیں۔یا تو کسی شخصی مجبوری کے تحت

نہ چلنے کا معاملہ حضور مہدی میں عرض کر دینا اور مہدی موعود کی جانب سے رک جانے کی اجازت خوشنودی کے ساتھ عطا فرما دینا۔

یا امامنا کی طرف سے ہمراہ چلنے سے منع فرمانا اور رک جانے کا حکم، مثلاً سلطان حسین شرقی بادشاہ جون پور کو آپ علیہ السلام نے چلنے سے منع فرما کر جون پور ہی میں رک جانے کا حکم ارشاد فرما دیا تھا۔

پیش رو یہ بھی فرماتے ہیں:

جون پور میں اول مصدقین میں حضرت میاں سید احمدؓ اور حضرت مخدوم شیخ دانیالؓ، امامنا علیہ السلام کے ہمراہ نہ چل سکے تھے، ہر جگہ لوگ آ آ کر تصدیق مہدی سے مشرف ہوتے، امامنا علیہ السلام کی اجازت وخوشنودی سے جو رک جاتے ان کی تعداد ہمراہیوں سے زیادہ ہی رہی۔

پیش رو فرماتے ہیں: صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعین، تبع تابعین اور بزرگانِ دین رحم اللہ اجمعین کے تعلق سے ذہن میں تھوڑی سے بھی رنجش آجائے یا بے ادبی سے خیالی گھوڑے دوڑانا دین و دنیا کو تباہ کر دینے کا باعث بن جاتے ہیں۔ محبت، ادب اور عقیدت کی جگہ پر کدورت ہرگز نا آنے پائے۔

مقام سندھ سے حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے ایک کمر بند حضرت بندگی میاں رضی اللہ عنہ کے ذریعہ حضرت ملک رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا تھا' جو حضرت ملکؓ کیلئے دربار مہدی سے خوشنودی کا اظہار بھی تھا اور ایک بڑا اعزازِ کرم فرمائی بھی تھا۔

اسی خوشنودی کے طفیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی آپؑ سے خوشنود رہتے تھے۔

حضرت خلیفہ گروہؓ کی روش اصحاب مہدی کی روش کے مانند تھی' اور اصحاب مہدی رضی اللہ عنہم کی نظر التفات آپ پر رہی' اور آپ کو بھائی دادو سے مخاطب فرماتے تھے۔

کسی مسئلہ کی یکسوئی کے لئے اجماع ہوا' صحابہ کرام' مہاجرین اور قاعدین بھی شریک تھے۔ جب بحث اور گفتگو طویل ہوئی، حضرت بندگی میاںؓ نے فرمایا ''اصحاب اور مہاجرین کے علاوہ دوسرے لوگ

مجلس سے اٹھ جائیں۔

حضرت ملک الہدادؓ بھی اٹھنے لگے' حضرت ثانی مہدی رضی اللہ عنہ نے آپؓ کا کمر بند پکڑ کر بٹھالیا اور فرمایا: ''بھائی دادو تم ہم میں کے ہو' جس چشمہ سے ہم کو فیض ملتا ہے اسی چشمہ سے تم کو بھی فیض ملتا ہے''۔

ابتداء میں آپؓ ترک دنیا کر کے حضرت بندگی میاں شاہ نظام رضی اللہ عنہ کے پاس تین سال خدمت میں رہے، یہ حاضری' حضرت شاہ نظامؓ کی بزرگی اور ذی عمر ہونے کی وجہ سے رہی۔

میاںؓ کے پاس آنے میں تعامل اس وجہ سے تھا کہ میاںؓ کی مبارک اور پرنور داڑھی بوجہ عہد شباب، سیاہ تھی اور حضرت خلیفہ گروہ رضی اللہ عنہ کی پرنور داڑھی بوجہ بزرگی، سفید تھی۔

جب حضرت شاہ نظامؓ کو خدائے تعالیٰ کی طرف سے معلوم ہوا کہ اے نظام جو کچھ ترے خوان سے ملک کا رزق میں نے مقدر کیا تھا وہ تو نے پہنچا دیا' اب اس کو رخصت دے کہ میں نے اس کو سید خوندمیر کی خلافت دی ہے۔

وداع کے وقت حضرت ملک الہدادؓ کی پشت پر ہاتھ رکھ کر فرمایا۔

''الہداد' الہداد کو جو کچھ دیا گیا تیرے سے پہلے کسی کو نہیں دیا گیا' نہ تیرے بعد کسی کو دیا جائے گا۔ حضرت خلیفہ گروہ رضی اللہ عنہ کے جانے کے بعد حضرت بندگی میاں شاہ نظام رضی اللہ عنہ نے بیان قرآن موقوف فرما دیا۔

فرمایا سننے والا ایک تھا بھائی دادو' وہ چلا گیا اب کس کے لئے بیان کروں۔ لیکن چھ ماہ بعد آپؓ کے فرزند حضرت بندگی میاں شاہ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ کی کوشش سے بیان قرآن پھر شروع فرمایا۔

حضرت بندگی میاں سیدنا شاہ نظامؓ کی خدمت میں روانگی سے پہلے ایک روز حضرت خلیفہ گروہؓ نے معاملہ میں دیکھا تھا' آپؓ کے حجرہ میں خاتمین صلی اللہ علیہا وسلم تشریف لائے ہیں' ایک قیمتی قباء

بطور خلعت پہنائی اور فرمایا بھائی دادو تم کو خلافت برادرم سید خوندمیر کی دی گئی۔

حضرت بندگی میاں سیدنا شاہ نظامؓ نے اس معاملہ کو صحیح اور ثابت رکھا' مگر جانے کی اجازت عطا نہیں فرمائی۔

بندگی ملکؓ پہلی بار یہ دیکھ چکے تھے کہ حق تعالیٰ کی طرف سے معلوم ہوتا ہے ائے میاں دادو تو نظام کی صحبت میں رہتا ہے اور تجھے تیرا حصہ خوندمیر کی طرف سے دیا جاتا ہے' بناء بریں بندگی ملکؓ نے بندگی میاں نظامؓ سے مکرر رخصت طلب کی۔

اور تیسری مرتبہ کمر باندھ کر مسافرت کا ارادہ کر کے بندگی میاں رضی اللہ عنہ کی صحبت کا قرارداد کر کے بندگی میاں شاہ نظامؓ کے حضور میں آئے اور رخصت کے طالب ہوئے۔

جب حضرت شاہ نظامؓ نے اجازت نہیں دی تو بندگی ملکؓ نے عرض کیا کہ میاں جی ہمارے ملک کی مشہور کہاوت ہے ''نوکری چورنوالہ حاضر'' چونکہ یہ بندہ یہاں خدمت بجالاتا ہے اور بہرۂ ولایت بندگی میاں سید خوندمیرؓ کی طرف سے پہنچتا ہے تو لامحالہ وہاں جانا چاہیئے، یہ کہہ کر قدم بوسی کر کے بندگی میاں کی جانب روانہ ہوئے۔

حضرت بندگی میاں سیدنا شاہ نظام رضی اللہ عنہ کی مبارک خدمت میں جب تک حضرت ملکؓ رہے' آپ کی دیانت داری اور جان نثاری سے حضرت شاہ نظامؓ خوشنود رہے۔

آپؓ 'خدمت بندگی میاںؓ میں آئے اور گیارہ برس رہے۔

جنگ بدر ولایت کے دوران میاںؓ نے پوچھا کہ کچھ دیکھ رہے ہو؟ خلیفہ گروہؓ نے عرض کیا، ہاں دونوں طرف ظہور خدا ہے ایک طرف اپنی نظر جمال ہے' دوسری طرف نظر جلال' ایک طرف مہر کی نظر ہے تو دوسری طرف قہر کی نظر۔

جنگ ختم ہونے کے بعد جب آپؓ جالور تشریف لائے تو حضرت بندگی میاں شاہ نعمت مقراض

بدعت رضی اللہ عنہ نے اپنا دائرہ اللہ دیا کہہ کر حضرت خلیفہ گروہؓ کے حوالے فرمادیا۔

حضرتؓ نے جالور میں حضرت بندگی میاںؓ کا چہلم کیا' جن بزرگوں نے قاتلو وقتلو کے معاملہ میں بندگی میاںؓ سے اختلاف رائے فرمایا تھا، ان سب نے حضرتؓ سے رجوع فرمایا۔

اصحاب مہدی موعود علیہ السلام حضرت خلیفہ گروہؓ کی بڑی عزت وتوقیر فرماتے تھے۔ احکام اور اصولوں کے معاملہ میں آپؓ کے دو واقعات درج ہیں۔

میاں شیخ محمد دہلوی مہاجر مہدی کو جھاڑ اپھونکی کا اور آسیب (دور کرنے) کا علم یاد تھا۔

اس بات کی اطلاع پر آپؓ نے فرمایا جب میراں علیہ السلام سے اس کی ممانعت ہے خواہ کسی غرض سے کریں جائز نہیں۔ انہوں نے حضرتؓ کا کہا نہ مانا اور عمل جاری رکھا' حضرت خلیفہ گروہ رضی اللہ عنہ نے ان کو دائرہ سے نکال دیا۔ نوٹ: عاملین کے لئے یہ واقعہ، آنکھیں کھولنے کافی ہے

ایک مرتبہ حضرت خاتم المرشدینؓ سنت پڑھ رہے تھے کہ تکبیر ہوگئی' آپ نے خاتم المرشدؓ کے ہاتھ کھول کر فرمایا' تکبیر ہوگئی فرض میں شامل ہوجاؤ۔

بہرۂ عام کے موقع پر نان ریزہ کی ابتداء حضرت خلیفہ گروہؓ سے ہوئی ہے۔

جیسا کہ آپ نے اوپر پڑھا، عظمت خلیفہ گروہؓ کے لئے آپ کا صرف یہ ایک ارشاد ہی کافی ہے، اور تا قیامت مہدویوں کو افراط وتفریط سے انشاء اللہ بچالے گا کہ

''خدا کے حکم سے خاتمین برابر' مہدی کے حکم سے سیدین برابر''۔

حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے حضرت ملک الہداد خلیفہ گروہؓ کے فرزند کو مرگ معنوی کی دعا سے سرفراز فرمایا تھا۔ حسب ارشاد حضور پرنور ﷺ موتو قبل انت موتو (مرنے سے پہلے مرجاؤ)۔

مفہوم حدیث شریف: بندہ اپنی تمام خواہشات کو اللہ کی مرضی کے مطابق کرلے اور خلاف مرضی ہر کام کو ختم کردے یعنی موت آنے سے پہلے ہی خود کو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے موافق کرلے۔

پیش رو کے ارشادات جاری ہیں فرمایا: تعلیم کے تین درجے ہوتے ہیں۔ تحتانیہ (پرائمری) وسطانیہ (مڈل) اور فوقانیہ (ہائر سکنڈری)۔ آپ نے پرائمری (تعلیم اسلام) اور مڈل (تعلیم ایمان) کی تکمیل کر لی اور بوجہ تصدیقِ مہدیؑ، مومن ہو گئے۔

اور اب ہائر سکنڈری (تعلیم احسان) کا آغاز کر دیا ہے۔ اور انشاء اللہ جوں جوں عمل میں تیزی آئے گی اور انا فنا ہوتی جائے گی اور مقامات قرب بھی تیزی سے طے کرتے جائیں گے۔

پھر خدا کا فضل ہو گیا تو بوسیلہ خاتمین علیہم السلام ایک دن سر کی آنکھوں سے اسی دار دنیا میں خدا کو دیکھ لیں گے۔ کیونکہ مصدق کو خدائے تعالیٰ کے قادر مطلق ہونے پر ایمان ہے کہ دنیا میں بھی اپنے دیدار سے نوازے، یہاں دیدار خدا ہونے کے جو لوگ قائل نہیں تو گویا وہ خدائے تعالیٰ کو (نعوذ باللہ) عاجز تصور کرتے ہیں کہ یہاں اپنی تجلیات نہیں دکھلا سکتا!

بہ حیثیت مومن آپ کا کام ہے کہ صرف عمل کرتے جائیں، محکمات یعنی جن کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے وہ کریں اور متشابہات پر توجہ نہ دیں، پرسش عمل کی ہے۔

بزرگوں کے معاملات میں کچھ سوچنے، بولنے یا لکھنے سے پہلے خوب غور کر لیں

سوء ادبی سے بزرگوں کے مقامات میں بال برابر کمی نہیں آتی، لیکن ایسا گستاخ مومنوں کے دل سے گر جاتا ہے۔ بلکہ اس کی صلاحیتیں ختم ہو جاتی ہیں۔ اللہ سے دعا کریں کہ ہمیشہ ہم کو ادب کے دائرہ میں رکھے۔ ہمیشہ تیری خوشنودی ملے، آمین۔

لہٰذا ادب اور احترام نہ صرف سلامتی بلکہ مقامات بلند کے لئے مفید ہوتے ہیں۔

اسی طرح آپ کا دیا ہوا، پسخوردہ پینے والے کو اور نان ریزہ کھانے والوں کو مفید ہوں گے۔

ادب اور عقیدت اولین شرط ہے، خدانخواستہ جن بزرگ کا بہرہ آپ تقسیم تو کر رہے ہو لیکن ان کے تعلق سے عقیدت کم ہے بلکہ خدانخواستہ عقیدت کی جگہ کدورت ہے تو یہ تقسیم بھی لینے والے کو کوئی

فائدہ نہیں پہنچا سکے گی۔

یہ باتیں ہمیشہ آپ کے پیش نظر رہیں اور اپنے ہم مشربوں یعنی مرشدین کو بھی اور عام مصدقین کو بھی (خواہ وہ کسی کے بھی مرید ہوں) بتلا دیں تا کہ یہ لوگ فیض سے محروم نہ رہیں۔

ہر شعبہ حیات والے کو رکاوٹیں بھی آتی ہیں۔

لیکن ہر میدان کا آدمی ان رکاوٹوں کو عبور کر لیتا اور کامیاب ہو جاتا ہے۔

دینی امور میں نفس کی وجہ سے یا دشمنان دین کی وجہ سے رکاوٹیں پیدا ہو جاتی ہیں' ان کی پرواہ کئے بناء اور اطراف کے بنے ہوئے جال کو توڑ کر آگے بڑھنا ہی مردانگی ہے۔

حسب فرمانِ مہدیؑ دنیا اور خلق کو آپ اپنے سے دور کر سکتے ہیں' لیکن نفس اور شیطان کے شر و فساد سے بچانے کی اللہ تعالیٰ سے دعا کر سکتے ہیں، اور اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ سکتے ہیں۔

خدانخواستہ اگر مہدویت کے تعلق سے آپ کسی الجھن کے شکار ہیں تو گھبرائیے نہیں!

ایک سادہ کاغذ لیجئے اور سیدھی جانب مہدویت میں کیا کیا خوبیاں ہیں لکھتے جائیے اور بائیں جانب جو الجھنیں ہیں یا مخالفین نے دین مہدی کے خلاف لکھا یا بولا ہے وہ لکھتے جائیے۔

انشاءاللہ مہدویت میں تمام اعلیٰ وارفع باتیں ہی ملیں گی۔

اور بائیں جانب مرتدین اور منکرین کی طرف سے پھیلائی گئی باتوں پر کسی اہل ذکر سے دریافت کیجئے انشاءاللہ یہ سب باتیں بودی' جھوٹی اور گمراہ کن ثابت ہوں گی۔ جن پر دھیان دینے یا جواب دینے میں وقت ضائع نہ کر کے عمل میں اور تیز ہو جائیے۔

پیش رو فرماتے ہیں:

اطاعت گزاری یوں آتی ہے کہ خاتمین علیہم السلام نے مثالاً کاڑی کو بادشاہ اور کنکر کو جواہر فرمایا ہے تو بلا چوں و چرا اس کو تسلیم کر لو۔

☆ سیرتِ خاتمینؐ وسیدین وصحابہ کرامؓ آپ کے پیش نظر رہیں۔

☆ وہ تمام امور جن میں کی کوئی ایک حرکت جو فقیری کو توڑنے والی ہے اس سے بچو مثلاً شریعت یا ولایت کے احکامات کی معمولی یا سنگین خلاف ورزی سے بچو۔

خدانخواستہ ایسا کچھ ہو گیا تو آپ نیچے اُتر آؤ گے۔

تب آپ میں اتنی دیانت ہونی چاہئے کہ آپ احترام کرنے والوں کو روک دو کہ فی الوقت میں احترام کے لائق نہیں رہا (بنا غسل یا بنا وضو، مقتداء تو بڑی بات ہے مقتدی بھی نہیں بن سکتا) فوراً توبہ کر کے شریعت وولایت کے دامن میں آجاؤ بغیر توبہ کے آپ کوئی دینی یا روحانی کام نہ کر سکو گے۔

اگر اس پر بھی کوئی احترام کر رہا ہے تو اس کا یہ فعل منافقت کہلائے گا کہ جان بوجھ کر برا جان کر اور اندر سے نفرت رکھ کر ظاہری طور پر احترام کر رہا ہے

کیونکہ یہ فطری بات ہے کہ ملنے والا احترام کم ہو جائے یا لوگ اللہ واسطے آپ سے بے رخ ہو جائیں تو آپ کو ایک ذہنی صدمہ پہنچے گا اور آپ اپنا جائزہ لینے پر مجبور ہو جاؤ گے۔ اس طرح انشاء اللہ اصلاح کے راستے پر چل پڑو گے۔ احترام میں کمی صرف آپ کی توجہ کے لئے ہے۔

☆ آپ کے لئے عقیدہ اور عمل کی درستگی لازمی ہے کیونکہ ایسے رہنے سے مخلوق آپ سے فیض پائے گی اور آپ کی نظر اور آپ کے پس خوردہ سے ان کو فائدے ہوں گے۔

اور جتنے لوگ آپ کی وجہ سے سدھریں یا اعلیٰ مقامات تک پہنچیں گے اس کا اجر وثواب اور اس سے بڑھ کر خدا کی خوشنودی، اللہ نے چاہا تو آپ کو حاصل ہوگی۔

مریدین میں یہ شعور جگاؤ کہ جس طرح کسی مرشد کا دیا ہوا پس خوردہ پینے والے کے لئے مفید ہوتا ہے، اسی طرح نان ریزہ بھی ہوتا ہے، لیکن شرط یہی ہے کہ جن بزرگ کا بہرہ وہ مرشد تقسیم کر رہے ہیں ان کے ساتھ دلی عقیدت ومحبت لازمی وضروری ہے۔

جیسا کہ آپ نے پڑھا اگر خدانخواستہ انھوں نے کسی بزرگ کی کدورت پال رکھی اوران کا بہرہ بھی تقسیم کررہے ہیں تو یہ چنا، لوبایا نقّل کہلائیں گے، نان ریزہ ہرگز نہ ہوگا۔

باعمل بننے کے لئے ضروری ہے کہ شریعت اور ولایت کے احکامات ہروقت آپ کے پیشِ نظر رہیں اورآپ اُن پر ہمیشہ عمل پیرا رہو۔

اسوۂ خاتمین صلی اللہ علیہاوسلم ہردم پیش نظر رہے تا کہ آپ کا ہرعمل اسی مبارک اسوہ کے تحت ہوتا رہے، اسوہ سے ہٹنا آپ کے حق میں بہت بڑی رکاوٹیں کھڑی کردیتا ہے، آپ مشکلات میں گھر سکتے ہو، بلکہ نقصانات بھی سے دوچار ہوسکتے ہو۔

آپ لوگوں نے حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ کا نام سنا ہوگا۔

حضرت بایزید بسطامیؒ کے دور میں ایک آدمی کو زہد وتقویٰ میں بڑی شہرت تھی۔

حضرت بایزیدؒ اس کو دیکھنے گئے، اتفاق سے وہ آدمی گھر سے مسجد جارہا تھا، چلتے چلتے قبلہ کی طرف رخ کرکے اس نے تھوک دیا۔

حضرت بایزید بسطامی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا: ''جس کے اعضاء وجوارح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسّلم کے طریقوں اور آداب کے ساتھ خوگر اور عادی نہیں ہوتے وہ اپنے دعوئے بزرگی میں کیسے صادق ہوسکتا ہے؟ اوراس جگہ سے بناء ملاقات کئے واپس تشریف لے گئے۔

(بحوالہ کتاب جوامع الکلم، ازحضرت خواجہ بندہ نوازؒ)

سب سے پہلے میں اپنا جائزہ لوں اورآپ تمام بھی اپنا جائزہ لیں کہ کیا ہمارے اعضاء وجوارح حضور پرنور ﷺ کے طریقوں اورآداب کے ساتھ خوگر اور عادی ہیں؟

یعنی خودتوان تمام برائیوں سے دستکش ہوجانا اور لوگوں کوان کی طرف سے معافی طلب کئے بغیر معاف کردینا، جوظلم کرے اورمحروم کرے اس کو عطا کرنا اور جو کٹے اور بے رخی اختیار کرے اس کے

ساتھ جڑنا، ہرایک کے ساتھ دل صاف رکھنا وغیرہ۔

اگر جواب اثبات میں ہے تو خدا کا شکر ادا کریں اگر خدانخواستہ جواب نفی میں اور برعکس آئے تو ہمارے دعوئے بزرگی کھوکھلے اور ہماری نیکیاں صفر ہی رہیں گی۔تو خدانخواستہ ہمارے یہ برعکس اعمال ہمارے لئے بت ثابت ہوں گے

ضرورت ہے کہ ہم اللہ سے دعا کریں اور خود سے عمل کریں کہ یہ بت یکے بعد دیگرے نابود ہوجائیں، ورنہ ہمارے زندگی بیکار ہی گئی اور بیکار ہی جائے گی۔اللہ ہماری حفاظت فرمائے۔آمین

صرف صحیح العقیدہ ہی مومن ہوتا ہے، ایسے مومنین کی اقتداء ہی میں باجماعت نماز اور باجماعت قیدِ نشست کے ساتھ ذکراللہ کی پابندی آپ کے لئے ازحد ضروری ہے۔امامنا علیہ السلام کے حکم پر کہ

''منکران مہدی کے پیچھے نماز مت پڑھو اگر پڑھ لی گئی ہو تو لوٹا کر پڑھو''۔

مرتدین یا نیم مرتدین کی اقتداء سے بھی اسی طرح بچو جس طرح منکروں کی اقتداء سے بچتے ہو، ورنہ ایسی اقتداء یا تعظیم وتکریم یا اپنائیت دینِ مہدی کو ڈھانے کے مماثل ہے۔ایمان لانے کے بعد انکار کردینا دوبارہ آدمی کو دین مہدی پر ہرگز نہیں لاسکتا۔

امیر مریدین کی دل جوئی کے لئے یہ غلطی ہرگز نہ کرنا کہ ان سے کہو کہ منکرین کی اقتداء بھی کرتے جاؤ اور اس نماز کو لوٹاتے بھی جاؤ۔ایسی اجازت فرمان مہدی کی توہین شمار ہوگی اور آپ منافق کہلاؤ گے، نہ صرف یہ بلکہ خدا اور رسول خدا ﷺ کے باغی قرار پاؤ گے۔

سلطان النہار یعنی فجر سے طلوع آفتاب تک اور اور سلطان اللیل یعنی عصر سے کم از کم غروبِ آفتاب تک یا عشاء تک مصروف بہ ذکراللہ رہنے کی پوری پوری پابندی کرو، ایسا نہ ہو کہ آپ ان قیمتی اوقات کو بازاروں یا باغوں میں گھومتے ہوئے یا گپ شپ یا چائے نوشی میں برباد کرڈالو۔

قرآنِ مجید میں کئی جگہوں پر طلوع اور غروب کی اہمیت یوں بتلائی گئی ہے گو کہ الفاظ الگ الگ

آئے ہیں جیسے غدووالاصال، حینا تمسوناوحینا تسجون، بکرۃً واصیلا وغیرہ۔

اگر خدانخواستہ یہ اوقات ضائع چلے گئے تو اس طرح قرآنی حکم، اعمالِ مبارک خاتمین علیہم السلام و پابندئ اوقاتِ بزرگانِ دین سے آپ دور شمار کیئے جاؤ گے۔

☆ مخلوق خدا سے اور خاص طور پر آپ سے وابستہ افراد کی دل شکنی سے بچو کیونکہ یہ ایسا گناہ ہے جس کو خدا معاف نہیں فرماتا تاوقتیکہ جس کی دلآزاری ہوئی ہو وہ معاف نہ کردے۔

نہ صرف وابستگان بلکہ مصدقین میں سے ہر شخص سے نہایت خندہ پیشانی سے ملو، ان کی دلجوئی کرتے رہو جو صرف اللہ واسطے ہو۔ ہاں دینی معاملات میں باز پرس کرسکتے ہو اور ہمیشہ کرتے رہو۔

اگر دل شکنی سے خدانخواستہ وہ مہدویت سے ہی روگرداں یا باغی ہوگیا تو اس کا اور اس کی آنے والی نسلوں کا جو لازماً تصدیق مہدیؑ سے بے بہرہ ہی رہیں گی، اس کا وبال اور عذاب اس کے ساتھ ساتھ آپ کی گردن پر بھی رہے گا، لہٰذا دِل شکنی و ایذا رسانی سے بچو۔ دل شکنی سے نقصان کا ایک واقعہ!

گاؤں کے مریدین! مرشد نے کہا ہمارے پاس فلاں وقت پر نہ آئے لہٰذا مریدی سے خارج۔

مرید، پریشان ہوا، شائد کسی سے پوچھنے پر جواب ملا کہ خوشی وغم پر ضرور پر آنا چاہیئے۔

الغرض مرشد کی یہ دل آزاری ان لوگوں کو بری لگی، جس کے بعد نہ صرف اس کے افراد خانہ نے بلکہ مصدق پڑوسیوں نے منکردں سے رابطہ قائم کرلیا' اور مہدویت سے منہ موڑ لیا۔

یہ واقعہ سنا کر بزرگ فرماتے ہیں کہ ایک فرد کی دلآزاری ہونے سے کئی مصدقین مرتد ہوگئے۔

جس طرح آپ کے لئے دل شکنی سے بچنا ضروری، اسی طرح کسی کی دلجوئی کی خاطر فرامین خاتمین کے برعکس چلنا، فرامین خاتمین صلی اللہ علیہما وسلم میں تبدیلی لادینے جیسا ہے۔

چونکہ بعض امیر مریدین، منکرانِ مہدی سے حد درجہ مرعوب بلکہ غلامانہ ذہنیت کے ہوتے ہیں ان کی خاطر اصولوں میں تبدیلی، جیسے شب قدر کی فرضیت کو نفل میں بدل دینا وغیرہ سخت گناہ ہے۔

پیش روفرماتے ہیں کہ مریدین کے لئے دین کو بدلنے یا احکام دینی میں تبدیلی سے مریدین فی الوقت تو جڑے رہیں گے، البتہ ایسی کسی حرکت سے آپ دین مہدی سے کٹ جاؤ گے، اگلے سال ایسے ہی مرید مزید باہمت ہوکر دین میں مزید تبدیلی کا مطالبہ کریں گے۔

اس وقت آپ کا یہ فریضہ رہے گا کہ ایسے مریدین کو سمجھاؤ، مان لیں تو ٹھیک نہ مانیں تو ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو اور بزرگوں کی تقلید پر مضبوطی سے چلو۔

مریدین کو منکرین کی اقتداء سے منع کریں، فقرائے کرام کو فقیری کے آداب اور اصولوں پر لانے کے لئے آپ نہایت نرمی سے نصیحت فرمائیں۔ بزرگوں کے عمل کے برخلاف ِ وردیا وظیفہ کی اجازت مانگنے پر آپ ان کو ذکر کرنے کی تاکید فرمائیں، وردوظیفہ سے منع کردیں۔

مرید جو قدمبوسی کرتا ہے تو گویا وہ یہ کہتا ہے کہ میں کچھ نہیں ہوں، اور جب آپ اس کو روکتے ہیں اور خود کو جھکا دیتے، دعا دیتے یا سر پر شفقت سے ہاتھ رکھ دیتے ہیں تو گویا آپ بھی یہی کہتے ہیں کہ میں بھی کچھ نہیں ہوں اس طرح دونوں کی انا کو فنا ہونے کا موقعہ ملتا ہے۔

آپ کے احترام کرنے والے کو حقیر نہ جانو، ممکن ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کا آپ سے بڑھ کر مقرب ہو سورہ یوسف آیت نمبر ۷۶ ''ہم جس کے چاہے مرتبے بلند کرتے ہیں ہر صاحبِ علم کے اوپر ایک صاحبِ علم ہے

(ماخوذ از کتاب آداب المریدین) حضور پرنور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ :(مفہوم)(۱) ''بہت سے حاملین فقہ ایسے ہیں کہ جن کو وہ اپنا علم پہنچاتے ہیں وہ ان سے زیادہ سمجھنے والے ہیں''۔

(۲) ''قوم کا سردار اُن کا خادم ہوتا ہے''

نوٹ :حضور پرنور محمد مصطفیٰ ﷺ کے اس فرمانِ مبارک کو امریکیوں بسروچشم قبول کیا، وہ یوں

کہ جب امریکی صدر کو امریکی پارلیمان یعنی سینیٹ میں ایوانِ نمائندگان سے خطاب کرنا ہوتا ہے تو اس کے داخلہ کے لئے ایسا دروازہ بنایا گیا ہے کہ وہ اپنا سر جھکا کر اندر داخل ہوتا ہے۔

گویا امریکی صدر، امریکی عوامی نمائندوں (بلکہ امریکی عوام) کی تعظیم میں اپنا سر جھکاتا ہے۔

(بحوالہ روزنامہ منصف ۲۷/جون ۲۰۱۵ء)

پیش رو فرماتے ہیں کہ نیستی و انکساری آپ میں بھی ہو تو آپ کے مراتب بلند ہوں گے اور مریدین کے دلوں میں آپ کی عزت بڑھے گی، اور آپ کی نصیحتوں پر وہ دل و جان سے عمل کریں گے بلکہ عمل میں تیز گام ہو جائیں گے۔

جس سے انشاء اللہ آپ کے مقاماتِ قربِ الٰہی میں مزید ترقی ہو جائے گی کیونکہ آپ ذریعہ بنے ہو، مریدین کو باعمل بنانے کا، اور ان میں نیستی اور عاجزی کے پروان چڑھانے کا۔ ع

تواضع کا طریقہ صاحبو سیکھو صراحی سے
کہ جاری فیض بھی ہے اور جھکی جاتی ہے گردن بھی

ایک آیت میں فرمایا جا رہا ہے کہ تم کو اگر کوئی احترام سے سلام کرے تو تم اس سے بہتر طریقہ پر اس کو جواب دو۔

پیش رو بزرگ فرماتے ہیں کہ:

عامل ہرگز مت بنو اگر خدانخواستہ آپ عامل بن گئے تو آپ کو صرف نقصانات ہی ہوں گے؟

کیونکہ عاملین کے یہ کام ناپسندیدہ بلکہ سخت گناہگار بنانے والے ہیں کہ جھوٹ بول کر مخلوق خدا کو گمراہ کرنا، خدا پر سے بھروسہ ہٹا کر اپنی طرف پھیر لینا، عوام کی نفسیات سے کھیل کر اُن کو گمراہ کرنا اور موٹی موٹی رقمیں وصول کر لینا۔

اہل غرض کی جیبیں ہلکی اور عامل کی جیب بھاری تو ہو جاتی ہیں لیکن اس بھاری جیب کی وجہ سے نہ

پسخوردہ میں تاثیر رہتی ہے اور نہ مشت خاک ومہر میں، ساتھ ساتھ دیگر افعالِ ارشادی بھی اسی بھاری جیب کی وجہ سے اپنا اثر کھودیتے ہیں۔

اور عامل کی تمام بلندیاں (جو اگر کبھی رہی ہوں تو خدا سے دور کرنے والے اس عمل کی وجہ سے) دھڑام سے گر پڑتی ہیں، اور پستیوں میں تبدیل ہوجاتی ہیں۔

مکمل نقصانات سے بچانے کے لئے فرمان امامنا علیہ السلام کا مفہوم ہے کہ

جس نے سفید کاغذ کو (بغرض عملیات) کالا کیا وہ میرا نہیں ہے۔

اس طرح فیض وصولی (بزرگانِ دین سے) اور فیض رسانی مریدوں کے لئے صفر ہوجاتی ہیں۔

شیطان یا نفس نے زور مارا تو شریعت کی سنگین خلاف ورزیاں، بلکہ ازدواجی زندگیوں میں دراڑ ڈال دینے جیسی حرکات کو ایک راہ مل جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے حفظ وامان میں رکھے اور شیطان ونفس کے شر وفساد سے بچائے۔

الغرض عاملین کے لئے مہدی موعود علیہ السلام نے جہنم کی وعید فرمادی ہے خدانخواستہ اگر آپ عامل بن گئے تو آپ مرشدی سے معزول ہوجاؤ گے، تب خود کو ہرگز مرشد نہ سمجھو۔

اور نہ ہی کوئی اہلِ غرض آپ کو مرشد اور خود کو آپ کا مرید سمجھے ایسی ہمت اور حوصلہ مریدین میں جگاؤ کہ مریدین بھی آپ جیسے پیرنما عاملین سے کنارہ کش ہوجائیں۔

کیونکہ پیرنما عامل ہوں یا قابل اصلاح پیر، ان کی دعاؤں میں کوئی اثر نہیں رہتا۔

نتیجہ میں پیرنما عاملین سے جڑے معمولین یعنی نام نہاد مریدین کی دعائیں قبول نہیں ہوتیں، اور نہ بلائیں ٹلتی ہیں۔ ادھر مرحومین بھی قبور میں بے بسی سے عذاب جھیلتے ہیں۔ جس کا ہم کو پتہ نہیں چلتا تب پریشان مریدین اور قابل رحم مرحومین کا کرب ان کے ہونٹوں پر شائد یوں آجاتا ہے۔ ع

اندھیری رات طوفانی ہوا اور ٹوٹی ہوئی کشتی

یہ اسباب کیا کم تھے کہ اس پر ناخدا تم ہو

نہ صرف کامل یا کمال پسند بلکہ بمقابل عامل، پیر ناقص کی دعائیں بھی قبول ہوجاتی ہیں۔

پیش رو فرماتے ہیں: فقراء بشمول مرشدین کرام کے لئے عمل عملیات کوئی ذیلی تجارت نہیں ہے۔ چیتل دو چیتل کی حد تک کوئی کام کرنے کی اجازت ہے مگر تین دن مسلسل کسب کرنا منع ہے، ورنہ حرص آجائے گی۔

اجازت کی حد میں رہ کر کسب کر لینا عمل عملیات کی ناجائز اور باعث جہنم آمدنی سے بہتر ہے۔

ممکن ہے کہ نفس یہ فریب دے کہ لوگوں سے وصول کرو اور اس کو دینی کاموں میں صرف کرو یا غریبوں کی امداد کرو۔ تو اس وقت نفس کو یہ جواب دے دو کہ جس بات کی مجھ پر ذمہ داری نہ ہو تو میں کیوں ایسے کام انجام دوں؟ جو جائز ملا ہے اس میں سے صحیح جگہ پر میں نے خرچ کر لیا تو کافی ہے۔

جیسا کہ آپ نے اوپر پڑھا کہ فرمان مہدی کے برخلاف عملیات کرنے پر حضرت ملک الہداد خلیفہ گروہ رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو دائرہ سے باہر نکال دیا تھا۔ عمل عملیات اور کارِ رشد و ہدایت (یعنی مرشدی) ایک دوسرے کی ضد ہیں، لہٰذا عمل عملیات چھوڑ دینا ضروری ہے۔

اور نفس کے غلبہ کے تحت نہ چھوڑ سکیں تو پھر کار ہدایت کو چھوڑ دیں، کیونکہ آگ اور پانی، بدبو اور خوشبو بلکہ دوزخ اور جنت ایک دوسرے کی ضد ہونے سے ایک ساتھ نہیں چل سکتے۔ ایک مثال:

ایک عطر فروش کا لڑکا پبلک سروس کمیشن کے امتحانات کامیاب کیا، محکمہ بلدیہ میں اعلیٰ عہدہ ملا، رجوع بہ کار ہوگیا۔ ایک دن دفتر میں فون آیا کہ فلاں جگہ پر گٹر ابل رہا ہے، متعلقہ ملازمین کو بھجوایئے، اس نے ملازمین کو حکم دیا اور وہ کام کر کے واپس آگئے۔

ایک ملازم نے کہا کہ صاحب جس قدر گٹر ابلتے رہیں گے تو ہمارے پاس بھی اتنی ہی دولت کی ریل پیل ہوجاتی ہے، اور ہم امیر ہوجاتے ہیں۔

دوسرے روز سے ''صاب'' بھی ملازمین کے ساتھ جانے لگا۔ دن بدن امیر ہونے لگ گیا۔

ایک دن اعلیٰ عہدیدار نے حکم دیا کہ یہ گھٹیا کام فوراً چھوڑ دو۔لیکن اس نے انکار کر دیا۔

سوچنے کا موقعہ دیا گیا کہ دونوں میں سے کوئی ایک کام کرو۔ مسلسل انکار اور نافرمانی پر بالآخر نوکری سے برطرف کر دیا گیا' اور تمام احترام چھن گیا' الغرض وہ گٹر والا کہلانے لگا۔

پیش روتاکید فرماتے ہیں کہ عمل عملیات کا خیال تک آپ لوگوں کے ذہنوں میں نہ آنے پائے۔ ورنہ دونوں کاموں یعنی کار ارشاد اور عمل عملیات میں سے کوئی ایک کام چھوڑنا پڑے گا۔کار ارشاد مخلصانہ انجام دوگے تو سلسلہ کے بزرگوں تا خاتمین علیہم السلام اور خدائے تعالیٰ کی خوشنودی ملے گی۔

اس کے برعکس عمل عملیات کے گٹر میں اترنا جاری ہی رکھوگے، اہل غرض تو خوش رہیں گے اور گٹر ابل ابل کر بہنے کی طرح پیسے کی ریل پیل جاری رہے گی۔

لیکن خالق اور مخلوق دونوں کے پاس زندگی بھر بے فیض، نقصان رساں، لٹیرے، بے وقار اور بے وزن رہوگے خدا کی ناراضگی سے ہر روز گزرنا ہوگا، اور خدا جن سے ناراض ہو ان کا ٹھکانہ کہاں ہوگا؟ اور یوم قیامت بجائے صالحین کے، عاملین بلکہ جادوگروں کے ساتھ اٹھائے جاؤ گے۔

جبکہ کار ارشاد کرتے کرتے وصال فرماؤ گے تو ممکن ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے ساتھ رہوگے (جیسا کہ قرآن مجید میں فرمایا گیا ہے کہ انبیاء کے ساتھ گواہوں کو لایا جائے گا)۔

انبیاء علیہم السلام اپنے امتیوں کے ایمان کے گواہ اور عملیات سے دور، مرشدینِ کاملین اور کمال پسندوں کی گواہی قابل قبول ہوگی اور وہ اپنے مریدین کے ایمان کے گواہ ہوں گے۔

جبکہ عاملین اپنے جھوٹ، مکر وفریب، دھوکہ وفراڈ اور شریعت کی سنگین خلاف ورزیوں کے سبب یا دنیا کی خاطر چلوں، وظائف اور تعداد کے مقید ریاضتیں کرنے والے خود گرفتار عذاب رہیں گے۔

طئے کر لیجئے کہ آپ کا حشر کن کے ساتھ ہو؟ حدیث شریف کا مفہوم یوں ہے کہ: جس قوم کی مشابہت اختیار کروگے اسی کے ساتھ شمار یا حشر ہوگا۔اس بات کا ہر وقت خیال رکھو' عام دستور بھی یہی

ہوتا ہے کہ اطاعت گزاروں کو پسند اور نافرمانوں کو ناپسند کیا جاتا ہے۔

پیش رو بزرگ یہ بھی فرماتے ہیں کہ بچپن ہی سے جو آپ کو ادب واحترام بلکہ عقیدت کا ماحول ملتا آرہا ہے، اس پر آپ نے خود کو کچھ سمجھ لیا تو یہ آپ کے حق میں نقصان دہ بلکہ مہلک ثابت ہوگا۔

بعض کم سن مرشدین جو عقلی طور پر ابھی سن بلوغ کو نہیں پہنچتے کہ وہ خود کو بزرگ یا پیش رو مرشد کی طرح سمجھ کر بے ادب ہو کر حکم چلانے کو معیوب نہیں سمجھتے۔

حالانکہ ایک اصول ہے: ''پہلے اطاعت کرو، پھر اطاعت کرواسکو گے''۔

بعض صورتوں میں عاقل وبالغ لوگ بھی فرائض میں کوتاہی اور واجبات میں کمی بلکہ تقلید سے گریز جیسے رجحانات اپنے میں لا لیتے ہیں۔ ایسی باتیں سخت نقصان دہ ہوتی ہیں، جن سے بچنا ضروری ہے۔

اگر خدانخواستہ آپ میں کوئی مغرور ہے تو پھر مریدین کو اس بات کی اجازت ہوگی کہ حسب فرمان حضور پرنور ﷺ عمل کرے کہ ''متکبر کے ساتھ تکبر صدقہ ہے''۔ (ماہنامہ مشرقی آنچل ۱۹۹۳)

یعنی خود پسندی اور غرور کے آجانے سے ادب واحترام اور عقیدت جیسی خوبیاں ختم ہو جاتی ہیں۔

بزرگ فرماتے ہیں آپ حضرات کے لئے نیستی اور عاجزی ضروری ہے۔ اگر ان خرابیوں کی اصلاح نہ کی گئی تو آپ کی اونچی پرواز میں نہ صرف کمی آجائے گی، بلکہ آپ دھڑام سے گر پڑو گے۔

تب مریدین بھی آپ سے دوری اختیار کرلیں گے، ان کو یہی خیال آئے گا کہ مہدی کی باڑ بڑی ہے جدھر ہم رخ کریں گے ادھر اللہ ہی اللہ ہے۔ مرید کی یہ دوری آپ کو ثواب سے محروم کردے گی۔

پیش رو بزرگ یہ فرماتے ہیں: بفضل خدا و بطفیل خاتمین صلی اللہ علیہما وسلم قوم میں موجود مرشدین کی پیروی کرنے والے مصدقین انشاء اللہ اسی طرح نجات پائیں گے جس طرح کشتی نوح علیہ السلام میں سوار افراد نے نجات پائی تھی۔ حضور پرنور ﷺ کے فرمان کا مفہوم یوں ہے کہ مہدی کشتی نوحؑ کی مانند ہے جو اس سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جس نے منہ پھیرا وہ غرق ہو گیا۔

وفادارانِ مہدی مرشدین کرام کے تین زمرے ہیں ۱۔ کاملین ۲۔ کمال پسند اور ۳۔ سست گام۔

آپ با اخلاق ہیں تو مریدین عقیدت مندانہ آپ کے بلند مقامات کی تمنا اور دعا کریں گے۔

خدانخواستہ آپ کا رویہ مریدین کے ساتھ توہین آمیز رہا تو وہ یہ خیال کریں گے کہ ہمارے پیر کی حالت میں انحطاط آ گیا ہے اور ان کے مقامات خالی اور ویران ہونا شروع ہو گئے ہیں، وجہ آپ میں باطنی ادب کا نہ ہونا ہے، بلکہ خدا کی طرف سے دور کر دیئے جانے کی ایک دلیل ہو سکتی ہے۔

چنانچہ مریدین اور معتقدین یہی چاہیں گے کہ آپ حضرات مقامات بلند پر فائز ہو جائیں۔

حدود کسب جہاں کاسبین کے لئے اہم اور مفید ہیں، وہیں وہ فقرائے کرام اور مرشدین کرام کے لئے بھی اہم اور مفید ہیں۔

پہلی حد میں خدا پر بھروسہ رکھنے اور کسب پر نظر نہ رکھنے کی تعلیم ہے، پانچوں وقت نماز با جماعت کی ادائی اور دو وقت ذکر اللہ کی پابندی قید نشست کے ساتھ کرنا ہے۔ اور ہمیشہ اللہ کے ذکر میں رہنا ہے۔

پھر حرص کی ممانعت فرما دی گئی ہے۔ پورا عشر راہ خدا میں دینا ہے، طالبان خدا کی صحبت میں رہنا ہے، ہمیشہ اپنی ذات پر ملامت کرنا ہے اس ملامت سے اپنی ذات سے محبت کم ہو کر خدا کی محبت ہمارے دل میں جگہ پاتی ہے اور اپنی ذات، تعلیم، زر اور خاندان وغیرہ کے نظر نہ آنیوالے بت بھی ختم ہو جاتے ہیں۔

طالب خدا کے زمرہ میں خود کو لا لینا ہے تو لازم ہے کہ اذاں کے بعد کام نہ کریں، اگر کام کریں تو وہ کسب حرام ہوگا، فقراء و مرشدین کے لئے بھی لازم ہے کہ اذاں کے بعد تمام کاموں سے باز آئیں اور نماز کی ادائی کر لیں، جھوٹ تو نہ کاسب کے لئے روا ہے اور نہ فقیر یا مرشد کے لئے روا ہے،

ان تمام کے علاوہ قرآن میں جو کچھ آیا ہے سب پر عمل کریں، ممنوعات سے پرہیز کریں۔

دورانِ درس نوجوان پس رو، پیش رو کی قدمبوسی کرتے اور پسخوردہ پی کر بزرگ سے عرض کرتے ہیں۔

ہمیں ڈر ہے کہ کہیں ہمارا حشر منافقین کے زمرہ نہ ہو جائے، بزرگ فرماتے ہیں بفضل خدا آپ حضرات میں منافقین کی کوئی صفت نہیں مثلاً نہ آپ جھوٹ بولتے ہیں، نہ امانت میں خیانت کرتے ہیں، نہ وعدہ خلافی کرتے ہیں اور نہ کسی مخالف سے الجھتے ہیں اور اگر کوئی کچھ بول بھی دے تو اس کو بڑھکر

ایک کے بدلے میں چار بولتے ہو۔ یہ اللہ کا فضل ہے پھر اس قدر ڈر کیوں ہے؟

پس روعرض کرتے ہیں کہ ہمارے سے زیادہ عمر کے بزرگ جن کی فقیری ہماری عمر سے زیادہ ہے اور جو خوبیوں سے مالا مال ہیں مثلاً اوقات کی حفاظت، دست کشادہ، رحم دلی، غریب پروری، ایثار وقربانی وغیرہ، اس کے باوجود، ان کے بعض معاملات میں نواقض فقیری کا شبہ رہتا ہے۔

بلکہ یقین رہتا ہے تو کیا ایسوں کے احترام وتعظیم میں کمی کا مظاہرہ کیا جاسکتا ہے تا کہ ادب کے دائرہ میں رہ کر ان کی اصلاح ہوجائے۔ ملنے والے ادب واحترام کی زیادتی سے بھی انسان خود کی اصلاح کو اہم نہیں جانتا۔ اگر اجازت ہو تو ایک چھوٹی سی مثال دی جائے۔

اجازت ملنے پر پس روعرض کرتے ہیں کہ شیر ہمیشہ گوشت کھاتا ہے، لیکن (دوزخ کی وعید کے باوجود بعض مصدقات کی تقلید میں) شائد شیرنی بھی لعن طعن کرتی ہوگی جس سے کبھی کبھار شیر کا معدہ بگڑ جاتا ہے، نتیجہ میں وہ سخت درد کا بلکہ شائد شدید قبض کا شکار ہوجاتا ہے، جس کی وجہ سے وہ گھاس کھالیتا ہے اور اس سے اس کے معدہ کی اصلاح ہوجاتی ہے۔ نہ صرف شیر بلکہ اس کے خاندان سے متعلق بلی، چیتا اور تیندوہ وغیرہ بھی اپنے معدہ کی اصلاح کے لئے گھاس کھالیتے ہیں۔

اسی طرح ملنے والی تعظیم کی وجہ سے جب ہمارا نفس پھول جائے تو احترام وتعظیم میں کمی کردی جائے۔

''تعظیم واحترام کی زیادتی میں کمی لانے سے کیا اصلاح ہوسکتی ہے''؟ کسی کے سوال پر پیش روفرماتے ہیں کہ فقراء ومرشدین کی تعظیم ہمارا آئین ہے۔ اللہ واسطے اصلاح کی کوشش اسی طرح کرو جس طرح ابھی اس فقیر سے اولاً پس خوردہ لیا اور نہایت ادب سے بات کی۔

ایک نوجوان مرشد عرض کرتے ہیں کہ جیسا کہ ہمارے ہم مشربوں نے اس سے پہلے یہ پڑھا۔

''حضرت سیدنا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب مکاشفۃ القلوب میں فرمایا ہے کہ حضرت یوشع علیہ السلام پر وحی آئی کہ میں تمہاری امت کے چالیس ہزار نیکوں اور ساٹھ ہزار بروں کو ہلاک کرنے والا ہوں، حضرت یوشع علیہ السلام نے عرض کیا نیکوں کا کیا قصور ہے؟ رب نے فرمایا انہوں نے میرے

دشمن کو دشمن نہیں سمجھا اور یہ باہم میل ملاپ سے رہتے تھے۔

بزرگ کی اجازت کے بعد ایک نوجوان مرشد عرض کرتے ہیں کہ: ''میں نے ایک پیش رو کو دیکھا ہے کہ وہ سنگین خلاف ورزیاں کرتے اور مرتدین سے نہایت ادب سے ملتے ہیں، جو کہ دین کے ڈھانے جیسا ہے۔ جب ان بزرگ سے ملوں اور غلطیوں پر نہ ٹوکوں تو یہی ڈر رہتا ہے کہ کہیں ہمارا خدا ہم سے ناراض نہ ہو جائے''۔ بزرگ فرماتے ہیں کہ دیگر پیش رو بزرگ انشاءاللہ اس کا حل نکال لیں گے۔ برائی کو برا جاننا ایمان کی علامت ہے۔

آپ اپنے ذکر و فکر میں رہو۔ البتہ دل میں ادب اور اخلاص کے ساتھ احترام و عقیدت کے مظاہرہ میں کمی کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

دوسرے نوجوان مرشد نے بزرگ کی قدم بوسی کی اور طالب پس خوردہ ہو کر عرض کیا:

ایک مرتبہ حضرت امیر معاویہؓ نے پہلے، دوسرے اور تیسرے جمعہ تک یوں تقریر فرمائی:

''اے لوگو تمام مال ہمارا مال ہے اور جو مال کہ غنیمت میں حاصل ہوا وہ بھی ہمارا ہی ہے، اس لئے جس کو ہم چاہیں دیں اور جس کو نہ چاہیں نہ دیں''۔

پہلے اور دوسرے جمعہ کو کسی نے کچھ نہ کہا، تیسرے جمعہ کو اسی تقریر کو سن کر ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا: ''معاویہ! خبردار جو ایسا کیا، کیونکہ وہ مال ہمارا ہے اور غنیمت بھی ہماری ہے اس لئے اگر اس مال کے درمیان کوئی آئے گا تو ہم اپنی تلواروں کے ذریعہ (آپ سے لڑ کر) اللہ تعالیٰ کو اس معاملے میں حکم بنا دیں گے''۔

یہ جواب سن کر امیر معاویہؓ منبر سے اتر کر اندر چلے گئے اور دروازہ بند کر لیا۔ اس کے بعد اس آدمی کو طلب فرمایا، یہ معاملہ دیکھ کر حاضرین آپس میں کہنے لگے آج اس عرب کی خیر نہیں، کچھ دیر بعد تمام دروازے کھول دئے گئے، اندر بلوانے پر حاضرین اندر آ گئے۔ فرمایا:

''لوگو! اس شخص نے مجھے زندہ کر دیا، خدا اس کو زندہ رکھے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو

فرماتے سنا ہے کہ ''میرے بعد ایسے ائمہ آئیں گے کہ وہ کوئی (ناجائز) بات زبان سے نکالیں گے تو ان کو جواب دینے والا کوئی نہ ہوگا، چنانچہ ایسے لوگ (ائمہ) اس طرح دوزخ میں داخل ہوں گے جس طرح بندر آگے پیچھے کسی جگہ داخل ہوتے ہیں''۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے مزید فرمایا:

جب میں نے پہلے جمعہ کو وہ الفاظ کہے تھے تو کسی نے مجھے نہیں ٹوکا تھا تو اس سے مجھ کو اندیشہ ہوا کہ کہیں میں بھی ان ہی ائمہ میں شمار نہ ہوں۔ چنانچہ دوسرے جمعہ کو بھی کسی نے میرے الفاظ پر مجھے جواب نہ دیا (مجھے ٹوکا نہیں) لہٰذا میں نے دل میں کہا کہ ان ہی ائمہ کے زمرے میں میں ہوں، پھر جب تیسرا جمعہ آیا تو پھر (میں نے) ان الفاظ کا اعادہ کیا تو یہ شخص اٹھا اور اس نے میری تردید کی ۔

اس کی اس تردید نے مجھ کو (گویا) مردہ سے زندہ کر دیا، اور مجھ کو یقین آیا کہ اللہ کا شکر ہے میں ان ائمہ میں سے نہیں ہوں۔ اس کے بعد حضرت امیر معاویہؓ نے اس شخص کو انعام واکرام دے کر رخصت کر دیا۔ (بحوالہ کتاب حیاۃ الحیوان صفحہ ۲۹۶، علامہ کمال الدین دمیری)

یہ سنا کر نوجوان مرشد نے بزرگ سے عرض کیا کہ

فی زمانہ ہم جن بزرگوں سے عقیدت ومحبت رکھتے ہیں، اگر خدانخواستہ دانستہ یا نادانستہ ان سے کوئی ایسی بات سرزد ہو جائے جس سے شریعت یا طریقت کی خلاف ورزی کا امکان نظر آتا ہے تو ان کے مقامات بلند سے کم بلندی پر آجانے کا ہم جیسوں کو خیال آئے تو پہلے ان کی قدمبوسی کر کے بلکہ طالب پس خوردہ ہو کر ان کو توجہ دلائی جاسکتی ہے، اس طرح ان کی پرواز کی بلندی میں خلل نہیں آتا۔ اس توجہ دہانی کے بعد اصلاح ہو جانے سے رفتار تیز ہو جاتی ہے۔

لیکن ہم جیسوں کا فریضہ بنتا ہے کہ احترام سے بالکل تنہائی میں توجہ دلائیں، اس طرح خداوند تعالیٰ کی اور خاتمین صلی اللہ علیہا وسلم کی خوشنودی حاصل ہو سکتی ہے اور جن کو توجہ دلائی گئی ان کی دعا بھی ملے گی۔

اگر خدانخوستہ ہم نے لب سی لئے تو ہم بھی گنہ گار ہونگے اور جن سے عقیدت ومحبت ہے ان سے ہم نے

عرض نہیں کیا تو ان کا جو نقصان ہوگا تو یہ بات دوستی سے بعید ہوگی۔

نوجوان مرشد بزرگ سے عرض کرتے ہیں کہ جن سے ہم کو فیض پہنچ رہا ہے ان کو اگر ہم نے نہ ٹوکا اور ان کی پرواز میں کمی یا کوتاہی ہوجائے تو اس نقصان سے ہم بھی خود کو ذمہ دار گردانتے ہوئے غمگین ہوجائیں گے۔ اور یہ شعر پڑھیں گے کہ: ''عاشق دلگیر کے لئے یہ غم بہت ہے کہ وہ اپنے معشوق کے منازل کو خالی اور ویران دیکھے''۔ (دیکھئے کتاب آداب المریدین)

پیش رو بزرگ نے اظہار خوشنودی فرمایا اور مزید فرمایا: میرے بھایئو! خدا کا شکر ادا کیجئے کہ اس نے عمل کی شرط کے ساتھ آپ کو روئے زمین کی اہم ترین اور اپنی محبوب قوم یعنی قوم مہدی میں پیدا فرمایا۔ پھر آپ کے نصیب میں کار ہدایت بھی آیا۔ آپ کی نصیحت سے جتنے مریدین باعمل رہیں گے ان کو ملنے والے اجر و ثواب کے ساتھ ساتھ آپ کو بھی انشاءاللہ نوازا جائے گا۔۔ (ختم شد)

ا

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

مفہوم فرمان مہدیؑ: ''مہدی اور مہدویان قیامت تک رہیں گے۔''

مہدویت

جاوداں، پیہم رواں، ہردم جواں

(چوتھی جلد)

..... از .....

فقیر سید رفعت جاوید (اہل کالاڈیرہ)

ناشر

مہدویہ ویلفیر ٹرسٹ

قریب حظیرہ حضرت بندگی میاں سید راج محمدؒ المعروف حظیرہ شہیداںؒ، چنچل گوڑہ

حیدرآباد، ریاست تلنگانہ، ہند

ب

نام کتاب : مہدویت: جاوداں، پیہم رواں، ہردم جواں (چوتھی جلد)
راقم الحروف: فقیر سید رفعت جاوید (اہل کالا ڈیرہ)
ای میل آئی ڈی: یس آر جاوید، ایٹ دی ریٹ آف آوٹ لک ڈاٹ کام۔
ماہ وسنِ اشاعت: ماہ رجب المرجب ۱۴۳۹ ہجری مطابق ماہ اپریل ۲۰۱۸ عیسوی
کمپیوٹر کتابت و کتاب ملنے کا پتہ
۱۔ SAN کمپیوٹر سنٹر، صوبیدار امیر علی خاں روڈ (نئی سڑک)
چنچل گوڑہ، حیدرآباد۔ فون نمبر 9959912642
کتاب ملنے کے مزید پتے:
۱۔ NAS ڈی.ٹی.پی و زیراکس سنٹر، قریب مرکزی انجمن مہدویہ،
روبرو ڈائمنڈ کیفے، چنچل گوڑہ، حیدرآباد۔ فون: 8019328677
۲۔ اے ٹو زیڈ اسٹیشنری، مرکزی انجمن مہدویہ، چنچلگوڑہ، حیدرآباد
طباعت : رگھویندرا گرافکس، 1-9-630/1، اڈکمیٹ روڈ، آر آر ڈی کالج بلڈنگ
ودیانگر حیدرآباد۔, Cell: 9949734563, 04027664561
ناشر : مہدویہ ویلفیر ٹرسٹ، قریب حظیرہ حضرت بندگی میاں سید راج محمدؒ
المعروف بہ حظیرۂ شہیداںؒ چنچل گوڑہ، حیدرآباد۔ تلنگانہ۔ ہند
قیمت

ج

عمل مصطفیٰ ﷺ کا نام دین مہدی ہے۔

یعنی مہدویت!

خصوصیات مہدویت کیا ہیں؟

مہدویت

تعلیم اسلام، تعلیم ایمان اور بذریعہ مہدی موعودؑ تعلیم احسان

جاوداں

حسب فرمان مہدی موعودؑ، مہدویت کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک باقی و برقرار رکھا ہے

اور اس کو رکنے و مٹنے سے محفوظ فرمادیا ہے

پیہم رواں

تعلیمات مہدی موعودؑ جاری و ساری ہیں اور انشاءاللہ تا قیامت رہیں گی

ہردم جواں

مہدویت ہر زمانہ میں پوری توانائی سے برقرار رہی ہے اور انشاءاللہ رہے گی۔

اس کو خدائے تعالیٰ نے ضعف یا پژمردگی سے محفوظ فرمادیا ہے۔

د

فہرست

۱	پیش لفظ	۵
۲	پیش رو، پس رو حضور پرنور ﷺ کی عظمتیں اور رفعتیں	۱۰
۳	دور نبوی ﷺ کا ایک اہم واقعہ	۱۱
۴	خدائے تعالیٰ سے یہ بے خوفی	۱۶
۵	ترک دنیا، قبل ترک دنیا کے آٹھ ترک	۵۴
۶	دعوت غور وفکر	۵۷
۷	عظمت کے مینار	۶۰
۸	کیا آپ نے کبھی غور کیا؟	۶۴
۹	بچتے رہو ایسے کافروں سے	۶۸
۱۰	انتخاب از نقلیات شریفہ	۸۵
۱۱	شریعت کی پاسداری	۸۷
۱۲	زمانہ آخر کے مرشداں	۸۹
۱۳	تسلسل فرامین مبارکہ مہدی موعود علیہ السلام	۹۰
۱۴	انہدام مہدویت کے لئے انکار واعتراضات کے پردہ میں مسلسل حملے	۹۱
۱۵	الحمدللہ ہم مہدوی ہیں	۹۸
۱۶	طلب دیدار خدا	۱۱۱
۱۷	ندوی کے نو نو جھوٹ	۱۱۲

پیش لفظ

معزز مصدقین ومصدقات!

(عمل کی شرط کے ساتھ) روئے زمین کی اہم ترین قوم سے ہونے کی وجہ سے آپ تمام واجب الاحترام ہیں' لہٰذا حسب مراتب قدمبوسی اور سلام' جبکہ کم عمروں کے لئے دعائیں۔

لیجئے کتاب کی چوتھی جلد پیش کی جارہی ہے' جس میں درج ذیل عنوانات ہیں مثلاً:

اقرار مہدی خوش بختی اور انکار یا ارتداد بدبختی ہے' فرائض ولایت کی تشریح' شاہوں سے بے نیازی کا درس' گروہ مقدسہ کے متعلق ایک حدیث شریف بھی موجود ہے۔

فقیری کن باتوں یا حرکتوں سے ٹوٹ جاتی ہے؟ اوصاف مرشد کیا ہوں؟ پیش رو یعنی بزرگ مرشد عالی قدر کی نوجوان مرشدین کے لئے نصیحتیں یہ تمام باتیں بھی بیان کی گئی ہیں۔

حضور پرنور ﷺ کا ایک ارشاد مبارک ہے جس پر عمل کرنے سے آپ پل صراط پر بجلی کی طرح گزر جائیں گے۔

گروہ مقدسہ میں ہر فرد کے اس دنیا میں آکر پہلی سانس لینے سے جاتے وقت کی آخری سانس تک کے لئے رہنمائی فرمادی گئی ہے، اور دم نکلنے کے بعد یہ سلسلہ عمل منقطع ہوجاتا ہے' تب جو اعمال فائدہ بخش ہوتے ہیں وہ ایصال کئے جاتے ہیں' اس تعلق سے بھی پڑھیئے۔

علاوہ ازیں سود پسندوں کے گمراہ کن خیالات سے واقف ہوکر خدا سے جنگ پر آمادہ ان مردودوں کے تعلق سے آپ کی نفرت اور بڑھ جائے گی اور آپ سود کی لعنتوں سے اپنے آپ کو اور ہم سب کو بچانے کی دعا اور کوشش کریں گے۔

مہدویت کے خلاف ندوی کے بیس جھوٹ آپ پڑھیئے، جھوٹ وفریب کے بغیر دھوکہ دہی

ممکن نہیں، یہی جھوٹ ان کے زہریلے اور ایمان شکن تخیلاتی عالیشان محلوں کو زمین دوز کر دیتا ہے۔

ندوی کے مقابل قوی تو ایک بونا ہے، لیکن اس نے بھی اپنی سی کوشش کر لی چونکہ پروردہ ء ظلمات کے مفادات ایسی ہی کوششوں سے زندہ رہتے ہیں۔

مسلم دشمن جو ہمارے وجود کو مٹانے ہر دم تیار رہتے ہیں ان کی طرف مسلمانوں کی توجہ نہ جانے دینے کے لئے ندوی ہو یا قوی یا ان ہی کی قبیل کے لوگ، کوشش کرتے ہیں کہ مسلمانوں کی دال آپسی جوتیوں ہی میں بٹتی رہے اور دشمن کا ہر حملہ کامیابی سے ہمکنار ہوتا جائے۔

مقام غور ہے کہ مہدویوں کی طرف سے ان غارت گران دین وایمان کو معمولی سی بھی تکلیف نہیں پہنچائی جاتی اور نہ ہی ان کے معتقدات پر کوئی بات کی جاتی ہے، اس کے باوجود ہم پر ہر دور اور ہر زمانے میں حملے کئے جاتے رہے ہیں۔

اور بحمد للہ ہر دور میں قلم اور خنجر سے جواب بھی دیئے گئے ہیں اور آئندہ بھی حملوں کا انشاء اللہ دفاع کیا جائے گا، کیونکہ جب حملے ہوں گے تو دفاع بھی ہوگا۔

سلسلہ صفحہ نمبر (۱۱۲) تیسری جلد سے

پیش رو بزرگ کے ارشادات کا سلسلہ جاری ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ

حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کے ارشاد کا مفہوم یہ ہے کہ

شریعت کی کوئی حد تم سے ٹوٹتی ہے تو سمجھو شیطان تم سے کھیل رہا ہے، فوراً شریعت کی طرف آجاؤ ہر وہ چیز جس کی شریعت تائید نہیں کرتی، باطل ہے۔

مومن کا ظاہر اور باطن یکساں ہونا چاہیئے۔ مریدین جو آپ سے اظہارِ عقیدت کرتے ہیں اُن سے کہدیا کرو کہ مجھ میں ایسی کوئی خوبی نہیں آئی کہ آپ لوگ میرا ادب واحترام کرنے لگو۔

عقیدت مند مریدین سے اور اپنے گھر والوں سے کہہ دو کہ جس طرح بعض دواؤں کے ڈبوں پر

لکھا ہوتا ہے کہ اس دوا کو راست حرارت، گرمی و آگ سے اور کم ِ سن بچوں سے دور رکھا جائے۔

اسی طرح ادب و احترام اور خیالی روحانیت کی موجودگی کی شہرت وغیرہ کو بھی کم سنوں سے دور رکھنا مرید اور ہونے والے مرشد' دونوں کے حق میں مفید رہے گا۔ ورنہ کمسنی یا بے شعوری میں ملنے والی شہرت اور ملنے والے احترام سے احساس کمتری آجاتا ہے۔

جب آپ میں اپنے بزرگوں کے واقعات سننے سے احساس برتری' نے جگہ بنالی ہو تو آپ کو اِس احساس سے اوپر اُٹھنا ہوگا ورنہ آپ جسمانی طور پر تو بالغ ہو جاؤ گے لیکن ذہنی طور پر نابالغ ہی رہو گے۔

جس کی وجہ سے آپ کے اندر کئی خرابیاں پیدا ہو جائیں گی۔ مثلاً جارحیت، جھوٹا تکبر، رشک و حسد، حرص' بے ادبی' گستاخانہ انداز اور ان تمام سے بڑھ کر شدید دل آزاری وغیرہ۔

یوں سوچیئے کہ یہ تمام ذہنی بیماریاں ہیں جن کے اثرات سے مریدین جھلس جاتے ہیں، فرض کیجئے ایک مرید آیا، آپ سے نہایت ادب سے کہا کہ اس کو فقیر بنا کر ذکر و فکر کی تعلیم دیجئے، آپ کو مرید کی بات پر شدید غصہ آیا، بجائے اس کو سمجھانے کے اس قدر مرید کو لتاڑا کو وہ روتا ہوا نکلا۔

یوں محسوس ہوا کہ آپ کو نہ خوف خدا ہے اور نہ خلق کی لاج ہے۔ اس میں سارا قصور آپ کے دماغ میں موجود ان احساسات کمتری و برتری کے جرثوموں کا ہے۔

مرید کا کام یہ نہیں کہ فوراً مہدویت کو چھوڑ دے بلکہ کسی کامل یا کمال پسند یا کسی سست گام مرشد ہی سہی ان کی خدمت میں آجائے اور روداد بتائے، یہ مرشد اس کو تسلی دیں گے اور دل جوئی کریں گے، اور (مہدویت سے) پلٹ جانے کے ارادہ کو پلٹا دیں گے۔

حدودِ کسب کی ساتویں حد ''ہمیشہ اپنی ذات پر ملامت کرے''۔ جو نہ صرف کاسبین کے لئے بلکہ فقرائے کرام کے ساتھ ساتھ خاص طور آپ جیسوں کے لئے نہایت اہم ہے، کیونکہ غیر محسوس ذہنی نابالغی اور احساسات کمتری و برتری نے آپ کو بہت زیادہ بگاڑ ڈالا ہے۔

دوران درس بزرگ مرشد سوال کرتے ہیں کہ کبھی آپ کے (ممکنہ) ہاتھی جیسے نفس کو آپ نے سزا

بھی دی؟ بطور مثال پیش رو بزرگ نے فرمایا:

حضرت بایزید بسطامیؒ نے ایک شخص کے نفس کو سدھارنے یہ سزا تجویز فرمائی تھی۔

ایک شخص نے کہا کہ برسوں سے عبادت کر رہا ہوں لیکن کوئی روحانی بلندی نصیب نہیں ہو رہی ہے، حضرتؒ نے فرمایا ایک دوا بتاتا ہوں، بازار جا، بادام خرید بچوں میں بانٹ اور کہہ کہ بادام کھاؤ اور ہر بچہ آئے اور میرے منہ پر طمانچہ مارے، اس کے بعد غسل کر اور ذکر میں مصروف ہو جا۔

اس کو نہایت تعجب ہوا کہ یہ کیسی دوا ہے؟ تب حضرتؒ نے فرمایا کہ تیس سالہ عبادت سے تیرے اندر غرور آ گیا ہے جب اس طرح تیرے نفس کی ذلت ہوگی تو وہ سیدھا ہوگا (بلکہ سیدھا چلے گا)۔

کیا یہ بات ہمارے لئے اہم نہ ہوگی کہ ہم دوسروں سے طمانچے کھانے کے بجائے خود کی ذات پر ملامت کریں، خلیفۃ اللہ مہدی موعود علیہ السلام کی تعلیم جامع اور کارگر ہے، اس تعلیم کی روشنی میں پہلے جائزہ لیں کہ ہم سے کوئی کوتاہی تو نہیں ہو رہی ہے؟ انشاءاللہ دعاء اور عمل سے یہ دور ہو جائے گی۔

اور بعض خرابیوں جیسے جارحیت، گستاخانہ لب ولہجہ شدید دِل آزاری جیسی سخت اور قابلِ مواخذہ بلکہ خدا کے پاس ناقابل معافی بُرائیوں سے انشاءاللہ آپ اور ہم محفوظ رہ جائیں گے۔

اور جس کا دل دکھا ہو اس نے معاف نہ کیا، یا آپ نے معافی مانگنا کسرِ شان سمجھا تو پھر اس کی سزا کے لئے تیار رہنا ہوگا۔ آپ کے حق میں یہی بہتر ہوگا کہ کسی کے دل کو نہ دکھائیں۔

اتفاقیہ اور آپ کے نہ چاہنے کے باوجود کسی کا دل دکھ جائے اور آپ چاہتے ہوں کہ یہ گناہ معاف ہو، اور آپ عذاب سے بچ جائیں تو سب کو اپنے سے بہتر سمجھنا شروع کر دو اور جس کا بھی دل دکھایا ہو جا کر معافی مانگ لو۔

مومن کے لئے یہ بات باعث پرسش ہے کہ وہ کسی کو زبان سے برا نہ کہے اور دل میں برا سمجھے۔

چنانچہ مذکورہ بالا نمونے (اکثر خود کو برتر اور دوسروں کو حقیر جاننے جیسے) دیکھنے کو ملتے ہیں، ان

سے آپ بچواور ہر وقت ڈرتے رہو۔ کیونکہ کسی کو دل میں برا جاننا اور منہ سے کچھ نہ کہنا منافقت ہے

اِن خرابیوں کی وجہ سے انسان اندر سے کھوکھلا اور روحانی طور پر صفر رہتا ہے۔

ایسی خرابیوں میں سے کوئی ایک خرابی بھی آپ میں آجائے تو نقصان دہ ہوتی ہے۔

آپ کی صبح اس طرح ہو کہ نماز وذکر کے بعد تلاوت قرآن مجید کریں، اس کے بعد اللہ تعالی سے دعا کریں کہ یا اللہ ہم سب کو نفس اور شیطان کے شر سے بچا کر اپنی پناہ میں رکھ۔

نماز کے لئے وضو ضروری ہے بلکہ باوضو ذکر بھی اہم ہوتا ہے، لیکن بعض وقت تھوڑی سی لاپرواہی سے آپ بے وضو ہو جاتے ہیں۔ کسی کی غیبت سے صرف وضو ہی نہیں بلکہ روزہ بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ دورِ نبوی ﷺ کا ایک واقعہ اگلے صفحہ پر پڑھیئے۔

پیش رو کا خطاب جاری ہے، چنانچہ حضور پرنور ﷺ کی سیرت بیان کرتے ہیں کہ:

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمتیں اور رفعتیں یہ ہیں

حبیبِ خدا، نورِ مجسم، احمدِ بلا میم، عربِ بلا عین یعنی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن کے مقامات بلند، عظمتوں اور رفعتوں کو غار تگران دین وایمان بھول چکے اور چاہتے ہیں کہ امت بھی بھول جائے۔

مثلاً نبوت، رسالت، حلیت، محبوبیت، اصفیاء، اسریٰ، رویتِ باری تعالیٰ، قربت الٰہی، وحی، شفاعتِ عصیاں، وسیلہ، درجات رفیعہ، مقام محمود، براق کی سواری، معراج، باعث تخلیقِ کائنات اور انبیاء علیہم السلام کی امامت۔

ساری امتوں پر شاہد، بنی آدم کی سرداری، بشارت ونذرات، اطاعت، امامت، ہدایت، رحمت للعٰلمین، عطیۂ رضا، سوال، کلام الٰہی کا منشاء، اتمام نعمت، باعث مغفرت، شرحِ صدر، مخلوق کا بوجھ ہلکا فرمانے والے رفعت ذکر، تائید خداوندی سے سرفراز۔

صاحب سکینہ ووقار، تائید ملائکہ (پانچ ہزار نشان زدہ فرشتوں سے خدائی امداد کا وعدہ) امت کا

تزکیہ فرمانے والے مخلوق کو خالق سے ملانا' آپؐ پر اللہ تعالیٰ کا سلام' آپؐ پر ملائکہ کا سلام' بحکم خدا منصف' اپنی امت سے اگلی امتوں کی سختیوں کو دور فرمانے والے۔

خدا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام اور حیات کی قسم کھائی۔ اجابت دعا' جمادات کا آپؐ سے کلام کرنا' مُردوں کو زندہ فرمادینا' بہروں کو سنانے والے' انگلیوں سے پانی کے چشمے بہادینا'۔

باعث برکت (تیس ہزار کا لشکر آپ کی برکت کے طفیل تھوڑے سے کھانے پر شکم سیر ہوکر کھایا تھا) معجزۂ شق القمر' سورج کو واپس پلٹانا' قلب اعیان' رعب کے ذریعہ مدد فرمائی گئی۔

غیوب پر مطلع فرمائے گئے' ابر کا سایہ' کنکریوں کا تسبیح پڑھنا' رنج والم کے دور فرمانے والے' لوگوں کے شر سے اللہ کی حفاظت میں رہنے والے' آخرت میں اعلیٰ منزل پر فائز' صاحب وسیلہ' اور بندوں کو بخشوانے والے' صلی اللہ علیہ وسلم (ماخوذ از شفاء شریف' قاضی عیاض اندلسی رحمۃ اللہ علیہ)

آپ کی شان یہ بھی ہے کہ متوکل علی اللہ' ذاکر دوام' مستغرق تجلیات الٰہیہ' دید ہر لحہ' صادقوں کے ملجا وماوٰی' فقیروں کے آقا ومولیٰ' مسکینوں کے سربراہ' عزلت نشینوں کے سردار وآقا' مہاجرین کیلئے سرچشمہ ہدایت ورہنمائی' مقربین' عاشقین ومعشوقین بارگاہ خداوندی کے سردار۔ (ﷺ)

حضور پرنور ﷺ کی مبارک اور پرنور سیرت کے بیان کے بعد یہ واقعہ بیان فرماتے ہیں۔

حضور پرنور محمد رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک کا یہ واقعہ سنیئے :

دو عورتوں نے روزہ رکھا، اور پیاس کے مارے ہلاکت کے قریب ہوگئیں۔ حضور پرنور ﷺ سے روزہ کھول ڈالنے کی اجازت چاہی، آپ ﷺ نے ایک کانسہ ان کے پاس روانہ فرمایا کہ اس میں قئے کریں، ہر ایک کے حلق سے خون کے ٹکڑے نکلے، لوگ اس امر پر متحیر ہوگئے

حضور پرنور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ان دونوں عورتوں نے ان چیزوں سے جو خدا نے حلال کی ہیں روزہ رکھا، اور حق تعالیٰ نے جو

حرام کیااس سے توڑ ڈالا یعنی غیبت کی اور یہ خون آدمیوں کا گوشت ہے۔

اس کے بعد پیش رو بزرگ فرماتے ہیں۔

''حساب لیئے جانے سے پہلے اپنا حساب لے لیا کرو'' کے حکم کے تحت اپنے اعمال کا جائزہ لو کہ کیا آپ نے غیبت کر کے اپنے ہاتھوں اپنا وضو توڑا، جھوٹ بولا؟ کتنے لوگوں کی دل آزاری کی؟ اور کیا مال حرام کو خود پر حلال جانا؟ اور کوئی حد فقیری ٹوٹی؟ ملی ہوئی امانتوں میں کوئی خیانت تو نہ ہوئی؟

خاموشی سے بند لفافے کسی نے بھجوائے تو اس بات پر غور کرنا چاہیئے کہ کیا یہ رقم اس کی ایمان فروشی پر ہمارا منہ بند رکھنے کے لئے تو نہیں ہے؟

پہلی بار یہ احتساب ظہر کی نماز پڑھ کر کیا جائے، پھر اس کے بعد دوسری بار عشاء کی نماز کے بعد اپنے دن بھر کے اعمال یا گناہوں کا جائزہ لیتے رہو۔

انشاءاللہ آپ کا یہ خود احتسابی کا عمل (یعنی آپ کا اپنا خود کا حساب لینا) آپ کے حق میں نہایت مفید ثابت ہوگا اور بفضل خدا آپ کبائر اور صغائر گناہوں سے بھی محفوظ رہا کروگے، اور آپ کے مراتب بھی بلند ہوتے جائیں گے۔

علاوہ ازیں آپ اور آپ کے ہم مشربوں کو چاہیئے کہ آپس میں ایک دوسرے کی تعریف کرنے کے بجائے غلطیوں پر اللہ واسطے ایک دوسرے کو ٹوکا کریں۔ بالخصوص خلاف شرع و خلافِ طریقت سنگین غلطیوں پر ایک دوسرے کو معافی نہ دیں اور نہ ہی کسی گناہ گار کو بے گناہ باور کروائیں۔

بے جا تعظیم (خواہ شخصی ملاقات ہو، یا بھری مجلس میں) نااہل کے حق میں زہر سے کم نہیں۔

کیونکہ جس کی بدعملی نے اس کو پیچھے کر دیا ہو وہ ہرگز آگے نہیں بڑھ سکتا۔

مریدین و معتقدین بلکہ حاضرین کے ایسے شخص کو محترم جاننے سے وہ توبہ نہیں کرتا، بلکہ ایسے شخص کا نفس محظوظ ہوتا ہے کہ میں کچھ بھی کرلوں یہ بے وقوف میری تعظیم نہیں چھوڑیں گے۔

ایسا شخص نفس کے ان وسوسوں کو دھتکار دے، ورنہ اگر اس نے توبہ نہ کی اور اڑا رہا تو اصلاح کے دروازے خود پر بند کر لے گا، کیونکہ غلطیوں پر اڑا رہنا صحیح نہیں ہوتا بلکہ اور دلیر بنا دیتا ہے۔

آپ جیسوں کا کام یہی ہوگا کہ اللہ واسطے ایک دوسرے کو ٹوکیں، لیکن بھرے مجمع میں ہرگز نہ ہو، آپ نے کسی کو ٹوکا تو وہ اور زیادہ ضدی بن جاتا ہے، اور ندامت کا اظہار نہیں کرتا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے بھری محفل میں کسی کو ٹوکنے کی ممانعت فرمادی ہے اور فرمایا کہ نصیحت تنہائی میں کی جانی چاہیئے۔

بھرے مجمع میں نصیحت اس کی ذلت کا باعث ہوگی۔ لہذا ایسی نصیحت سے پرہیز کرو۔

اپنوں میں یہ شعور کو جگاؤ کہ وہ اہل کا ہی احترام کریں جبکہ نااہل کا احترام منافقت ہے۔

حضور پرنور ﷺ نے فرمایا: (مفہوم)

جنت اطاعت گزار کے لئے ہے خواہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو۔

اور دوزخ اس کے لئے ہے جو باغیانہ تیور والا اور خود کو توبہ سے بے نیاز جانتا ہو خواہ سیدِ قریشی ہی کیوں نہ ہو۔

یاد رکھو جس کو عمل پیچھے کر دے اس کو نسبتیں اور نسب آگے نہیں بڑھا سکتے۔

ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتے رہنا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اور آپ کے ساتھ کل مصدقین کو ہمیشہ صراطِ مستقیم پر چلائے اور ایسے گناہوں سے سب کو باز رکھے آمین۔ انشاء اللہ یہ دُعا و کوشش و نیز خود احتسابی اور خود پر ملامت کرنے سے آپ ایک عظیم انسان بن جاؤ گے۔

کوئی ایسا کام نہ کرو جو کل آپ کو خاتمین علیہم السلام کے روبرو شرمندہ کر دے۔

☆ آدابِ فقیری کی پوری پوری پابندی نہایت دیانت داری سے کیا کرو۔

اگر آپ کرکٹ کھیلتے ہیں تو آپ کریز کے اندر رہ کر کھیلتے ہوں گے، کیونکہ کریز سے باہر رہ کر کھیلنے والا

اسٹمپ آوٹ کردیا جاتا ہے۔

کریز کے اندر رہنا گویا قدم کی حفاظت کرنا ہوگا، اور جب آپ نے دم اور قدم کی حفاظت کا ہر دم خیال رکھا جو کہ فرمانِ مہدی موعود علیہ السلام کے تحت ہے اس کی برکت سے آپ ''دست بہ کار دل بہ یار'' یعنی ہاتھ کام میں اور دل اللہ میں کے ارشاد مہدی پر عمل کرسکو گے۔

حضرت ثانی مہدی رضی اللہ عنہ کے حسب ارشاد فقیری کا حد جتن کرنے والے بن جاؤ گے۔

الغرض حدود کی پابندی' کاسب' فقیر اور مرشد تینوں کے لئے یکساں فائدہ بخش اور اوپر واڑے تک انشاءاللہ پہنچانے میں مددگار رہوگی۔

☆ فرائض میں کوتاہی ہرگز نہ کرو اور نہ ہی کبھی تقلید سے منہ موڑو۔ کیونکہ فرائض کی وقت پر تکمیل اور بزرگوں کی تقلید، اوپر واڑے (خدا تک پہنچنے) کا ذریعہ ہے۔

اس سے پہلے آپ یہ پڑھ چکے ہیں کہ تقلید کا جواز سورہ فاتحہ میں مل جاتا ہے جب ہم دعا کرتے ہیں کہ ان کے راستے پر چلا جن پر تیرا انعام ہوا ہے، نہ کہ ان کا راستہ جن پر تیرا غضب ہوا ہے۔

☆ ایسا کرنے سے آپ خدا کے مقرب بندے اور خاتمین علیہم السلام کے پسندیدہ بنو گے۔

☆ سیدھے چلو گے تو وابستگان بھی آپ سے جڑے رہیں گے۔

اور اگر خدانخواستہ آپ راستے سے تھوڑا بھی ہٹے تو مریدین بھی نقصانات سے بچنے کے لئے آپ سے دور ہو جائیں گے، اس وقت آپ شدید آزمائش سے دوچار ہو جاؤ گے۔

مریدین کا آپ سے ترکِ تعلق آپ کو بہت کھلے گا تو پھر اُن کے تعلق سے بغض وحسد جنم لے گا۔ پھر آپ ان کو ہر موقع پر اذیت دو گے یا اُن کی حق تلفی کرنا شروع کردو گے۔

خدانخواستہ اگر آپ میں ایسی خرابیاں آگیں تو نتیجہ میں چند مریدین تو صبر کر کے خاموش ہو جائیں گے، اس کے برعکس ممکن ہے کہ چند مریدین نے آپ سے بدلے کی ٹھان لی تو پھر آپ کو بھی شدید

زحمتوں سے دوچار ہونا پڑے گا اور مرید بھی بے ادب ٹھیریں گے۔

لہٰذا کھلے دِل ودماغ سے رہو، گھٹیا اور معمولی حرکتوں سے جو آپ کے وقار کے خلاف ہوں دور رہا کرو انشاءاللہ اس طرح یہ حلم، عفوودرگزر آپ کو مقاماتِ بلند پر لے جائیں گے۔

کارِ ہدایت بالکلیہ اللہ واسطے ہو اس کام کا معاوضہ، رقم یا جنس تو بڑی چیز ہے پانی کا ایک گلاس بھی مرید سے بحیثیت مرشد طلب نہ کرو اور نہ ہی اس سے اپنے جوتے منگواؤ۔

حضرت مہدی علیہ السلام نے یہ جو فرمایا ہمیشہ آپ کے پیش نظر رہے

''نہ کسی پر بار، نہ کسی سے کام اور نہ کوئی نظر میں''۔

یعنی کسی پر بار ہو گئے یا کسی سے کوئی کام نکلوایا تو اس کے ممنون ومشکور ہونا پڑیگا اور بے جا عزت و توقیر سے پیش آنا پڑے گا۔

ایسے افراد کی سنگین غلطیوں پر آپ کی خاموشی یا چشم پوشی خدانخواستہ آپ کو بھی ان ہی کی صف میں لا کھڑا کردے گی۔ اللہ تعالیٰ سے دُعا کرو کہ وہ ایسی خاموشی یا چشم پوشی سے آپ کو بچائے، اور اپنی طرف سے یہ کوشش کرو کہ خلافِ شرع باتوں پر لوگوں کو تنہائی میں ٹوک سکو۔

اگر آپ میں بے نیازی رہی تو بات میں اثر ہوگا اور آپ کسی سے مرعوب نہ ہونگے۔

مریدین، اہلِ خانہ یا دوست احباب کے ساتھ آپ کا انہماک آپ کا سب سے بڑا مشغلہ نہ بن جائے، کیونکہ اگر وہ خدا کے دوست ہیں تو خدائے تعالیٰ اپنے دوستوں کو ضائع نہیں فرمائے گا اور اگر وہ خدا کے دشمن ہیں تو خدا کے دشمنوں سے آپ کو کیا سروکار؟

مریدین کی درجہ بندی یوں کی جاسکتی ہے۔

۱۔ کامل عقیدت مند، پُرخلوص اور اطاعت گزار،

۲۔ رسماً یا رواجاً مرید۔ ۳۔ غرض مند مرید جو یہ سوچتے ہیں کہ اپنے ''وقت'' پر کس کو ڈھونڈیں؟

وہ (چار) وقت یوں ہیں: پیدائش پر اذاں، چار سال، چار ماہ چار دن ہونے پر تسمیہ خوانی، بڑے ہونے پر عقد خوانی، خدانخواستہ گھر والوں میں سے کسی کے انتقال پر غسل، تدفین اور برسی تک مقررہ دنوں میں عود کا دینا اور قبر پر پھول اتار کر فاتحہ خوانی اور دعوت میں طعام ماحضر تناول کرنا۔

ان کاموں کے لئے مرشد کو ضروری تصور کرتے ہیں۔ اسکے علاوہ مرشد کی اہمیت کو نہیں جانتے۔

لہٰذا مرشد ناقص ہی کیوں نہ ہو اس سے جڑے رہیں (ایسے غرض مند زیادہ ہوتے ہیں)۔

(۴) منافقانہ عقیدت مند جو دنیاوی کاموں کے لئے بھی مرشدین کو استعمال کرتے ہیں، اور ان کے ساتھ رہ کر اپنا حلقہ اثر بڑھاتے ہیں۔

خدائے تعالی سے یہ بےخوفی؟

میّتوں کو جب آپ کی مسجد میں لایا جائے تو آپ کا لب ولہجہ نہایت نرم اور تسلی بخش ہونا چاہیئے۔

کیونکہ میت کے لواحقین عموماً اصول وضوابط سے واقف نہیں رہتے اس وقت ان کے سامنے اصولوں کی گردان مریدین کو شرمندہ اور دل شکستہ کر دیتی ہے۔

ایسے میں جب کہ آپ کسی حظیرہ کے متولی ہوں۔

اگر میّت کے لواحقین نے آپ کی طرف سے مسلمہ قومی عقائد سے ہٹ جانے پر احترام میں کمی کر دی یا اپنا مرشد نہیں مانا، یا کوئی غلطی سرزد ہوگئی، اور آپ نے اس سے انتقام کا ارادہ کر لیا اور قبر کی جگہ سے محروم کر دیا تو میت کے لواحقین کے لئے یہ بات نہایت پریشان کن اور تکلیف دہ ہو جاتی ہے۔

اس حرکت سے ممکن ہے کہ عرش بھی ہل جائے، لہٰذا آپ ایسی دلآزاریوں سے پرہیز کریں۔

دنیا کو ان مظلوم لوگوں نے دل آزاریوں اور اذیتوں کا گہوارہ بنا دیا ہے جو ظلم کے خلاف کوئی آواز نہیں اُٹھاتے یا ظلم سہہ کر بھی وہیں پڑے رہتے ہیں حالانکہ اللہ کی زمین وسیع ہے۔ مہدی موعود تک پہنچانے کے لئے اللہ نے نہایت وسیع راستے بنا دیئے ہیں جدھر بھی رُخ کروگے اور رجوع کروگے

انشاءاللہ مہدی علیہ السلام تک پہنچ جاؤ گے۔

متکبرانہ انداز کی فوری سزا یہیں مل جاتی ہے مثلاً آپ نے غریب جان کر کسی کی دل شکنی کی اُسی شام یا دوسرے دن کوئی امیر مرید مر گیا تو آپ بھاگے بھاگے جاؤ گے اور اُس کی حویلی یا دیوڑھی پر غسل دے کر نمازِ جنازہ پڑھاؤ گے۔ یا غیر مرید امیر کے بلاوے پر بھاگ کر جاؤ گے۔

اُس وقت آپ کے بیان کردہ اُصول وضوابط دھرے کے دھرے رہ جائیں گے۔ شاید ایسے ہی موقع کے لئے حضرتِ توفیقؔ کا یہ مصرعہ آپ پر صادق آئے گا۔ ع

جھکتا ہے وہ ضرور جو گردن فراز ہے

بلکہ آپ نے ضرورت محسوس کی تو ممکن ہے کسی اور کی قبر کی جگہ فراہم کر دو گے تب محروم شخص کے افرادِ خانہ کو قانونی طور پر یہ حق حاصل ہوگا کہ وہ حق کو قانون کی مدد سے حاصل کریں۔ چنانچہ ایک محروم کردہ شخص کے بیٹے نے قانون کی مدد لی اور قبر کی جگہ کو حاصل کر کے اپنے والد کو اس میں دفن کیا۔

حق کے حصول کے لئے مشیر قانونی کی خدمات معاوضہ ادا کر کے حاصل کی جاسکتی ہیں، لہٰذا ادب واحترام کے ساتھ قانون کی مدد لینا جرم نہیں۔

جب کہ جہاں ظلم آتا ہے وہاں ادب واحترام رخصت ہو جاتے ہیں۔

حق طلبی کے سلسلہ میں ایک واقعہ سن لیجئے۔

خلیفہ دوم امیر المومنین حضرت سیدنا عمر فاروقؓ کے دور خلافت کا واقعہ ہے:

ایک گھر پر نصب پرنالہ سے جو پانی گرتا تھا اس سے مصلیوں کے کپڑوں پر چھینٹے گرتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حکم دے کر اس پرنالہ کو نکلوا دیا۔ جن کے گھر پر یہ پرنالہ تھا' وہ انصاف کے لئے قاضی سے رجوع ہوئے۔ قاضی صاحب نے حضرت عمر فاروقؓ کو طلب کیا، وجہ پوچھنے پر حضرتؓ نے فرمایا پرنالے کے پانی گرنے سے مصلیوں کے کپڑوں پر چھینٹے اُڑ جاتے ہیں اسی لئے یہ

پرنالہ نکلوادیا گیا۔

مدعی نے کہا: یہ پرنالہ حضور پرنور ﷺ کی اجازت سے میں نے لگایا تھا' قاضی صاحب نے یہ سن کر حکم دیا کہ پرنالہ کو جوں کی توں حالت میں نصب کر دیا جائے ،حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے ان صاحب کو اپنے کاندھوں پر ٹھیرایا اور اُنہوں نے پرنالہ نصب کر دیا۔

اس تنصیب کے بعد (یہ اعلان ہو چکا تھا کہ مدعی نے سچ فرمایا اور حق پر تھے) اس کے بعد مدعی نے خود اپنے ہاتھوں سے اُس پرنالہ کو نکال دیا اور یہ کہا کہ واقعی میرے اس پرنالہ سے لوگوں کو زحمت ہوتی ہے۔ کیونکہ اب مسجد کو آنے والوں کی تعداد بڑھ گئی ہے۔

آج بھی عدالتیں جوں کی توں حالت کا حکم دیتی ہیں اس طرح مظلوم یا محروم شخص اپنے حق کی محرومی سے بچ جاتا ہے۔ ہر محروم شخص کو، اپنا اور دوسرے محروم کا حق دلوانے پورا حق حاصل ہے۔

بعض مریدین مرشدین کا وقت ضائع کر دیتے ہیں وہ اس طرح سے کہ مرشد کے پاس بیٹھ کر لوگوں کی چغلیاں کھاتے ہیں، غیبت کرتے ہیں۔

بلکہ اندرونی باتوں کے انکشافات بھی کرتے ہیں، مرشد بھی مروتاً بلکہ بعض خاص شخصیتوں کے تعلق سے ضرورتاً یہ بکواس سنتے ہی رہتے ہیں اس طرح ہر دو کا وقت برباد ہوتا ہے۔

ایسی باتوں سے آپ حضرات کو بچنا ہوگا ورنہ ان باتوں پر دھیان نہ دیا گیا تو پھر اتنے کم وقت میں آپ جن مقاماتِ عالیہ پر پہنچ سکتے تھے نہ پہنچ سکو گے، اور پرواز میں کوتاہی آتی چلی جائے گی۔

اس سلسلہ میں حضور پرنور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے یہ فرامین مبارکہ ہر وقت آپ کے پیش نظر رہیں: (مفہوم)

☆ ''میرے سامنے دوسروں کی ایسی بات نہ کیا کرو جنہیں سن کر میرے دل میں ان کے تعلق سے کوئی کدورت پیدا ہو کیونکہ میں چاہتا ہوں کہ میں سب سے صاف دل (سلیم الصدر) کے ساتھ

ملوں''۔(ابوداؤد)

☆ ''عمدہ اخلاق تو یہ ہے کہ ہر شخص سے نیک سلوک کرو خواہ وہ تم سے برے طریقے سے پیش آئے یا تم پر زیادتی کرے''۔(مسلم)

☆ ''تم اس وقت تک مسلمان نہیں ہو سکتے جب تک کہ دوسروں کے لئے وہی پسند نہ کرو جو خود اپنے لئے پسند کرتے ہو''۔(مسلم)

☆ ''ایک دوسرے سے روگردانی اختیار نہ کرو

اور نہ ایک دوسرے کے اندرونی معاملات کی ٹوہ میں رہو

اور اے اللہ کے بندو: سب بھائی بھائی ہو جاؤ''۔(مسلم)

پیش رو بزرگ پس رو حضرات سے یہ بھی فرماتے ہیں۔

اسی کتاب کے چند صفحات کے بعد بعنوان ''دین سراپا ادب ہے'' ضرور پڑھیں اور غور و فکر کریں بلکہ خود کا تجزیہ کریں کہ کس حد تک 'اسوۂ رسول ﷺ کی پابندی کی جا رہی ہے؟

باعمل ہیں تو خدا کا شکر ادا کریں، اور اگر عمل میں کوتاہ ہیں تو دعا اور کوشش کریں کہ سنتوں پر عمل کی توفیق نصیب ہو۔

سنتوں پر عمل ایسی شاہ کلید (ایسی چابی ہے جس سے ہر تالا کھل جا سکتا ہے) ہے ورنہ سنتوں کی پیروی کے بغیر آگے نہ بڑھ سکو گے خواہ دن کے روزہ دار رہو یا شب بیدار رہو۔

پیش رو بزرگ یہ بھی فرماتے ہیں کہ آپ کے شخصی مخالفین کے عیوب کی کھوج مت کیا کرو کیونکہ کھوج کے تعلق سے فرمایا گیا ہے، **لاتجسسو** یعنی کسی کی ٹوہ نہ لیا کرو۔

پس رو کو یہ بھی فرمایا جاتا ہے کہ مرشد کی ذات اُس کے وابستگان کے لئے ایک ذخیرۂ آب ہے، جب تک پانی صاف و شفاف رہے گا مرید و غیر مرید سب اس سے استفادہ کریں گے۔

خدانخواستہ اگر اس پانی میں (بے عملی کا) کچرا گر گیا یا بدعقیدگی و بدعملی کی نجاست گر گئی تو لوگ ایسے پانی کا استعمال بند کر دیں گے اور کسی دوسرے ذخیرۂ آب کی طرف چلے جائیں گے تاکہ ایمان و عمل محفوظ رہے اور خود گھاٹے میں نہ چلے جائیں۔

بے عملی اور بدعملی دونوں سے بچو، خدانخواستہ بے عملی یا اعمالِ بد کے شکار ہو گئے اور اس پر اصرار کہ لوگ میرا احترام کریں تو یہ احترام نہ ہوا بلکہ ایک قسم کی بت پرستی ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ سے ایسی صورتِ حال نہ ہونے کی دُعا کرو اور ڈرتے رہو۔

سیرتِ بزرگاں جب بیان کرو تو ان بزرگوں کو اپنی سطح سے نہیں بلکہ اُن بزرگوں کے اعلیٰ مدارج کو ذہن میں رکھ کر بیان کیا کرو، بزرگانِ دین کی سیرت شہد سے زیادہ میٹھی، دودھ سے زیادہ سفید اور اعلیٰ ترین خوشبو سے زیادہ خوشبو والی ہوتی ہے۔ سیرت کا بیان کرنا یوں سمجھو کہ آپ کسی برتن میں مشروب تو لا رہے ہو لیکن اس بے احتیاطی سے کہ۔

(یعنی پہلی افراط و تفریط) مثلاً آپ کے ناخن بڑھے ہوئے اور اس میں میل بھرا ہوا ہے اور آپ نے اس برتن میں جس میں یہ مشروب ہے اپنی انگلیاں ڈبو دیں تو سارا میل کچیل اس میں آ جانے سے لوگ اس مشروب کو ہرگز نہ پئیں گے۔

یا دوسری بداحتیاطی آپ سے تسویت (خاتمین علیہم السلام اور سیدین رضی اللہ عنہم) کے معاملہ میں سرزد ہو سکتی ہے کہ آپ کے ہاتھ میں ایسا ترازو ہو جس میں پاسنگ ہو۔

آپ کے ماتھے سے پسینہ اس مشروب میں گر رہا ہے تو یہ بھی ناپسند ہو جاتا ہے اور ایسا مشروب کسی کونے میں پاک جگہ پر ڈال دیا جاتا ہے تاکہ کسی کے پیروں تلے نہ آئے۔

جہاں تک ہو سکے اپنی بھلائیوں کو چھپاؤ اور اپنی کمی و کوتاہی کا اظہار کرو اس طرح آپ کو اپنی ذات سے محبت کم ہو کر کراہت آ جائے گی جو ایک بہترین بات ہے۔

کیونکہ جو خود کو پسند کرتا ہے وہ خدا کو ناپسند ہو جاتا ہے۔ مخلوق بھی ایسے کو پسند نہیں کرتی۔ آپ کے پیشِ نظر حضرت ابوبکر صدیقؓ کا یہ اسوہ بھی رہنا چاہیئے کہ آپؓ نے فرمایا تھا کہ (مفہوم) اے لوگو جب تک میں سیدھی راہ پر چلوں تم پر میری پیروی ہے۔

اسی اسوہ کے تحت آپ بھی مریدوں سے کہہ دو کہ ''اے لوگو جب تک میں سیدھی راہ پر چلوں آپ مجھ سے جڑے رہو اگر میں سیدھی راہ نہ چل سکا بلکہ مجھ سے سنگین خلاف ورزیاں سرزد ہو جائیں' اور میں اس پر بھی اڑا رہوں تو پھر آپ کو آزادی ہے۔

تم کسی دوسرے دائرہ کو چلے جاؤ البتہ منکرانِ مہدیؑ کے پاس ہرگز نہ جانا''۔

پیش رو مرشد یہ بھی فرماتے ہیں کہ کبھی خود کو مرشدِ عالی قدر کی صحبت سے دور نہ رکھو اور زندگی بھر مرشد کی جوتیاں سیدھی کرتے رہو ایسا کرنا آپ کے حق میں بہترین بات ہوگی۔

بہر حال آپ حضرات ہمیشہ بزرگوں سے چلے آرہے عقیدے پر جمے رہو، خدانخواستہ آپ نے اپنا عقیدہ بدل دیا تو پھر مریدین بھی کسی کامل یا کمال پسند صحیح العقیدہ مرشد سے جڑ جائیں گے۔

عقیدے اور عمل کے لئے دِل کی صفائی ضروری ہے اور اس میں کینہ وحسد یا انتقام ہرگز جگہ نہ پانے پائے۔ اتفاق سے اگر کوئی نگرانکار کے جذبۂ انتقام کی بدولت اپنے حق (اپنی قبر کی جگہ) سے محروم ہو جاتا ہے یا اور کوئی حق تلفی ہونے پر اس کے لبوں پر یہ شعر آجاتا ہے۔

تمام دیر و حرم ہے لہو لہو واعظ
کہاں سجود کریں اور کہاں قیام کریں

اپنے بلند کردار کی بدولت آپ اونچے رہو گے تو مریدین کے لئے اور خود آپ کی ذات کے لئے یہ بات عمدہ رہے گی، خدانخواستہ بلندی سے پستی کی طرف آگئے تو مریدین کا نقصان ہو یا نہ ہو آپ کا تو شدید دینی نقصان ہوگا اس بات سے ڈرتے رہو۔

پچھلے بزرگوں نے مرشدین کرام کی اطاعت اور فرماں برداری کے ساتھ برسوں گزارے اسی نیستی اور خود کو کچھ نہ سمجھنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو اعلیٰ ترین مقامات عطا فرمائے تھے۔

خدانخواستہ موجودہ مرشد انتقال فرما جائیں تو زیادہ دیر انتظار کیئے بغیر ترجیعی طور پر دوسرے کامل یا کمال پسند مرشد سے رجوع ہو جاؤ۔

مذکورہ بالا باتیں اور درج ذیل باتیں آپ مفید سمجھتے ہیں تو مریدین اور عام مصدقین کو بھی نہایت دل نشین انداز میں سمجھاتے جاؤ، وہ بات سمجھ گئے اور عمل پیرا ہو گئے تو اس کا اجر آپ کو بھی ملے گا اور خالصتاً اللہ واسطے باتیں آپ نے بتلا دیں تو خدائے تعالیٰ آپ سے خوشنود ہوگا۔

جانتے بوجھتے رسماً یا رواجاً کسی سے جڑ گئے اور وہ ناقص بلکہ کمال دشمن نکلا تو آپ کا سخت نقصان ہوگا۔ صرف کامل یا کمال پسند پیر ہی فائدہ بخش ہوتے ہیں' اس بات کو گرہ میں باندھ لو کیونکہ جعلی نوٹ' کھوٹا سکہ یا سڑا پھل کسی کام کے نہیں رہتے۔

بغیر مرشد کے رہنا سخت نقصان رساں ہوتا ہے یاد رکھو جس کا کوئی پیر نہیں اس کا پیر شیطان ہے۔

آپ نے خود کو کامل سمجھ لیا اور مرشد کی صحبت سے دور کر لیا تو کمال زوال میں بدل جائے گا۔

آپ کی نشست و برخواست بزرگوں میں رہا کرے، تاکہ وہ آپ کی غلطیوں پر متنبہ کرتے رہیں اور سرزنش کرتے رہیں۔ بلحاظ عمر آپ لوگ کھیلوں میں دلچسپی لیتے ہونگے جو ایک فطری بات ہے۔

مثلاً اگر آپ نے اپنے کھیل کے ساتھیوں میں ماہر اور منجھے ہوئے لوگوں کی صحبت اختیار کی، ان کے مشوروں پر چلے تو کھیل میں روز بروز نکھار آیا کرے گا۔ ہم عمروں کی صحبت میں وہ بات نہیں ہوتی۔

ہمیشہ صادقین (طالبانِ مولیٰ) کی صحبت آپ کے لئے بہتر ہوگی بہ نسبت ناقصوں کے۔

پس رو کے اس سوال پر کیا کاملین کو بھی زوال سے دوچار ہونا پڑتا ہے، پیش رو فرماتے ہیں کہ جب کاملین خود پر ملامت نہیں کرتے اور عروج کی طرف بڑھتے جاتے ہیں اور خود سے سوال کرتے

ہیں کہ اس وقت میرے مقابلے کا یا ٹکّر کا کوئی ہے؟

اس طرح وہ خود کو زیادہ دیکھنے لگ جاتے ہیں اور خود کو زیادہ دیکھنا باعث ہلاکت ہے۔

نفس کی طرف سے یہ سوال بھی اُن کے ذہن میں آسکتا ہے کہ تیرے مقابلے کا کوئی ہے؟ اگر کامل اسی وقت نفس کو دھتکار دے اور اس کو یہ آیتِ قرآنی سنا دے جس کا مفہوم ہے ''ہر صاحبِ علم پر ایک صاحبِ علم ہے''۔ لہٰذا نفس اور شیطان کے فریب سے بچنے اللہ کی پناہ مانگنا ہے۔

یوں دھتکارنے سے نفس دب کر نرم پڑ جاتا ہے، نفس کا یوں دب جانا اُس سانپ کی طرح ہے جو بل میں رہتا ہے لیکن موقع ملتے ہی جب باہر آتا ہے تو پھر اپنا پھن کھول دیتا ہے۔

اگر آپ نفس کو دھتکارنے کے بجائے نفس کے بہکاوے میں آگئے اور خود کو کچھ سمجھا تو نفس آپ سے یہی کہے گا کہ تو اپنے وقت کا جنیدؒ و شبلیؒ ہے، پھر وہاں سے زوال شروع ہو جائے گا۔

اس کامل کے بعض مریدین کو جو اس سے زیادہ بلند مقامات پر رہتے ہیں اس زوال کی اطلاع ہو جاتی ہے تو وہ حضرتِ شبلیؒ کی طرح ایک شعر پڑھتے ہیں۔ (ترجمہ) ''عاشقِ دلگیر کیلئے یہ غم بہت ہے کہ وہ اپنے معشوق کے منازل کو ویران اور خالی دیکھے''۔ (یہ شعر چند صفحات پہلے آپ نے پڑھا ہے)

کمال کو زوال میں تبدیل کروانے کی ایک وجہ یہ بھی ہوتی ہے کہ یہ کامل بزرگوں کے تعلق سے افراط و تفریط کا شکار ہو کر، اپنی حیثیت سے بڑھ کر اُن بزرگوں کے مقامات بڑھا کر یا گھٹا کر بتائے گا۔

(محبت میں بڑھا کر غلو کرتا ہے یا پھر کدورت میں ظلم و زیادتی پر اُتر آتا ہے اور اپنی دانست میں بزرگوں کے مقاماتِ عالیہ سے نیچے بتلانے کی ناکام کوشش کرتا ہے)۔

اللہ تعالیٰ اپنی شان میں بے ادبی کرنے والوں کو تو معاف فرما دیتا ہے لیکن اُس کے محبوب بندوں کی شان میں گستاخی کو معاف نہیں فرماتا اور ایسے گستاخ کو سزا دیتا ہے۔ اس طرح اس گستاخ کا کمال زوال میں بدل جاتا ہے۔

پیش رو بزرگ فرماتے ہیں کہ نفس کی مثال (ظاہر میں) ایک صاف وشفاف پانی کی سی ہے۔ لیکن جب اس کو حرکت دی جائے تو وہ اپنی بدبو اور گندگی کو ظاہر کر دیتا ہے۔

طالب کو جاننا چاہیئے کہ نفس اپنے دعویٰ میں اللہ تعالیٰ کی ضد اور اپنے مطالبہ میں اللہ تعالیٰ کے برابر ہونا چاہتا ہے اور یہ اس طرح سے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں سے فرمایا ہے کہ وہ اس کے حکم کو مانیں اور اس کی منع کی ہوئی باتوں سے باز رہیں۔

لیکن نفس یہ چیزیں اپنے لئے پسند کرتا ہے۔ خدا نے اس بات کا مطالبہ کیا ہے کہ بندے اس کی سخاوت اور کرم کی توصیف (تعریف) کریں لیکن نفس یہ توصیف (تعریف) اپنے لئے چاہتا ہے۔

خدائے تعالیٰ کا مطالبہ ہے کہ وہ بندوں کے پاس مرغوب ہو اور بندے اس سے ڈرتے رہیں لیکن نفس اپنی طرف راغب کرتا ہے۔

پیش رو سب سے پہلے اس بات پر زور دیتے ہیں کہ مرید بنانے میں عجلت سے بچو۔

حضرت بندگی میاں نظام غالب مہاجر رضی اللہ عنہ جو مہدی موعود علیہ السلام کے مہاجر ہیں۔ آپؓ کی صحبت میں آپ کے نواسے حضرت میاں درویش محمد رحمتہ اللہ علیہ رہے اور خلافت فرمائے تھے۔ اور کار ارشاد بہت عالیت اور عزیمت کے ساتھ انجام دی۔ اپنے وقتِ اخیر فرزندوں کو وصیت فرمائی اور فرمایا: آگے زمانہ ابتر ہے، مرشدی کی ہوس مت کرو، کسب کر کے حلال روزی حاصل کرو۔

حضرتؒ کے ارشاد کا مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ کار ارشاد کو روزی کا ذریعہ نہ بناؤ بلکہ یہ کام اللہ واسطے کیا کرو اور گھر والوں کے لئے اکل حلال کماؤ اور مریدین سے بے نیاز رہو۔

حلال کمائی کی برکت سے انشاءاللہ آپ میں بے نیازی ضرور بڑھے گی۔

خاص طور پر باغیوں، گناہ کبائر یا صغائر کرنے والے یا ناجائز کمانے والے مرید بنیں تو پہلے سچی توبہ کرواؤ۔ ان معاملات کو آپ نے معمولی سمجھا اور مرید بنالیا تو آپ کی نیکیوں پر پانی پھر جائے گا۔

ہاں اگر وہ تائب ہوکر سیدھی راہ پر آجائیں، تب ان کو مرید بنا سکتے ہو۔

آپ سے وابستہ مرید، ترکِ دُنیا کرنا چاہے تو اُس کو فی الفور فقیر مت بنالو۔ بلکہ نہایت دلنشین انداز میں سمجھاؤ کہ پہلے نماز اور ذکر اللہ کی پابندی کرو، اس سے زمانہ کسب کی دھول اور گرد دور ہوگی، اس کے بعد ترک دنیا کرنے سے فقیری کے اصولوں کی انشاءاللہ کما حقہ پابندی کرسکو گے۔

جب تک کہ زمانۂ کسب کی دھول اور گرد پوری طرح توبہ، نماز اور ذکر وفکر کی برکت سے دور نہ ہوجائے، اس وقت تک ان اصولوں کی پابندی نہ کرسکو گے، کیونکہ خشک لکڑی فوری آگ پکڑ لیتی ہے جبکہ گیلی لکڑی کے آگ پکڑنے کے لئے کافی وقت درکار ہوتا ہے۔

پیش رو یہ بھی فرماتے ہیں کہ مریدین ومعتقدین کو اس بات سے روک دو کہ وہ آپ کے پاس ناجائز کمائی کی رقم لائیں اور اگر حلال کمائی بھی لائیں تو اُن سے کہہ دو کہ ہم سے زیادہ کوئی مستحق اور ضرورت مند ہے تو ان کو پہلے یہ رقم پہنچادو تا کہ تم کو اجر وثواب زیادہ ملے۔

بے نیازی کا درس حضور پرنور ﷺ نے یوں فرمایا ہے کہ

(مفہوم) بے نیاز رہو مسواک کی ایک کاڑی سے بھی۔

بفضل خدا یہ بے نیازی آپ کو اعلیٰ مدارج پر فائز کروائے گی۔

سورۂ الزمر (۵۹)۔ آیت ۶۹۔ اور زمین اپنے پروردگار کے نور سے جگمگا اٹھے گی اور اعمالنامہ رکھا جائے گا' پیغمبروں کو' گواہوں کو لایا جائے گا۔

پیغمبر علیہم السلام اپنے اپنے امتیوں کے ایمان کی گواہی دیں گے۔

ممکن ہے کہ یہاں گواہوں سے مراد مرشدین کاملین ہیں۔ جو اپنے اپنے مریدین کے ایمان کے گواہ ہوں گے۔

غور فرمائیے کہ آپ کا درجہ کتنا بڑا رہے گا؟ بشرطیکہ اس زمرہ کے اہل ہوں' اللہ تعالیٰ آپ تمام کو

اس زمرہ کا اہل بنادے۔ سچوں ہی کی گواہی قابل قبول ہوتی ہے۔

مانگنے سے مرید شکستہ ہوجاتا ہے یعنی اس کے ایمان واعتقاد میں کمزوری آجاتی ہے۔ خدانخواستہ اسی بیزارگی سے اگر وہ دائرہ مہدویت سے نکل جاتا ہے تو اس کی وجہ یہی اندرونی بیزارگی ہوتی ہے اگر ایسا ہوا تو مرید کے اس ارتداد کے ذمہ دار آپ ہی ہوں گے۔

مریدین کو یہ بات سمجھاؤ کہ دنیا جب آتی ہے تو خدا سے دوری اور غفلت ضرور آجاتی ہے اس سے بچو۔ کتاب ہٰذا کے حصہ دوم میں حضرت داؤد علیہ السلام کا واقعہ (سور ص، آیت ۲۴) پڑھیئے۔

مال کی حرص اور زیادتی کیا کیا نقصانات پہنچاتے ہیں؟ یہ بھی ضرور پڑھو۔

ارشاداتِ پیش رو جاری ہیں:

فرماتے ہیں: بہرحال آپ کی شخصیت کا اثر مریدین پر ضرور پڑتا ہے آپ کی بات مانی جاتی ہے ان کو بتلایئے کہ مہدویت آپ کے لئے ضروری ہے' آپ کی نجات کا ذریعہ ہے۔

اور مہدویت میں کسی کے رہنے یا جانے سے کوئی فرق نہیں پڑتا' کیونکہ یہ ایسی نعمت عظمیٰ ہے جو آپ کی ہر سانس پر پڑتا ہے۔

آپ کے اور خدائے تعالیٰ کے درمیان حائل رکاوٹوں کو دور کرنے میں رہنما اور مددگار ہوتی ہے' بلکہ قیامت کے بعد بھی جنتی' میووں اور حور وقصور میں منہمک رہیں گے تب آپ اللہ کے دیدار میں مصروف رہیں گے۔

خدانخواستہ اگر کوئی تصدیق مہدی کے بعد مرتد ہوجائے اور مرجائے تو پھر وہاں بھی ''ہاتھ خالی فتّے خاں'' جنت میں ناجا کر دوزخ میں جا پڑے گا' اللہ ایسے معاملہ سے بچائے۔

کوئی خود پسند سے پالا پڑ جائے تو کہہ دیجئے کہ مہدویت کے لئے آپ ضروری نہیں بلکہ مہدویت آپ کے لئے ضروری ہے' کیونکہ یہ خدا تک پہنچانے کا راستہ ہے۔

مہدویت میں حکم ہے کہ خدائے تعالیٰ سے عشق ومحبت درکار ہے تو پھر غفلت نہ آنے دو۔

بے شک دنیا میں رہو، لیکن اس سے کنارہ کش رہو، کیونکہ یہ غدار دنیا نے نہ کسی کا ساتھ دیا ہے اور نہ ہی آپ کا ساتھ دے گی۔

امامنا علیہ السلام سے کسی نے بچوں کے شوروغل کی شکایت کی تو امامنا علیہ السلام نے فرمایا کہ ان کا ہاتھ پکڑ کر جنت میں جاؤ۔ یعنی آپ نے ان کو دور کرنے یا ان سے دور رہنے کو نہیں فرمایا۔

فرمایا مہدی موعود علیہ السلام نے کہ ''مرغ کھاؤ' تخت پر سوؤ' لیکن خدا سے غافل نہ رہو''۔

مصدقان مہدی موعود علیہ السلام کے لئے ہر وقت اور ہر آن خدائے تعالیٰ کی خوشنودی ضروری ہے۔ ہر کام اللہ واسطے ہو' اس کے بغیر جو کام ہو بیکار ہے۔

بیداری شعور کے لئے فرائض نبوت اور فرائض ولایت پر عمل کرنا ضروری ہے' باعمل انسان ہی کو مضبوط قوت ارادی عطا کی جاتی ہے۔ ذکر اللہ کی پابندی آپ کو مضبوط فیصلے کرنے والا بناتی ہے۔ اس پابندی سے نیستی وعاجزی جیسے جواہرات آجاتے ہیں' اور خود پسندی دور ہو جاتی ہے۔

بیداری شعور کے لئے خود احتسابی ضروری ہے' جو معلومات ہیں ان پر عمل کیجئے' خود پسندی' اور غرور وتکبر کی اداکاری صرف اندرونی کھوکھلے پن کی علامت ہے۔

جس سے کوئی بھی متاثر نہیں ہوتا' کیونکہ احساس کمتری کے زیر اثر جتنا خود کو ابھارو گے لوگ آپ کو اور زیادہ باریک بینی سے دیکھیں گے اور اس طرح آپ کے عیوب ظاہر ہوتے رہیں گے۔

اگر آپ سیدھے سادے رہیں تو کوئی توجہ بھی نہیں دیتا' تکبر کی اداکاری آبیل مجھے مار جیسی ہے۔

آپ باشعور اس وقت ہو سکتے ہیں جب آپ پابند ذکر ہوں، گزشتہ کا علم ہو' تاریخ سے واقفیت ہو' خاص اور عام حالات پر آپ کی نظر رہے، مصدقین ومریدین کے حالات جاننا آپ کے لئے نہایت ضروری ہے کیونکہ بہ حیثیت مرشد آپ طبیب بھی ہیں اور جراح بھی ہیں۔

لیکن یہ طبابت یا جراحت اس وقت کارگر ہیں جب آپ کا دل رحم اور عفوودرگزر سے معمور ہو۔

ایک غریب بیوہ کا انتقال ہوگیا' زندگی بھر وہ جن کو پیر مانتی تھی انہوں نے تجہیز وتکفین سے انکار کردیا' اور قبر کے لئے دی گئی جگہ بھی کسی اور کو عنایت کردی گئی سنگدلی کی یہ معراج اور اس سے نکلنے والی آہ عرش کو ہلا دیتی ہے۔ محض خام خیالی کے طفیل سے خون پینے اور خون کے آنسو رلانے کی یہ رسم کار ثواب مان کر جاری ہی رہتی ہے۔

مرحومہ کے بیٹے نے سخت رنجیدہ ہوکر کسی سے پوچھا کہ اب ہم رہنا (مہدوی) یا جانا (مرتد ہوجانا)؟ وہ صاحب نے کہا کہ جانا ہے تو جاؤ مگر جہنم میں جاؤ گے وہ ڈر گیا۔

اس کے بعد ان صاحب نے اس سے نہایت شفقت سے بات کی اور تجہیز وتکفین کے لئے کسی اور مرشد کا نام بتلایا اور جگہ کی بھی نشاندہی کی۔ اور چونکہ مرحومہ قومی ادارہ حیات وممات کی رکن تھیں' وہاں سے بھی رقم مل گئی۔

بفضل خداو بطفیل خاتمین صلی اللہ علیہما وسلم ان مرحومہ کو غسل بھی دیا گیا نماز جنازہ کی ادائی کے بعد تدفین بھی ہوگئی۔

دل شکستگی سے ارتداد کا خیال جو آگیا تھا اس وقت لفظ جہنم، مرحومہ کے فرزند کے لئے بطور جراحت بہت کارگر رہا جو صداقت سے بھرپور تھا۔

بفضل خداو بطفیل خاتمین صلی اللہ علیہما وسلم آپ باشعور ہوگئے تو مریدین کی صحیح رہنمائی بلکہ مصدقین کی رہبری اگر وہ چاہیں تو آپ کرسکیں گے' اور ارتداد کا دروازہ بند ہوجائے گا جو عدم اطمینان یا بے شعوری کی وجہ سے کھل گیا ہے۔

مصدقین میں شعور نہ آنے دینے کے لئے ان کے فہم وفکر کو زبان کے ہتھوڑے سے نہ کچلئے' اگر کوئی بات آپ نہ جانتے ہوں تو سائل کو یہ مت بولیئے کہ یہ سوال تمہارے کرنے کا نہیں' تم پہلے نماز کی

پابندی تو کرلو۔ مرید یا سائل کو ٹرخانے کے بجائے اہل ذکر سے پوچھ کر بتلا دیجئے۔

ورنہ سائل سمجھ جائے گا کہ آپ کو خود معلومات نہیں' اسی لئے مرشد مجھ کو ٹال رہے ہیں۔ بے شک ہر انسان ہر بات نہیں جانتا' جواب نہ معلوم ہو تو اقرار کر لیجئے کہ میں نہیں جانتا کیونکہ حسب ارشاد حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ ''جو میں نہیں جانتا کہنا چھوڑ دے وہ ہلاکتوں کے منہ میں آجاتا ہے''۔

عام لوگ بھی اللہ واسطے آپ کو ٹوکیں تو ان کو بجائے برا کہنے کے ان کے مشکور رہیئے، کیونکہ ہمارے بزرگوں نے کسی کی زباں بندی نہیں فرمائی تھی۔

حضور پرنور مہدی علیہ السلام نے شیطان و یزید پر تک لعنت کرنے سے منع فرمادیا ہے۔

کسب کی یہ دو حدیں حرص نہ کرے اور ہمیشہ اپنی ذات پر ملامت کرے ہر وقت پیش نظر رہیں۔

یہ فقیر جانتا ہے کہ آپ سے بہتر نہیں ہے' پھر بھی ایک تڑپ ہے کہ سب اعلیٰ بنیں۔

بے شعوری کی اہم وجہ اچانک بناء تربیت کار ارشاد کی سپردگی بھی ہے' کیونکہ گزشتہ ادوار میں بزرگ مرشد، اپنے ہونے والے جانشین کو فقیر بناتے' صحبت میں رکھ کر احکامات نبوت اور ولایت کی باریکیوں کو سمجھاتے اور عمل کرواتے' نفس کی شرارتیں کیا ہوتی ہیں اور ان سے کس طرح نمٹا جاتا ہے یہ بھی بتایا جاتا اور روحانی تربیت بھی دی جاتی۔

اس طرح یہ نئے مرشد (کندن بن کر) ملے ہوئے ان احکام کو دل و جان سے بجالاتے' ضروری سمجھا گیا تو ان کو کسی اور بزرگ مرشد کے پاس بھجوایا جاتا' خدمت مرشد میں رہ کر آنے کے بعد کار ارشاد کی اجازت مرحمت فرمائی جاتی۔ جس کی دل و جان سے قدر کر کے مریدین کو اللہ تک پہنچنے میں مدد کی جاتی، اور پھر ان امانتوں کو صرف اہل اور موزوں کے حوالے فرمایا جاتا۔

اس طرح یہ سلسلہ آگے بڑھتا، اور کار ارشاد کو یہ مرشد نہایت خوش اسلوبی سے انجام دیتے تھے، علاوہ ازیں دائرہ میں مقیم لوگوں میں قابلیت اور صلاحیت پاتے تو بزرگ مرشد اپنے جانشین کے ساتھ

ساتھ ایسے فرد یا افراد کی بھی تربیت فرماتے تھے۔

اور قابلیت آجانے کے بعد ارشاد کی اجازت دی جاتی کہ جاؤ اور دین مہدی کی تبلیغ واشاعت کرو اور لوگوں کو نام خدا یاد دلاتے رہو۔

صحیح قوت فیصلہ' کھرے کھوٹے کی پہچان' باشعور ہونے اور عوامی نفسیات کو سمجھنے اور دیگر کئی خوبیوں کے حصول کے لئے ایک دنیاوی مثال عرض ہے۔

تقسیم ہند سے قبل ایک نوجوان بمبئی آیا' اور کروڑ پتی سر آدم جی پیر بھائی سے مل کر کہا کہ وہ لکھنو کے ایک نوابی خاندان کا فرد ہے اور اس کے پاس دس یا پندرہ ہزار روپے ہیں (آج کے حساب سے یہ رقم لاکھوں میں نہیں بلکہ شائد ایک کروڑ ہو جاتی ہے) آپ مجھے کسی تجارت کا مشورہ دیجئے۔

آدم جی نے کہا: ماچس کے بارہ درجن ڈبیوں والا ایک پوڑہ لیں اور کسی چوراہے پر بیٹھ کر بیچیں۔

نواب زادہ کو یہ مشورہ حلق سے نیچے نہ اترا' اس نے کہا میں آپ سے کہہ رہا ہوں کہ میرے پاس اتنی رقم ہے اور میں لکھنو کے نوابی خاندان کا چشم و چراغ ہوں۔ (کہنے کا منشاء یوں ہوگا کہ آپ میری حیثیت کو نظر انداز کر رہے ہیں اور ایک نہایت گھٹیا مشورہ دے رہے ہیں)۔

آدم جی نے برا مانے بغیر کہا کہ جب آپ تمام دن بیٹھ کر ایک پوڑہ بیچیں گے تو بہ مشکل چار آنے یا پانچ آنے ملیں گے تب معلوم ہوگا کہ پیسہ کس محنت سے آتا ہے' اور دوسری بات نوابی خاندان کے فرد ہونے کا یہ جو خیال ہے وہ بھی دور ہو جائے گا۔

ایک اور واقعہ بھی اہم ہے وہ یہ کہ ایک نوجوان کسی بڑے حکیم کے پاس تربیت لینے آیا' تربیت لیتا رہا' چھ سال بعد ایک دن حکیم نے کہا کہ کوئی ایک ناکارہ جڑی بوٹی لاؤ۔ شاگرد نے آکر کہا کہ کوئی بھی بوٹی ناکارہ نہیں ہے۔ تب حکیم نے اجازت دی کہ اب تم مطب چلا سکتے ہو۔

پیش رو یہ بھی فرماتے ہیں:

حضور پرنور ﷺ کے ایک مبارک فرمان کا یہ مفہوم ہے کہ:

کسی شخص کو مشرق میں (بے وجہ) قتل کیا جائے اور کوئی مغرب میں اس قتل پر راضی ہے تو وہ بھی اس قتل میں شریک ہے۔

اس حدیث شریف کی روشنی سے ہم کو درس ملا ہے کہ عموماً دنیا میں جہاں بھی ظلم ہو رہا ہے تو اس سے راضی نہ رہو۔

خصوصاً ایسے میں جب کہ مہدویوں میں سے کسی پر ظلم ہو رہا ہے تو ہم اس پر راضی نہ ہوں بلکہ اپنی کوششوں سے اس ظلم کو ختم کرنے کی کوشش کریں، ایک مصدق کہلانے والا جب دوسرے مصدق پر ظلم کرے تو اس ظالم کے خلاف ڈٹ جائیں۔ مثلاً جہاں معاملہ ع

''بت شکن اٹھ گئے باقی جو ہیں بت گر ہیں''

کے مصداق ہو تو دفاعی اقدام لازمی اور ضروری ہے۔

حضور پرنور ﷺ کے ایک اور مبارک فرمان کا مفہوم: مظلوم کی اور ظالم کی دونوں کی مدد کرو۔

یعنی مظلوم کو پہنچ چکے نقصان کی تلافی (مدد سے) کرو اور ظالم کی مدد اس کو ظلم سے باز رکھ کر کرو۔

خاص طور پر جہاں معاملہ مومنوں پر نرمی کا نہ رہے۔ بلکہ معاملہ ظلم، سفاکی و بربریت تک پہنچ جائے تو کیا جائے؟

مثلاً بزرگوں سے ملی ہوئی امانت (خواہ روپیہ پیسہ ہو، زمین جائداد ہو یا قبور کی جگہیں ہوں ان) کا تصرف بے جا، غریب کو محروم کر دینا اور امیر یا اثر ورسوخ والے پر عنایت، یہ محروم اور غریب شخص پر صریحاً ظلم ہے، (جیسا کہ آپ نے ابھی پڑھا)۔

کیونکہ امین اس بندر بانٹ کا مجاز ہرگز نہیں ہوتا۔ ایسے بندر بانٹ کرنے والے کے خلاف ڈٹ جانا اور مظلوم کو اس کا حق دلانا اور ظالم کو ظلم سے باز رکھنا دونوں (مظلوم اور ظالم) کے لئے مفید

ہے۔اس طرح ظالم ظلم سے باز آ گیا تو اس کی ہر نیکی قابل قبول ہو کر اس کے بلند درجات کے لئے انشاءاللہ اس کو تیز گام کر دے گی۔

مصدقین کی تو یہ شان سورہ مائدہ (۵) آیت (۵۴) میں بتادی گئی ہے کہ وہ ''مومنوں کے حق میں نرمی کریں گے اور کافروں کے مقابلہ میں بڑے سخت ہوں گے''۔لیکن شاذ و نادر معاملہ میں اس کے برعکس بلکہ الٹا عمل ہو رہا ہے' یعنی مومنوں کے لئے کافی سخت اور کافروں کے معاملہ میں بڑے نرم' کافروں کے در پر جن کی حاضری یوں ہو کہ۔ ع

خادم در آقا پہ کھڑا جھوم رہا ہے

کے مصداق' کیونکہ یہ ''آقا'' دولت اور اثر و رسوخ والا ہے۔اسی کے بھرّہ پر کسی کو محروم اور کسی پر نوازشات جیسے مہلک حادثات جنم لے رہے ہیں۔

الغرض امین جب خائن بن جائے یا من مانی کرے تو اپنا حق حاصل کرنے کے لئے تمام جائز راستے اختیار کئے جاسکتے ہیں' اگر محروم ناکام بھی رہا تو کوئی بات نہیں کم از کم امین کی خیانت یا فرعونیت کا پردہ تو چاک ہو جائے گا اور مقدس مکھوٹا اتر جانے کے بعد دیگر لوگ ممکنہ محرومی سے بچ جائیں گے۔

انشاءاللہ حق کے حصول کے لئے ڈٹ جانے والے کو دو فائدے ہوں گے۔(پہلا فائدہ یا پہلا ثواب) ظالم' ظلم سے باز آ گیا اور دوبارہ ایسی غلطی نہ کرتے ہوئے خیر کی راہ پر چلنے لگ گیا تو پھر اس کی نیکیاں باعث اجر ہوتی جائیں گی جو ظلم کی وجہ سے ملیامیٹ ہو رہی تھیں۔(دوسرا فائدہ) عام مصدقین ظلم سے محفوظ اور حق تلفی سے مامون ہو جائیں گے۔

پیش رو بزرگ، کاسبین سے فرماتے ہیں۔

میرے مصدق بھائیو! قوم میں تین برادریاں ہیں (۱) کاسبین (۲) فقراء (۳) اور مرشدین۔ گزشتہ ادوار میں فقراء کہا جاتا تھا اور بعد کے ادوار میں مرشدین کہا جانے لگا۔جن سے اس فقیر نے اولاً خطاب کیا، اب آپ حضرات سے یعنی باقی دوزمرہ والوں سے مخاطب ہوں۔

آپ خوش قسمت ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی محبوب قوم میں آپ کو پیدا فرمایا۔ اگر آپ نے اپنی ذمہ داری کو نبھایا تو پھر اگلا مرحلہ یعنی فقیری آسان ہو جائے گی۔

حدود کسب پر چلنے سے آپ دنیا میں رہتے ہوئے طالبان مولیٰ کی طرح زندگی گزار سکیں گے۔ آپ کے لئے اکل حلال کی جستجو و تلاش ضروری ہے۔ پھر اس کا عشر (آمدنی کا دسواں حصہ) راہ خدا میں نکالنا ہے۔

کسی مرشد سے وابستہ نہ ہوئے ہوں تو کسی کامل مرشد سے وابستہ ہو جایئے۔ پھر ان کی عزت اور ان کا احترام آپ پر لازمی ہے۔ ان کے فرمائے ہوئے پر صدق دلی سے عمل ضروری ہے۔ کاملین تک نظر نہ جا سکے تو کمال پسندوں سے جڑ جایئے۔

خدانخواستہ کامل یا کمال پسند مرشد سے آپ وابستہ نہ ہوئے ہوں اور کسی ناقص پیر سے پالا پڑ جائے تو پھر آپ سنبھل جایئے۔ بنی اسرائیل کے زمانہ میں کسی بستی میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانیاں بڑھ گئی تھیں۔ اور گناہوں کی کثرت تھی اللہ تعالیٰ نے فرشتہ کو حکم دیا کہ جاؤ اور اس بستی کو اُلٹ دو۔

فرشتہ نے آکر دیکھا کہ ایک عابد اپنی عبادت میں مصروف ہے واپس آکر بارگاہ خداوندی میں عرض کیا کہ تیرا ایک بندہ تیری عبادت میں مصروف ہے، حکم ملا کہ جاؤ اور اس بستی کو الٹ دو۔

کیونکہ وہاں کے لوگ گناہوں میں ملوث تھے، اس عابد نے ان کو ٹوکا کیوں نہیں اور اگر لوگ بات نہ سنتے تھے تو وہاں سے کسی اور مقام پر کیوں نہ چلا گیا؟ مطلب بروں کے ساتھ اچھوں پر بھی عذاب آجاتا ہے۔

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد مبارک کہ تم اگر کسی کو برائی کرتے دیکھو تو اپنے ہاتھ سے روکو، اگر ہاتھ سے نہ روک سکو تو زبان سے منع کرو، اور اگر زبان سے بھی منع نہ کر سکو تو اپنے دل میں برا سمجھو اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔ بروایت: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ (مسلم شریف)

اگر دل میں برا نہ جانا اور مروتاً یا عقیدت مندی کے تحت کسی کی غلطی پر باز پرس کرنے، یا کم از کم

دل میں برا جان کر دوری اختیار کرنے کے بجائے اس کے حکم یا خواہش پر چلنے والے شخص کا حشر یا شمار بھی اسی شخص کے ساتھ ہوگا۔

کیونکہ نہ ہاتھ سے روک سکے اور نہ ہی زبان سے روک سکے تو کم از کم دل میں برا جان کر دوری اختیار کر لیتے تو پھر بھی غنیمت ہوتا، لہٰذا سنگین غلطیوں کے مرتکب شخص یا اشخاص سے دور ہو جانا آپ کے لئے باعث سلامتی ہوگا۔

بات چل رہی تھی مرشد سے جڑنے اور ان کی پیروی کرنے کی' آپ جانتے ہی ہوں گے کہ مرشد کے لئے چند امور پر عمل آوری ضروری ہو جاتی ہے، یا ان امور کی انجام دہی کا وہ ذمہ دار ہوتا ہے، لیکن یہ تمام امور پیش رو مرشد کی اجازت سے انجام دئے جاتے ہیں۔

اجازت کے بغیر امور انجام دینے والے پیر

پیش رو مرشد کی خوشنودی اور حاصل شدہ اجازت کے بعد درج ذیل امور جو افعال ارشادی کہلاتے ہیں پس رؤ ان کو انجام دے سکتا ہے۔

مثلاً کسی کو مرید کرنا' ذکر کی تلقین کرنا' یا اللہ واسطے علاقہ لینا' نماز جنازہ پڑھانا' مردہ کو مشتِ خاک دینا' پس خوردہ دینا' سلام پھیرنا'' دوگانہ شب قدر پڑھانا' وغیرہ ان کے علاوہ دیگر اور امور بھی ہیں ان کے لئے پیش رو بزرگ کی اجازت ضروری ہے۔

مرشد عالی قدر یا تو ان تمام کی اجازت ایک ساتھ دے دیا کرتے ہیں یا چند کی اجازت دے کر ماقی امور کی اجازت کچھ وقفہ کے بعد دی جاتی ہے۔

ہر مرشد بنیادی طور پر فقیر ہوتا ہے اور کوئی شخص بناء ترک دنیا، مرشد نہیں ہو سکتا۔

اس طرح کوئی کا سب تمام افعال ارشادی یا ان میں سے کوئی ایک یا دو فعل بھی انجام دیتا ہے تو اس کا وہ ذمہ دار ہوگا۔

نہ تو اس پر تنقید کی ضرورت ہے نہ ہی اس کی اصلاح کی ذمہ داری آپ پر ہے۔ اور نہ ایسے کی

اطاعت وفرمانبرداری لازم ہے۔بس خاموشی سے اپنی راہ لے لیجئے، آپ پر کوئی گناہ نہ ہوگا۔مہدی کی باڑ نہایت بڑی ہے۔صدق دلی سے تلاش کریں، صحیح جگہ پر انشاءاللہ پہنچ جائیں گے۔

نافرمانی وظلم اور طغیان کا دریا بہہ رہا ہے تو اس میں بنام اطاعت کود پڑنا باعث ہلاکت ہوتا ہے۔ سرکش گھوڑا، سوار کو مع ہمراہی کے گرا دیتا ہے، ممکن ہے سوار ہلاک بھی ہوجائے۔یا جنہوں نے اپنی گاڑی کے بریک نکال دیئے ہیں یقیناً اس میں سوار افراد ہلاک ہوجائیں گے۔

جہاں معاملہ اطاعت کا ہے وہاں پر اطاعت کی سرحدات شروع ہوجاتی ہیں، اور اگر خدانخواستہ معاملات اطاعت وفرمانبرداری کے بغیر من مانے طور پر (حسبِ ارشاد حضرت بندگی میاں رضی اللہ عنہ نفس، تن پروری اور دبدبہ کے تحت) انجام دیئے جارہے ہیں تو وہاں پر اطاعت وفرمانبرداری کرنے کی آپ کو ضرورت نہیں۔

غیر مجاز افراد سے ملے تحفے (نماز جنازہ، مشت خاک، پھول اور کی جانے والی مہر اور بعد کے دنوں میں دیا جانے والا عود وغیرہ) سب بے کار جائیں گے۔

فرائض ولایت جیسے توکل تمام برذات خدا، ذکر کثیر، ذکر دوام، طلب دیدار خدا ہر مصدق پر فرض ہیں جس کی ادائی لازمی ہے۔لیکن ان کے اظہار کے بغیر اور چھپا کر ادا کئے جاتے ہیں۔

فرائض نبوت میں بہ حیثیت مسلمان آپ پر نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کی ادائی فرض ہے اور جو آپ علی اعلان انجام دیتے ہیں۔

اسی طرح فرائض ولایت میں سے ترک دنیا، صحبت صادقین، عزلت از خلق، ادائی عشر اور ہجرت جیسے فرائض علانیہ ادا کئے جاتے ہیں، تاکہ دوسروں کو رغبت ہو اور وہ ان ظاہری امور کے ساتھ چھپا کر کئے جانے والے افعال بھی بہ خوبی سرانجام دیں۔اس لحاظ سے ترک دنیا جیسے فرض کی ادائی اور پابندی علی اعلان کی جاتی ہے۔اس کو بزرگوں نے مخفی نہیں رکھا۔

لہٰذا ولایت کے اس پہلے فرض کی تکمیل بتوفیق خدا آپ نے کردی تو اس کو چھپانا بیکار ہے۔گوشہ

نشینی عمدہ بات ہے، لیکن خاتمین صلی اللہ علیہاوسلم، سیدین وصحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کی سیرتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وقت ضرورت اپنی قیام گاہ سے یا دائرہ سے باہر بھی تشریف لے جاتے تھے۔

بزرگ اسی پر عمل پیرا تھے، اس طرح اپنے سے زیادہ عمر والوں اور فضل والوں سے نہایت ادب و احترام سے اوران کے آگے خود کو پست کر کے فیض حاصل فرماتے تھے۔

اگر کوئی گوشہ نشین ہوگیا اور جائے رہائش سے باہر نہ نکلا تو امکان ہے کہ اس کا نفس یہ بہکا دے کہ تو باہر جائے گا تو تجھے اپنے سے بڑوں کی تعظیم کرنی ہوگی جب کہ تو ان سے بہتر ہے۔

تیری پابندیوں اور بے نیازی اور دولت کی طرف آنکھ اٹھا کر نہ دیکھنا بعض لوگوں کو تیرے قریب لاتا ہے اور وہ بھول جاتے ہیں تو تارکان دین (حضرت بندگی میاں سید نور محمد خاتم کار رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا جس نے دنیا کو ترک نہیں کیا اس نے مہدی کے دین کو ترک کیا) کی ہمت افزائی کرنے والا ہے۔

اور فرض ترک دنیا کی طرف توجہ دلانے والا نہیں ہے۔ جبکہ کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ (ﷺ) کے اقرار کے بعد جس طرح نماز فرض، اسی طرح مہدی آئے، گئے کے اقرار کے بعد ترک دنیا فرض ہے۔ فرض سے منہ موڑنے والے کے ساتھ رہنے سے زیادہ بہتر یہ ہے کہ دوری اختیار کی جائے تا کہ عاقبت برباد نہ ہو۔ ہفتہ میں ایک بار ایک ٹولہ یہ باور کرواتا ہے کہ ہم جیسے بے ترک موجود ہیں جو آنے والے دنوں میں بھی آپ کی رہنمائی اور خدمت کے لئے موجود رہیں گے، بے فکر رہو۔

ترک دنیا سے گریز یا فرار کا یہ طرز عمل نیا ہے اور گزشتہ پانچ صدیوں کے عمل درآمد اور تقلید کے برخلاف ہے اور مقلد کو بزرگوں سے دور اور گڑھے میں ڈالنے والا ہے۔ مہدی موعود علیہ السلام، خلفائے ذی احتشام اور تابعین و تبع تابعین کے عمل سے گریز اور ایک نئی ڈگر!

اپنے چلنے والوں کے لئے یقیناً نقصان رساں ہی ہوتی ہے۔ دین ایمان کی سلامتی عزیز ہے تو ایسی مہلک پگڈنڈی چھوڑ کر شاہراہ پر آنا ہی نجات وسلامتی کا راستہ ہے۔

نفس اور شیطان سے خدا کی پناہ مانگنا چاہیئے۔

پیش رو فرماتے ہیں: حدود کسب کی قبل ازیں بیان کردہ ساتویں حد اپنی جگہ نہایت اہم ہے یعنی ہمیشہ اپنی ذات پر ملامت کرنا یہ حد کاسبین بلکہ فقراء و مرشدین کے لئے بھی نہایت فائدہ مند ہے۔

اطاعت گزاروں کی اطاعت کرو، کیونکہ ہم دن بھر میں تیس بلکہ چالیس بار دعا کرتے ہیں کہ

''ان کے راستے پر چلا جن پر ترا انعام ہوا ہے، نہ کہ ان کے راستے پر جن پر ترا غضب ہوا ہے''۔ البتہ جو اطاعت و پیروی نہیں کرتے، من مانی پر اتر آتے ہیں ان کی پیروی آپ پر نہیں۔

اللہ کا ارشاد ہے تم وہ بہترین امت ہو جو بھلائی کا حکم دیتے ہو اور برائی سے روکتے ہو۔

پیش رو دوبارہ مرشدین سے فرماتے ہیں:

حسب آیت قرآنی: ترجمہ: مال اور اولاد فتنہ ہے۔

فقیری کے لئے مال سب سے بڑا دشمن ہوتا ہے۔ اس لئے فقیر مال کے لئے کوئی دوڑ دھوپ نہیں کرتے، اگر اللہ نے دے بھی دیا تو اس کو جلد از جلد تقسیم فرما دیتے ہیں، حرص کسی بھی چیز کی ہو خدا سے دور کرنے والی ہوتی ہے۔

مرید بناتے وقت یہ معلوم کرلیں کہ اس کی آمدنی کیسی ہے؟ جائز کمائی والا کو مرید بنا سکتے ہیں۔

اگر مرید دولت مند ہے اور روپیہ تقسیم کر رہا ہے تو تحقیق ضروری ہے، اگر وہ حرام کماتا ہے تو لازماً وہ اس لئے دے گا کہ سب کی زبان بندی کر دے اور دوسرے بھی اس کو کچھ نہ بولیں۔

زبان بندی کی وجہ سے اس کے ساتھ ساتھ لینے والوں پر بھی عذاب ہوگا

اور یہ بات خدائے تعالیٰ کو ناپسند ہے کہ کوئی برائی کر رہا ہے اور دوسرا اس کو روکتا نہیں ہے اور اس سے راضی بھی ہے تو راضی رہنے والے کا شمار یا حشر بھی اس گناہ گار کے ساتھ ہی ہوگا۔

مرید نافرمان ہے تو اس کو متنبہ کریں اگر نہ مانے تو کہہ دیں کہ میرے کاندھے بہت نازک ہیں۔ جو خود میرے اپنے اعمال کا بوجھ بھی اٹھانے سے قاصر ہیں حلال کی طرف آجاو یا مجھے چھوڑ دو۔

حضرت محبوب الٰہی نظام الدین اولیاء رحمتہ اللہ علیہ کے اپنے خلیفہ ؒ کو لکھے گئے خلافت نامہ میں جو حدیث شریف تحریر فرمائی تھی، وہ آپ نے پڑھی، اس سے آپ کو مرشد کی اہمیت، وقعت اور ذمہ داری کا علم ہوا کہ مرشد، مرید اور خدا کے لئے درمیانی واسطہ یا وسیلہ ہوتا ہے۔اس لحاظ سے آپ مریدین کے لئے ہر وقت رابطہ میں رہیں۔

آپ کبھی یہ نہ چاہیں کہ آنے والا آپ کا انتظار کرے، آپ یہ بھی نہ چاہیں کہ آپ بیٹھیں اور کوئی کھڑا رہے، ایسی خواہش کے رکھنے والے کے تعلق سے حدیث شریف میں دوزخ میں اپنا ٹھکانہ ڈھونڈ لینے کی وعید آئی ہے، خواہش کے بغیر، بوجہ مجبوری، اجازت لے کر بیٹھ سکتے ہو۔

موجودہ دور میں ملاقات بذریعہ فون بھی ہو جاتی ہے، آپ فون ہر وقت چارج کر کے اور اس کی مقررہ فیس ادا کر کے ہمیشہ بلکہ چوبیس گھنٹے کارکرد رکھیئے۔

صرف نماز، ذکر، تلاوت قرآن شریف اور حظیروں میں حاضری، آپ کی شخصی ضرورتوں کی تکمیل یا کسی شخصی کام یا مریدین کے کاموں میں مصروف رہنے کے وقت فون کو خاموش رکھ سکتے ہیں، جس کا اعلان فرمادیں کہ ان وقتوں پر فون نہ کیا جائے۔ بلکہ ایس ایم ایس کر دیں۔

فرصت ملتے ہی ان کے جواب دیں یا ایس۔یم۔ایس کر دیں، آئے ہوئے فون آپ پر قرض ہیں جن کی ادائی آپ پر لازم ہے، اس طرح فوری جواب سے فون کرنے والوں کو سکون ملے گا اور آپ کو دعا بھی ملے گی۔ کیونکہ ایسا کر کے آپ نے کسی کو مطمئن و پرسکون کر دیا۔اور اس کے ذکر میں ہونے والے خلل کو دور کر دیا اور وہ مصروف ذکر ہو گیا۔اس طرح جواب دے کر کسی کو پرسکون کر دیا، جو آپ کے لئے باعث ثواب ہوگا اور آپ کو خوشنودی خدا حاصل ہوگی۔

کسی کا فون آئے اور بات نہ کر سکیں تو آپ جب بھی فارغ رہیں فون پر پیام دے سکتے ہیں کہ اب میں بات کر سکتا ہوں یا اتنی دیر کے بعد مجھے فون کرو۔

آپ پاس کوئی آرہا ہے تو گویا آپ پر احسان کررہا ہے اور اس طرح آپ کو ثواب دلا رہا ہے، آپ کے درجات کی بلندی کا ذریعہ بنا ہے، لہٰذا خوشدلی اور تپاک سے ملیئے یا فون کیجئے۔

روبرو شخص سے خندہ پیشانی کا سلوک اور مسکرا کر گفتگو تو کرنا آپ کی ذمہ داری ہے۔ جس سے آپ کے مقامات بلند ہوں گے۔ اور اس کے برعکس تلخ و ترش اور پرجلال انداز آپ کی بلندیوں کو پستیوں میں بدل دے گا، اس بات کا ہمیشہ خیال رکھیئے۔

فون پر مختصر اور مسکراتے ہوئے گفتگو کیجئے، حالانکہ آپ کی مسکراہٹ جس سے آپ گفتگو کر رہے ہیں وہ دیکھ نہ رہا ہو لیکن اس مسکراہٹ کا نظر نہ آنے والا یہ اثر اس کے دل و دماغ پر ضرور ہوگا،

مرید کو احکام شریعت یا احکام ولایت میں کوتاہی پر ضرور ٹوکیئے لیکن فون پر ہرگز نہ ٹوکیئے۔

کوئی شخص اپنی ضرورت لے کر آئے تو اس کی فوری مدد کر دیجئے۔ اس باب میں حضرت خواجہ معین الدین چشتی غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ

تم تلاوت قرآن کر رہے ہو اور کوئی کچھ کام لے کر آیا ہے تو تھوڑی دیر کے لئے تلاوت روک دو اور اس آئے ہوئے کا کام پورا کر دو۔

غور فرمایئے آئے ہوئے کی مدد سے خدا، خوش ہوگا۔

مریدین سے سوال کرنے (مانگنے) سے مکمل پرہیز رکھو، حضرت بندگی میراں سید محمود ثانی مہدی رضی اللہ عنہ نے تینوں قسم کے سوال کو حرام بتلایا ہے۔ (دیکھئے حاشیہ انصافنامہ)

سوال تین ہوتے ہیں:

ایک سوال حال کا : اپنی شکستگی اور غریبی کے احوال لوگوں کو دکھاتا ہے۔

دوسرا سوال فعل کا : ریاضتیں اور فقر و فاقہ برداشت کر کے لوگوں کو دکھاتا ہے۔

تیسرا سوال قول کا : کسی کے پاس جا کر کوئی چیز طلب کرتا ہے۔

فرمایا: یہ سب سوال حرام ہیں، اگر خدا دے تو کھائے وگرنہ کسی کے سامنے سوال نہ کرے۔

مریدین سے کہہ دیجئے کہ رقم، ہر ماہ پابندی سے نہ دیں، کوئی لائے تو منع کر دیجئے۔ حال حال تک بھی ایسے نمونے تھے کہ کوئی مرید یا عقیدتمند ہر ماہ باقاعدہ کچھ لا کر دیتا تو ایک دو بار لے لیتے' تیسری بار منع کر کے فرما دیتے: ''ایسا مت کرو کیونکہ ہماری نظر تم پر رہا کرے گی''۔

اللہ سے دعا اور اپنی کوشش کرو کہ اللہ تعالیٰ آپ کو مع ہم مشربوں کے سچا متوکل بنا دے۔

اب بھی ایسے نمونے ضرور موجود ہیں، اور تا قیامت رہیں گے۔ لیکن ان تک ہماری فہم یا ہماری نظریں نہیں جاتیں تو قصور سراسر ہماری اس فہم یا نظر کا ہے۔ اور حجابات نظر حائل ہیں۔ ع

وہ سامنے ہیں اور میں انہیں ڈھونڈ رہا ہوں
آخر کوئی حد بھی ہے حجابات نظر کی

جب آپ لوگ توکل میں سچے وصادق ہو گئے تو پھر کسی کی طرف توجہ نہیں جائے گی۔ تمام لوگوں سے آپ ملیں گے تو نہایت خلوص کے ساتھ، بناء کسی لالچ یا امید کہ، کیونکہ آپ کی نظر اللہ پر ہے۔

اس سلسلہ میں ایک دلچسپ بات سنتے چلیں۔ ایک پیر نے مرید یا اپنے عقیدت مند سے کہا کہ ہم کو لا کر دینا ہو تو جائز کمائی سے لا کر دو۔

یعنی دوسرے معنوں میں انہوں نے مرید کو چھٹی دے دی کہ کمانا چاہو تو ناجائز بھی کما لو لیکن ہم کو جائز لا کر دو، حالانکہ ایک سیدھا اصول یوں ہے کہ زیادہ پاک میں تھوڑا ناپاک شامل ہو جائے تو تمام ہی ناپاک ہو جاتا ہے۔

مفہوم فرمان مہدی موعود علیہ السلام ہے کہ خدا کو چاہنے والا مال کو نہیں چاہتا۔

مہدویت میں تو فقرائے کرام کے لئے جائز کی جستجو یا سوال ہی ممنوع ہے اور حلال طیب (اچانک اور بناء اطلاع کسی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کچھ پہنچا دے تو اس) کو تقسیم فرما دیا جاتا ہے اور

کل کے لئے ذخیرہ نہیں کیا جاتا چہ جائیکہ مال حرام کی رغبت رکھی جائے۔

''کچے کان والا'' مت بنو۔

پیش رو کے ارشادات جاری ہیں چنانچہ فرماتے ہیں:

کیونکہ کوئی آدمی خود کسی کو ایذا پہنچانا چاہے یا کسی کی ذلت کے درپے ہو تو آپ کے پاس آ کر شکایت کرے گا اور اس انداز سے کہ آپ فوری بھڑک اٹھیں۔

اگر آپ میں حلم ہے اور فی الفور غصہ کا اظہار نہیں کرتے بلکہ شکایت کرنے والے کے شر کو بھانپ لینے کی صلاحیت ہے تو آپ کے حق میں بہتر ہوگا۔

کیونکہ کوئی شخص کسی کی دل آزاری کے ارادہ سے آپ پاس شکایت لائے اور آپ بھڑک اٹھیں تو شکایت کرنے والے کو تو لذت حاصل ہوگی، اور جس کی دل آزاری ہوئی ہے تو اس کی ذلت ہوگی لیکن آپ بھی اس گناہ میں برابر کے شریک ہوں گے۔

معمولی باتوں پر غصہ کا اظہار، ہاں اگر واقعی کسی سے شرعی حد ٹوٹ رہی ہے، تب بھی اس کو سب کے سامنے ذلیل و رسوا نہ کریں بلکہ تنہائی میں سمجھائیں۔

جو آپ کے پاس کسی کی شکایت لے کر آ رہا ہے تو وہ اس امید کے ساتھ آ رہا ہے کہ میں جب کسی کے خلاف بھڑکاؤں گا تو یہ ضرور بھڑک اٹھیں گے۔ اس طرح شکایت کنندہ بعد میں یہی کہے گا کہ میں جب چاہوں جس کی چاہوں بے عزتی کروا سکتا ہوں۔

اور دل میں یہی کہے گا کہ یہ ''کچے کانوں'' کے ہیں۔ یعنی وہ آپ کو بیوقوف بنا گیا۔

پیش رو، پس رو سے فرماتے ہیں:

یہ مت بھولو کہ کسی کے بہکاوے میں آ کر آپ نے کسی کی بے عزتی کر دی یا دل دکھا دیا تو نہ صرف آپ سخت خسارہ میں رہو گے بلکہ خدا سے دور کر دیئے جاؤ گے۔ چاہے آپ کا دن روزہ سے اور رات

سجدہ میں گزرے، بجائے مقبول بارگاہِ الٰہی ہونے کے دھتکار دیئے جاؤ گے۔

پیش رو بزرگ اس حدیث شریف کا مفہوم بیان فرماتے ہیں جو حضرت ابو ہریرہ اور حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے۔

شفاعت کے لئے جب لوگ حضرت آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے تو وہ حضرت ابراہیم علیہ اسلام کے پاس جانے کو کہیں گے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جانے کو کہیں گے لوگ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام ان کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جانے کے لئے فرمائیں گے۔

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی معذرت خواہی کر لیں گے۔ جس طرح پچھلے تین پیغمبروں نے فرمایا تھا وہ بھی یہی فرمائیں گے کہ میں اس لائق کہاں؟

اس کے بعد یہ لوگ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم شفاعت کے لئے اٹھ کھڑے ہوں گے۔ اور آپ کو شفاعت کرنے کی اجازت مل جائے گی۔ (اور حساب شروع ہو جائے گا)۔

اس دن صفت امانت اور صلہ رحمی کو اتنی اہمیت دی جائے گی کہ ان کو حسی شکل (جس کو ہر کوئی محسوس کرے گا) دی جائے گی۔

یہ دونوں صفات پل صراط کے دائیں اور بائیں کھڑی ہو جائیں گی، تاکہ امانت داروں اور صلہ رحمی کرنے والوں کی سفارش اور خیانت کرنے والوں اور صلہ رحمی نہ کرنے والوں کی شکایت کریں۔

(سفارش کے بعد) حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمائیں گے۔ ''پھر تمہارا پہلا قافلہ بجلی کی طرح تیزی سے گزر جائے گا''۔

جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا گیا کہ بجلی کی طرح گزرنے کا کیا مطلب ہے، آپ

ﷺ نے فرمایا ''تم نے نہیں دیکھا کہ وہ (بجلی) کس طرح پل بھر میں لوٹ بھی آتی ہے اس تیزی کے ساتھ تمہارا گزر ہوگا۔''

پھر ہوا کی طرح، پھر تیز پرندے کی طرح' پھر انسانوں کی دوڑ کی طرح۔ غرض کہ جیسے اعمال ہوں گے اس تیزی کے ساتھ وہ ان کو لے جائیں گے اور تمہارا نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) کھڑے ہو کر یہ دعا مانگ رہا ہوگا میرے رب ان کو سلامتی سے گزار۔

یہاں تک کہ ضعیف الاعمال اور گنہ گار لوگوں کی باری آئے گی حتیٰ کہ ایک شخص وہ ہوگا جسے گھسٹ کر چلنے کے سوا طاقت نہ ہوگی۔

فرمایا پل صراط کے دونوں طرف کانٹے ہوں گے اور جس کے متعلق حکم دیا جائے گا وہ اس کو پکڑ لیں گے۔ پس جس کے صرف خراش آئے گی وہ نجات پا جائے گا اور جس کے ہاتھ پیر باندھ دیئے جائیں گے وہ دوزخ میں جائیگا۔

مذکورہ بالا حدیث شریف صحیح ہے اور یہی حدیث بخاری شریف و مسلم شریف اور دیگر کتب حدیث میں کہیں تفصیلی اور کہیں مختصر بیان کی گئی ہے۔ (روزنامہ منصف جمعہ ایڈیشن، ماہ ستمبر و اکٹوبر ۲۰۱۶ء)

مذکورہ بالا حدیث شریف کا معنی و مفہوم یہی ہے کہ بندہ مومن زندگی بھر امانت دار رہے امانت صرف روپئے پیسے یا کسی چیز کی نہیں بلکہ بات کی امانت داری کی بھی ہوتی ہے، یعنی کسی نے اپنا راز بتلایا تو امانت دار، یہ بات کسی دوسرے کو نہیں بتلاتا۔

صلہ رحمی نہ صرف انسانوں کے ساتھ بلکہ جانوروں اور حشرات الارض مثلاً کیڑے مکوڑوں، اور مچھر و مکھی تک سے بھی ضروری ہے۔

جیسا کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد کسی نے خواب میں اور عمدہ حالت میں دیکھا اور پوچھا کہ کیا یہ مقام آپ کو آپ کی دینی اور علمی خدمات پر ملا؟

آپؒ نے جواب میں فرمایا ابھی اس کا کوئی ذکر نہیں' ایک مرتبہ میں لکھ رہا تھا قلم کی سیاہی کو مکھی

پینے لگی' میں نے انتظار کیا اور لکھنے سے رک گیا ورنہ ہاتھ کو حرکت دیتا تو مکھی اڑ جاتی' بس اتنی دیر جو انتظار کیا' اس کے بدلے میں یہ مقام ملا۔

اسی طرح دینی معاملات میں احترام بھی بڑے درجات دلا دیتا ہے۔ خلیفہ ہارون الرشید کی بیوی ملکہ زبیدہ، انتقال کے بعد عمدہ حالت میں نظر آئیں۔ سوال کیا گیا کہ آپ نے جو زندگی میں نیکیاں کی تھیں اس کی وجہ سے یہ مقام ملا؟ ملکہ نے کہا، ابھی اس کا کوئی ذکر نہیں، ایک مرتبہ پانی پینے کے لئے کٹورہ اٹھائی، موذن نے اذاں دی، میں احتراماً رک گئی اور ختم اذاں کے بعد پانی پیا، بس اتنے سے عمل سے یہ مقام عطا کیا گیا۔

پیش رو فرماتے ہیں کہ آپ مرشدین ہیں خدا کے فضل سے آپ خدا کی ذات تک پہنچنے والے اور لوگوں کی رہنمائی فرمانے والے ہیں۔ ضروری ہے کہ آپ امانت دار بھی ہوں اور حد درجہ رحم دل' لوگوں کے رازوں کے امانت دار' مال واسباب کے امانت دار ہوں۔

آپ کا یہ فریضہ ہے کہ جن کو جتنا حق پہنچتا ہے وہ ان تک ضرور پہنچائیں۔ حقدار خواہ ماں، باپ، بھائی اور بہنیں ہوں یا اور کوئی حقدار لوگ، حق تلفی کسی کی بھی نہ ہو۔

مورث کی جائداد، تنہا کسی ایک وارث کی نہیں ہوتی، شرعی جتنے حصہ دار ہوں سب وارث ہوتے ہیں۔ الغرض آپ کے ذمہ آئی امانتیں، خدا اور رسول خدا ﷺ کے حسب الحکم تمام ورثاء میں تقسیم ہوں۔ شریعت کا یہ حکم اسی وجہ سے ہے کہ تمام لوگوں کو حصہ ملے، ایسا نہ ہو کہ ایک ہی فرد تمام امانتوں کا مالک بن بیٹھے۔

اس بات کا خاص خیال رکھو، ورنہ ایسا نہ ہوا تو آپ کی تمام نیکیاں مسترد کر دی جائیں گی۔

آپ لوگ نہایت اعلیٰ ظرف ہوں' غصہ کے پینے والے ہوں' کیونکہ مفہوم آیت یوں ہے: اور غصہ کے پینے والے اور لوگوں کے قصور معاف کرنے والے اور اللہ تعالیٰ محسنوں کو دوست رکھتا ہے۔

اس لحاظ سے اگر کسی کی طرف سے آپ کو تکلیف پہنچ جائے تو آپ کا کام ہے کہ اس شخص کے

آپ پاس آ کر آ کر معافی مانگنے کا انتظار نہ کریں بلکہ پہل کرتے ہوئے اس کے قصوروں کو معاف کر دیں، قصورواروں کے قصوروں کو معاف کرنے والے بے حساب جنت میں جانے کی بشارت ایک حدیث شریف میں آئی ہے اور تعداد ستر ہزار فرمائی گئی ہے۔

بزرگانِ قوم کا یہ اسوہ سننے میں آیا ہے کہ رات کو سوتے وقت اپنی طرف سے لوگوں کے قصور معاف فرمادیا کرتے تھے۔ قصوروار کے آ کر معافی مانگنے کا انتظار نہ فرماتے۔ یہ معاف فرمادینا، خدا کے پاس شرف قبولیت پالیتا اور دل ہلکا پھول ہوکر ہر سانس ذکر اللہ سے معمور ہوجاتی تھی۔

دوسری جانب ہماری طرف سے کسی کو تکلیف پہنچی ہو تو ہمارا کام ہے کہ ہم خود جا کر معافی مانگ لیں، اور کہہ دیں کہ جیسی تکلیف ہم سے پہنچی ہے بدلہ میں ویسی تکلیف ہم کو پہنچادیں۔

امیر المومنین حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے ایک بار اپنے غلام کا کان مروڑا تھا، آپ رضی اللہ عنہ نے غلام سے فرمایا ایک بار میں نے تمہارا کان مروڑا تھا، لہٰذا تم مجھ سے بدلہ لے لو، چنانچہ غلام نے حسب الحکم آپ کا کان پکڑا، آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا زور سے مروڑ۔

فرمایا: دنیا میں بدلہ دینا کتنا اچھا ہے؟ اب آخرت میں بدلہ دینا نہیں پڑے گا۔

اس واقعہ کو سنانے کے بعد پیش رو فرماتے ہیں: فرض کیجئے آپ میں سے کسی نے بھری مجلس یا بھری مسجد میں اپنے کسی غریب مرید یا فقیر کی دل آزاری یا بے ادبی کردی (جبکہ امیروں کے لئے ایسی باتیں آپ نے اپنے پر ممنوع کرلی ہیں، محض اس خوف سے کہ یہ امیر بھاگ جائیں گے) تو معافی مانگ لے، توبہ کرلے کہ آئندہ ایسا نہ کروں گا۔ فقرائے گروہ مہدی نہایت واجب الاحترام ہیں۔

خدانخواستہ آپ میں سے کسی نے کوئی غلطی کردی ہے تو آپ کا فریضہ بنے گا کہ آپ فوری معافی مانگ لیں اور کہہ دیں کہ جس طرح کی تکلیف مجھ سے پہنچی ہو ویسی ہی تکلیف تم بھی مجھے پہنچادو جیسا کہ آپ نے ابھی اوپر حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا اسوہ پڑھا۔

فائدہ: آپ کا نفس ڈرتا رہے گا کہ بھری مجلس میں میری بھی بے عزتی ہوگی یا سزا ملے گی۔

یہ صفتیں نہ رہیں تو کل یوم قیامت آپ کی رفتار بھی سست رہے گی۔ بلکہ خدانخواستہ آپ نے امانت میں خیانت کی' یا امانتوں کو ضائع کردیا یا اپنی مرضی سے کسی کو دی گئی امانتوں سے محروم کردیا' اپنی خوشی ومرضی سے دوسرے کا حق کسی اور کو دے دیا۔

خدانخواستہ آپ نے صلہ رحمی کی جگہ سنگدلی کو پال لیا تو ڈرتے رہنا چاہیئے کہ کہیں میرے بھی ہاتھ پاوں باندھ کر مجھے دوزخ میں نہ ڈال دیا جائے۔

بہرحال وسوسوں یا فریب ہائے نفس کے تحت مذکورہ بالا گناہوں یعنی امانت کی جگہ خیانت اور صلہ رحمی کی جگہ سنگدلی جیسے گناہوں کے مرتکب ہورہے ہوں تو فوری تائب ہوجائیں اور آئندہ دعا اور کوشش کریں کہ اللہ تعالی ہم کو ان گناہوں سے ہمیشہ دور رکھے۔

ورنہ ایسے گناہ گار کے پل صراط پر گزرتے وقت کی حالت حدیث شریف کے آخر میں بتلادی گئی ہے کہ ہاتھ اور پیر باندھ کر دوزخ میں گرادیا جائے گا۔ اللہ تعالی ہر مصدق کو اس سے محفوظ رکھے۔ آمین

پیش رو فرماتے ہیں آگاہ ہوجاؤ۔ خدانخواستہ امانتوں اور صلہ رحمی سے بے رخ شخص کی طرح تم کو بھی گھسٹ کر چلنا اور خراشوں سے زخمی کی طرح پل صراط سے گذرنا نہ پڑے۔

پیش رو سے پس رو کی گزارش کہ ''مکرر ارشاد'' فرمایئے:

اس گزارش پر پیش رو فرماتے ہیں کہ ''مہدویت آپ کو رکھے آگے''۔

حضرت امامنا میراں سید محمد جونپوری مہدی موعود علیہ السلام نے جو تعلیم ارشاد فرمائی ہے اس سے مہدوی بفضل خداو بطفیل خاتمین علیہم السلام ہر میدان میں بلند رہتے ہیں۔ مثلاً:

مہدی موعود علیہ السلام نے فقہ کے چاروں اماموں میں جس کا مسئلہ عالیت پر رہے اس کی پیروی کرنے کا حکم دیا اور ہم کو کسی ایک امام کا پابند نہیں فرمایا۔

☆ امام شافعیؒ کے پاس لید اور گوبر کی تجارت حرام ہے کیونکہ از روئے حدیث شریف حرام چیز

کی تجارت بھی حرام ہے تو مہدوی یہاں پر امام شافعیؒ کے فرمودہ پر چلیں گے۔

☆ امام شافعیؒ کے پاس ساٹھی عمر قضاء کی ادائی وارث کے لئے یا قریبی لوگوں پر ضروری ہے خواہ مرحوم یا مرحومہ وصیت کریں یا نہ کریں جبکہ امام اعظم ابوحنیفہؒ کے پاس مرحوم یا مرحومہ کی وصیت نہ ہو تو وارث پر کوئی ذمہ داری نہیں' مہدوی فقہ شافعی پر عمل کرے گا۔

☆ اب آیئے عام مفتیوں کی سوچ اور ایک عام مہدوی کی سوچ میں کیا فرق ہے؟

مثلاً کسی غیر مسلم ملک میں کوئی مسلمان ہے جو شراب بیچنے پر ملازم ہے، اور ملنے والی تنخواہ کے جائز ہونے کے تعلق سے پوچھنے پر عام مفتی یہی کہیں گے کہ یہ تنخواہ تمہارے لئے جائز ہے۔

جبکہ مہدوی یہی کہے گا کہ دوسری نوکری ملنے تک اسی جگہ کام کرتے رہو، اچانک نوکری چھوڑ دو گے تو پریشانی ہوگی لیکن جتنی جلد ہو سکے اس نوکری کو چھوڑ کر جہاں شراب اور کوئی حرام شئے بیچنا نہ پڑے، ایسی نوکری جہاں مل رہی ہے تو وہاں نوکری کرلو۔

☆ مساجد میں سیل فون دوران نماز بند کرنے کی مفتی نے اجازت دی تا کہ نمازیوں کو خلل نہ پڑے یعنی حالت نماز میں اس نے حرکتیں کرنے کی اجازت دے ڈالی۔

عام مہدوی ان سے یہی کہے گا کہ سیل اگر کم قیمت کا ہے تو اتنی قیمت بطور جرمانہ خود پر عائد کردو۔ اور وہی قیمت للہ دے دو تا کہ یہ سخاوت نفس پر بار بنے اور وہ دوبارہ سیل بند کرنا بھول جانے کی تم کو تلقین نہ کرے، بلکہ یاد دلا دیا کرے۔

یا قیمتی سیل ہو تو نفس کو ڈرا کر رکھو کہ اب اگر مجھے بھول آئی اور مسجد میں سیل بند کر دینا بھول گیا اور وہ دوران نماز میں بج اٹھا تو اس کے جرمانہ میں، میں اس سیل کی قیمت خیرات کردوں گا۔

حضرت امامنا میراں سید محمد مہدی موعود علیہ السلام کی تصدیق کی برکت سے دِل دنیا سے اُچاٹ ہو جاتا ہے، دُنیا کی محبت جاتی رہتی ہے، اور محبتِ الٰہی مصدقین کے دلوں میں اپنا آشیانہ بنا لیتی ہے۔

حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے اپنے مصدقین کو لیلۃ القدر جیسی مبارک رات میں اللہ تعالیٰ

سے مناجات کے وقت مانگنے کے لئے یہ دُعا سکھلائی ہے۔

''یااللہ بہت چھوٹی اور حقیر کر کے بتا دنیا کو ہماری نظروں میں اور بڑا کر کے بتا تیری بزرگی اور جلال کو ہمارے دلوں میں''۔

حضرت امام غزالیؒ کی کتاب مکاشفۃ القلوب (اُردو ترجمہ صفحہ نمبر ۲۳۹ پر) میں یوں آیا ہے کہ حضرت محمد بن المکند ر رحمتہ اللہ علیہ کا یہ قول ہے کہ:

قیامت کے دِن ایسے لوگ ہوں گے جنہوں نے زندگی کے دِن روزوں میں اور راتیں عبادت میں گزاری ہوں گی۔ اور راہِ خدا میں مال و دولت کو خرچ کیا ہوگا اور راہِ خدا میں جہاد کیا ہوگا اور منکرات گناہوں سے اپنا دامن بچایا ہوگا مگر ان کے بارے میں کہا جائے گا کہ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے رب کی حقیر کردہ چیز کو بہت بڑا سمجھا تھا اور رب کی باعظمت چیزوں کو انہوں نے حقیر سمجھا تھا۔

بصدقۂ خاتمین علیہم السلام وہ مہدوی جو عمل میں تیز ہوتے ہیں مذکورہ نیکیوں میں آگے رہیں گے ، گناہوں سے اللہ نے انہیں محفوظ رکھا ہوگا ان کے نزدیک دنیا نہایت حقیر بلکہ ذلیل ہوگی، دوسرے وہ مہدوی جو عمل میں کوتاہ ہونگے لیکن ان کے دلوں میں بھی دنیا حقیر ہی ہوگی۔ ان دونوں قسم کے مہدویوں کے دلوں میں خدائے تعالیٰ کی بزرگی اور جلال خوب بسے ہوئے ہونگے۔

اسی لئے کہا جاسکتا ہے کہ مہدویت ہم کو رکھے آگے۔

پیش رو کا خصوصی خطاب:

''منکرانِ مہدی کی جامعات کو ہر گز نہ جائیں۔''

برادرانِ دین: منکران مہدی کی جامعات نہ جانے کی اور بزرگوں کی تقلید کی اہمیت آپ پر واضح کروں۔

حصول علم کی خاطر جو لوگ منکرین کی جامعات کا رخ کرتے ہیں تو وہ علم ضرور حاصل کر لیتے ہیں

اوراسناد کے ساتھ واپس آتے ہیں۔

کیونکہ روانگی سے پہلے ان کے دلوں میں عظمت مہدی اور عظمت قوم مہدی خوب جاگزیں ہوتے ہیں، تو ان کے لئے علم کا حصول نقصان رساں نہیں ہوتا۔

لیکن جولوگ مذہبی معلومات سے کورے ہوں یا عظمت مہدی اور عظمت قوم مہدی سے لاعلمی ہو تو امکان یہی رہتا ہے کہ غیروں کا اثر قبول کرلیں، مرعوب ہوجائیں۔اور مرعوبیت ان کو قوم سے دور یا قوم سے برگشتہ کردے۔

ان جامعات کو جانے والے خواہ مہدویت سے پورے واقف ہوں یا بالکل ناواقف، بہ حیثیت مہدوی کیا ان کے لئے وہاں جانا ضروری ہے؟

بزرگوں نے وہاں جانے سے اجتناب فرمایا تھا، اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ نصاب پورا قبلِ مہدی علیہ السلام مرتب کردہ ہے، جب کہ مہدی موعود نے اس کی اصلاح فرما کر خدا تک پہنچنے کا قریب ترین راستہ ارشاد فرمادیا ہے، اب ہر امتی کو اسی راستہ پر چلنا اور خدا کو حاصل کرنا ہے

وہاں تعلیم احسان کا تو دور دور تک پتہ نہیں، اب آیئے ان نکات پر غور کریں۔

مثلاً ترک دنیا کو رہبانیت قرار دیا جاتا ہے، توکل تمام برذات خدا کے بجائے روٹی روزگار کے حصول کا درس ملتا ہے اور بتایا جاتا ہے کہ حضور پرنور ﷺ نے تجارت فرمائی، حضور پرنور ﷺ بے شک تجارتی قافلوں کے ہمراہ تشریف لے جاتے تھے یا بھیڑ بکریاں بھی چَرائیں جس کا انکار نہیں ہے۔

لیکن دعوئے نبوت کے بعد وصال تک آپ تارک الدنیا تھے اور توکل تمام برذات خدا کی عملی تعلیم فرمائی جو قیامت تک مثالی نمونہ ہے اور اس پر چلنے کی توفیق بطفیل خاتمین صلی اللہ علیہما وسلم مصدقین کو نصیب ہوتی ہے۔حضور پرنور ﷺ کی تعلیم یہ تھی کہ نماز اس طرح پڑھو گویا تم خدا کو دیکھ رہے ہو، خدا کو نہ دیکھ سکو تو یوں سمجھو کہ خدا تم کو دیکھ رہا ہے۔اس کے برعکس منکرین کے ہاں دیدار اس

دنیا میں نہیں آخرت میں ہوگا۔

جب کہ ارشاد خداوندی کا مفہوم ہے کہ جو اس دنیا میں (بنا دیدار الٰہی) اندھا ہے وہ آخرت میں اندھا اور زیادہ گمراہ ہے۔ تو دیدار خدا دنیا میں ممکن ہے، جو اگر ناممکن ہوتا تو ایسا نہ فرمایا جاتا۔

خدائے تعالیٰ کی مرضی اپنے انوار اور تجلیات سے ہر دو جہانوں میں جس کو چاہے سرفراز فرمائے، یا جس کو چاہے محروم رکھے۔

ولایت یا طریقت کی تعلیم حضور پرنور ﷺ نے بذریعہ حضرت خضر علیہ السلام، مہدی موعود علیہ السلام کو روانہ فرمائیں، ان جامعات میں ایسی اعلیٰ باتوں کا کوئی نصاب ہی نہیں ہوتا۔

دوسری بات مہدوی طلباء اپنا کوئی اثر شائد ہی وہاں چھوڑتے ہوں، لیکن بعض طلباء منکرین کے مضر اثرات ضرور قبول کر لیتے ہیں اور پھر قوم میں ان اثرات کو پھیلانے کوشاں رہتے ہیں۔

ایسی جامعات کے بعض فارغین، خود کو مہدوی بزرگوں کی تقلید کا پابند نہیں سمجھتے بلکہ ان حضرات کو اپنے خیال میں کم علم یا لاعلم سمجھتے ہیں۔ لباس بدل جاتا ہے وہ لباس جس سے کوئی بھی جان جاتا تھا کہ یہ مہدوی ہیں، اب اس کو ایسا جاننے میں تردد ہوتا ہے۔ کیونکہ مصدق نے منکروں کا انداز اپنا لیا۔

اب ایسے فارغین میں سے کوئی ایک فارغ جب آتا ہے تو فکری انتشار بھی لاتا ہے، کوشش کرتا ہے کہ مصدقین اسی انتشار میں رہیں، (تفصیلات کتاب ہٰذا کے حصہ دوم میں آپ نے پڑھی ہیں)۔

ان جامعات سے دوری اس لئے اہم ہے کہ وہاں بعض باتیں، بنیادی باتوں سے متصادم ہوتی ہیں جو آپ نے گزشتہ اوراق میں پڑھی ہوں گی۔

حضور پرنور مہدی موعود علیہ السلام نے زیادہ حصول علم سے منع فرمایا اور ذکر کثیر کی تعلیم فرمائی تا کہ یہ ذکر، ذکر دوام کا پابند بنا دے۔ علاوہ ازیں علم کی زیادتی سے غرور آجانے یا دنیا کمانے جیسی خدا سے دور کر دینے والی باتوں کے خلاف بھی آپ علیہ السلام نے متنبہ فرمایا۔

اسی اثر اور اسی مرعوبیت کے تحت ایک فارغ یا ایک سے زیادہ فارغین کو قوم کی اصلاح کا وسوسہ آجاتا ہے' وہ یہ سمجھتے ہیں کہ بزرگوں کی تقلید پرستش کے مماثل ہے' اور بھی کوتاہیاں ہیں جن کی اصلاح کی کوشش میری ذمہ داری ہے۔

اور یہ نتیجہ ہے ان متعصب اساتذہ کی صحبت کا، جو یہ چاہتے ہیں ان کا شاگرد ''خودکش بمبار'' بن جائے اور اپنوں میں جا کر پھٹ پڑے، خود بھی مرے اور سینکڑوں بھی مریں۔ اس کے لئے بارود اور آتشگیر مادوں سے زیادہ مہلک قوم کے بنیادی اعتقادات کا اپنے شاگردوں کو باغی اور غدار بنانا ہے۔

چنانچہ یہی شاگرد نہایت اطاعت گزاری سے اساتذہ کے خیالات ونظریات کو وحی آسمانی سمجھ کر مصروف ہوجاتے ہیں اور اپنی صلاحیت سے بڑھ کر افراد قوم کے پرزے پرزے کر ڈالتے ہیں۔ اور اصلاح کے جنون اور خبط میں مبتلا ہوکر اساتذہ کی خوشنودی کو ایمان کا درجہ دے دیتے ہیں،۔

ورنہ اساتذہ کو جن کے طفیل ''علم'' آیا ہے کیا منہ دکھائیں گے؟ اسی وسوسہ کے تحت وہ اصلاح کے نام پر توڑ پھوڑ شروع کر دیتے ہیں' چنانچہ قوم کے بنیادی اعتقادات ان کو قابل اصلاح اور بہت سے اعمال نعوذ باللہ غلط محسوس ہوتے ہیں۔

پچھلے صفحات میں تعظیم واحترام میں کمی کی بات کی گئی۔

پیش رو فرماتے ہیں، یاد رکھیئے اب وہ دور گزرتا جارہا ہے جب آپ کو آپ کے بڑوں کی جگہ سمجھا جاتا تھا، اب یہ نہیں دیکھا جاتا کہ آپ کس کے ہیں؟ بلکہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ آپ کیسے ہیں؟

کیونکہ دنیا حقیقت پسند ہوتی جارہی ہے۔ احترام یا تعظیم میں کمی کی بات تو صرف ان لوگوں کے لئے ہوئی جو شریعت یا طریقت کے اصولوں کی جگہ اپنی سوچ وفکر کے تحت چلنے لگیں، بلکہ بعض لوگ کچھ زیادہ ہی بے احتیاط ہوجاتے ہیں۔ ایسے لوگوں کو اپنا جائزہ لینا ضروری ہے ورنہ حالات سے تو یہی ڈر ہے کہ کہیں شروع میں احترام میں کمی کی جائے اور پھر احتساب یا مواخذہ کی آوازیں بلند ہوجائیں۔

ایسے مریدین جو بہت زیادہ مایوسی کے شکار یا بددل ہو چکے ہیں ان کے لئے حضور پرنور مہدی موعود علیہ السلام کا یہ فرمان ڈھارس دیتا ہے کہ ''جہاں کہیں رہو اللہ کے ذکر میں رہو، ہم تمہارے بہت نزدیک رہیں گے۔ تم جس وقت توجہ کرو ہم تمہارے پاس ہیں''۔ اگر کوئی مصدق کسی مرشد کی وجہ سے بددل ہوا ہے اور مہدویت کو چھوڑ دینا چاہ رہا ہے، اس فرمان مہدی علیہ السلام سے وہ مضبوطی سے قوم سے جڑ جائے گا اور کسی کامل یا کمال پسند کی تلاش کے بعد حصول میں انشاء اللہ کامیاب ہو جائے گا۔

عموماً ہر پنج وقتہ نمازی دن بھر میں تیس تا چالیس بار یہ دعا کرتا ہے کہ ''ان کے راستہ پر چلا جن پر ترا انعام ہوا ہے نہ کہ ان کے راستے پر جن پر ترا غضب ہوا ہے''۔ (سورہ فاتحہ)

اس طرح ہم ان کی پیروی اور تقلید کی توفیق کی دعا کرتے ہیں؛ جن پر اللہ تعالیٰ نے انعام فرمایا ہے۔ اور یہی سیدھا اور سلامتی کا راستہ ہے۔

لیکن اپنے خیالات یا نظریات پر لوگوں کو چلانے والے بعض لوگوں کو تقلید سے چڑ رہتی ہے۔

ہمارے لئے خدا کے محبوب بندے اور جن پر انعام ہوا ہے درج ذیل ہیں:

خاتمین صلی اللہ علیہما وسلم' انبیاء علیہم السلام' صحابہ ذی احتشام اور شہدائے کرام (دور نبوت و دور ولایت) رضوان اللہ علیہم اجمعین' اولیاء و شہدائے کرام' صالحین' مرشدین' رحم اللہ اجمعین وغیرہ ہیں۔

جن کی پیروی اور تقلید باعث نجات بلکہ خدا تک پہنچانے والی ہے۔

مہدی موعود علیہ السلام کے بعد سے آج تک تقلید جاری ہے اور یہ سلامتی اور ایمان کا راستہ انشاء اللہ قیامت تک جاری رہے گا۔

پیش رو فرماتے ہیں: میرے نوجوانو! اب تک تمام گفتگو آپ حضرات کے تعلق سے کی گئی۔

گروہ مقدسہ کی مائیں، بہنیں اور بیٹیوں سے بھی اس فقیر کا یہ معروضہ پہنچا دیجئے کہ وہ بھی دین خدا یعنی مہدویت کی خدمت کے لئے آگے آئیں۔

خود مکمل معلومات دینی حاصل کریں اور باعمل بنیں اور مصدقات کی خدمت کے لئے تیار رہیں، انشاءاللہ کچھ عرصہ ہی میں ایک انقلاب علمی اور عملی آجائے گا۔

اور فرض ولایت صحبت صادقین کی طرز پر صحبت صادقات خواتین کو میسر آجائیں گی۔ انشاءاللہ اس کا خاص فائدہ یہ ہوگا ہمارے گھروں میں مہدویہ اصولوں پر عمل آوری کے لئے درکار ماحول مل جائے گا اور کمسنوں کو مہدویت سے روشناسی ہوتی جائیگی۔

ہر مصدق خواہ مرد ہو یا عورت یہ ذمہ داری ہے کہ وہ دین خدا کے لئے اپنی مذہبی معلومات کو تقریر اور تحریر کے ذریعہ پھیلائیں وقت پڑنے پر رقمی مدد کے لئے خوشدلی سے آئیں اور للہ خرچ کریں۔

اور سب سے بڑھ کر باعمل بنیں، نمازوں کی ادائی اور دو وقت ذکر اللہ قید نشست کے ساتھ کرتے رہیں، اور دوسروں پر نکتہ چینی نہ کریں، بلکہ ہمیشہ خود پر ملامت کریں۔

ولایت کی یہ خاص الخاص تعلیم ہے جو ہمیشہ پیش نظر رہے تاکہ عمل ہو سکے۔ خواتین کے لئے خواتین کی طرف سے یہ خدمات انجام دینا ضروری ہے۔

مصدق ہو یا مصدقہ ہر دو کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ مہدویوں میں طلب دیدار خدا کو بڑھائیں، نیستی اور عاجزی کا درس دیں اور باعمل ہو کر دوسروں کو بھی باعمل بننے میں مدد کریں

بہر حال طویل گفتگو اس فقیر نے کر لی، دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ بطفیل خاتمین صلی اللہ علیہما وسلم اس فقیر کا خاتمہ ایمان پر کرے اور آخری سانس تک یہ فقیر باعمل رہے اور دیدار خدا سے آنکھیں بند ہوں۔

اب یہ فقیر عام مصدقین سے مزید چند باتیں کرنا مناسب سمجھتا ہے۔

گزشتہ ادوار میں مرشدین اپنے ملے ہوئے روحانی عطائے دوسروں میں بانٹا کرتے تھے، اپنی نگرانی میں دائرہ کے لڑکوں کو بھی تربیت دیتے اور مناسب سمجھتے تو مرشدی کے اسرار و رموز سمجھا کر تیار کرتے اور اجازت ارشاد عطا فرماتے۔

لیکن موجودہ دور میں یہ سخاوت سکڑ کر رہ گئی ہے۔

خدانخواستہ اولاد نرینہ نہ ہوئی تو اپنی زندگی ہی میں کسی ہم عصر مرشد سے درخواست کرتے کہ یہ میرے مریدین ہیں اللہ واسطے ان تمام کو مرید بھی کر لیجئے اور علاقے بھی لے لیجئے۔

اس کے برعکس اگر مرشد نے ایسا نہ کیا اور رحلت فرمالی تو مریدین بے آسرو بے سہارا ہو کر کہیں اور چلے گئے بلکہ منکرین میں مل گئے، بعض وقت مہدوی بستی دین مہدی سے پلٹ گئی۔

مفہوم حدیث شریف یوں ہے کہ کسی شدید غلطی کو ہاتھ سے روکو، زبان سے روکو یہ نہ ہو سکے تو کم از کم دل میں برا جانو یہ ایمان کا کمزور پہلو ہے، لیکن بعض مریدین برا جان کر دور ہونے کے بجائے ویسوں ہی جڑے رہتے ہیں، جو سراسر خسارہ ہے بلکہ اس کی پرسش کھڑی ہے۔

گروہ مقدسہ مہدویہ کے کامل اور کمال پسند مرشدین کرام ایسے جواہرات سے مالا مال ہیں۔ان ہی جواہرات سے مالا مال حضرت سید قطب الدین عرف خوب میاںؒ اہل پالن پور نے جواہرات سے زیادہ قیمتی باتیں بذریعہ تحریر یوں فرمائی ہیں:

ترک دنیا کے پہلے آٹھ ترک:

ترک شرک، ترک کفر، ترک نفاق، ترک ریاء ترک بدعت، ترک عادت، ترک بد اخلاقی ،اور ترک گناہ کبائر اور صغائر۔

ترک دنیا کے بعد کے ترک:

ترک وطن، ترک لواحقین، ترک لذت (لذت زبان، آنکھ، بدن، دل اور وسوسے اور لکھنا اور پڑھنا) الغرض تمام قسم کی لذتیں۔

ترک عزت:

عزت ملے یا نا ملے، کسی نے بے عزتی ہی کر دی۔کسی نے کچھ نا بچھا کر زمین پر بٹھا دیا، یا کسی

نے تو کہایا تھوتھو کہا' تھوڑا سا کھانا ڈال دیا تب بھی خوش۔

ترک شکم سیری :

ترک خواب: چھ گھنٹے یکساں نہ سوئے' رات کو دو بجے اٹھ جائے۔تہجد کی نماز پڑھ کر صبح تک یادالٰہی میں بیٹھے رہے۔

نوٹ: تہجد کے تعلق سے اہم باتیں گزشتہ صفحات میں گزر چکی ہیں۔دوبارہ اسے پڑھیئے۔

ترک خود بینی: یعنی خود کو نہ دیکھے نہ ہی نسلی تفاخر کرے۔خود کی عبادتوں کو خاطر میں نہ لائے' اور نہ ہی اس کے بھرّے میں آ کر دوسروں کی تذلیل کرے۔

ترک بد بینی: کسی کو حقارت سے دیکھنا۔کسی پر بری نظر ڈالنا۔

ترک محبت مال: چوری' نقصان یا آگ پر بھی خوش رہے' رنج نہ کرے۔

اللہ تعالیٰ بے شان وگمان بھیج دیا تو قبول کرلے۔

ترک دوست ودشمن: کسی سے کوئی کام نہ رکھے۔

ترک لباس مقید: جو اللہ دے پہن لے' بہت زیادہ احتیاط کی ضرورت نہیں۔

ترک شوق جنت:

حضرت خوب میاں صاحبؒ اپنی تحریر میں یوں فرمایا:

نفس کو مارنا' اپنی بے جا خواہش کو مارنا۔رات کو جاگنا اور عبادت کرنا۔ نماز تہجد تا طلوع آفتاب اور عصر تا عشاء ذکر اللہ میں بیٹھنا۔

نماز میں سستی نہ کرنا' موانعات بھی آئیں تو پرواہ نہ کرنا۔اور وقت پر نماز ادا کرنا

(مردوں کے لئے جماعت کا لزوم ہے راقم فقیر)۔

دوست' دشمن' کھارا' کھٹا' سونا' مٹی' تکلیف وراحت۔خوشی اور غم' تمام کو خدا کی طرف سے سمجھ

کرتمام حالتوں میں خوش رہنا۔

ٹھنڈا باسی کھانا، پھٹا پرانا پہننا، گرم کھانا اور نیا کپڑا واسطے خدا دینا۔

ذکرخفی کے جاری رہنے تک پاس انفاس ضروری (ارشاد بندگی میاںؓ)۔

(بوقت ذکراللہ باوضواور قبلہ رو بیٹھک ہو بدن سیدھا رہے تھکنے پر پہلو بدل سکتے ہیں۔ بیٹھ نہ سکو تو لیٹے ہوئے ذکراللہ میں رہنا چاہیئے۔

خلوت اور خاموشی:

حضرت میاں شیخ مصطفےٰ گجراتی رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا:

اس راستے میں صرف دو ہی باتیں ہیں خلوت اور خاموشی۔

حضرت خوب میاں صاحبؒ نے یوں تشریح فرمائی ہے کہ

خلوت: خدا کے سوائے کسی کو بھی اپنے شغل میں دخل انداز نہ ہونے دینا' باطنی خلوت ہے

خاموشی: دل کو وسوسوں اور خطروں سے محفوظ رکھنا باطنی خاموشی ہے۔ (ختم شد)

بزرگ مرشد فرماتے ہیں کہ فقیر کی گفتگو کافی طویل ہوگئی، فقیر کی کسی بات سے دل آزاری ہوگئی ہو تو معاف کردیں، آپ تمام لوگوں سے قوم کو بڑی توقعات وابستہ ہیں، خود باعمل رہیئے اور لوگوں کو باعمل بننے میں مدد کیجئے۔ اس فقیر کے ایمان پر خاتمہ ہونے کی دعا کیجئے۔

دعوت غور و فکر

اللہ تعالیٰ کے راستے آسان ہیں:

سورہ النحل (۱۶) آیت (۶۹)۔ شہد کی مکھی کو حکم دیا جارہا ہے کہ ''چل اپنے پروردگار کے راستوں پر جو آسان ہیں''۔

جب شہد کی مکھی کے لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف کے راستوں کو آسان فرمادیا ہے تو یہ راستے اُمتِ محمدیہ ﷺ پر قبلِ مہدی آسان رہے اور پھر آمدِ مہدیؑ کے بعد سے فیضانِ مہدیِ موعود جاری و ساری ہے تا آنکہ اسرافیل علیہ السلام بحکمِ خدا صور نہ پھونک دیں۔

ضرورت ہے صرف عمل اور مخلصانہ کوششوں کی انشاء اللہ ہر مصدق پر اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کے راستے آسان رہیں گے۔

سورۃ الاحقاف (۴۶) آیت (۱۳ تا ۱۵)

ارشاد باری تعالیٰ: ترجمہ: (پیدائش کے چالیس برس بعد) ''اور جب چالیس برس کو پہنچ جاتا ہے تو کہتا ہے کہ اے میرے رب مجھے توفیق دے کہ تیرا شکر کروں تیرے اس احسان کا جو تو نے مجھ پر اور میرے والدین پر کیا اور یہ کہ عمل صالح کروں۔

جس کو تو پسند کرے اور میری اولاد نیک ہو اور ان میں صلاح وتقویٰ دے، مجھے نیک اولاد دے، میں تیری طرف رجوع کرتا ہوں اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں''۔

یہی وہ لوگ ہیں جن کے اچھے اعمال کو ہم قبول کریں گے۔ اور ان کی برائیوں سے ہم درگزر (کریں گے) اور یہی اہل جنت (ہوں گے) سچا وعدہ ہے جو ان سے کیا گیا ہے۔

آیات مندرجہ بالا میں مخاطب مومنین ہیں جن کو جنت کی خوش خبری ہے یہ ان کے اعمال کا بدلہ ہے۔ چالیس برس کی عمر کی اہمیت بتلائی جارہی ہے۔ کیونکہ چالیس برس کی مبارک عمر کو پہنچنے کے بعد حضور پرنور رسول اللہ ﷺ نے بحکم خدا دعویٰ نبوت فرمایا۔

اس طرح حضور پرنور مہدی موعود علیہ السلام نے بہ عمر چالیس سال دعویٰ مہدیت کا آغاز فرمایا۔ مختلف مقامات کے بعد حج کو تشریف لے گئے۔ پہلا دعویٰ غیر موکد رُکن ومقام کے درمیان فرمایا۔

دوسرا دعویٰ غیر موکد مسجد تاج خاں سالار احمد آباد میں فرمایا اور تیسرا دعویٰ موکد بمقام بڑلی فرمایا۔

فائدہ اور نقصان آپ کے ہاتھ میں:

مومنین ومومنات کے لئے خاتمینؑ کی پیروی اپنی عمر عزیز کے چالیس برس مکمل ہونے پر شکر گزار بن جانا، عمل صالح کرنا یعنی ترکِ دنیا کر دینا، اور رجوع الی اللہ ہو جانا ہے۔

نعمتوں میں افضل ترین نعمت خاتمین علیہم السلام کی پرنور اور مبارک ہستیاں ہیں کہ جن کی تشریف آوری سے کفر والحاد نے دم توڑا اور حق کا بول بالا ہو گیا۔

باایمان کون اور بے ایمان کون؟:

☆ حضرت بندگی میاں سیدنا شاہ نظامؓ نے ملاحظہ فرمایا کہ مور کے بچے پانی پینے کو آئے ہیں، آپؓ نے اپنے فرزند حضرت بندگی میاں سیدنا شاہ عبدالرحمٰنؓ سے سوال فرمایا کہ کیا تم جانتے ہو کہ ان بچوں میں نر کون ہے اور مادہ کون ہے؟ حضرت میاں عبدالرحمٰنؓ نے عرض کیا معلوم نہیں؟

حضرت بندگی میاں شاہ نظام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا جو بچہ پچھلے پیروں سے باہر آتا ہے وہ نر ہے اور جو بچہ رخ کر کے آتا ہے وہ مادہ ہے۔

پھر فرمایا نر وہ ہیں جو اپنی دُم کو پانی میں تر ہونے نہیں دیتے۔

(بعض) بندگانِ خدا دنیا میں آئے اور کسی گناہ میں اپنی ذات کو آلودہ نہیں کیا۔ اور باایمان گئے۔ جو مادہ ہیں وہ اپنی دُم کو تر ہونے دیتی ہیں، یعنی (بعض) بندگانِ خدا دنیا میں آئے اور اپنی ذات کو گناہ میں آلودہ کیا اور بے ایمان گئے۔

☆خود احتسابی کی دولت:

بنی اسرائیل کے زمانے میں ایک شخص نے ستر سال عبادت کی تھی۔ ایک دن اس نے بہت دیر تک یہ سوچا کہ اتنی ریاضت کے باوجود مجھے کوئی روحانی ترقی نہیں ہوئی، آخر مجھ سے کیا غلطی ہوئی یا کیا گناہ سرزد ہوئے؟

اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب آیا کہ تیری یہ مختصر وقت کی خود احتسابی (اپنے اعمال وافعال کا جائزہ لینا) تیری ان ستر برسوں کی عبادت وریاضت سے زیادہ مقبول ہوئی۔

☆ میّت خوشبو سے خوش ہوتی ہے:

حدیث شریف: ''روحیں خوشبو سے اس طرح بہرہ مند ہوتی ہیں جیسا گھوڑی سونگھ کر اپنے بچھڑے کو پہچان لیتی ہے۔(جوامع الکلم اردو ترجمہ صفحہ نمبر ۱۹۴)

گروہ مقدسہ مہدویہ میں دن دیہاڑوں میں پہلے قبر پر پھول اُتار کر فاتحہ پڑھتے ہیں اور واپس آ کر میت کی نیت سے عود دیا جاتا ہے اور پانی کو خوشبودار کر کے پلوایا جاتا ہے۔اس طرح میت کو یہ خوشبو بحکم خدا پہنچ جاتی ہے۔

اور اس کو فائدہ پہنچتا ہے، گناہوں کی بخشش ہو کر درجات کی بلندی ہوتی ہے۔

☆ دین سراپا ادب ہے:

ابو یزید (حضرت بایزید بسطامی) رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں ایک آدمی کو زہد وتقویٰ اور باطنی صفائی میں بہت شہرت تھی، ابو یزیدؒ اس کو دیکھنے گئے اتفاق سے وہ آدمی گھر سے مسجد جا رہا تھا۔ چلتے چلتے قبلہ کی طرف رخ کر کے اس نے تھوک دیا۔

ابو یزیدؒ نے فرمایا ''جس کے اعضاء وجوارح رسول اللہ ﷺ کے طریقوں اور آداب کے ساتھ خوگر اور عادی نہیں ہوتے وہ اپنے دعویٰ بزرگی میں کیسے صادق ہو سکتا ہے۔اور اس جگہ سے بِناء ملاقات کئے واپس چلے گئے۔(جوامع الکلم ملفوظات حضرت خواجہ بندہ نوازؒ)

نتیجہ: مقام غور وفکر ہے کہ حضور پُر نور رسول اللہ ﷺ کے طریقوں پر اور آداب پر نہ چلنے والا کس طرح بزرگ ہو سکتا ہے؟

خاص طور پر حضور پُر نور ﷺ نے ہم کو کینے اور کدورت کو ہمارے سینوں میں پالنے سے منع

فرمادیاہے۔

اس کے باوجود خدانخواستہ ہمارے سینے' کینے سے خالی نہ ہوں اور کدورتوں کے بُت آلتی پالتی بیٹھے ہوں تو پھر کیا ہمارے قلب ودماغ بزرگی کی جگہ پاسکتے ہیں؟ اور کیا ہم کو مقامات بلند حاصل ہوسکتے ہیں؟

بزرگی اور روحانیت تو دور کی بات ہے عبادت بھی نا قابل قبول' ذکر جمتا ہی نہیں۔ضرورت ہے کہ ہم دعااور کوشش کریں کہ ہمارے سینے کدورتوں سے خالی رہیں۔

☆ لاجواب مخاطبت:

امام یحییٰ بن رازی رحمتہ اللہ علیہ اپنے زمانے کے علمائے دین سے مخاطب ہوکر فرماتے ہیں

''ائے اصحابِ علم:

تمہارے محلات قیصریہ (قیصرِ روم کے محلات جیسے)

تمہارے گھر کسرویہ (کسریٰ بادشاہِ ایران کے گھروں جیسے)

تمہارے لباس طالوتیہ، تمہارے موزے جالوتیہ

تمہارے ظروف اور سواریاں فرعونیہ (فرعون کے برتنوں اور سواریوں جیسے)

تمہارے موائد جاہلیہ (جاہلوں کے جیسے دسترخوان)

تمہارے مذاہب شیطانیہ

اب بتاؤ تمہاری کیا چیز محمدیہ ؐ ہے؟

(ماخوذ از کتاب حیات الحیوان، مولانا کمال الدین دمیری صفحہ نمبر ۴۱۰)

☆ دیدارِ الٰہی:

☆''خدا کے بندے ایسے بھی ہیں جو ان آنکھوں سے دنیا میں خدا کا دیدار دیکھتے ہیں ان کے دِل کی آنکھ

ظاہری آنکھ میں متبدل و متمکن (یعنی تبدیل) ہوجاتی ہے"۔(دیکھئے کتاب "آداب المریدین" مصنفہ حضرت شیخ ضیاءالدین ابوالنجیب عبدالقاہر سہروردی رحمتہ اللہ علیہ، صفحہ ۵ کا حاشیہ)

☆ فرمایا "پس اہل دین کا اس پر اتفاق ہے کہ رویت باریٔ تعالیٰ بلا جہت، وکیفیت وکمیت دنیا وآخرت، خواب اور بیداری میں ممکن ہے"۔(دیکھئے کتاب جوامع الکلم صفحہ ۲۶۲)

☆ برکت بی بی فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا:

جوامع الکلم: ایک دن امیر المومنین حضرت حسن علیہ السلام نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے پوچھا کہ ابا جان آپ کس سے محبت کرتے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے جواب میں فرمایا تم سے اور اللہ سے۔

امام حسن علیہ السلام نے عرض کیا ابا جان دو دوست ایک دل میں نہیں سما سکتے۔ حضرت علیؓ نے فرمایا کہ تم کہتے تو سچ ہو لیکن میں کیا کروں، میں اپنے دل میں ایسا محسوس کرتا ہوں اور وہی کہتا ہوں۔

حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا ابا جان! آپ یوں فرمائیں کہ خدا سے محبت اور مجھ سے شفقت کرتے ہیں۔ حضرت علیؓ کی آنکھیں خوشی سے نم ہوئیں اور فرمایا۔

جان پدر: یہ بات علی کی پشت سے نہیں بلکہ فاطمہؓ کے شکم کی کرامت ہے یعنی نبی ﷺ کی نسبت سے تمہیں یہ حکیمانہ بات دماغ میں آئی۔

مینار عظمت

خلیفہ سوم امیر المومنین حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے دور کا یہ واقعہ اہم ہے۔

جب کوئی فوج جہاد کے لئے کسی علاقے میں بھیجی جاتی تو اس کے ساتھ کسی جلیل القدر صحابی رضی اللہ عنہ کو ضرور بھیجا جاتا تاکہ ان حضرتؓ کی برکت سے اللہ تعالیٰ فتح عطا فرمائے۔

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ جنہیں حضور پرنور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا راز دار بھی کہا جاتا تھا اور وہ بڑی شان کے مالک تھے۔

فوج کے مختلف دستوں میں شریک ہوئے اور مصروف جہاد رہے۔ ایک روز وہ ایک دستے میں شریک تھے کہ نماز کا وقت ہوگیا۔ غالباً مغرب یا عشاء کی نماز تھی' جماعت کھڑی ہوگئی امام صاحب نے ایک خاص لہجے میں قرآن مجید کی تلاوت فرمائی۔ نماز کے بعد کچھ لوگوں نے امام صاحب سے کہا کہ آپ کی تلاوت درست نہیں ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ میں نے بالکل صحیح پڑھا ہے۔

اور میں نے فلاں صحابی رضی اللہ عنہ سے سیکھا ہے اور اس لئے میرا کہنا درست ہے۔ یہ فرق اور اختلاف دراصل لہجوں کا تھا اسی وجہ سے یہ اختلاف ان دونوں میں پیدا ہوگیا تھا۔ حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ نے اس منظر سے خطرہ محسوس فرمایا کہ دوسری قوموں کے اختلافات کی طرح کہیں مسلمانوں میں بھی قرآن مجید پر اختلاف شروع نہ ہوجائے۔

چنانچہ آپ رضی اللہ عنہ نے فوراً لشکر کے سپہ سالار سے اجازت طلب کی اور فوری طور پر مدینہ منورہ کے لئے روانہ ہوئے۔ گرمی کا موسم تھا کئی ماہ کا سفر طئے کر کے مدینہ منورہ پہنچے اور گھر جانے سے پہلے حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر سارا واقعہ سنایا۔ حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے فوری طور پر ایک کمیٹی تشکیل فرمائی اور اس کے ذمہ یہ کام لگایا کہ وہ قرآن مجید کو قریشی لہجہ میں تحریر کرے کیونکہ یہ سب سے معیاری لہجہ تھا اور قرآن مجید قریش مکہ کی زبان ہی میں نازل ہوا تھا۔

اس طرح قرآن مجید کو قریش مکہ کے اسلوب' لہجے اور بچّے میں لکھا گیا اور تاکید فرمادی گئی کہ اب تمام قرآن مجید کی اسی لہجہ میں کتابت ہوگی۔ اس موقعہ پر ایک خاص اسلوب سے قرآن مجید کی کتابت کی یہ ''رسم عثمانی رضی اللہ عنہ کہلاتی ہے اس کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کا لقب ''جامع الناس علی القرآن'' یعنی قرآن پر لوگوں کو جمع فرمانے والے ہوگیا۔ (منصف ۴ اپریل ۲۰۱۶ء)

کیا آپ نے کبھی غور کیا؟

سوال: آنسو اور رطوبت کے جاری ہونے کی جگہ سر کیوں قرار پائی؟

جواب: اگر سر میں رطوبت وفضلات کی جگہ نہ ہوتی تو خشکی کے باعث پھٹ جاتا' اس لئے خدائے تعالیٰ نے آنسوؤں کی روانی کا بندوبست وہاں کیا تا کہ اس رطوبت سے دماغ تر رہے' اور پھٹنے نہ پائے۔

سوال: سر پر بال کیوں پیدا کئے گئے؟

جواب: سر پر بال اس لئے اُگتے ہیں کہ ان جڑوں سے روغن وغیرہ دماغ تک پہنچ جائے' ان مسامات سے دماغی بخارات بھی نکلتے ہیں، دماغ زیادہ گرمی یا سردی سے محفوظ رہتا ہے۔

سوال: پیشانی بالوں سے خالی کیوں ہوتی ہے؟

جواب: پیشانی بالوں سے اس لئے خالی ہوتی ہے کہ اس جگہ سے آنکھوں میں نور پہنچتا ہے۔

سوال: ماتھے پر خطوط وشکن کیوں ہوتے ہیں؟

جواب: ماتھے میں خطوط وشکن اس لئے ہوتے ہیں کہ سر سے جو پسینہ گرے وہ آنکھوں میں نہ پڑ جائے۔ جب شکنوں میں پسینہ جمع ہو تو انسان پونچھ کر پھینک دے' جس طرح زمین پر پانی پھیل کر گڑھوں میں جمع ہو جاتا ہے۔

سوال: پلکیں دونوں آنکھوں کے اوپر کیوں ہیں؟

جواب: دونوں پلکیں اس لئے آنکھوں پر قرار دی گئیں ہیں کہ آفتاب کی روشنی اس قدر ہی آنکھوں پر پڑے جس قدر ضرورت ہو' تو نے دیکھا ہوگا کہ جب انسان روشنی میں بلندی کی جانب کچھ دیکھنا چاہتا ہے تو ہاتھ کو آنکھوں پر سایہ کر لیتا ہے۔

سوال: دونوں آنکھیں بادام کی شکل جیسی کیوں ہیں؟

جواب : دونوں آنکھیں بادام کی شکل کی اس لئے ہیں کہ اس میں سرمہ اور دوائی وغیرہ آسانی سے ڈالی جاسکے۔ مربع شکل یا گول ہوتی تو اس میں سلائی لگانا یا دوائی ڈالنا مشکل ہوتا۔

سوال: ناک دونوں آنکھوں کے درمیان کیوں ہے؟

جواب: یہ اس لئے ہے کہ منبع نور سے روشنی تقسیم ہوکر دونوں آنکھوں کو برابر پہنچے۔

سوال: ناک کا سوراخ نیچے کی جانب کیوں ہوا؟

جواب: تاکہ دماغ کے فاضل وغیر ضروری مادّے بآسانی دفع ہوں اور ہر شئے کی بُو بہ سہولت دماغ تک پہنچ جائے' اگر ناک کا سوراخ اوپر کی جانب ہوتا تو نہ ہی فضلات خارج ہوتے اور نہ دماغ تک بو یا خوشبو پہنچ پاتی۔

سوال: منہ کے اوپر دونوں ہونٹ کیوں بنائے گئے۔

جواب: تاکہ جو رطوبتیں دماغ سے منہ میں آجائیں وہ رکی رہیں اور کھانا پینا بھی انسان کے اختیار میں رہے کھائے چاہے' پھینک دے۔

سوال: سامنے کے دانت کیوں تیز ہوتے ہیں؟

جواب: سامنے کے دانت اس لئے تیز ہوئے کہ کسی شئے کا کاٹنا سہل ہو۔

سوال: داڑھ چوڑی کیوں ہوئی؟

جواب: یہ اس لئے کہ غذا کا چبانا اور پیسنا آسان ہو۔

سوال: ان دونوں داڑھوں کے درمیان لمبے دانت کیوں ہیں؟

جواب: لمبے دانت اس لئے بنائے گئے ہیں کہ دونوں کے استحکام اور قیام کا باعث ہوں

سوال: دونوں ہتھیلیاں بالوں سے خالی کیوں ہیں **جواب:** بال اس لئے نہ ہوئے کہ

کسی چیز کو چھونے سے اس کی ملائمت، گرمی، سردی اور سختی وغیرہ کا احساس ہو سکے اگر ہتھیلیوں پر بال ہوتے تو ان باتوں کا محسوس کرنا مشکل ہو جاتا۔

سوال: مردوں کی داڑھی کس لئے ہوتی ہے؟

جواب: مردوں کی داڑھی اس لئے ہے کہ عورت اور مرد میں تمیز ہو سکے۔

سوال: ناخن اور بال میں جان کیوں نہ ڈالی گئی؟

جواب : یہ اس لئے بے جان ہیں کہ ان کا بڑھ جانا خرابی پیدا کرتا ہے اور اس کی کمی حسن پیدا کرتی ہے۔ اگر اس میں جان اور حس ہوتی تو کاٹتے وقت انسان کو شدید تکلیف ہوتی۔

سوال: دل صنوبر کا ہم شکل کیوں ہوا؟

جواب: یہ اس لئے کہ آسانی سے پھیپھڑوں میں ٹکا رہے اور پھیپھڑوں کی ہوا دل کو ملتی رہے۔ اور ٹھنڈک پہنچتی رہے تا کہ دماغی بخارات چڑھ کر بیماریاں پیدا نہ کریں۔

سوال: پھیپھڑوں کو دو ٹکڑوں میں کیوں تقسیم کیا گیا؟ اور وہ متحرک کیوں ہیں؟

جواب: پھیپھڑوں کو دو ٹکڑوں میں اس لئے تقسیم کیا گیا ہے کہ دل ان کے درمیان محفوظ رہے اور پھیپھڑے جو خود پنکھے (کی طرح ہیں) اس کو ہوا مہیا کرتے رہیں۔

سوال: جگر کی شکل محدب (کبڑی) کیوں ہے؟

جواب: جگر کو جھکا اور خمیدہ اس لئے بنایا گیا ہے کہ پورے طور پر معدہ قرار لے اور اپنے بوجھ و گرمی سے غذا ہضم کرے اور بخارات کو دفع کرے۔

سوال: دونوں گھٹنے آگے کی طرف جھکتے ہیں پیچھے کی طرف کیوں نہیں جھکتے ؟

جـــواب : گھٹنے پیچھے کی طرف اس لئے نہیں جھکتے کہ چلنے میں آسانی ہوتا کہ انسان آگے کو سہولت کے ساتھ چل سکے اگر ایسا نہ ہوتا تو چلنے میں انسان گر پڑتا۔

سوال: دونوں پاؤں کے تلوے بیچ سے خالی کیوں ہیں؟

جواب: اگر یہ خالی نہ ہوتے تو پورا بوجھ زمین پر پڑتا اور سارے بدن کا بوجھ اٹھانا مشکل ہوتا۔ اور قدم کے کنارے بوجھ پڑنے سے بآسانی پاؤں اٹھا سکتے ہیں جب کوئی بچہ منہ کے بل گرنے لگے تو پنجوں کے زور پر سنبھل سکتا ہے۔

سوال: آنکھوں میں شوریت (کھاراپن) کانوں میں تلخی، ناک میں رطوبت کیوں پیدا کی گئی؟

جـــواب: دونوں آنکھوں میں اگر شوریت نہ ہوتو دونوں پگھل جائیں، کانوں کی تلخی رات کو سوتے وقت زمین پر رینگنے والے مثلاً چیونٹی وغیرہ کو کانوں میں گھسنے نہیں دیتی۔

ناک کی رطوبت سانس کی آمدورفت کے لئے انتہائی سہولت پیدا کرتی ہے، اور خوشبو و بدبو کا احساس کرواتی ہے۔ لب اور زبان میں موجود مٹھاس سے انسان کو کھانے میں لذت محسوس ہوتی ہے۔

〈از طب معصومین〉

بچتے رہو ان کافروں سے
کیونکہ حرام کو حلال بتلانے والا کافر ہی ہے

ماہ ستمبر ۲۰۱۴ء حیدرآباد کے ایک مشہور اردو روزنامہ میں کسی محمد منیر الدین الیاس نامی شخص نے بنک سود لینے کے لئے دلائل دیئے ہیں۔

معزز قارئین کرام! ان دلائل میں کہاں تک وزن ہے غور فرمایئے۔ پہلے دلیل تحریر کی جارہی ہے اس کے بعد دلیل کا وزن یا اس کا کھوکھلا پن بتایا جارہا ہے۔

خدا سے جنگ کے راستوں پر چلانے کے لئے منیر الدین الیاس نے جو شیطانی ہتھکنڈے استعمال کئے ہیں انشاءاللہ ان کا کوئی اثر ہمارے ذہنوں پر نہیں ہوگا۔

☆ الیاس کی بکواس برائے بنک سود:

بنک سود: ایک طرح کی شراکت داری کی تجارت ہے۔

تبصرہ: بنک کا سود جو ملتا ہے وہ شراکت داری کے ذریعہ ہرگز نہیں ملتا بلکہ، شراکت وہی حلال ہوتی ہے جس میں نفع ونقصان میں حصہ داری ہو، جبکہ بنک سود صرف سود ہی ہوتا ہے جو کھاتہ دار کو ادا کیا جاتا ہے، کھاتے دار کو بنک کے رقمی معاملات سے کوئی سروکار نہیں ہوتا۔

اسی طرح بنک کسی کو قرض دیتا ہے تو اس کو قرض لینے والے کے کاروبار سے کوئی غرض نہیں ہوتی کہ اس نے کمایا یا گنوایا؟ بنک وقتِ مقررہ پر سود اور اصل وصول کر ہی لیتا ہے خواہ قرض لینے والے کی جائیداد، مشنری، یا سونا وغیرہ کو ہراج ہی کیوں نہ کرنا پڑے۔

☆ کوئی بھی معاشی، سماجی یا سیاسی نظام جب اسلامی نظام سے متصادم ہوتا ہے تو جلد یا بدیر ہرگز پنپ نہیں سکتا۔

تبصرہ: یہودی، عیسائی اور اہلِ ہنود وغیرہ کے اپنے اپنے سماجی، سیاسی، معاشی نظام ہوتے ہیں جو جاری ہیں جو ختم نہیں ہوتے۔ البتہ فوقیت شریعت محمدی ﷺ کے احکام ہی کو حاصل ہے۔

لہٰذا غیروں کے نظاموں کے پنپنے کی بات مضمون نگار کی چھوڑی ہوئی ہوائی ہے۔

☆ اگر بنک کا نظام غیر اسلامی ہوتا تو دنیا کا تمام معاشی نظام درہم وبرہم ہو جاتا۔

مضمون نگار نے دنیا میں چلنے والے سودی نظام کو اسلامی نظام قرار دینے کی کوشش کی ہے اور ایک ظالمانہ نظام کو اسلام کا عادلانہ نظام قرار دیا ہے جو سراسر بکواس وناقابلِ قبول ہے ہے۔

اس شخص نے سود کو سود نہیں بلکہ انگریزی لفظ انٹرسٹ کو ''دلچسپی'' لکھا ہے حالانکہ انٹرسٹ کے دونوں معنی ہیں سود بھی اور دلچسپی بھی۔

لیکن یہاں بحث سود سے کی جارہی ہے دلچسپی سے نہیں سود کی جگہ پر دلچسپی لکھنا بنک سود کو منافع یا کمیشن کی طرح ہے یوں سمجھئے کہ ایک حرام اور نجس سڑی ہوئی اور بدبودار چیز پر آئسنس یا عرق گلاب یا عمدہ قسم کا مکھن استعمال کرنا اور بہترین لیبل لگانا اور اس کو کسی سنہری پلیٹ میں پیش کرنے جیسا ہے۔

☆ بنک سود کو بعض عالموں نے جائز قرار دیا ہے اور اس کو اسلامی نظام کے مطابق بتلایا ہے۔

تبصرہ : مضمون نگار نے سود جیسی حرام اور نجس کو پاک بتایا ہے ایسا لگتا ہے کہ مضمون نگار نہایت اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں اور یہودیوں اور بنکوں کے پروپیگنڈے سے شدید متاثر ہیں۔

یہودی ہرگز یہ نہیں چاہتے کہ مسلمانوں میں دوبارہ صلاح الدین ایوبیؒ اور طارق بن زیادؒ جیسے مجاہد پیدا ہوں۔

جب مسلمانوں کے پیٹوں میں لقمۂ حرام جائے گا تو پھر مسلمانوں کی جرأت وحمیت اور سرفروشانہ بلکہ مجاہدانہ اِسپرٹ ختم ہوجائے گی، جو مسلمانوں کی خصّی گری سے کم نہیں۔

☆ بنکوں سے کھاتہ داروں کو منافع (سود کو منافع کہہ کر مسلمانوں کو گمراہ کیا جارہا ہے)، تقسیم کے بعد بچنے والی رقم اِسٹیٹ کی ملکیت بن جاتی ہے جسکو رعایا پر ہی تقسیم کیا جاتا ہے۔

تبصرہ: وہ کھاتہ دار جو بنک سود حاصل کر لیتے ہیں اس کے بعد ان کو اس بات سے کوئی دلچسپی نہیں رہتی کہ ماباقی سود کی رقم جو بچ گئی وہ کہاں پر گئی؟ لہٰذا اِس کا تذکرہ ہی بکواس ہے۔

☆ بنک سود کھاتہ دار کے جمع شدہ رقم کی شرح قدر گھٹ جانے سے ملنے والی رقم ہے۔

تبصرہ: بنک جو سود اَدا کرتا ہے وہ اس کو ملنے والے سود سے ادا کرتا ہے مثلاً ضرورت مند تاجر یا اہلِ غرض بھاری شرح سود پر قرض لیتا ہے اور اسی شرح پر سود بھی ادا کرتا ہے۔

اس ادائیگی کے وقت بقول الیاس، ''کساد بازاری''، ''افراطِ زر'' وغیرہ سے کوئی سروکار اس کو نہیں ہوتا اور نہ ہی بنک کو۔

☆ دنیا میں رائج بنک کا طریقہ اسلامی ہے۔

تبصرہ: مضمون نگار نے بنک کے نظام کو اسلامی جو بتلایا ہے وہ سراسر دھوکا دہی پر مبنی ہے اسلام کا اور بنک کا کوئی جوڑ یا ربط ہرگز نہیں ہے۔

☆ حضور اکرم ﷺ اور عمر فاروقؓ کے ارشادات (عالمی) معاشی نظام سے نہیں ٹکراتے،

جیسے ایک کھجور کے بدلے دو کھجور، ایک درہم کے بدلے دو دِرہم وغیرہ۔

نوٹ: اس بکواس اور گستاخی کے بعد الیاس مسلمان نہ رہا زندہ ہے تو توبہ ورجوع لازمی ہے۔

تبصرہ: مضمون نگار کے عشقِ سود نے اس کو زمین آسمان کے قلابے ملانے پر تیار کر دیا۔

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے لئے ہوئے قرض کو خوش دلی سے واپس کرنے کا حکم فرمایا ہے، آپ ﷺ نے قرض دینے والے کو لی ہوئی جنس (کھجور) سے زائد جو ادا فرما دیا یہ سود نہیں تھا بلکہ بخشش یا TIP تھی۔ سود دینے کی ممانعت فرمانے والی ہستی پرنور کس طرح سود ادا فرما سکتی ہے؟

کیونکہ سودی معاملات، شرح سود اور مدت مقررہ کے تعین سے چلتے ہیں، اور لینے والا اضافی رقم اور بروقت ادائی پر مجبور ہوتا ہے وقت پر سود نہ دے سکے تو پھر اُس کو سود در سود دینا پڑتا ہے۔

جہاں تک حضور ﷺ نے واپسی قرض کے وقت جو اضافی ادائیگی فرمائی وہ دراصل اللہ تعالیٰ کے شکر میں تھی۔ اور قرض حسنہ دینے والے کا شکریہ ادا کرنے کے لئے تھی۔

جس کی کہ اس کو کوئی خبر یا اطلاع نہیں تھی، مضمون نگار نے غالباً بنک اور سود کی محبت میں اس حدیث کو ذہن میں ہی نہیں لایا فرمانِ حدیث شریف کا مفہوم یوں ہے کہ سود کا لینے والا، ''سود کا دینے والا، سود کی گواہی دینے والا اور لکھنے والا (چاروں) گناہگار ہیں۔

نوٹ: سود کا لینے والا تو سب سے بڑا گناہگار ہے ہی۔

☆ بنک نقصانات کو بھی برداشت کرتے ہیں۔

بنک کے فوائد یہ ہیں بیروزگاروں کو فراہمی روزگار، آفات سماوی سے متاثرین کی مالی امداد کرتا۔

تبصرہ: بنک کھاتہ داروں کو بنکوں کے نقصانات یا حاتم طائی جیسی سخاوتوں سے کوئی تعلق نہیں ہوتا اور نہ ہی ان مدّات سے کوئی دلچسپی ان کو ہوتی ہے۔

کھاتہ دار ذہنی طور پر بنک کو بطور معاوضہ منتظمی اپنی طرف سے کچھ رقم دینے پر بھی آمادہ رہتا ہے۔ کھاتہ دار صرف اس وجہ سے کھاتہ کھولتا ہے کہ اس کی رقم محفوظ رہے، قریب رہنے پر چوری کا یا بیجا

اسراف کا ڈر رہتا ہے۔ بنک میں جمع شدہ رقم وقتِ ضرورت مل جاتی ہے۔

جن مفتیوں نے حرام کو جو حلال کر دیا ہے اسی کو حیلہ بنا کر (نعوذ باللہ) خدا کو علیم و بصیر نہ جان کر یہ کھاتہ دار سود لے لیتا ہے کل یوم قیامت اس سے ضرور پوچھا جائے گا کہ تجھ کو عقل و فہم دے کر راستہ کھلا چھوڑ دیا گیا تھا' پھر کیوں تو نے حرام کو اختیار کیا؟ مفتیوں کے ساتھ تو بھی عذاب کا مزہ چکھ۔

دوسری طرف وہ کھاتہ دار ہیں جو خدا اور رسول ﷺ کے احکامات کی روشنی میں سود نہیں لیتے اس طرح اپنی عبادتوں کو ملیامیٹ ہونے سے روک لیتے ہیں۔

ایسوں ہی کے تعلق سے مضمون نگار نے لکھا ہے کہ بعض کھاتہ دار بنک میں جمع شدہ رقم پر سود نہیں لیتے کئی برسوں سے جو کہ پورے ملک میں (یہ سودی رقم) ہزاروں کروڑ تک پہنچ گئی ہے۔

چند سطور کے بعد مضمون نگار نے سود نہ لینے والوں کو لاعلم یا دوسرے معنوں میں بیوقوف قرار دیا ہے، چنانچہ لکھا ہے کہ اس کم علمی کی وجہ سے سود نہ لینے والے خود بھی اور دوسروں کو بھی ان فوائد سے دور رکھتے ہیں جس کے لئے معاشی آگاہی ہونا چاہیئے۔

پروردۂ سود و سود خواران مضمون نگار الیاس نامی شخص نے مسلمانوں کو سود نہ لینے پر بیوقوف باور کروایا لیکن اس نے ان کی آخرت کی بربادی پر غور نہیں کیا کیونکہ حرام خواہ پیٹ میں ہو یا جسم پر عبادتیں ملیامیٹ، جب عبادتیں رائیگاں چلی گئیں تو پھر دین کہاں باقی رہا؟

اس ناعاقبت اندیش مسلم دشمن مضمون نگار کی نظر ان آیات الٰہیہ پر بھی نہیں گئی۔

سورۂ البقرہ آیت ۲۷۶: ''اللہ تعالیٰ سود کو گھٹاتا ہے (نابود و بے برکت کرتا ہے) اور خیرات کو بڑھاتا (بابرکت بناتا) ہے۔

سورۂ البقرہ آیات ۲۷۸۔۲۷۹: ''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور جو سود باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو اگر تم مومن ہو اگر تم نے ایسا نہ کیا تو تیار ہو جاؤ اللہ اور اس کے رسولؐ سے جنگ کرنے (کے لئے)، اور اگر تم توبہ کر لو تو تمہارا اصل تم کو مل جائے گا، اور تم (کسی پر) ظلم کرو اور نہ تم پر ظلم کیا جائے گا۔

اس آیت سے یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ بنک دراصل خدا کے خلاف جنگی ہیڈ کوارٹر ہے۔

بعض تقویٰ شعار بنک میں جب داخل ہوتے ہیں تو بایاں پیر رکھتے ہیں اور جب بنک سے نکلتے ہیں تو دایاں پیر پہلے باہر رکھتے ہیں پوچھا گیا ایسا کیوں؟ تو وہ کہتے ہیں کہ ہم بیت الخلاء میں جب داخل ہوتے ہیں تو ایسا ہی کرتے ہیں۔

کیونکہ بیت الخلاء شیطان کی جگہ ہے۔اس لحاظ سے بنک شیاطین کا گڑھ ہے اور بنک والے نہایت صاف گوئی سے کام لے کر سود لیتے وقت بھی سود ہی کہہ کر لیتے ہیں اور دیتے وقت بھی سود ہی کہہ کر دیتے ہیں۔

اِن سے بدتر تو وہ ہیں جو سود کو سود نہ کہہ کر ''بنک منافع''، ''منافع''، ''بنک کمیشن''، ''دلچسپی'' جیسے لچھے دار الفاظ استعمال کر کے پوری ملت کی عبادتوں ریاضتوں کو تباہ و برباد کر دیتے ہیں کیونکہ مفہوم حدیث یوں ہے کہ جس پیٹ میں حرام کا لقمہ جائے یا جس تن پر حرام کا لباس ہو، اس کی کوئی نماز قبول نہیں ہوتی۔

نماز دین کا ستون ہے جب ستون ہی نہ رہا تو پھر دین کہاں باقی رہا ؟

مسلمانوں کی خصی گری یوں بھی کی جاتی ہے مثلاً بعض مفتیوں نے یہ شوشہ چھوڑا تھا کہ ہندوستان دارالحرب ہے یہاں بنک سود لیا جاسکتا ہے۔

جبکہ ہندوستان دارالحرب کی تعریف میں نہیں آتا ہم پر کوئی مذہبی جبر نہیں عقیدوں اور عبادتوں پر کوئی پابندی نہیں۔رہا سوال فسادات، ظلم وستم یا ناانصافیوں کا تو یہ معاملات مذہبی نہیں بلکہ سیاسی ہیں اور یہ تقریباً چھ سو تا آٹھ سو سالہ جرمِ حکمرانی کی سزا ہے کیونکہ یہ ظالم کل محروم و مجبور تھے اور آج یہ مختار ہیں اور ظلم ڈھانے میں آزاد ہیں۔

ہندوستان میں مسلمانوں کے ووٹ اگر مدبرانہ استعمال ہوں تو حکومتیں بنتی اور ٹوٹ سکتی ہیں۔ہندوستان کے تین مسلم صدور ہو چکے ہیں، یہ اور بات ہے کہ پانی پر بہنے والے تنکوں کی طرح

بے وزن اور بے اثر رہے۔

مسلمانوں کے ذہن سے حلال کو کھرچ دینے اور حرام کی رغبت دلانے کی جو کوششیں ہوتی ہیں ان ہی کا اثر ہے کہ مسلمان دھڑلے سے گھر وغیرہ رہن رکھتا ہے اور سود کھاتا ہے۔

نہ صرف سود بلکہ رہن رکھوانے والے کی جائداد بھی کھا جاتا ہے وہ اس طرح کہ جب وقت مقررہ پر وہ شخص رقم لے کر آتا ہے تو سود خور ٹال مٹول سے کام لیتا ہے اور وقت گزار دیتا ہے، نتیجہ میں قانونی طور پر مالک بن جاتا ہے، ورثاء یا اجنبی عیش کرتے ہیں،

ہزاروں بلکہ لاکھوں گز ہڑپ کر لینے والا یہ غاصب جب مرجاتا ہے اور چھ فٹ ضرب چار فٹ میں آجاتا ہے تو پھر اس زندانِ بے در و بے پہرہ (بنا دروازہ اور بنا پہرے کی جیل) میں وہ ہوتا ہے اور اس کے ساتھ اس کی تواضع کرنے کے لئے سانپ، بچھو اور آگ ہوتے ہیں۔ اور ان کی موجودگی کافی طویل عرصہ تک رہتی ہے بلکہ تا قیامت۔

سود کو سود نہ کہنا اور حرام کو حلال باور کروانا ہی کفر ہے۔

دوسری بات وہ چٹھیاں جو ہراج کی چٹھیاں کہلاتی ہیں ان کے ذریعہ بھی مسلمان سود کھاتا ہے اور اس کو بھی سود نہیں سمجھتا اس طرح حرام کو حلال تصور کر لیتا ہے جو کفر ہے۔

اِن کی مثال یوں ہے فرض کیجئے دس لوگوں نے ماہانہ ایک ہزار روپئے کی چٹھی میں شرکت کی کہ ہر ماہ ایک ہزار دیں اور دس ماہ بعد دس ہزار لیں۔

لیکن ہر ماہ چٹھی کا ہراج ہوتا ہے اور شدید ضرورت مند نصف یا نصف سے کچھ زیادہ رقم حاصل کرتا ہے لیکن ادائیگی تو اُس کو دس ہزار ہی کرنی پڑتی ہے۔

تو اس غریب سے جو روپئے لیئے جاتے ہیں اس کو دھوکا دہی کے تحت سود کہنے کے بجائے کمیشن کہا جاتا ہے جو تمام ارکان پر تقسیم کر دیا جاتا ہے اس طرح جس نے درمیان میں چٹھی نہیں چھڑائی اور آخر میں لے گا تو اُس کو پورے دس ہزار ملیں گے جبکہ اس کی ادائی صرف ۷ یا ۸ ہزار رُوپئے ہی تھی۔

بدقسمتی سے تفصیل میں گئے بغیر عام مسلمان ایسی چٹھیوں میں شریک ہوتے ہیں اور سود کو کمیشن کے نام پر اپنے پیٹوں میں ڈالتے ہیں جس کے بعد نماز قبول نہ ہوئی اور جب نماز اکارت گئی تو پھر دین کہاں باقی رہا؟

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور اُس کے حبیبوں یعنی حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم اور حضور پرنور مہدی موعود علیہ السلام کے صدقہ و طفیل سے ہمارے پیٹوں میں حلال جائے' اور اللہ تعالیٰ ہم کو ہر قسم کے حرام سے اور بربادگان سود و سودخواروں کے پروپیگنڈہ سے بچائے۔ آمین

(۲) ایک صاحب نے جن کے دل میں خوف خدا ہے مفتی کو اطلاع دی کہ:

''اسٹیٹ بنک آف انڈیا نے پانچ سو روپیوں کا ایک حصص رکھا ہے' جتنے چاہے حصص لے سکتے ہیں۔ بنک نے صرف منافع کی بات بتلائی' اور یہ بتلایا کہ اس شراکت میں صرف نفع ہوگا کوئی نقصان ہرگز نہ ہوگا''۔

(تبصرہ) حالانکہ کسی مسلمان کے لئے سرمایہ کاری اس وقت جائز ہوگی جب نفع کے ساتھ نقصان بھی برداشت کیا جائے' بنک کے منصوبہ میں نقصان کا کوئی خطرہ ہی نہیں۔

خوف خدا رکھنے والے اسی سائل نے پوچھا کہ ''کیا ایسی سرمایہ کاری جائز ہے''؟

جواب دینے والے مفتی نے پہلے تو صاف بتادیا کہ

شرعی اصول کے مطابق اگر نفع و نقصان کی بنیاد پر شرکت ہو' اور نفع کی تقسیم تناسب سے نہ ہو' اور کوئی مقدار متعین نہ کی جائے تو ایسی شرکت کا کاروبار درست ہے۔

اس طرح مفتی نے بتلادیا کہ بناء نقصان کی بات کے ایسی شراکت درست نہیں۔

پہلی سانس میں بات یوں ہوئی کہ سائل کو اطمینان ہو جائے' لیکن مفتی کا منشاء ہر کسی کو وہابی جال میں لانا ہوتا ہے خواہ اس شکار کا کتنا ہی دینی نقصان کیوں نہ ہو جائے۔

گزشتہ صفحات میں وہابی سہولتوں کے تعلق سے پڑھا' خواہ ان سہولتوں سے کسی کی عاقبت ہی کیوں

نہ بگڑ جائے۔ چنانچہ انھوں نے بنک کے منصوبہ کو کامیاب بنانے کو یوں کہا:

''البتہ کاروبار کی نوعیت اور کاروبار کرنے والوں کے تجربات سے گمان غالب ہو کہ یہ تجارت بہرحال نفع خیز ہوگی اور نقصان نہ ہوگا۔ ایسی شرکت بھی شرعاً درست ہے۔ اس لئے شرعاً ایسے کاروبار تفصیل کے مطابق درست ہوں گے۔ مفتی عجیب وغریب نے شکار کو پہلے جھانسہ دیدیا۔ پھر بنک کے کاروبار کی وسعت کی خاطر نفع کے ساتھ نقصان کی شرط کے نہ رہنے کے باوجود حلال قرار دیا۔

مجیب ومفتی فقہ اکیڈمی کے ایک ذمہ دار شخص ہیں۔ قارئین کرام: فیصلہ آپ کریں کہ مفتی کا یہ فتویٰ کہاں تک درست ہے؟ (ختم شد)

کچھ تو مجبوریاں رہی ہوں گی
یوں کوئی بے وفا نہیں ہوتا

بعض افرادِ قومی میں قومی معتقدات یا بزرگوں کی روش اور عمل کے خلاف چلنے بلکہ ان راستوں سے ہٹ کر چلنے اور دوسروں کو چلانے کا جو رجحان پایا جاتا ہے' مثلاً انکارِ تسویتِ خاتمینؑ، انکارِ فرضیتِ شبِ قدر وغیرہ، غور وفکر کرنے سے پتہ چلتا ہے کہ ہمارے مخالفین نفسیاتی حربوں سے لیس ہیں اور ان کے ذریعہ لوگوں کے اذہان کو پلٹانے کی کوشش کرتے ہیں۔

کسی بھی فرد یا گروہ کو اُس کی راہ سے ہٹا کر چلانے کے لئے اُس کو احساسِ کمتری میں مبتلا کر دیا جاتا ہے چنانچہ حکومتیں بھی یہی کھیل کھیلتی ہیں، کسی قوم کے تعلق سے آبادی کو گھٹا کر پیش کرتی اور اس قوم کی صلاحیتوں اور قابلیتوں کو چھپا کر ان کی جہالت کو نمایاں کرتی ہیں۔

بلکہ حوصلوں کو توڑنے کے لئے بے بنیاد الزامات عائد کر کے پوری قوم کو ہراساں کیا جاتا ہے اور برادرانِ وطن میں ان کے تعلق سے بغض ونفرت کی آگ بھڑکائی جاتی ہے۔

وہ منکرانِ مہدی جو ایسے نفسیاتی ہتھکنڈوں سے لیس ہوتے ہیں وہ دانستہ طور پر مہدویوں میں احساسِ کمتری کی آبیاری کرتے ہیں۔

احساسِ کمتری میں مبتلا اشخاص میں خود اعتمادی کی کمی ہوتی ہے، سماجی رتبہ سے محرومی، اپنوں کی طرف سے دل شکنی اور دِل آزاری اور پست ہمتی پیدا کرنے والی باتیں یہ ایسے اسباب ہیں جن سے احساسِ کمتری میں اضافہ ہوتا جاتا ہے۔

وہ اشخاص جو خود کو غیر اہم سمجھتے ہیں، خود میں مگن رہنے والے، اگر ان پر تنقید کی جائے تو ان کے اندر مایوسی پیدا ہو جاتی ہے، ان کو یہ خوف بھی کھائے جاتا ہے کہ کوئی ہم کو مسترد نہ کر دے۔

الغرض ایسی اندرونی سوچ یا خامیاں کسی بھی شخص کو مایوسی کے گہرے گڑھے میں اُتار دیتی ہیں؛ جن سے واپس آنے میں کافی وقت درکار ہوتا ہے۔

منکرانِ مہدی کی طرف سے مہدویوں کے اندر احساسِ کمتری لانا اس لئے ہوتا ہے کہ مہدوی مرتد بن جائے۔

ہمارے (دشمن) شکاریوں اور ان دوزخ نوازوں کی طرف سے مہدویوں میں شرمندگی کا پیدا کیا جانا اور ان کے عقائد و ایمان پر حملے نہایت مکاری اور عیاری سے کیئے جاتے ہیں۔

چنانچہ عقیدۂ تسویتِ خاتمین علیہم السلام کا انکار، فرضیتِ شبِ قدر، تسبیح کو چھٹا کلمہ، دوگانۂ لیلۃ القدر کو چھٹی نماز قرار دینا قومی کتب کو ساقط الاعتبار ٹھیرانا امامنا علیہ السلام کی شان میں گستاخی کرنا مہدویوں کے خلاف اپنے ہمنواؤں (وہ لوگ جو ہماری آستینوں میں پلتے ہیں یعنی مرتدین) کے ذریعہ حملے کروانا الغرض ایسے حملے اور مکر و فریب سے بھرپور کوششیں ہر دور میں ہوتی آئی ہیں اور آئندہ بھی ہوتی رہیں گی۔

ہمیں ضرورت ہے کہ ہم اس جال کو توڑ کر آگے بڑھیں۔

احساساتِ کمتری و شرمندگی کی ہمیں کوئی ضرورت نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہم کو کئی انعامات سے سرفراز فرمایا ہے اور ہم روئے زمین کی اہم ترین قوم ہیں جو صرف خدا کے فضل ہی کی وجہ سے ہے ورنہ ہمارے اعمال تو کچھ بھی نہیں ہیں۔

ہم اُس کے شکر گزار ہیں۔ انعامات کچھ یوں ہیں:

بطفیلِ مہدی موعود علیہ السلام ہم مہدویوں کو خدائے تعالیٰ نے یہ توفیق عطا فرمائی ہے کہ ہم حبیبِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ان خاص افعالِ مبارکہ جس کا آپ ﷺ نے کسی کو حکم نہیں فرمایا پورے اخلاص سے عمل کریں۔

یہ اسی وقت ممکن ہے جب ہم خدائے تعالیٰ کا فضل اور اس کی مدد مانگیں اور رسول خدا ﷺ کے مبارک اور پرنور قدموں کی خاک کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنا کر عمل کریں۔ مثلاً:

(۱) ترکِ دُنیا (۲) توکل (۳) طلبِ دیدارِ خدا (۴) ذکرِ دوام

(۵) عزلت از خلق (۶) صحبتِ صادقین (۷) ہجرت اور (۸) عشر

ہم مہدوی اس دارِ دُنیا میں خدا کو دیکھنے کے قائل ہیں ہمارا ایمان ہے کہ جس پر بھی خدا کا فضل ہو جائے اور جس نے انا کو فنا کر دیا وہ اسی دُنیا میں اپنی سر کی آنکھوں سے اپنے پروردگار کو دیکھ لیتا ہے۔

خاتمین علیہم السلام کے مبارک وسیلہ سے ہی یہ بات ممکن ہے۔ اس آیت پر ہمارا ایمان ہے کہ جو اس دُنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا اور زیادہ گمراہ ہے۔

کسی ایک آیت کے بھی منسوخ ہونے کے ہم مہدوی قائل نہیں کیونکہ کسی ایک آیت کے منسوخ ہونے کی بات سے قرآنِ مجید کا ادھورا رہنا قرار پاتا ہے جبکہ قرآن مکمل ہے دوسری اہم بات یہ ہے کہ خدائے تعالیٰ قادرِ مطلق ہے آیت کی منسوخی کی بات! آیتِ منسوخ کا اسی حالت میں رہ جانا اور اس سے بہتر یا ویسی ہی آیت کا نازل نہ ہونا، اس قادرِ مطلق کی شان میں بے ادبی ہو سکتی ہے' مہدیِ موعودؑ نے ہم کو اس بے ادبی سے بچا لیا۔

آج بھی اِس دورِ انحطاط میں ہمارے ہاں نمازیں پڑھانے کا، اذان دینے کا تسمیہ خوانی و نکاح خوانی کا یا میتوں کی تجہیز و تکفین کا کوئی معاوضہ نہیں لیا جاتا۔

حظیروں میں عموماً قبر کی جگہ با آسانی اور بلا معاوضہ کے مل جاتی ہے۔ ہمارے حظیروں میں جو سکون و اطمینان پایا جاتا ہے وہ غیروں کے پاس نہیں کیونکہ یہاں چوبیس گھنٹے اللہ کا ذکر جاری ہے۔

ہماری محفلوں میں ذکر اللہ کے جاری رہنے کا پتہ اہلِ ذکر کو چل جاتا ہے۔

ہمارا جینا مرنا اللہ کے واسطے ہوتا ہے۔

مرشدین کرام کے دائروں کو مریدین آجانے کے بعد ان سے بفضلِ خدا نمازوں اور ذکر اللہ کی پابندی ہوجاتی ہے، عموماً مرشدین کرام اپنے فقراء کو اپنی اولاد کی طرح سمجھتے ہیں اور بہتر سلوک کرتے ہیں، خیال رکھتے ہیں, اس طرح مریدین پر نظرِ شفقت رکھتے ہیں۔

اور اُن کے مقاماتِ بلند کے لئے کوشاں رہتے ہیں مرشدین کی دعائیں، تقلید اور نصیحتوں پر عمل پیرائی سے فقراء ہوں یا کاسبین ہوں آگے بڑھتے جاتے ہیں۔

الغرض مہدیِ موعودؑ نے ہمیں مالا مال رکھا ہے، بفضل خدا کسی بھٹکانے والے کا مکر ہم کو ایک اِنچ بھی ہٹا نہیں سکتا دشمن کو دشمن ہی جانیئے خواہ وہ کتنی ہی دوستی کا مظاہرہ کرے ان سے دُنیاوی دوستی بھی نہیں رکھنی چاہیئے کیونکہ جو مہدیؑ کا دوست نہیں وہ ہمارا دوست کیسے ہوسکتا ہے؟

منکران مہدی کے بنے ہوئے جال میں پرندوں کی طرح پھنسے ہوئے خواہ کاسب ہوں، فقیر ہوں یا مرشدین، ہمارا کام ہے کہ اللہ واسطے، مودبانہ اور تنہائی میں ایسے لوگوں کو سمجھائیں اور بتائیں کو یہ دوزخ نواز آپ کو کہاں لے جارہے ہیں؟

اور استدعا کریں کہ فوری ان سے کٹ جائیں اور خاتمین علیہم السلام، سیدین وصحابہ رضی اللہ عنہم اور بزرگوں سے جڑ جائیں۔

عام منکرانِ مہدی اُتنے خطرناک نہیں ہوتے جتنے کہ اِن کے عالم وملاّ جو دُنیا پرستی کی وجہ سے انکارِ مہدی پر قائم بھی ہیں اور ہم کو بھٹکانے پر تلے ہوئے رہتے ہیں بہرحال احساسِ کمتری اور احساسِ شرمندگی کو یک لخت مٹا دیجئے۔

اور بزرگوں کے بتائے ہوئے راستہ پر، انشاء اللہ پھر ہم ہر قسم کے مکر وفریب سے آزاد ہوجائیں گے اور عمل میں تیز گام ہوجائیں گے۔

اب جو لوگ منکرانِ مہدی کے پروpi گنڈہ سے شدید متاثر ہیں اور چاہتے ہیں کہ مہدوی، عقائد واعمال کے معاملہ میں غیروں کی پیروی کریں، اُن کی خوشی اور ناخوشی کو اہمیت دیں بجائے خدا و

خاتمینؑ کی خوشنودی کے۔

ایسے سادہ لوح افراد جو غیروں کے پروپگنڈہ سے متاثر ہوکر غیروں ہی کی راہ پر چل رہے ہیں تو ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ ان کو حقیقت حال سے باخبر کردیں۔

یعنی ان کو بتلادیں کہ وہ کس قدر دینی نقصان سے دوچار ہورہے ہیں اگر انہوں نے اپنے حال کی اصلاح کرلی تو ٹھیک ہے، ورنہ پروپگنڈہ نے ان کو شدید متاثر کیا ہے اور وہ ایک اِنچ پیچھے ہٹنے تیار نہیں ہیں۔

مائل بہ ارتداد یا مرتد سے کنارہ کش ہوجایئے اور اس کو نامحرم (اس کی تشریح کے لئے صفحہ ۸۰ پر ابتدائی تین سطور دیکھئے) سے بدتر جانیئے۔ انشاءاللہ آپ کی یہ احتیاط آپ کو دینِ مہدیؑ پر قائم ودائم رکھے گی خواہ آپ عمل میں کتنے ہی سست گام رہے ہوں۔

برعکس اس کے اگر آپ عمل میں تیز گام بھی ہیں اور نامحرموں یعنی مرتدوں کے ساتھ از راہ تعظیم اُٹھنا بیٹھنا جاری ہے تو آپ کے عمل کی یہ تیز گامی اس صحبتِ بد سے ہونے والے نقصانات سے آپ کو نہ بچاسکے گی۔ کیونکہ جہاں مہدی موعود سے تھوڑی سی دوری یعنی بدعقیدگی آئی تو پہلے ارتداد آیا، پھر وہاں سے دین چلا گیا۔

تو ضروری ہے کہ ہم اپنے ایمان کی حفاظت کے لئے ایسے مرعوب ذہنوں سے دوری اختیار کرلیں ورنہ یہ ہم کو اپنے رنگ میں رنگ لیں گے تو نتیجہ سوائے جہنم کے اور کچھ نہیں ہوگا۔

قبل ازیں ایک حدیث شریف جو بدمذہبوں کے تعلق سے ہے دوبارہ پڑھیئے:

جس نے کسی بدمذہب کی تعظیم کی تو اس نے اسلام کو ڈھانے میں مدد دی۔

وہ لوگ جو مہدویت کے خلاف ریشہ دوانیاں کرتے ہیں، حمیت دینی کا تقاضہ ہے کہ ان کے ساتھ بھی بے رخی برتی جائے۔

مہدویت پر حملے منکرین کی طرف سے تحریر اور تقریر کے ذریعہ جاری ہی رہتے ہیں۔ مصدقین کا کام ہے کہ وہ ان حملوں کو خاطر میں نہ لائیں، آپسی اتحاد کو بڑھائیں اور فرمان امامناؑ علیہ السلام پر

چلیں، انشاءاللہ یہ حملے ناکام ہی رہیں گے۔

مسلمانوں میں پھوٹ اور دوری کی کوششیں یہودیوں اور عیسائیوں کی طرف سے ہوتی ہیں اور ان کے آلہء کار ملا ہوتے ہیں۔ اور ان عالموں کی کٹھ پتلیاں جیسے آزرین، رہزن، توڑ پھوڑِ اسمعیل اور نیم مفتی بلکہ نیم ملاّ عبرتناک جیسے ہوتے ہیں، جن کی انہدامِ مہدویت کی کوششیں ظاہر و باہر ہیں۔

ان کے علاوہ اور بھی کالی بھیڑیں ہیں جو بہت ہی نپے تلے انداز سے کام کر رہی ہیں، ان کی دانست میں اب ایسے مہدوی بزرگ نہیں ہیں جو ان کی ریشہ دوانیوں کے خلاف ان کو شکست دیں۔

ابلیس کے ان رفیقوں کی بھول ہے اور ان کی ایسی سازشیں کمزور اور بودی ہوتی ہیں۔

کیونکہ ابلیس کا مکر و فریب کم زور اور بودا ہونے کی گواہی یوں آئی ہے۔

سورہ نساء (۴) آیت (۷۶) ''سو تم شیطان کے مددگاروں سے لڑو، کیونکہ شیطان کا مکر و فریب کمزور اور بودا ہوتا ہے''۔

شیطانی مکر کو بفضل خدا مٹا دیا جا سکتا ہے، ضرورت ہے کہ مومنین، بزرگوں کے قدموں سے دور نہ رہیں تقلید سے جڑے رہیں، باعمل رہیں، انشاءاللہ کوئی ایسے مصدقین کا بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔

بہر حال غیر مسلم ہوں، غیر مومن ہوں یا ارتداد پسند ان تمام کا ریموٹ شیطان کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور شیطان کی ہر چال بودی ہوتی ہے ضرورت ہے کہ فراست مومنانہ سے اس کے اثر کو ختم کریں۔

انشاءاللہ مصدقین، مہدی موعود سے جڑ جائیں تو دشمن ہمیشہ ناکام رہیں گے۔

پیش رو اپنے کلماتِ نافعہ کے اختتام پر یوں فرماتے ہیں:

جس کی رشد و ہدایت، مہدویہ اصولوں پر کوئی سمجھوتہ کئے بغیر ظاہر ہو چکی ہے اس کی متابعت اور پیروی واجب ہے۔ ''طالبِ مولیٰ مذکر'' کی صف کے ہو سکتے ہیں۔

جس کی گمراہی، ارتداد اور غیروں کے آگے غلامانہ کورنش بجالانا ظاہر ہو چکے ہیں ان سے بھاگنا اور بے رخی اختیار کرنا اپنے ایمان کو بچانے کے لئے نہایت ضروری ہے۔ یہ احتیاط اس حدیث شریف کے صدقے اور طفیل سے آسکتی ہے۔ مفہوم یوں ہے: نجاست سے بھرا کتا جسم سے چھو گیا تو اتنا ضرر

رساں نہیں، جتنا ایک نامحرم کا ہاتھ ہمارے کاندھے کو چھو جانا۔

طالبان دنیا جن کو مخنث فرمایا گیا ہے ایسوں بھی دور رہیئے۔

اور ایک چیز ہے جو مشتبہ ہے، اس وقت تک توقف کرنا ضروری ہے، یہاں تک کہ از روئے فرامینِ امامنا علیہ السلام اور ارشادات بزرگان دین رضی اللہ عنہم ورحم اللہ اجمعین ایسے شخص یا اشخاص کا ایمان یا کفر وارتداد واضح ہو، مومن ہے تو نزدیکی بلکہ اکتساب فیض بہتر ہے اور خدانخواستہ کافر یا مرتد ہے تو اس سے دوری بہترین بات اور سلامتی ایمان کا باعث ہے۔ (ختم شد)

کسی واقعہ کی مماثلت یا مشابہت سے آپ پریشان نہ ہوں

ایک مہدوی نوجوان نے سوال کیا کہ اس نے ایک واقعہ پڑھا، جو حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانی رحمۃ اللہ علیہ کے تعلق سے آیا ہے کہ حضرتؒ پہلے بادشاہ تھے ایک دن حضرت خضر علیہ السلام نے ان کو خاموش ذکر کرنے کی بات بتلائی۔

حضرتؒ نے ویسے ہی طریقے سے ذکر کیا' پھر ان کا دل دنیا سے اُچاٹ ہوگیا' اور انہوں نے بادشاہت کو ترک کر دیا۔

نوجوان نے پوچھا کہ حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی عطا کردہ تین امانتوں یعنی پس خوردہء کھجور' احکامات ولایت اور ذکر خفی' حضرت خضر علیہ السلام کے پاس صدیوں تک امانت رہے۔

پھر امامنا علیہ السلام کے ظہور مبارکہ (تشریف لانے) پر حضرتؑ نے وہ امانتیں امامنا مہدی موعود کے حوالے فرمادیں اور اللہ کا یہ حکم سنادیا کہ ''جو کوئی تیرے پاس طلب حق لے کر آئے اس کو ذکر خفی کی تلقین کر''۔

اس کے بعد حضرت خضر علیہ السلام نے تعلیم ذکر خفی دینے کی امامنا علیہ السلام سے درخواست کی'

اس پر آپ علیہ السلام نے حضرت خضرؑ کو ذکر خفی کی تعلیم دی۔

اور حضرت مخدوم شیخ دانیالؒ اور حضرت میاں سید احمد (برادر بزرگ امامناؑ) نے تصدیق مہدی کی اور تعلیم ذکر خفی پائی۔ تصدیق مہدیؑ کی یہ دولت حضرت خواجہ خضر علیہ السلام کے فرمانے پر ان کو ملی۔

بہر حال حضرت جہانگیر اشرفؒ سمنانی کے ترک بادشاہت اور خاموش ذکر کے معاملہ میں ذکر خفی کے تعلق سے تھوڑی سی مماثلت یا مشابہت پائی جاتی ہے''۔ تو اس نوجوان کو یوں جواب دیا گیا کہ واقعہ کے بموجب حضرت سید اشرف جہانگیر سمنانیؒ ایک بسا بزرگ تھے۔ یہ تعلیم ان کی ذات کی حد تک ان کو دی گئی تھی جس پر عمل پیرا ہو کر وہ مقامات بلند پر خدا کے فضل سے پہنچ گئے۔

جبکہ امامناؑ کو ملی تعلیم ذکر خفی کا معاملہ بالکل الگ اور خاص الخاص ہے، جس کو آپ علیہ السلام نے عام فرما دیا۔ بارہ سال کی عمر میں یہ امانت آپ کو حاصل ہوئی تھی۔ آپ مزید اکیاون سال حیات رہے۔ اس طرح یہ تعلیم آپ نے ہزاروں بلکہ لاکھوں طالبان خدا کو عطا فرمائی۔ چونکہ یہ صرف مہدی موعودؑ کا ہی منصب تھا اور آپ علیہ السلام ہی کی ذمہ داری تھی۔

حالانکہ اس زمانہ میں سفر کے ذرائع مخدوش تھے۔ ہزاروں میل کا سفر آپ علیہ السلام نے اختیار فرمایا اور مخلوق خدا کو ذکر خفی اور تعلیم مہدویت کے ذریعہ دنیا سے چھڑا کر خدا سے ملاتے رہے۔ انشاء اللہ صادقین کے لئے یہ سلسلہ بذریعہ کاملین یا کمال پسند مرشدین کرام تا قیامت جاری رہے گا۔

امامنا علیہ السلام کے معجز نما فرامین:

(۱) مفہوم: خدا اور رسول کے درمیان جو پلک مارنے کی دیر سمجھتا ہے وہ زیاں کار ہے۔

(۲) اولیاء اللہ مرد تھے انکی زندگی یہ تھی کہ جسمانی عبادت حاصل کی اور روحانی فیض پایا۔ زمانہ دراز ہو گیا تھا (اس لئے بندہ آیا)۔

(۳) حاتم بخیل تھا اپنی ذات کو خدا پر نثار نہیں کیا۔ اور نوشیروان ظالم تھا اپنی ذات پر عدل نہیں کیا۔

(۴) بندہ فقیروں کا صدقہ کھاتا ہے۔

(۵) بندہ کی باطنی پرورش فقیروں کے واسطے سے ہوتی ہے۔

(۶) بادشاہ کا بادشاہی کروفر اختیار کرنا اور بیوہ عورتوں کا چرخہ اور ٹوٹا ہوا گھر اختیار کرنا برابر ہے۔ اور بادشاہ کے لئے بادشاہی اور بیوہ عورتوں کے لئے ٹوٹے گھر کی پونجی ترک کرنا برابر ہے' یعنی بادشاہ اور بیوہ عورت دنیا کی طلب اور ترک دنیا میں برابر ہیں۔

(۷) افیون مت کھاؤ کیونکہ افیون اپنی قید میں لاتی ہے۔

بندہ خدا کیلئے کسی کی قید نہیں نہ بشر اور نفس کی قید ہے اور نہ خواہش اور شیطان کی قید ہے۔

(۸) توریت' انجیل' زبور اور فرقان اور اللہ کی وحدانیت ایک کلمہ میں بیان کرتا ہوں کہ تمام کی مراد کلمہ لا الہ الا اللہ ہے۔

(۹) (کہاوت فرمایا) کہ مردہ بہشت میں جائے یا دوزخ میں ہم لوگوں کو حلوے مانڈے سے کام ہے۔ میراں کیا جانے کس نے کسی کا مال زور اور ظلم سے لیا ہے۔ جہاں معلوم ہو وہاں نہیں کھانا چاہئے، اور جہاں معلوم نہ ہو معاف ہے۔

(فرمان کا مفہوم یوں ہوسکتا ہے) کہ خدا نے دیا ہے تو بے جا تشویش یا تجسس میں نہ پڑو' ہاں اگر معلوم ہو کہ مال زور و ظلم سے لیا گیا ہے تو وہ نہیں کھانا چاہیئے اور پرہیز کرنا چاہئے۔ جہاں معلوم نہ ہو معاف ہے۔

(۱۰) جو شخص بے ادب' بے دیانت اور بے شرم ہے ہرگز خدائے تعالیٰ کو نہ پہنچے۔

(۱۱) صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا تم جو کچھ کام کرتے ہو اس پر نظر کرو اللہ کے واسطے ہے تو بہتر ہے اور اگر اللہ کے واسطے نہیں ہے تو سب بے کار ہے۔

(۱۲) طالب کی ابتدائی حالت میں خدائے تعالیٰ خوشنود نہیں ہوتا مگر جب اپنی طلب کو انجام کو پہنچاتا ہے تو خدائے تعالیٰ خوشنود ہوتا ہے۔

(۱۳) بندہ اپنے کان سے جو کچھ خدا کی آواز سنتا ہے زبان سے ادا کرتا ہے تم عمل کرو یا نہ کرو تم جانو اور خدا جانے۔

(۱۴) مخلوق چاند دیکھتی ہے اور خوش ہوتی ہے ان کو خوشی نہیں کرنی چاہئے زاری کرنی چاہئے اور افسوس کرے کہ عمر ضائع گئی موت نزدیک ہوئی کیوں اپنی ذات پر ملامت نہیں کرتے اور توبہ نہیں کرتے۔

(۱۵) ش ک ر کرنا ش ر ک کو ترک کرنا ہے۔

(۱۶) یہاں (مہدی کے پاس) ایک چیتل کا تعین ہوتا تو بہت سے لوگ آتے (تصدیق کرتے) کیونکہ نفس مقید پر آتا ہے مطلق پر نہیں آتا۔ اگر ایک لاکھ تنکے مطلق (بلاتعین) پہنچیں تو نہیں آتا مگر مقید (متعین یعنی مقرر کردہ) ایک چیتل کا ہو تو آتا ہے۔

(۱۷) بعض صحابہ رضی اللہ عنہم کے روزہ کھول لینے کی اجازت لینے کے لئے آنے پر حضرت مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا کیا حالت ہے؟ برادروں نے عرض کیا کہ ہم بہت بے طاقت ہو گئے ہیں۔

حضرتؑ نے فرمایا تم پانی کے واسطے بے طاقت ہو گئے۔ کیا خدا کی طلب کے لئے ایک دن میں ایسے ہو گئے؟ (یہ فرمان سن کر) صحابہؓ نے زاری کی اور ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اس کے بعد مہدی موعودؑ روانہ ہوئے۔ صحابہؓ نے روزہ نہیں کھولا۔ (ختم شد)

انتخابِ نقلیات از حاشیہ انصاف نامہ
(المعروف حاشیہ شریف)

نقل ہے کہ کسی نے میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ سے عرض کیا کہ فلاں شخص موافق مہدیؑ اچھا ہے جو فقیر اس کے دروازہ پر جاتا ہے تو بہت تعظیم کرتا ہے اور فتوح دیتا ہے۔ میاں رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

جو فقراء خدائے تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہیں وہ اس کے دروازہ پر کیوں جانے لگیں اور جن فقیروں کی خدمت کرتا ہے وہ سخت منافق ہے۔

کیونکہ اس کا مقصد تو یہ ہے کہ تم (متوکل فقیروں) کو تمہارے دین سے علیحدہ کرے اور بظاہر ذلیل کرے۔

اگر اس کا مقصود خدا ہوتا تو جو فقراء خدا پر بھروسہ کئے ہوئے ہیں ان کی خدمت کرتا۔

نقل ہے بندگی میاں شاہ دلاورؒ کے وصال کے قریب آپ کو بہت تشویش ہوئی یاروں نے پوچھا بہت درد ہوتا ہے کیا بات ہے؟ میاںؒ نے فرمایا کچھ فقیروں کا حق بندہ کی دانش کے بغیر عورتوں کے ذریعہ بندہ کے پیٹ میں چلا گیا تھا۔

خدائے تعالیٰ نے دو فرشتوں کو مقرر کیا ہے' اس گوشت کو باہر کرتے ہیں اس لئے بندہ کو تشویش ہے اور میرے پیٹ میں وہ گوشت کاٹ کر ڈال رہے ہیں۔

صحابہ رضی اللہ عنہم کا طریقہ یہ تھا کہ اگر خود کسی چیز کے اوپر بیٹھے رہتے اور ایک دو بھائی دائرہ کے ملاقات کے لئے آتے تو اپنے برابر بٹھاتے، زمین پر بیٹھنے نہ دیتے۔ اگر بہت لوگ آتے خود زمین پر بیٹھتے' اگر لیٹے رہتے تو اٹھ کر آتے ان (آنے والوں) کے ساتھ بیٹھتے۔ اگر کوئی شخص جوتیاں لا کر رکھتا

تو اس کو منع کرتے (رضی اللہ عنہم ورحم اللہ اجمعین)

بندگی میاں شاہ نعمتؓ کے دائرہ کی بی بیاں جمعہ کے روز میاںؓ کے گھر آئیں بی بیؓ تعظیم کے لئے نہیں اٹھیں (اٹھ نہ سکیں) میاںؓ کو حیرانی ہوئی تو میاںؓ نے بی بی سے فرمایا کیوں نہیں اٹھیں؟

بی بیؓ نے عرض کیا کہ اس وقت بچے کو دودھ پلا رہی تھی اس لئے نہ اٹھی۔ میاںؓ نے فرمایا خدائے تعالیٰ اس بچہ کو اٹھالے گا دوسرے ہفتے میں اس بچہ نے وفات پائی۔

اس واقعہ سے نوجوان مرشدین کو یہ درس مل رہا ہے کہ وہ بزرگ کی دیکھا دیکھی ضعیف یا جوان فقراء کو تعظیم نہیں دیں تو ایسا کرنا غلط ہے۔

اگر فقراء کی تعظیم کی گئی تو اللہ تعالیٰ تعظیم کرنے والے کے مراتب کو بلند فرمائے گا۔ اور اس سے ان کی خودی دور ہو کر نیستی آجائے گی، اس طرح خدا کی خوشنودی حاصل ہوگی۔

لہٰذا حکم امامنا علیہ السلام پر جس نے دنیا کو ترک کر دیا اس کی تعظیم ضروری ہے۔ اگر وہ عمل میں کمزور ہے تو چند روز میں انشاء اللہ اس کا عمل بھی درست ہو جائے گا۔ لہٰذا آنے والے فقراء کا احترام کرنا ضروری ہے۔

حضرت بندگی میاں سیدنا شاہ دلاورؓ کے فرزند حضرت میاں سعد اللہؓ کا وصال احمد آباد میں ہوا۔ چار دن ہوئے تو چوتھے کا کھانا تیار کئے شاہ دلاورؓ نے منع فرمایا۔ چالیس روز ہونے پر میاںؓ نے فرمایا اب کھانا تیار کرو۔

کیونکہ اب بندہ نے دیکھا کہ میاں سعد اللہؓ حضرت مہدیؑ کے ساتھ بہشت میں ہیں خدائے تعالیٰ نے ان کو چالیس دن قید کر دیا تھا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ بچہ نظام الملک کی مجلس میں بیٹھا (اور اس کی تعظیم کیا تھا)۔

اس مجلس کے واسطے سے (اس مجلس میں شرکت کی وجہ سے) چالیس دن قید ہوا حالانکہ یہ حضرت مہدیؑ کی صحبت میں تھے۔ اور بندگی میاں شاہ دلاورؓ کے فرزند تھے۔ اور دائرہ میں انتقال کئے ہیں۔ اور میاں دلاورؓ نے ان پر نماز جنازہ ادا کی ایسے اشخاص (بزرگوں) کا حال ایسا ہوا تو تمہارا اور ہمارا

حال کیا ہوگا؟ (حاشیہ انصاف نامہ صفحہ ۱۱۳)

نوٹ: غور کیجئے اتنی بلندیوں اور عظمتوں کے باوجود وقتی طور پر پریشانیوں سے گزرنا پڑا؟ ہر مصدق کو ڈرتے رہنا چاہیئے۔

(۱) مہدی موعود علیہ السلام کی صحبت میں تھے۔

(۲) حضرت بندگی میاں شاہ دلاورؓ کے فرزند تھے۔

(۳) دائرہ میں انتقال فرمائے۔

(۴) والد بزرگوار جیسی پرنور ہستی نے نماز جنازہ ادا کی۔

حضرت بندگی میراں سید محمود ثانی مہدی رضی اللہ عنہ نے دائرہ میں اطلاع کروادی تھی کہ کوئی شخص بازار دور نہ جائے، نزدیک کا سودا خریدے، اگر دور جائے گا تو دنیا کا طالب ہوگا۔

اتنی مقدار کو دنیا کی طلب فرمایا کیونکہ نزدیک سے سودا لینے میں پیسے دو پیسے کی بچت نہیں ہوتی ہے اس لئے دور جانے سے منع فرمایا۔

حضرت بندگی میاں شاہ نظام رضی اللہ عنہ نے اپنے فرزندوں سے فرمایا تابع رہو متبوع مت بنو گجری زبان میں فرمایا۔ ''غلام بن میاں مت بن''۔

شریعت کی پاسداری

نقل ہے حضرت بندگی میاں سیدنا شاہ دلاورؓ پردہ کے بغیر بیان نہیں فرماتے تھے۔ لیکن موافقوں نے پردہ دور کردیا۔

بندگی میاں شاہ دلاورؓ نے اپنی آنکھوں کو ڈھانپ لیا اور فرمایا کہ یہ خلاف شرع ہے نامحرم عورتوں کے سامنے بغیر پردہ کے بیان نہیں کروں گا۔ اس کے بعد پردہ باندھے تب میاںؓ نے آنکھیں کھول کر بیان فرمایا۔

نقل ہے کہ بندگی میاں یوسف رضی اللہ عنہ سے کسی نے کہا کہ بندہ ایک عالم (غیر مہدوی) کو لاتا ہے اس کی تشفی کرو فرمایا کہ لا۔ جب وہ آئے تو بیان کیا قل یا اہل الکتاب (کہہ دو (اے محمد کہ)

ائے اہل کتاب)' عالم نے کہا کہ یہ آیت اہل کتاب کے حق میں ہے۔

میاںؓ نے فرمایا حق ہے وہ عالم اٹھا اور چلا گیا عالم کو لانے والے نے کہا کہ آپ نے اس طرح کیوں کہا، فرمایا مہدی کے منکر کو ایسا ہی کہنا چاہئے۔

قارئین کرام! حضرت بندگی میاں یوسف خداوند خانی سفر خراسان میں امامنا علیہ السلام کے ساتھ تھے، ایک تہہ بند ہے، ٹوپی نہ ہونے سے سر کو رسّی لپیٹ لئے ہیں، جنگل کے پتّے وغیرہ کھانے سے بھی زحمت ہے۔

دوران سفر پیر میں ایک کانٹا چبھ گیا ہے جو نیچے سے چبھا اور اوپر تک آ گیا، جب نکالے چکر سا آ گیا۔ امامنا علیہ السلام قریب تشریف لائے، آپؓ نے دریافت کیا کہ میراں جی وہ وقت کب آنے والا ہے جس کی نظیر نہیں ملتی، فرمایا میاں یوسف یہ وہی وقت ہے، دیدار خدا کی وجہ سے تم کو یہ تکلیف محسوس نہیں ہو رہی ہے، انشاء اللہ یہ جذبہ تم پر تا حیات رہے گا۔

امامنا علیہ السلام نے آپ کو قطعی جنّتی فرمایا ہے۔

ایک اور بزرگ کا نام بھی یوسف ہی ہے، لیکن یوسف سہیت رضی اللہ عنہ، آپ نے اس ''مہر ولایت'' کی جو امامنا علیہ السلام کی پشت مبارک پر تھی، زیارت کی اور اس کے بعد مہدی موعود سے عرض کیا کہ آپ دعویٰ فرمایئے۔

امامنا علیہ السلام نے فرمایا کہ ابھی دعوے کا وقت نہیں آیا، حضرت یوسف سہیت رضی اللہ عنہ بہت مصر تھے، امامنا نے فرمایا خدا تم کو خاموش رکھے گا، چنانچہ آپ پٹن ہی میں رک گئے اور سفر خراسان میں شرکت نہ فرما سکے۔

حضرت ثانی مہدی رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو فقیر (مرشد) جس کسی کی تربیت کرتا ہے اس کو چاہیئے کہ مرید کو عشر کے باب میں مقید کر کے نہ کہے کہ ہم کو دو، دوسرے فقراء کو مت دے کیونکہ یہ فعل جائز نہیں اگر کوئی فقیر عشر کو مقید کرتا ہے تو وہ مہدیؑ سے نہ ہوگا اور وہ فقیر مہدیؑ اور صحابہؓ کی روش کے خلاف کرتا ہے۔

آخری زمانہ کے مرشداں:

(۱) حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ نے معاملہ میں دیکھا اور زاری کی حالت میں باہر تشریف لائے۔ برادروں کے پوچھنے پر کہ ''اس قدر زاری کا سبب کیا ہے؟''

میاں رضی اللہ عنہ نے فرمایا آخر زمانہ کے مرشداں دکھلائے گئے ان کی گردنوں میں طوق اور ان کے ہاتھ اور پاؤں میں زنجیر ڈال کر فرشتے دوزخ کی طرف لے جاتے ہیں۔

کیونکہ انہوں نے محمد رسول اللہ ﷺ اور مہدی موعود مراد اللہ علیہ السلام کی جائے پر بیٹھ کر عصر اور مغرب کے درمیان قرآن کا بیان کیا' ذکر کی تعلیم دی' پس خوردہ دیا اور سویت کی۔

نہ خدا کے حکم سے' نہ رسول و مہدی علیہما وسلم کے حکم سے نہ مرشد کے حکم سے مگر نفس' دبدبہ اور تن پروری کے واسطے یہ کام کیا اخیر زمانہ کے مرشدوں کا حال قیامت میں ایسا ہوگا۔

(۲) حضرت بندگی میاں سیدنا شاہ نعمت مقراض بدعت رضی اللہ عنہ نے اس طرح معاملہ عیاں دیکھا اور فرمایا کہ بندہ کو آخر زمانہ کے مرشداں دکھلائے (گئے) اس طرح کہ عذاب بہت ہوتا ہے مرشدی کی ہوس نہیں کرنی چاہئے۔

جس جگہ دس فقیر مدعاء مہدی (دیدار کی طلب) پر قائم ہیں ان کی صحبت میں رہیں اگر یہ (صحبت یافتہ) مرشدی کریں تو اچھا ہے وگرنہ کوئی فائدہ نہیں ہے۔

اور جس کسی سے دین کا فائدہ نہ ہو تمام طالبان خدا ان کی صحبت سے ان کے دوگانہ سے اور ان کی مشت خاک سے خالی ہیں۔ کوئی فائدہ نہیں ہے۔

(۳) حضرت بندگی میاں سید شہاب الدین شہاب الحق رضی اللہ عنہ نے فرمایا بندہ کو آخر زمانہ کے مرشداں دکھلائے جاتے ہیں دوزخ کے کھمبوں سے باندھے ہیں اور آگ کی قینچیوں سے ان کی زبانیں کاٹ رہے ہیں۔

اس سزا کی وجہ یہ ہے کہ انہوں نے دنیا میں دوسروں کو اچھی بات کہی اور خود عمل نہیں کیا۔ (ماخوذ از حاشیہ انصاف نامہ المعروف حاشیہ شریف صفحات ۲۲۱ تا ۲۲۳)

تسلسل فرامین امامنا علیہ السلام:

ایسے ارشاد یا تو پیغمبر ﷺ فرماسکتے ہیں یا خلیفۃ اللہ۔ مثلاً آپ علیہ السلام نے جو فرمایا وہ آپ ہی فرماسکتے ہیں علاوہ ازیں آپ نے یہ بھی فرمایا کہ

میرذوالنون نے کہا کہ اب یہ تلوار (جو آپ پر اٹھی تھی) آپ کے دشمنوں پر اٹھے گی اور میں آپ کا ناصر ہوں۔

فرمایا میرذوالنون اس تلوار کو تو اپنے نفس پر مار اور مہدی کا ناصر خدا ہے۔

مقام فرح: نظر ڈالنے پر پہاڑ سونا بن گئے۔ اور ریت جواہرات میں تبدیل ہوگئی۔

آپ نے فرمایا کہ سب سے کہہ دو کہ آ کر ان جواہرات کو لے لیں کسی نے بھی اس دنیا کو قبول نہ کیا۔ تب آپ نے فرمایا کہ۔

''جو کوئی مال کا طالب ہوگا خدائے تعالیٰ کو نہ پہنچے گا' اور خدائے تعالیٰ کا طالب مال نہیں چاہے گا' تو پھر مہدی مال زمین سے نکال کر کس کو دے''؟

فرمایا: ''علماء حدیث کا اصلی مطلب جاننے سے محروم رہے،

مال زمین سے نکال کر لوگوں کو دینا اور گمراہ کرنا دجال کی صفت ہے''۔

فرمایا: ''محمد نبی اور محمد مہدی کے لئے فنا نہیں' موت ایک پل ہے جو دوست کو دوست (اللہ تعالیٰ) سے ملا دیتا ہے''۔

''بندہ کو کفن میں نہ پاؤ گے اگر کفن میں پاؤ تو سمجھو کہ بندہ مہدی نہیں''۔ دفن کے بعد لفافہ (کفن مبارک) خالی رہا، امامناؑ کے اس آخری معجزہ کو حضرت ثانی مہدیؑ نے بتلا دیا تھا۔

مہدویت کو ڈھانے انکار اور اعتراض کی بھرمار

داخلی دشمنوں (مرتدین) اور خارجی دشمنوں (منکرین) کے حملے (اعتراضات کے نقاب میں)

پہلا داخلی حملہ آور: یعنی خودکش بمبار

منکران مہدی کی جامعہ سے بنام اسناداتِ علمی، یعنی طوق ہائے انکار کے ساتھ واپس آنے والے کے حملے۔ (دیکھئے جلد دوم صفحات ۱۳ تا ۱۶)

۱۔ مہدویہ کتب (نعوذ باللہ) ساقط الاعتبار

۲۔ حضرت خضر علیہ السلام کے وجود و زندگی سے انکار

۳۔ مہدی موعود نے آخری نماز جمعہ میں جو بلند آواز سے وتر ادا فرمائی تھی اس کا انکار۔

۴۔ حضرت بندگی میاںؓ کو بدل ذات مہدی ماننے سے انکار۔

۵۔ سیدین رضی اللہ عنہم کو عطائے مہدی سے ملی تعلیم سیر نبوت و تعلیم سیر ولایت کا انکار

۶۔ عصر و مغرب کے درمیان ذکر کریں تو پھر کاروبار کب ہو؟

۷۔ ایک حدیث شریف کا انکار

۸۔ راسخ العقیدہ مہدویوں سے اظہار بغض و نفرت۔

۹۔ ترتیب ذکر پر اظہار بے اطمینانی

۱۰۔ منکر مہدی کافر کیسے ہوگا ؟

۱۱۔ حضور مہدی میں تصحیح ارواح کی بات سے انکار

دوسرے داخلی حملہ آوروں کی ٹولی: (دوسری جلد صفحات ۳۷ تا ۱۱۲ تیسری جلد صفحات ۶ تا ۵۹)

یعنی ماڈرن اصحاب فیل المعروف ''آزرین'' اور ان کے حملے:

۱۳۔ تسویت خاتمین کا انکار

۱۴۔ شب قدر کی فرضیت سے انکار

۱۵۔ شب قدر کو شکرانہ مان کر پڑھو (حکم آزری)

۱۶۔ ترک دنیا کو ماڈرنائز کیا جائے

۱۷۔ شان مہدی کو گھٹانے آزری عیاری ومکاری' بار بار لفظ تابع کی رٹ

۱۸۔ احکامات خدا اور سول کے خلاف عمل کرنے کے لئے آزری وسوسے:

۱۹۔ نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے'

۲۰۔ جنازہ کے ساتھ بلند آواز سے کلمہ ءسوم پڑھنے اور میت کی بخشش کے لئے پکار کر دعا کرنے' تا نماز جمعہ کے بعد فوری منتشر ہو جانے کے حکم خدا پر عمل کرنے کے برعکس نوافل (حکم مہدی کے خلاف) کی ادائی کے آزری وسوسے۔

۲۱۔ تلاوت قرآن اور قضاء نمازیں پڑہنے اور مہدویوں کو پڑھوانے کی آزری حسرتیں۔

۲۲۔ فقیری اور فقیروں سے شدید بغض وعناد

۲۳۔ گروہ مقدسہ مہدویہ میں جاری اعمال مثلاً قدمبوسی' تا ادائی ساٹھی عمر قضاء' مہر کا اوقیوں میں باندھنا' معافی ءمہر وغیرہ پر آزرین کا ناک بھوں چڑھانا۔

۲۴۔ منکرین کے ساتھ ادب واحترام سے بھرپور غلامانہ لب ولہجہ بلکہ مہدویوں کو ان کی چوکھٹ پر لا کھڑا کر دینے کی مرعوبیت بھری کوششیں۔

تیسرا داخلی حملہ آور:

مودودی کا ایک ہمنوا' اور اس کی ریشہ دوانیاں

نعوذ باللہ

۱۔ مہدی پر ایمان ضروری نہیں۔

۲۔ مہدی کا انکار کفر نہیں'۔

۳۔ دین کی تکمیل ہو چکی' اب کسی مامور من اللہ کی ضرورت نہیں۔

۴۔ قرآن میں کوئی منصب مہدیت ہی نہیں۔

۵۔ کیا قرآن میں کہیں مہدی یا مہدوی کا لفظ آیا ہے؟

۶۔ قرآنی اصطلاحات اپنشدوں (ہندو مذہبی کتب) سے ماخوذ (لی گئی) ہیں۔

احادیث مہدی میں اختلاف کی وجہ سے مسئلہ مہدیت غیر اہم ہے۔

چوتھا داخلی حملہ آور

اسی مرتد کا نیا نام ہے توڑ پھوڑ اسمعیل (ٹی پی آئی) اور اس کے حملے:

ترک دنیا کو ماڈرانائز کیا جائے۔

(ٹی پی آئی خود مودودی کا پٹھا تھا' اس کے پٹھے آزر کا بھی ترک دنیا کو ماڈرانائز کرنے کا مطالبہ)

چند سطور پہلے یہ آزری مطالبہ موجود ہے پڑھیئے۔

۱۔ کاروبار کے وقت ذکر کیسا؟

۲۔ شب قدر کو مہدوی فرض مانتے ہیں جب کہ مہدی موعود نے نہیں فرمایا تھا۔

۳۔ لفظ مہدی موعود کی گردان

(جب کہ ٹی پی آئی کا مہدی موعود پر اور آپ علیہ السلام کے فرمودہ ''مقبل مومن' منکر کافر'' پر ایمان ہی نہ تھا)۔

۴۔ منکر مہدی کافر کہنے کا کسی کو حق نہیں۔

کیونکہ ایسا کہنے سے اس کے منکران مہدی دوست یا آقا، کافر قرار پاتے ہیں۔

پانچواں داخلی حملہ آور: نیم مفتی عبر تناک ع

ہر پھول کی قسمت میں کہاں ناز عروساں

چند پھول تو کھلتے ہی مزاروں کے لئے ہیں

نیم مفتی عبرت ناک اوراس کے حملے:

''بہ حیثیت مرشداس نے کہا: دنیا کی کسی بھی مسجد میں جاؤ وہاں (منکر مہدی امام کے پیچھے) نماز جماعت سے پڑھ لو''۔

(سابقہ تین نقطوں والا ''مرشد''؟ مہدی سے بغاوت کے بعد اوپر کا ایک نقطہ اڑ گیا' اس کے بعد اب وہ دونقطوں والا رہ گیا' یعنی ''مرتد'' اس پر اس کا یہ فرعونی حکم؟

دوسری سانس میں: ''ہر مسجد کے قوانین الگ ہوتے ہیں' جہاں جوتے رکھنا ہے وہیں جوتے رکھو''۔

تبصرہ وتنقید: کہاں خلیفتہ اللہ کے حکم کے خلاف اس مرتد کی گمراہ کن بکواس اور کہاں جوتوں کے رکھنے کے قانون پر عمل کرنے کا یہ حکم؟

یاد رکھیئے: اعلیٰ، خدا سے خوف زدہ جب کہ ادنیٰ جوتوں سے ڈرنے والا ہوتا ہے۔ (اللہ کی مار اسی کو کہتے ہیں)۔

''مہدویت' دیوبندیت یا بریلویت جیسی ہے''۔

حیدرآبادی مقولہ: کدھر نظام علی (بادشاہ وقت) اور کدھر پیاز کی ڈلّی؟

''تسویت خاتمین کو حق جاننے والا خارج از اسلام ہے''۔ مرتدانہ بکواس (اس بکواس کے ذریعہ اس نے قبل مہدی اکابرین اہل سنت کی شان میں شدید گستاخی اور توہین کر ڈالی' ہماری نظر میں تو یہ خارجی ہو چکا تھا۔ اب ممکن ہے کہ جن کی خوشنودی کے لئے اس نے ترک مذہب کیا تھا، اب وہی اس کی بوٹیاں کتوں سے نچوادیں۔

اس نے کہا: ''اسلام کو کمزور کرنے یا (مسلمانوں میں) پھوٹ ڈالنے کے لئے بعض لوگوں نے سازشیں کی تھیں۔ میں نے (اپنا نام بتلا کر)۔۔ جو کام کرنا تھا کر دیا اور شعور کو جگا دیا''۔ نیم مفتی عبرت ناک سے پوچھا جاتا ہے کہ کیا تم نے بھی مہدویت کو کمزور کرنے اور مہدویوں میں پھوٹ ڈالنے

کی سازشیں کی ہیں؟

نیم مفتی کی بکواس جاری ہے۔کہتا ہے:''پیدائشی اہل حدیث سرآنکھوں پر''

تبصرہ:(قوم مہدی موعود) سے منہ موڑنے کا عبرت ناک انجام''درمیانی اہل حدیث نے گویا ماں باپ کو تبدیل کرلیا''۔

تبصرہ: تو جس نے اہل احسان سے منہ موڑا' نیم مفتی کے ضابطہ کے لحاظ سے کیا اس نے بھی ماں باپ کو تبدیل کرلیا؟

قارئین کرام: آپ داخلی حملہ آوروں کے تعلق سے پڑھ رہے ہیں، ایک اور ہے

چھٹا (چھٹا ہوا) داخلی حملہ آور: فادر ٹریسا

عرصہ دراز قبل بعض مہدوی کہلانے والوں نے اپنے ارتداد کا اعلان کیا تھا۔اب چاہتے ہیں کہ مدر ٹریسا کی طرح انہیں شہرت ملے۔اور عوامی مقبولیت حاصل ہو' بلکہ پارٹی ٹکٹ ملنے پر اس مقبولیت کو اپنے حق میں استعمال کریں۔یعنی بنام خدمت خلق دنیا ملے۔

ان سے زیادہ افسوس ان لوگوں پر ہوتا ہے جو ارتداد کے باوجود نہایت فدویانہ بلکہ غلاموں کی طرح ان مرتدوں کا احترام کرتے ہیں۔دنیا کی خاطر جو لوگ مرتد ہوتے ہیں وہ مشرکوں سے بدتر ہوتے ہیں۔

کیونکہ کافروں کے خلاف بوقت جنگ ہتھیار اٹھائے جاتے ہیں جب کہ مرتد کی سزا قتل ہے۔

مرتد نے پہلے اہل ایمان کے خلاف دل میں بغض وعناد کو پالا، پھر منکران کے طواف شروع کئے، اور اپنے ارتداد کا اعلان کردیا، ادھر منکروں نے بھی ایسوں کی دنیا بنادی، مرتد مشرک سے کم نہیں

''مشرکوں کا کام نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدوں کو آباد کریں' جبکہ وہ اپنے کفر کی گواہی دے رہے ہیں' ان لوگوں کے سارے اعمال اکارت ہوگئے وہ لوگ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے (التوبہ)۔

خارجی دشمنوں کے حملے:

۱۔ابوالحسن علی ندوی (صفحات ۶ تا ۲۰)

۲۔قوی نیم جان وناتواں (صفحات ۲۱ تا ۳۷)

۳۔بذریعہ اخبار تین ناکام حملے (صفحات ۶۳ تا ۹۵)

اس دشمن کا نام سید ابوالحسن علی ندوی ہے' جن کے تعلق سے ارشد القادری نے لکھا تھا کہ:''۔۔۔اس ترقی پسند عالم نے ساری زندگی مسلمانوں کے عقائد و روایات کا مذاق اڑایا۔''۔ ندوی نے پہلے تو تحریک مہدویت لکھا، پھر بعد میں دعوت لکھا۔

پہلا جھوٹ:''مہدویت کے بانی سید محمد بن سید یوسف جون پوری'' لکھا۔

ہمارا جواب: ہماری ہر کتاب میں حضور پرنور مہدی موعود کے والد کا نام سید عبداللہ عرف سید خاں ہے

دوسرا جھوٹ:''حالت سکر میں یا مفہوم ومراد کو صحیح طور نہ سمجھنے کی بناء پر ان یعنی مہدی موعود سے اپنی ذات کے متعلق دعوے صادر ہوئے''۔

ہمارا جواب: مہدی موعود علیہ السلام نے تینوں دعوے حالت جذبہ کے ختم ہونے کے بعد فرمائے، اور یہ تین دعوے راہ چلتے چلتے نہیں فرمائے جیسا کہ اس دروغ گو عالم نے لکھا' بلکہ ہر دعوے سے پہلے قیام فرمایا اور یکے بعد دیگرے تین مقامات پر دعوے فرمائے۔ندوی نے فرض ولایت صحبت صادقین کی جگہ صحبت صدیقین لکھا۔(جہاں تعصب، جھوٹ اور عناد ہوں، وہاں پر علم کی جگہ جہالت آ جاتی ہے)۔یہی وجہ سے وہ صادق اور صدیق میں تمیز نہ کر سکے۔

تیسرا جھوٹ: وہ (یعنی مہدی موعود علیہ السلام) مشاہدۂ الٰہی کو ضروری اور شرط ایمان قرار دیتے تھے۔

ہمارا جواب: دیدار خدا فرض نہیں بلکہ وطلب دیدار خدا فرض ہے۔ندوی کی کوشش یہی تھی کہ کوئی مسلمان

تصدیق مہدی نہ کرے۔

مہدویت اور مہدی موعود کے خلاف اس عالم کے بیس جھوٹ درج کئے گئے ہیں اور بصدقہ مہدی موعود علیہ السلام ان کی تردیدات بھی موجود ہیں۔

مہدویت کے خلاف آزرین کی ریشہ دوانیوں پر ان کی حمایت کرنے والے بلکہ ان کے' محفلوں میں آنے پر نیازمندی سے ملنے والوں کا کیا حشر ہوگا؟ ایمان کی سلامتی عزیز ہے تو حسب الحکم حضور پرنور ﷺ ایسے لوگوں سے دوری اپنے ایمان کی سلامتی کے ضامن بن سکتے ہیں۔

مذکورہ بالا سطور کمپیوٹر پر ٹائپ ہورہی تھیں۔اطلاع آئی کہ ترکی میں اسلام دشمنوں (غیر مسلمین) اور بغض رسول رکھنے والے اور خود کو مسلمان کہلانے والوں) کے تعمیل حکم کے تحت منتخب حکومت کے خلاف بغاوت ہوئی جو ناکام رہی' سینکڑوں لوگ مارے گئے۔

وفاداروں کی نماز جنازہ ادا کی گئی ' قرآن خوانی کے بڑے بڑے اجتماعات ہوئے۔لیکن باغیوں اور غداروں کی نماز جنازہ اور مسلمانوں کے قبرستانوں میں تدفین پر پابندی لگادی گئی۔

حالانکہ ان نعشوں کا پوسٹ مارٹم ہو چکا لیکن رشتہ داروں نے ان غداروں کی نعشوں کے لینے سے صاف انکار کردیا ہے' اور یہ نعشیں سرد خانوں میں ہیں۔ وفاداروں سے بہتر سلوک اور غداروں سے دوری' یہ ترکوں کی دینی حمیت کی وجہ سے ہوا۔

سوچنے کی بات یہ ہے کہ کیا ہمارے ملی غداروں یعنی طوق ہائے انکار والے نیم ملا' ماڈرن اصحاب فیل' مودودی کا پٹھا' توڑ پھوڑ اسمٰعیل' اور مفتی عبرتناک وملاخودکش بمباروں اور فادر ٹریسا جیسوں کے ساتھ بھی ترک غدّاروں جیسا سلوک ہم کریں گے؟

کیا ان کے غسل میت' نماز جنازہ اور تدفین کے لئے قرعہ اندازیاں ہوں گی؟ اور مہدی سے کٹ کران سے جڑا جائے گا؟ یا حمیت دینی کی خاطر ان سے دوری رکھی جائے گی؟

حضور پرنور ﷺ نے ایک شخص کی نماز جنازہ پڑھانے سے انکار فرمادیا تھا' کیونکہ یہ قرض دار تھا۔

جب کہ یہاں معاملہ بے وفائی اور غداری بلکہ ارتداد تک پہنچ چکا ہے۔

ہماری حرارت ایمانی تو اس بات کا مطالبہ کرتی ہے کہ مہدی موعود کے دوستوں سے ہمیشہ ہماری بنی رہے اور مہدی موعود کے دشمنوں سے ہمیشہ ہماری ٹھنی رہے (آمین)۔

مہدوی کی یہ شان ہوتی ہے کہ وہ عقیدہ کا پکا اور عمل میں تیز گام ہوتا ہے۔

بے کار اور لایعنی باتوں میں وقت ضائع نہیں کرتا' کوشش کرتا ہے کہ اپنی ہر سانس کو ذکر سے معمور رکھے، اور اس کی کوئی سانس مردہ نہ ہونے پائے۔ اور حدود کسب کی پابندی کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ جب دین خدا پر حملے ہوتے ہیں تو حملہ آوروں کے خلاف ڈٹ جاتا ہے۔

دشمنان دین خدا کبھی خاموش نہیں رہتے' ہر لمحہ ان کی کوشش یہی رہتی ہے کہ مہدویت کو مٹا دیں۔ ان کے سامنے اس درخت کی مثال رہتی ہے جو صدیوں تک قائم رہا تھا' آندھیوں میں محفوظ رہا' بجلیوں نے اس کا بال بیکا نہ کیا۔

لیکن یہی درخت ایک دن زمین دوز ہو گیا۔ وجہ کیا ہوئی؟ درخت کی جڑوں میں بھنوروں نے جگہ بنالی اور اسی سے غذا حاصل کرنی شروع کر دی۔

مہدویت کو ختم کرنے کی کوششیں بھی ہر دور ہوتی رہی ہیں' ادھر آندھیوں اور بجلیوں میں درخت محفوظ رہا تھا' ادھر شاہی حملوں' مکاروں کی ریشہ دوانیوں' اخراج ایذا اور قتال میں اللہ نے مہدویت کو رکنے اور مٹنے سے بچایا۔ اور انشاءاللہ ہر دور میں مہدویت مامون اور محفوظ رہے گی.

خارجی دشمنوں سے بڑھ کر ہمارے لئے زیادہ خطرناک یہ داخلی دشمن ہیں' کیونکہ خارجی دشمن جو کل مختار تھے آج مجبور ہیں۔ اسی مجبوری نے ان کو سکھلا دیا کہ مہدویوں میں اپنے ہم نواؤں کو اتار دیں' تا کہ ہمارے ان داخلی دشمنوں سے کام لے کر مہدویت کو نقصان پہنچایا جائے۔

غیر مسلم' بلا لحاظ مذہب وملت کام کرتے ہیں' خاص طور پر تعلیم' اور صحت کے لئے، مرتدین بھی تعلیم' صحت' بیروزگاری کے ازالے اور ایسے ہی امدادی کاموں کے لئے کوشاں رہتے ہیں۔

مہدی موعود کے ماننے والوں کا فریضہ ہے کے ایسی امدادی ہتھکڑیوں، بیڑیوں سے خود کو آزاد رکھیں اور دعا و کوشش کریں کہ اللہ ہر مہدوی کو دین ایمان پر قائم رکھے۔ اور محبوب حقیقی کے دیدار اور وصال کے لئے درکار رفتار عطا فرمائے اور دشمنوں سے ہم کو بچا کر رکھے۔ (آمین)

الحمدللہ ہم مہدوی ہیں

روئے زمین کی اہم ترین قوم ہیں، لیکن ہم کو فخر نہیں، بلکہ ہم سراپا شکر گزار ہیں۔

اگر ہم عمل سے قاصر رہ گئے تو اللہ کی پکڑ سے غافل یا آزاد نہیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حسب وعدہ تخلیق قوم مہدی فرمادی، پہلے اپنی محبت سے ہم کو نوازا، پھر ہمارے دلوں میں اپنی محبت کو جاگزیں فرمادیا۔ اپنی دونوں محبوب ہستیوں (رسول و مہدی صلی اللہ علیہما وسلم) کی محبت ہمارے دلوں میں بسادی۔

اس کے بعد اطاعت و فرمانبرداری کی توفیق عطا فرمادی۔ چنانچہ جب حضور پرنور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم پہنچا:

(مفہوم) ''جب تم کو مہدی کی بعثت کی خبر ملے تو چاہے برف پر سے رینگتے ہوئے جانا پڑے جاؤ اور جا کر اس سے بیعت کرو کیونکہ وہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے''۔ ہم نے حکم حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آمنّا وصدّقنا کہا اور تصدیق مہدی کی دولت پائی، اور اللہ نے ہم کو اہل ایمان میں رکھا۔

حضور پرنور ﷺ کی روانہ فرمائی ہوئی تینوں امانتیں یعنے پس خوردۂ کھجور، احکاماتِ ولایت اور تعلیم ذکر خفی حضرت امامنا میر انسید محمد مہدی موعود علیہ السلام کو بذریعہ حضرت خضر علیہ السلام پہنچ گئیں اور حسب حکم الٰہی مہدی موعود نے مخلوق سے دنیا کو چھڑایا اور خدا سے ملایا۔

بفضل خدا ان امانتوں کے ہم امین ہیں اور حسب توفیق عمل پیرا ہیں۔

حضور پرنور مہدی موعود علیہ السلام نے ہم کو حضور پرنور ﷺ کے قدموں میں پہنچادیا اور اس

تاکید کے ساتھ کہ آپ ﷺ کے مبارک قدموں کی دھول کو اپنی آنکھوں کا سرمہ بنا کر عمل میں تیز گام ہو جاؤ۔

یہ وہ مبارک سرمہ ہے جس سے آنکھوں میں آئے موتیا بند، جالے وغیرہ دور ہو کر بینائی تیز ہو جاتی ہے، اس سرمہ کی یہ بھی برکت ہوتی ہے کہ جس نے فرمان رسول اللہ ﷺ ''موتو قبل ان تموتو'' تحت اپنی ہستی کو خدا کے سپرد کر دیا، اسی دارِ دنیا میں خدائے تعالیٰ کو عیاں دیکھ لے گا۔

اللہ تعالیٰ کے مزید انعامات یوں بھی ہیں۔ مثلاً مہدوی نومولود دنیا میں آنے سے قبل ذکر اللہ سے واقف ہو جاتا ہے، (اس سائنسی ثبوت کے لئے دیکھیے ء کتاب ''ہدایت'' از حضرت سید یعقوب سلیم صاحب مرحوم)۔

بصدقہ مہدی موعود علیہ السلام، کاسب اگر حدودِ کسب کی پابندی کے ساتھ کسب کرتا ہے تو اس کے دل میں مال کی محبت کے بت جگہ نہیں پاتے۔ الغرض اس گروہ مقدسہ میں تو بیشمار راستے ہیں، جو بندوں کو خدا سے ملاتے ہیں، شکر کیجئے اللہ نے ہم کو اس گروہِ مقدسہ میں رکھا ہے۔

مہدوی جب صبح اور شام مصروف بہ ذکر رہتا ہے تو خدا سے قریب ہوتا جاتا ہے۔

مہدویوں میں حسنِ عمل کی دلفریبی نہیں ہوتی اور نہ عبادتوں کا حساب یا شمار کیا جاتا ہے۔ دنیاوی محافل ہوں یا حظیرے ذکر برابر جاری رہتا ہے۔ قلب ذاکر پر بیانِ قرآن جاری رہتا ہے جو صرف خدا کے فضل اور خاتمین صلی اللہ علیہا وسلم کے مبارک وسیلے اور واسطے سے ہے اس میں ہماری کسی کوشش کا کوئی دخل نہیں ہے۔

تعلیماتِ مہدی کی برکت سے خود کی ذات سے محبت کی جگہ کراہت آجاتی ہے، اپنی ذات سے محبت، مہلک ہوتی ہے۔ اسی لئے بزرگوں نے اپنی ہستی کو ہمیشہ ہیچ سمجھنے کی تعلیم فرمائی ہے۔

کیا ہم خود کو سنّی کہیں؟ ہرگز نہیں۔ مثلاً تعلیم کے تین مراحل ہوتے ہیں، پہلی جماعت تا چوتھی جماعت

تحتانیہ (یعنی تعلیم اسلام)، پانچویں تا آٹھویں جماعت وسطانیہ (یعنی تعلیم ایمان) اور نویں جماعت تا بارہویں جماعت فوقانیہ (تعلیم احسان)۔ تینوں درجات کے ہم قائل ہیں اور اللہ نے ہم کو آگے رکھا ہے لہٰذا ہم اپنے آپ کو مصدقِ مہدی کہیں یا مہدوی کہیں۔

(کچھ اضافتوں کے ساتھ) اقتباس کتاب

''فیضانِ مہدی موعودؑ زندگی کے ساتھ اور بعد''

مہدوی بچہ ابھی پیدا نہیں ہوتا شکم مادر میں جب رہتا ہے اسوقت بہ طفیل و بہ صدقۂ مہدی موعود علیہ السلام ذکر اللہ سے اس کو واقفیت ہو جاتی ہے۔

سوال یہ کہ وہ کس طرح؟ جب ماں نے ذکر کیا تو خون کے سرخ اور سفید خلیے ہوتے ہیں جن کو Red cells,white cells کہا جاتا ہے وہ بھی خون کے آکسیجن سے سانس لیتے ہیں اور لآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کا ذکر کرتے ہیں۔

اس طرح ذکر شکم مادر ہی میں موجود کو پہنچ جاتا ہے۔ جس پر خدا کا شکر ادا کرنا چاہئیے کہ نعمت ذکر سے دنیا میں آنے سے پہلے روشناسی یا واقفیت ہو چکی' ولادت کے بعد سیدھے کان میں اذاں اور بائیں کان میں اقامت کی سنت ادا کی گئی۔

مہدوی بچہ کو بعد کے مراحل یعنی سنت ابراہیمیؑ اور سنت مہدی موعودؑ یعنی تسمیہ خوانی کی تکمیل کروادی گئی۔

بچہ نے مکتب کو جانا شروع کیا ساتھ ساتھ دینی تعلیم کا سلسلہ جاری رہا۔ ایک عرصہ دراز تک اسکول اور کالج کی پڑھائی کی مصروفیات کے بعد انٹرویو کے سلسلے شروع ہوئے اور کسی جگہ اس نوجوان کو روزگار مل گیا یا اس نے تجارت' نوکری وغیرہ شروع کر لی۔

پھر والدین نے کسی جگہ پر لڑکے کی شادی کر دی۔ عمر گزرتی رہی۔ اللہ تعالیٰ نے روزگار میں بھی

ترقی دی اولادوں سے سرفراز فرمایا، مدت اس طرح گزری۔

پھر وہ مبارک وقت آیا جب اس نے یعنی دُنیا کو ترک کردیا، اگر اس نے کسب کے زمانہ میں حدود کسب کی پابندی کی تھی تو فقیری آسان، ورنہ فقیری اسکوفولاد کے چنوں سے زیادہ بھاری اور بوجھل محسوس ہوگی۔

بہرحال چبانا تو ہے ہی ہنس کر یا رو کر، آداب فقیری کی پابندی سے دن گذرتے رہے، زمانہ دراز ہوتا گیا یہ مہدوی فریش وعلیل ہوگیا۔

بیماری نے طول کھینچا اور اس نے بستر پکڑلیا اور امامنّا کے فرمان کے بموجب ''مومن کی پاکی کھاٹ پر'' ایک تو جسمانی تکالیف دوسرے اپنوں کی طرف سے اگر خدمت برابر نہ کی گئی تو رنج کہ کیا اسی دن کے لئے ان کو مانگا گیا تھا؟

خیر پھر یہ مرحلہ بھی ختم ہوگیا۔ پھر تو ایک وقت وہ بھی آیا کہ مرشد عالی قدر کو بلوانا پڑا۔

خوندکار نے آکر ذکر اللہ کی تلقین کی، پس خوردہ دیا، مکان والوں کو تاکید فرمادی کہ ان کے پاس بیٹھ کر صرف ذکر اللہ کرتے رہیں۔ اس طرح کہ ان موصوف کو بھی آواز پہنچتی رہے۔ پھر حضرت عزرائیل علیہ السلام کی تشریف آوری اور حکم کہ چلو، کس کی مجال کہ اس حکم کو ٹال سکے؟ ان مہدوی صاحب نے کہا چلئے۔ سانس رک گئی نبض تھم گئی۔ سدھارا (قومی اصطلاح پر عمل) کیا گیا۔

(ہم سے ہٹ کر بعض جگہوں پر انتقال کے بعد لوگ میت سے دور ہٹ جاتے ہیں معلوم نہیں یہ ڈر کی وجہ سے ہوتا ہے یا اور کوئی وجہ سے، لیکن مصدقین میت کے قریب ہی رہتے ہیں، ڈرتے نہیں)۔

سدھارا یعنی ہاتھ پاؤں سیدھے کئے۔ چہرہ کا رخ زندگی میں ہی قبلہ رخ تھا اگر قبلہ کی طرف سر تھا تو اب رخ بدل کر چہرہ کے سیدھی جانب قبلہ رخ کردیا گیا۔

آنکھیں کھلی رہ گئی ہوں تو انہیں بند کرکے ہاتھ سینے پر رکھے گئے، پیر سیدھے کئے گئے، مصدقین کا

یہ عمل ''سدھارا'' کہلاتا ہے، اس کے کچھ دیر بعد پلنگ پر موصوف اب ''موتی'' کہلائے جانے لگے۔

سیدھے مرشد کی مسجد کو لے جائے گئے۔ پلنگ پر میت کا جانا بھی ہجرت کا ثواب پانا ہے۔

ہماری میتیں جو چارپائی پر رکھ کر مرشد کی مسجد کو لائی جاتی ہیں اس سے میت کو ہجرت کا ثواب مل جاتا ہے ہجرت جو ولایت کا اہم ترین فرض ہے خواہ ہم مقامِ امن میں رہیں یا مقامِ ظلم میں، بحکمِ مہدی موعودؑ ہجرت فرض ہے۔

زندگی میں اس فرض کی تعمیل نہ ہوسکی تھی، (اس عدم تعمیل پر ہمیشہ افسوس رہا تھا) انتقال کے بعد یہ عمل انشاء اللہ قبول ہوجائے تو ہجرت کے ثواب کا عشرِ عشیر تو نصیب ہوجائے گا۔

سورۂ نساء۴۔ آیات نمبر ۹۷۔۹۹:

ترجمہ:۔ جو لوگ (دنیاداروں میں پڑے رہنے سے اکثر اپنی عبادتوں اور ذکر اللہ میں خلل ہونے کے باعث) اپنے اوپر ظلم کر رہے ہیں، فرشتے اُن کی جان قبض کرنے کے وقت پوچھتے ہیں کہ (ایسی جگہ پڑے پڑے) کیا کر رہے تھے تو جواب دیتے ہیں کہ ہم تو وہاں بے بس تھے۔

(اس پر فرشتے اُن سے) کہتے ہیں کیا اللہ کی زمین کشادہ نہیں تھی کہ تم ہجرت کر کے اس (زمین) (جہاں کسی کا دائرہ ہو) چلے جاتے؟ (ماخوذ از کتاب شرح عقیدہ شریفہ، حضرت میاں سید قطب الدین عرف خوب میاں صاحبؒ اہل پالن پور)

ایک دِن حضور پرنور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں چارپائی پر ایک میت لائی گئی، حضورﷺ نے مرحوم کے حق میں بشارتیں عطا فرمائیں۔

واقعہ یہ ہوا تھا کہ مکہ میں جندع بن ضمرہؓ جو بڑے پکے مسلمان تھے جب ہجرت کا حکم سنا تو آپؓ نے اپنے بیٹوں سے فرمایا ''اگرچہ میں بہت بوڑھا ہوں، ناتواں ہوں، بیمار ہوں پھر بھی (بہ مصداق ترجمۂ آیت) ''ہم تو وہاں بے بس تھے'' میں داخل نہیں ہوں کیونکہ مدینۂ طیبہ کا راستہ جانتا ہوں اور گھر

سے نکلنے کی بھی قدرت رکھتا ہوں اس لئے تم مجھے اس چارپائی پر اُٹھا کر مدینہ لے چلو.

لڑکے تعمیل حکم میں اور ہجرت کی نیت سے گھر سے لے کر چلے، راستہ میں بعض لوگوں نے اُن کا مذاق اڑایا، راستہ ہی میں حضرت جندع بن ضمرہؓ کا انتقال ہوگیا اور وہ مدینہ منورہ لائے گئے

حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں راستے کا واقعہ لڑکوں نے عرض کیا حضور ﷺ نے مرحوم کے لڑکوں کو تسلی فرمائی اور مرحوم کے حق میں بشارتیں عطا فرمائیں۔ (تفسیر حسینی)

سورۂ نساء ۴۔ آیت نمبر ۱۰۰، مفہوم ارشادِ باری تعالیٰ:

''جو شخص اپنے گھر سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی طرف ہجرت کر کے نکلا پھر اس کو آئے موت تو اللہ کے ذمہ اس کا اجر ثابت ہو چکا''۔

(اجر۔ اللہ کی دیت، یعنی خوں بہا، خوں بہا کیا ہے؟ اللہ کا دیدار)

(تعریفِ اجر ماخوذ از شرح عقیدہ شریفہ، حضرت خوب میاں صاحبؒ پالن پوری)۔

مرحوم اپنی حیات ہی میں فرض ولایت ترک دنیا کے بعد مرشد کی خدمت میں حاضر رہا کرتے تھے اور دائرہ (مرشد کی مسجد) میں زیادہ وقت گزارا کرتے تھے۔

پھر بھی اگر جیتے جی نہ آسکے تھے تو کم از کم انتقال کے بعد چارپائی پر اُن کی میت کو دائرہ میں لایا جاتا ہے، یہ عمل انشاء اللہ اُن کو ہجرت کا ثواب دلوائے گا اور لانے والے بھی مستحق اجر ہوں گے، اور مرحوم کے ساتھ یہ لوگ بھی حضور ﷺ کی خوشنودی کے مستحق ہو جائیں گے۔

مرشد نے غسل دیا وضو کی ترتیب سے پانی بہایا گیا پھر کفنایا، اب ''جنازہ'' کہلائے۔ جنازہ کو باہر صحن مسجد میں رکھا گیا کیونکہ نماز جنازہ کھلے آسمان کے نیچے ادا کرنی ہے۔ نماز جنازہ کی ادائی کے بعد چہرہ دکھلا کر گھر تک جنازہ کو لایا گیا وہاں محرم خواتین نے چہرہ دیکھا غیر محرم دور رہیں۔

جنازہ کے پلنگ کو کاندھوں پر رکھ کر یا گاڑی میں رکھ کر حظیرہ لایا گیا، ضروری سمجھا گیا تو ایک اور

بار نماز جنازہ پڑھا کر چہرہ دکھلا کر قبر میں اتارا گیا، قبر میں اتارنے کے بعد دوبارہ چہرہ دکھلایا جاتا ہے۔اس کے بعد مرشدؑ حاضر مرشدین کرام سے اجازت طلب کرتے ہیں اور مشت خاک دیتے اور تمام شریک افراد بھی مشت خاک دیتے ہیں اس کے بعد قبر مٹی سے برابر کردی جاتی ہے۔

پھر مرشد پانی سے یا مٹی سے مہر کرتے ہیں۔اس کے بعد مرشد پھول اتارنے کے وقت دوبارہ اجازت طلب فرماتے ہیں، دوسری بار اجازت لی گئی۔

بصدقہ مہدی موعودؑ دوبار اجازت لینا نیستی، عاجزی اور خود کو کچھ نہ سمجھنے کی عملی دلیل ہے۔

پھول اتارنے اور فاتحہ پڑھنے کے بعد سب واپس روانہ ہوگئے۔حظیرہ کی مسجد میں یا مرحوم کی قیام گاہ سے قریب مسجد میں یا مرشد کی مسجد میں مجلس تعزیت ہوئی۔

حاضرین میں دو تین اصحاب نے خاص کر مرشد نے مرحوم کی خوبیوں کا بیان فرمایا آخر میں دعا کی گئی۔خدائے تعالیٰ نے تمام کے بیان پر میت کی بخشش فرمادی یا عذاب میں کمی فرمادی۔

حضور اکرم ﷺ نے اپنے اہل خانہ کو حکم دیا تھا کہ جعفرؓ کے گھر والے غمگین ہیں ان کو کھانا بھجواؤ۔اس سنت پر مرشدین عمل کرتے ہیں اور میّت کے ارکان خانہ کو کھچڑی للہ بھجواتے ہیں۔

تا کہ غمزدہ لوگ چولھا جلانے کی زحمت سے بچ جائیں پھر بعد کے دو دنوں تک قریبی عزیز مرحوم کے گھر والوں کے پاس کھانا لاتے ہیں یا مرحوم کے افراد خانہ عزیز و اقارب کو زحمت نہ ہو اس خیال سے معاوضہ سے پکوا لیتے ہیں۔اس طرح بطور سوگ تین دن تک چولھا نہیں سلگایا جاتا۔

ان تین دنوں میں قریبی عزیز مسلسل آتے رہتے ہیں، اس طرح پسماندگان کا غم کم ہوجاتا ہے۔

بعض دائروں میں تیسرے روز جا کر انفرادی طور پر پھول اُتار کر فاتحہ پڑھتے ہیں۔

بعض دائروں میں چوتھے کو حظیرہ جا کر اجتماعی طور پر پھول اتارتے ہیں۔پان اور بتاشے بھی تقسیم کئے جاتے ہیں۔اور موجود حضرات درخواست پر چوتھے کے طعام ماحضر میں شریک ہوتے

ہیں۔تا کہ متوفی کو اس کا ثواب ملے۔

پھول بتاشوں کی تقسیم سے پسماندگان کے اپنے شرعی سوگ کے اختتام کا اظہار ہو جاتا ہے۔

پھر دسواں، بیسواں اور چہلم تک حظیرہ کو جا کر پھول اتار کر فاتحہ خوانی کی جاتی ہے۔

اور حسب حیثیت مرحوم کی نیت سے ان دنوں میں پکوان کر کے قریبی عزیزوں، فقرائے کرام، اور مرشد یا مرشدوں کو للہ کھلایا جاتا ہے۔جس کے بعد میت کے عذاب میں بفضل خدا کمی ہو جاتی ہے۔

فرمان رسول اللہ ﷺ ان ایام میں عذاب لوٹایا جاتا ہے۔

کتاب کنز المومنین میں بحوالہ شرف نبوت لکھا ہے کہ: ''حضرت بی بی عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہیکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: میت کے دفن کے بعد اس روز میت کو گور کی پرسش ہوتی ہے، اور چوتھے روز پھر گور کی سختی اور پرسش ہوتی ہے اور پھر دسویں روز اور بیسویں روز اور چالیسویں روز گور کی سختی اور پرسش ہوتی ہے اور اسی طرح سال بھر تک ہوتی ہے

اسی واسطے ایصال ثواب کی نیت سے بزرگان دین نے دہم چہلم شش ماہی سالیانہ عرس کے روز فقراء اور متعلقین کو کھانا کھلانے کا طریقہ جاری رکھا ہے۔(چراغِ دین نبوی ﷺ صفحہ ۱۱۸)

اس طرح پھول اور فاتحہ اور طعام کی وجہ سے عذاب میں تخفیف ہوتی جاتی ہے۔چہلم کے دوران جتنی بار جمعرات آ جاتی ہیں زیارت کو جاتے ہیں اور نیت سے کڑھائی تقسیم کی جاتی ہے۔

اور پکوان کر کے بغرض ثواب لوگوں کو خاص طور پر مرشد یا مرشدین عالی وقار کے ساتھ ساتھ فقرائے کرام سے اس طعام میں شریک ہونے کی درخواست کی جاتی ہے، اس شرکت طعام کے بعد متوفی کی راحتوں میں انشاءاللہ اضافہ ہو جاتا ہے۔

غور فرمائیے! مرحومین کی بخشش اور اُن کی ارواح کو ثواب پہنچانے کے لئے کس قدر اہتمام کیا

جاتا ہے، سننے میں آتا ہے کہ خاص طور پر وہابی مردہ کو دفن کرنے کے بعد دوبارہ نہیں جاتے اور نہ ایصال ثواب کے لئے ایسا کوئی اہتمام کیا جاتا ہے۔

مہدویوں پر خدا کا فضل ہے کہ وہ نہایت باریکی سے احکامات رسول اللہ ﷺ پر اور مہدی موعود علیہ السلام پر عمل کی حتی المقدور کوشش کرتے ہیں۔

سوال یہ ہے کہ حظیرہ میں ہی تدفین کیوں کی جاتی ہے؟ زمین سب اللہ کی ہے۔

ہمارا جواب یہ ہونا چاہئے کہ سلطان حظیرہ نے اپنے زمانے میں زمین اپنے ذاتی صرفے سے خرید فرمائی تھی یا اللہ واسطے یہ زمین برائے حظیرہ ملی تھی۔ بعد کے آنے والے جانشینوں نے ضرورت مندوں میں زمین تقسیم کردی تھی۔ جو اللہ واسطے ہی دی گئی تھی یہ سلسلہ جاری ہے۔

اگر خدانخواستہ زمین خریدنی پڑ رہی ہے اور متولی بددیانت ہے تو یہ رقم اس کی جیب میں چلی جائے گی۔ اس طرح ایسی خرید وفروخت سب کے لئے باعث عذاب' بیچنے والا تو گناہ گار ہے ہی خریدنے والا بھی گناہ گار ہوگا۔ بلکہ ممکن ہے کہ میت کو بھی اس بے ایمانی سے تکلیف پہنچے، خریدار اسی طرح گناہ گار ہوگا جس طرح سود کا اور رشوت کا دینے والا گناہ گار ہوتا ہے۔

ایسی معاملت قطعی باطل ہے کیونکہ ممکن ہے کہ کسی اور کی جگہ غصب کر کے فروخت کی گئی ہو اس سے خریدار اور میت دونوں گناہ گار ہوتے ہیں۔ لہٰذا ایسی بیع فاسد سے پرہیز لازمی ہے۔

جہاں جگہ اللہ واسطے مل رہی ہے تو وہاں دفن کیا جائے یا پھر انجمن مہدویہ یا کوئی اور قومی ادارے کی طرف سے ہڈواڑ کے لئے زمین قیمت لے کر دی جارہی ہو تو وہ حرام نہیں، کیونکہ خریدی سے ملنے والی رقم حظیرے کی حفاظت وصیانت پر خرچ کی جاتی ہے۔

زندگی میں سلطانِ حظیرہ نے اپنی ذات کی نفی کی تھی اور خدا کی ذات کا اقرار فرماتے رہے تھے یعنی الا اللہ توں ہے لا الہ ہوں نہیں' اللہ تعالیٰ نے فنائیت بخشی تھی اور خوشنودی سے سرفراز فرمایا تھا۔

اس لئے اب ان کے قدموں میں دفن ہونے والوں کو اس نور اور رحمت میں سے حصہ ملے گا۔ اور روزانہ کے آنے والے الطاف وعنایات خداوندی سے مرحوم بھی فائدہ اٹھائیں گے۔

حظیرہ سے ہٹ کر کوئی دفن ہونا چاہے تو اس کی مرضی، لیکن وہ ان انعامات سے محروم رہے گا جس کا ذکر آپ نے ابھی پڑھا۔ جو بکری قافلہ سے بچھڑ جاتی ہے بھیڑیا اسے کھا جاتا ہے۔

ان کے علاوہ آدمی ہو یا جانور وہ ماحول سے ضرور متاثر ہوتا ہے مثلاً اگر ہم کسی ہنسی مذاق کی محفل میں چلے جائیں تو خود بھی ہنسنے میں مشغول ہو جاتے ہیں۔

پسندیدہ موسیقی سننے کو ملے تو خود بخود دانستہ یا نادانستہ ہاتھ پاؤں میں حرکت شروع ہو جاتی ہے۔ کسی مذہبی محفل میں چلے جائیں اور مقرر باعمل ہے تو خود روئے گا اور حاضرین بھی روئیں گے۔

ہمارے حظیروں میں چوبیس گھنٹے اللہ کا ذکر جاری ہے۔ میت پر بھی اس ماحول کا اثر پڑتا ہے اور اس ماحول میں آجانے سے وہ بھی جلد یا بدیر مصروف ذکر ہو جائے گی اور ذکر کا یہ سلسلہ انشاء اللہ قیامت تک چلتا رہے گا۔

غور فرمایئے کہ اللہ نے بواسطۂ خاتمینؐ ہم پر کیا کیا عنایتیں فرمائیں؟ زندگی حدود وقیود میں گزری، فقیری آسان ہوئی، رہی سہی کسر کھاٹ پر پوری ہوئی اور جو بچا تھا وہ بھی ڈھل گیا۔

غسل میت، نماز جنازہ، مشت خاک، مہر، مجلس تعزیت۔

انتقال سے لے کر بشمول چوتھا، چہلم تک چار بار اور ہر جمعرات کو ایک بار اس طرح نو یا دس بار قبر پر حاضرین نے پھول اتارے، فاتحہ پڑھی۔ پھر حتی المقدور پکوان اور لوگوں کا تشریف لانا اور کھا کر جانا۔ علاوہ ازیں سہ ماہی، ششماہی، نو ماہی اور برسی تک یہ سلسلہ جاری رہا۔ اگر عذاب ہو رہا تھا تو مذکورہ عمل سے انشاء اللہ عذاب میں تخفیف ہو کر میت سبک سار ہو جاتی ہے۔

پھر تدفین کسی بزرگ کے پائیں میں، پھر تا قیامت ذکر اللہ کی سب کے ساتھ ہم آہنگی۔

ہر مصدق کی پہلی سانس سے آخری سانس تک پھر انتقال کے بعد کا تا قیامت تسلسلِ ذکر یا تسلسل ذکر کے لئے بیقراری اور جدو جہد؟ کیا کم نعمتیں ہیں؟ وہ لوگ غور کریں جن کے دل میں مہدویت کی قدر کم ہے یا جو فرار ہونا چاہتے ہیں۔ بصدقہ میرانجی یعنی حضور پرنور مہدی موعود علیہ السلام جو ہم کو نصیب ہیں کسی اور جگہ پر آپ کو نصیب ہوں گی؟ منکرین یا مرتدین کے پروپیگنڈہ نے آپ کے ذہنوں کو متاثر و ناکارہ کر دیا ہے تو آیئے در مہدی کھلا ہے، ہمارے پاس کے کسی پابند ذکر سے اپنے شکوک وشبہات دور فرمالیجئے، تاکہ آپ کی بچی ہوئی سانسیں اور تا قیامت لی جانے والی سانسیں باعمل مصدقین کی سانسوں کی طرح زندہ رہیں۔ بلکہ تازہ تصدیقِ مہدی اور خدا کو دیکھنے اور پانے کی آرزو ئیں ہیں تو تعلیمات مہدی پر عمل کیجئے، فضل خدا سے یہ آرزوئیں بھی پوری ہوسکتی ہیں۔

یہ صدقہ حضور پرنور محمد رسول اللہ ﷺ اور حضور پرنور مہدی موعود علیہ السلام کا گروہ مقدسہ میں صرف مرد حضرات کو ہی نہیں بلکہ ہماری ماؤں، بہنوں، بیٹیوں کو بھی نصیب ہوتا ہے جس سے اخروی فائدے حاصل ہوتے ہیں۔ (اقتباس ختم شد)

تمام فرائضِ ولایت عورتوں پر بھی فرض ہیں، اور عمل کرنے پر اجر وثواب میں کوئی کمی نہیں۔ ایسی مائیں، بہنیں جو خدا کی سچی طالب ہیں ان کی صحبت میں حاضری سے بھی فرض ولایت کی تکمیل ہو جاتی ہے۔ یعنی صحبت صادقات۔ بہر حال بزرگوں کے قدموں میں تدفین پانے والے خوش نصیب مہدوی، ذکر بھی جاری، اللہ تعالیٰ کی عنایتیں، نوازشیں، دیدار کی لذتیں اور قرب کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔

(ختم شد)

تلخیص تفسیر ''نورِایمان'' ازحضرت مولانا سید میرانجی عابدخوندمیری صاحب قبلہ

طلبِ دیدارِخدا

سورۃ الاعراف ۷۔آیات ۱۴۲ تا ۱۴۴:۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:''اور جب موسیٰ ہمارے مقرر کردہ وقت پر (کوہ طور) آئے اور ان کے پروردگار نے اُن سے کلام کیا تو موسیٰ نے عرض کیا اے میرے پروردگار مجھے اپنا دیدار دکھا کہ میں تجھے دیکھ لوں فرمایا۔تم مجھے (فی الحال) ہرگز نہ دیکھ سکو گے ہاں اس پہاڑ کی طرف دیکھتے رہو اگر یہ پہاڑ اپنی جگہ برقرار رہا تو تم مجھ کو دیکھ سکو گے۔

جب آپ کے رب نے پہاڑ پر تجلی فرمائی تو اس پہاڑ کے پرخچے اُڑا دیئے اور موسیٰ بے ہوش ہوکر گر پڑے۔جب ہوش آیا تو عرض کیا تیری ذات پاک ہے میں تیری جناب میں توبہ کرتا ہوں اور سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں ہوں۔

ارشاد ہوا اے موسیٰ میں نے اپنی پیغمبری اور اپنے کلام سے تم کو دوسرے لوگوں پر امتیاز بخشا، پس جو کچھ تم کو دیا ہے اس سے لے لو اور شکر بجالاؤ۔

دیدارِخدا کے بارے میں چار مذاہب ہیں:

(۱) روئے زمین پر اللہ نے ایک قوم کو پیدا فرمایا ہے جو خدائے تعالیٰ کو قادر مانتی ہے جو خدا آخرت میں اپنے دیدار سے مشرف فرمائے وہی اس دار دنیا میں اپنے دیدر سے مشرف فرماتا ہے۔

(۲)۔ممکن ہی نہیں: مسلمانوں کے گمراہ بلکہ مذہب کے لئے نقصان رساں فرقوں یعنی اہل بدعت، خوارج اور معتزلہ کا یہی مذہب ہے کہ اللہ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا تم مجھے نہ دیکھ سکو گے۔

(۳) اور عقلاً ممکن ہے لیکن شرعاً ممکن نہیں۔

اہلِ سنت کے پاس لوگوں کا مذہب یہی ہے جب موسیٰ علیہ السلام کو دیدار نہ ہوا تو عام لوگ کس شمار وقطار میں ہیں۔

(۴) دنیا میں ممکن نہیں آخرت میں جائز ہے۔

خدائے تعالیٰ کے لئے کوئی بات ناممکن نہیں وہ قادرِ مطلق ہے ہر چیز پر اُس کا حکم چلتا ہے۔لہذا آخرت میں دیدار ہوسکتا ہے تو دُنیا میں کیوں نہیں؟

دُنیا میں دیدار کی نفی کرنے والوں نے اس بات پر غور نہیں کیا کہ قادرِ مطلق کی جناب میں ایک قسم کی بے ادبی کے مرتکب ہو رہے ہیں اور یہ خیال اُن کا ہے کہ دیدار مرنے کے بعد ہی ہوگا۔

موت دو قسم کی ہوتی ہے ایک اضطراری اور دوسری اختیاری۔اضطراری موت کے بعد دیدار یقینی بھی نہیں۔

البتہ اختیاری موت سے مراد بندے نے جب اپنی خودی کو ختم کر دیا اور اپنی انا کو فنا کر دیا تو پھر وہ فضل خدا سے خدا کو دیکھ سکتا ہے۔(ختم شد)

انا کو فنا کرنا ہو تو خاتمین الکریمین صلی اللہ علیہما وسلم کے اسوہ پر عمل کرنا ہے، جن باتوں کی ممانعت فرمائی گئی ہے ان سے دور رہنا اور جن باتوں کا حکم فرمایا گیا ہے ان پر پورے طور پر عمل کرنا ہے۔

جیسا کہ حضور پرنور ﷺ نے فرمایا ''موتو قبل انت موتو'' یعنی مرنے سے پہلے مرجاؤ۔اس فرمان مبارک کے تحت جس نے اپنی خودی ختم کر لی انشاء اللہ بطفیل خاتمین اللہ نے چاہا تو وہ ضرور اسی دار دنیا میں خدا کو دیکھ سکے گا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ جو شخص اپنے پروردگار کے دیدار کی آرزو رکھتا ہے اُس کو چاہیئے کہ عملِ صالح کرے اور اپنے پروردگار کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔

حضرت امام منا علیہ السلام نے اس آیت کی رو سے طلبِ دیدارِ خدا کو فرض فرمایا۔واضح رہے کہ مہدی موعود علیہ السلام نے دیدار کو فرض نہیں قرار دیا بلکہ طلبِ دیدار کو فرض فرمایا اور فرمایا اللہ کو دیکھنا چاہیئے، سر کی آنکھوں سے یا دِل کی آنکھوں سے یا خواب میں۔دیدار کے طالب صادق پر بھی حکمِ ایمان فرمایا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو فرمایا گیا کہ تم مجھے ہرگز نہ دیکھ سکو گے اس کا مفہوم یوں ہے کہ تم مجھے اس وقت تک نہ دیکھ سکو گے جب تک میرے حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) مجھے نہ دیکھ لیں۔اس کے

بعد دوسروں کو دیدار ہو سکے گا۔

اس لحاظ سے دیدار کے لئے اولیت حضور پرنور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دی گئی اس کے بعد آپؐ کو اللہ تعالیٰ اپنی تجلیات سے منور فرماتا رہا۔

آپ ﷺ نے فرمایا عبادت اس طرح کرو گویا تم خدا کو دیکھ رہے ہو اگر خدا کو نہ دیکھ سکو تو یوں سمجھو کہ خدائے تعالیٰ تم کو دیکھ رہا ہے۔

دیدار کے تعلق سے یہ ارشاد بھی نہایت اہم ہے۔ دیدار دُنیا میں جائز نہ ہوتا تو آپ ﷺ ایسا نہ فرماتے اور خدائے تعالیٰ کے قادرِ مطلق ہونے کی بات بھی آپ ﷺ نے سمجھادی کہ دُنیا اور آخرت ہر دو جگہوں پر اللہ تعالیٰ کا دیدار ہوگا۔

منتخب احادیث ِ مہدیؑ۔ ماخوذ از کتاب شواہد الولایت، مختلف صفحات ۱۱۵ تا ۳۹۶

''جب مہدی درمیانی زمانے میں آئیں گے تو ان کی مخالفت خصوصاً علماء وفقہاء ہی کریں گے، کیونکہ ان کی ریاست باقی نہیں رہے گی''۔

حضور پرنور مہدی موعود علیہ السلام نے جن کو ''پہلوان دین'' فرمایا یعنی حضرت محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ نے اپنی کتاب فتوحات مکی میں فرمایا ہے

فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ''جب امام مہدی نکلے تو اس کا علانیہ دشمن (طبقہ) سوائے علماء وفقہاء کے خاص کر کوئی نہ ہوگا، کیونکہ ان کی ریاست باقی نہ رہے گی جیسا کہ باقی نہ رہے گی ریاست یہود ونصاریٰ کی''۔

مہدی مجھ سے ہے پیروی کرے گا میری کامل طور پر، بے شک وہ میرے قدم بہ قدم چلے گا خطا نہیں کرے گا۔

نبی ﷺ نے فرمایا: قائم کریں گے مہدی دین کو آخر زمانے میں جیسا کہ قائم کیا میں نے اس کو اول زمانے میں۔

صفحہ:۳۹۶۔ ''آخر زمانے میں ایک قوم ہوگی کہ میں ان سے ہوں اور وہ مجھ سے ہوں گے۔ اور

ان میں کے عام اولیاء اللہ رہیں گے''، کسی نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ان کی کیا نشانی ہوگی؟

فرمایا: ''وہ لوگ زیادہ علم والے نہ ہوں گے۔ان کے پاس بہت کتابیں نہ ہوں گی۔

بڑی عمر کے ہوکر قرآن سیکھیں گے،اور قرآن کی حلاوت سے حکمت معلوم کریں گے''۔

بفضل خدا و بطفیل خاتمین صلی اللہ علیہما وسلم آج بھی قرآن کے اسرار و رموز مصدقین پر منکشف ہوتے ہیں، کیونکہ حضور پرنور مہدی موعود علیہ السلام نے قرآن مجید کی مراد ایک کلمہ لا الہ الا اللہ کی تفہیم وتشریح کے ذریعہ بیان فرمادی، جو بفضل خدا مصدقین ومصدقات کی ہر آنے والی اور جانے والی سانس کے ذریعہ اپنی ترتیب کے لحاظ سے جاری ہے۔مراد ومنشاء الٰہی سے واقفیت کے بعد علم کے حصول میں کمی ہوتی ہے کتب کی بھی کم ہی ضرورت ہوتی ہے یہ اللہ کا فضل ہوگیا جو اس اپنی محبوب قوم کو اپنے قرب کی دولت سے نواز دیا، نتیجہ میں مصدق نہ اپنے اعمال پر نظر کرتا ہے اور علمی قابلیت کے حصول یا اظہار کا اسیر ہوتا ہے۔

جیسا کہ آپ نے چند سطور قبل حضور پرنور ﷺ کے دو ارشادات پڑھے، معلوم ہوا کہ مہدی موعود کی مخالفت علماء وفقہاء ہی کریں کیونکہ ان کی ریاست باقی نہ رہے گی۔

موجودہ زمانہ میں بادشاہت تو نہ رہی علمائے دنیادار موجود ہیں جو مسلمانوں میں مسائل کے لحاظ سے موجود دوریاں ہیں ان میں مزید دوریاں پیدا کرتے ہیں تاکہ ان کا اثر ونفوذ باقی رہے اور مسلمان ان کو اپنا بہی خواہ اور ہمدرد سمجھیں اور اشاعت علم کے عنوانات کے تحت ان کی رقمی امداد کریں اور ان عالموں کی دنیا دن بدن بڑھتی رہے۔

ایسے ہی عالموں کی کوشش رہتی ہے کہ مسلمان اپنے حقیقی دشمنوں سے بالکل غافل رہیں اور یہ دشمن بہ آسانی مسلمانوں پر ظلم ڈھانے میں آزاد رہیں۔قوی اور اس کے ہمنواؤں یا معاندین مہدویہ کی تاریخ اٹھا کر دیکھئے کہ کبھی مسلمانوں کی مصیبتوں پر ان کے دل میں کوئی ہمدردی پیدا ہوئی؟ یا ظالم کا پنجہ کبھی انہوں نے موڑا؟ توجہ صرف یہ رہی کہ مسلمانوں میں تلخیاں اور بڑھیں اور دشمنوں سے مسلمان غافل

رہیں، دوسرے معنوں میں دشمنوں کے حملوں کے لئے آسان راہداری فراہم کرتے ہیں تا کہ حملوں میں آسانی رہے۔البتہ اپنے اثاثے بنام مدارس بڑھتے رہیں

قوئی ناتواں کے تعلق سے آپ انشاءاللہ پانچویں جلد میں پڑھیں گے،اس کی پالکی یا صلیب برداروں کے نام پہلے پڑھ لیجئے۔

درج ذیل نے قوی کی ایماء پر حملے کئے،آئندہ بھی حملہ آور ہوسکتے ہیں، ہمارے نوجوانوں کی یادداشت میں یہ نام محفوظ رہیں،معلوم نہیں ان میں کتنے ہیں اور کتنے گئے؟

سلمان منصور پوری، مرادآباد۔طاہر حسین، گیا، (معلوم نہیں ہے یا گیا؟)

(ہرسہ اسیران بندیو۔راشد اعظمی۔شاہ عالم گورکھپوری۔عبداللہ معروفی)۔

شعیب اللہ خان، بنگلور۔ذکریا سنبھلی جب کہ بغض وعناد مہدویت میں سنبھلا ہوانہیں بلکہ لڑکھڑایا ہوا)۔خالد سیف اللہ رحمانی ،فقہ اکیڈیمی :سوالات خواہ شریعت کے ہوں یا فقہ کے، جوابات نہایت آسان، خواہ شریعت یا فقہ کے احکام کے برعکس ہی کیوں نہ ہوں، تا کہ زندانِ عبدالوہاب کے اسیروں میں اضافہ ہوتا جائے۔مہدویت کے خلاف ریشہ دوانیاں جاری رکھتے ہیں، یہی سلسلہ جاری رہا تو ان کا بھی علمی تعاقب انشاءاللہ کیا جائے گا اور امتیوں کو بتایا جائے گا کہ رحمانی نے احکامات شریعت وفقہ کے سیاق وسباق سے ہٹ کر سائل کی دلجوئی کی تھی۔ظالمانہ برقی بل یعنی خرچ سے بڑھ کر رقم کا بل آئے تو رحمانی اس زیادہ رقم کو بنک سود سے ادا کرنے کی بات کرتے ہیں۔اس طرح سائل کے پاس روپیہ کی زیادتی تو ہوئی،لیکن اس کی نمازیں نا قابل قبول اور اس کو عذاب کی وعید،

جیسا کہ آپ نے اس سے پہلے پڑھا رحمانی کا تعلق اسی ٹولی سے ہے جس کے ممنون ومشکور، قادیانی ہیں۔ان ہی ظلمتوں کے رحمانی بھی پروردہ واسیر ہیں۔یہ کیا تحفظ ختم نبوت کرسکیں گے؟ قابل غور ہے۔

(چوتھی جلد ختم شد)

ا

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

مفہوم فرمان مہدیؑ: ''مہدی اور مہدویان قیامت تک رہیں گے۔''

مہدویت

جاوداں، پیہم رواں، ہردم جواں

(پانچویں جلد)

..... از .....

فقیر سید رفعت جاوید (اہل کالاڈیرہ)

ناشر

مہدویہ ویلفیئر ٹرسٹ

قریب حظیرہ حضرت بندگی میاں سید راج محمدؒ

المعروف بہ حظیرۂ شہیداںؒ، چنچل گوڑہ، حیدرآباد۔ تلنگانہ، ہند

ب

نام کتاب : مہدویت: جاوداں، پیہم رواں، ہردم جواں (پانچویں جلد)
مصنف : فقیر سید رفعت جاوید (اہل کالاڈیرہ)
ای میل آئی ڈی: یس آر جاوید، ایٹ دی ریٹ آف آوٹ لک ڈاٹ کام۔
ماہ وسنِ اشاعت: رجب المرجب ۱۴۳۹ ہجری مطابق اپریل ۲۰۱۸ عیسوی
کمپیوٹر کتابت و کتاب ملنے کا پتہ
۱۔ SAN کمپیوٹر سنٹر، صوبیدار امیر علی خاں روڈ (نئی سڑک)
چنچل گوڑہ، حیدرآباد۔ فون نمبر 9959912642
کتاب ملنے کے مزید پتے:
۱۔ NAS ڈی.ٹی.پی و زیراکس سنٹر، قریب مرکزی انجمن مہدویہ،
روبرو ڈائمنڈ کیفے، چنچل گوڑہ، حیدرآباد۔ فون: 8019328677
۲۔ اے ٹو زیڈ اسٹیشنری، مرکزی انجمن مہدویہ، چنچلگوڑہ، حیدرآباد
طباعت : رگھویندرا گرافکس، 1-9-630/1، اڈکمیٹ روڈ، آر آر ڈی کالج بلڈنگ
ودیانگر حیدرآباد۔, 04027664561,Cell: 9949734563
ناشر : مہدویہ ویلفیر ٹرسٹ، قریب حظیرہ حضرت بندگی میاں سید راج محمدؒ
المعروف بہ حظیرۂ شہیداںؒ چنچل گوڑہ، حیدرآباد۔ تلنگانہ۔ ہند
قیمت

ج

عمل مصطفیٰ ﷺ کا نام دین مہدی ہے۔
یعنی مہدویت!
خصوصیات مہدویت کیا ہیں؟

مہدویت

تعلیم اسلام، تعلیم ایمان اور بذریعہ مہدی موعودؑ تعلیم احسان

جاوداں

حسب فرمان مہدی موعودؑ، مہدویت کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک باقی و برقرار رکھا ہے
اور اس کو رکنے و مٹنے سے محفوظ فرمادیا ہے

پیہم رواں

تعلیمات مہدی موعودؑ جاری و ساری ہیں اور انشاءاللہ تا قیامت رہیں گی

ہردم جواں

مہدویت ہر زمانہ میں پوری توانائی سے برقرار رہی ہے اور انشاءاللہ رہے گی۔
اس کو خدائے تعالیٰ نے ضعف یا پژمردگی سے محفوظ فرمادیا ہے۔

د

فہرست

نشانِ سلسلہ	عنوانات	صفحہ نمبر
ا۔	سرِ ورق	ا
۲۔	پتے	۲
۳۔	تشریحِ سرورق	۳
۴۔	فہرست	۴
۵۔	پیش لفظ	۵
۶۔	غافلِ ذکر تنگی میں جیئے گا اور اندھا اٹھایا جائے گا	۶
۷۔	ندوی کے نو نو جھوٹ جاری ہے	۱۳
۸۔	قوی ناتواں ونیم جاں	۲۹
۹۔	الحمدللہ میں مہدوی ہوں	۴۸
۱۰	مینار ہائے نور	۵۹
۱۲۔	دورِ ولایت کے قطعی جنتی	۶۸
۱۳۔	ترکِ دنیا کی فضیلتیں وبرکتیں	۷۰
۱۴۔	مہدویت کے خلاف جنگ جاری، تین ناکام کوششیں)	۷۲
۱۵۔	مفتی غرقاب کے والد اور امبانی! دونوں میں کچھ فرق بھی تھا؟	۹۵
۱۷۔	واقعاتِ شہادت حضرت ابجی میاں شہید رحمتہ اللہ علیہ	۱۰۴

پیش لفظ

برادران وخواہرانِ قوم!

حسب مراتب قدم بوسی، سلام اور چھوٹوں کو سلام ودعائیں۔

لیجئے کتاب مہدویت، جاوداں، پیہم رواں اور ہردم جواں کی پانچویں اور آخری جلد پیش ہے۔

سب سے پہلے ذکر اللہ کے تعلق سے پڑھیئے۔آیات واحادیث کے ذریعہ ذکر خفی کے تعلق سے معلوم ہوگا۔ ہمارے دو خارجی دشمنوں ندوی کے جھوٹ اور قوی ناتواں ونیم جاں کے کچھ احوال پڑھیں گے۔ان خوش نصیب لوگوں کے انٹرویو ہیں جو مہدی موعود علیہ السلام کی تصدیق سے مشرف ہوئے ہیں، مینار ہائے نور کے زیر عنوان بزرگان دین رضی اللہ عنہم اور رحم اللہ اجمعین کی مبارک سیرتیں حروف تہجی کے تحت ہیں اور دور ولایت کے قطعی جنتی بزرگوں کے اسمائے مبارکہ ترتیب وار درج ہیں۔

بعض منکران مہدی، خاص طور پر علماء کے ایک محدود طبقہ نے ہمارے خلاف ہر دور میں جنگ جاری رکھی ہے اور آئندہ بھی جاری رکھیں گے۔ یہ بات ذہن میں رہے، دشمن پر کبھی بھروسہ نہ کیجئے۔

کل کے آقا آج کے غلام ہیں لیکن قلمی جارحیت جاری رکھتے ہیں، دشمنوں کو جواب دینا ہے تو یاد رکھیئے امن ڈھلتا تھا تلوار کی نوک پر اور اب تلوار کا دور نہیں رہا، اب قلم وقرطاس کے ذریعہ جواب دیا جاسکتا ہے، یا پھر پانی سر سے اونچا ہو جائے تو حضرت اجی میاں شہیدؒ نے رہنمائی فرمادی ہے۔

جنگی حکمت عملی بدل چکی ہے اور اب دشمنوں کے ہرکارے ہمارے اطراف وجوانب میں ہیں، جو منکرین سے زیادہ خطرناک ہیں، دور کے منکرین سے پہلے ان قریبی ہرکاروں سے نمٹئے۔

آخری صفحات میں قاسمیوں کی ہمارے خلاف قلمی ریشہ دوانیوں کے جواب ملاحظہ فرمائیے۔

یہ بھی بتلایا گیا ہے کہ مفتی کے والد اور دیور وبھائی امبانی دونوں کروڑوں چھوڑ کر مرے تھے۔

(نوٹ: مفتی کے والد نے ہم مہدویوں کے خلاف فتویٰ داغا تھا)

''غافلِ ذکر، تنگی میں جیئے گا اور یومِ قیامت اندھا اٹھے گا'' (القرآن)

اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں غافلینِ کو یوں خبردار فرمایا ہے:

۱۔سورہ طٰہٰ (۲۰) آیت (۱۲۴): اور جو شخص میری یاد سے منہ پھیرے گا تو اس کے لئے تنگی کا جینا ہوگا اور قیامت کے دن ہم اس کو اندھا اٹھائیں گے''۔

۲۔سورہ الزخرف (۴۳) آیت (۳۶، ۳۷، اور ۳۸)

جو کوئی ہماری یاد سے آنکھیں پھیر لے تو ہم اس پر ایک شیطان کو مقرر کر دیتے ہیں، تو (وہ یعنی شیطان) اس کا ساتھی ہو جاتا ہے۔ اور یہ شیطان ان کو راستے سے روکتے رہتے ہیں، اور وہ سمجھتے ہیں کہ سیدھے راستے پر ہیں۔ یہاں تک کہ ہمارے پاس آئے گا تو (شیطان سے) کہے گا: اے کاش مجھ میں اور تجھ میں مشرق اور مغرب کا فاصلہ ہوتا، تو برا ساتھی تھا۔

سورہ المنافقون (۶۳) آیت (۹):

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، کہیں تمہیں مال اور اولاد کی محبت اللہ کی یاد سے غافل نہ کر دے، اور جو ایسا کرے گا وہ خسارہ اٹھائے گا۔

ذکر الٰہی کی تاکید بار بار فرمائی گئی ہے:

یہاں ابتدائی وہ پانچ آیات درج ہیں، جن میں مخاطبت حضور پرنور ﷺ سے فرمائی گئی ہے۔

سورہ الکہف۔۱۸۔آیت: ۲۸۔اور اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ رکھا کیجئے جو صبح (بلغدٰوۃ) و شام (والعشی) علی الدوام اپنے رب کا ذکر محض اس کی خوشنودی کی غرض سے کرتے ہیں۔

سورہ طٰہٰ۔۲۰۔آیت ۱۳۰: پس آپ ان (غافلینِ ذکر) کی بکواس پر صبر کیجئے اور سورج نکلنے سے پہلے (قبل طلوع الشمس) اور سورج غروب ہونے سے پہلے (وقبل غروبہا) آپ اپنے رب کی حمد کے

ساتھ تسبیح کیجئے اور رات کی ساعتوں میں تسبیح کیجئے اور دن کے اول و آخر میں بھی تا کہ آپ خوش ہوجائیں۔

ان دوآیات کے بعد مزید تین آیات ہیں، لیکن اس سے پہلے یہ چند سطور پیش کی جارہی ہیں۔

حضور پرنور مہدی موعود علیہ السلام نے یوں فرمایا ہے: (مفہوم)

صبح فجر تا طلوع آفتاب تک اور شام عصر تا عشاء ان دو وقتوں کی (ذکر کے ساتھ) حفاظت نہ کرسکے وہ دین خدا کا فقیر نہیں ہے۔

صاحب کتاب ''چراغِ دینِ نبوی ﷺ'' نے سورہ طٰہٰ کی اس آیت نمبر (۱۳۰) کا ترجمہ تحریر فرمایا اس کے بعد یوں مختصر تشریح فرمائی ہے: نماز عصر سے عشاء کے مابین کا وقت (سلطان الیل) اور آغازِ وقت نماز فجر سے طلوع آفتاب کا وقت (سلطان النہار) ہے۔

فرماتے ہیں: جس طرح خاص اور عام انسانوں میں سلطان وقت کو شرف اور بزرگی حاصل ہوتی ہے اسی طرح رات دن کے آٹھ پہر میں اوقات مذکور کو شرف اور بزرگی حاصل ہے۔ دن رات کی تسبیح اور ذکر کے انفاس پر اوقات مذکورہ کے ذکر کے انفاس کو اسی قدر عظمت اور شرف اور بزرگی اور خصوصیت اور مقبولیت حاصل ہے جس طرح عام انسانوں میں سلطان المعظم کو حاصل ہوتی ہے۔

پس اوقات مذکورہ کی ذکر سے حفاظت کریں تو اس افضل و اشرف وقت کے تحت میں آٹھ پہر کے ذکر دوام کا ثواب حاصل ہوگا۔

چنانچہ حضرت بندگی میاں سید محمود سیدنجی خاتم مرشد رضی اللہ عنہ نے وعدہ فرمایا ہے کہ

'' جو لوگ سلطان الیل اور سلطان النہار کے وقت کی ذکر کے ساتھ حفاظت کریں گے ان کے لئے آٹھ پہر کے ذکر کی تکمیل کا بندہ ذمہ دار ہے''۔ یعنی ان کا حشر آٹھ پہر ذکر دوام کرنے والوں کے ساتھ ہوگا۔ حضرت ممدوحؓ نے دنیا کے کل مصدقین پر احسان عظیم فرمایا ہے بشرطیکہ اس بے حد سہولت

اورآسانی سے استفادہ حاصل کریں۔(دیکھئے کتاب چراغ دین نبوی ﷺ، ازحضرت مولوی سید پیرمحمد صاحب قبلہؒ ،صفحہ نمبر ۹۵)۔

سلطان الیل اور سلطان النہار کی اس صراحت کے بعد اگلی آیات پیش ہیں۔

سورہ ق۔۵،آیت ۳۹و۴۰۔

پس کافر جو کہتے ہیں آپ اس پر صبر کیجئے اور آفتاب طلوع ہونے سے پہلے (قبل طلوع الشّمس)اوراس کے غروب ہونے سے پہلے(وقبل الغروبِ)اورغروب ہونے کے ساتھ تسبیح کیجئے اور رات کے بعض اوقات میں بھی اورنمازوں کے بعد۔

سورہ المزمل۔۷۳،آیت ۸۔تو اپنے رب کے نام کو یاد کیجئے اور سب سے بے تعلق ہوکر اس کی طرف متوجہ ہوجائیے۔

سورہ الدہر۔۷۶،آیت ۲۵۔

تو اپنے رب کے حکم کے مطابق صبر کرتے رہیئے ۔اور ان لوگوں میں سے کسی گناہ گار اور ناشکرے کا کہانہ مانیئے ۔صبح وشام(بکرۃ واصیلا)اوررات کے حصہ میں بھی نماز پڑہیئے اور بڑی رات تک اس کی پاکی بیان کیجئے۔

اس آیت میں مخاطبت حضرت ذکریا علیہ السلام سے ہے:

سورہ آل عمران۔۳،آیت ۴۱۔

اپنے پروردگار کو کثرت سے یاد کرواورصبح وشام(سبح بالعشی)اس کی تسبیح کرو۔

ان دوآیات میں مخاطبت ایمان والوں سے فرمائی گئی ہے:

سورہ الاعراف۔۷،آیت ۲۰۵۔

اے ایمان والو! جب تمہارا مقابلہ کسی جماعت سے ہوتو ثابت قدم رہواور اللہ کو بہت یاد

کروتا کہ تم کامیاب ہو۔

سورہ الاحزاب۔۳۳، آیت ۴۱۔

اے ایمان والو! تم اللہ کو کثرت سے یاد کرو۔

ذاکرین خدا کا تذکرہ یوں فرمایا گیا ہے:

سورہ آل عمران۔۳، آیت ۱۹۰۔ رات اور دن کی گردش میں عقل والوں کے نشانیاں ہیں۔ جن کی حالت یہ ہے کہ وہ کھڑے ہوئے (قیاماً) بیٹھے ہوئے (وقعوداً) اور لیٹے ہوئے (وعلیٰ جنوبہم) بہر حال اللہ کی یاد کرتے ہیں۔

امتیان محمد ﷺ سے خطاب یوں ہے:

سورہ روم۔۳۰۔ آیت ۱۷۔

تو تم اللہ کی تسبیح کرو جب تم شام کرو (حین تمسون)، اور جب تم صبح کرو (حین تصبحون)۔

مذکورہ بالا تمام آیات میں ذکر اللہ کی اہمیت واضح فرمادی گئی ہے۔

سوال یہ کہ بندہ مومن ذکر کرے تو کس طرح کرے؟

ویسے تو حضرت مہدی موعود علیہ السلام سے قبل کے بزرگوں نے چار اقسام کے ذکر بتلائے ہیں ذکر لسانی۔ ذکر قلبی۔ ذکر سری اور ذکر روحی لیکن مہدی موعود علیہ السلام نے جس ذکر کی تعلیم فرمائی ہے وہ ذکر خفی ہے۔

حضور پرنور محمد رسول اللہ ﷺ نے حضور پرنور مہدی موعود علیہ السلام کو بذریعہ حضرت خضر علیہ السلام تین امانتیں روانہ فرمائیں۔ پس خوردہ کھجور، احکامات ولایت اور تعلیم ذکر خفی۔ حضرت خضر علیہ السلام نے یہ امانتیں مہدی موعود کے حوالے فرمادیں۔

ذکر خفی کی اہمیت قرآن میں یوں بیان فرمادی گئی ہے۔

سورہ الاعراف۔۷، آیت ۲۰۵۔

اور اپنے پروردگار کو اپنے آپ میں (دل ہی دل میں)، عاجزی اور خوف سے اور پست آواز سے صبح وشام یاد کرتے رہو، اور دیکھنا غافلین میں سے نہ ہونا۔

غور فرمایئے ذکر کے کیا آداب سکھلائے گئے ہیں؟

۱۔دل ہی دل میں۔

۲۔عاجزی سے۔

۳۔خوف سے۔

۴۔اور پست آواز سے۔

ان تمام آداب کی تکمیل صرف ذکر خفی ہی سے ممکن ہے۔

حضور پرنور ﷺ نے ذکر خفی کے تعلق سے فرمایا ہے کہ: کلمہ لا الہ الا اللہ اس طرح بولنا چاہیئے کہ محافظ فرشتے بھی اس کو سن نہ سکیں۔ حدود کسب کی پابندی سے ذکر کی پابندی کا گہرا تعلق ہے۔

سب سے پہلے رزق کے لئے خدا پر بھروسے کی تعلیم ہے۔ حرص کی ممانعت فرمادی گئی ہے۔ نماز باجماعت کی پابندی لازمی ہے۔ ہر وقت ذکر کرتے رہنے کا حکم ہے۔

خاص طور پر صبح قبل طلوع آفتاب تا طلوع آفتاب تک قید نشست کے ساتھ باجماعت ذکر کیا جائے۔ یہی عمل قبل غروب آفتاب تا بعد غروب آفتاب تک ہر مصدق مہدی کو کرنا چاہیئے۔ انشاءاللہ یہ پابندی مصدق کو ذکر کثیر کا اور پھر فضل خدا ہو جائے تو ذکر دوام کا پابند بنا دے گی۔ علاوہ ازیں خدا کے سچے طالبوں کی صحبت لازمی ہے۔

حدود کسب کی ساتویں حد ''ہمیشہ اپنی ذات پر ملامت کرے'' دیگر حدود کی طرح نہایت اہم ہے۔ خاص طور پر ہمیشہ خود کی ذات پر ملامت کرنے سے مصدق کی اپنی ذات سے محبت کم ہوتی جائے

گی۔ذات سے محبت کا ثبوت یوں ہے کہ کسی گروپ فوٹو میں آپ کے تمام اہل خانہ ہیں،لیکن آپ یہ دیکھیں گے کہ میری تصویر کیسی آئی؟

ایک بار نیویارک ٹیلی فون ایکسچینج والوں کو سروے کروانے پر معلوم ہوا کہ صبح تا شام فون پر ایک لفظ سب سے زیادہ بولا جاتا ہے اور وہ ہے ''میں'' ۔اسی ''میں'' کو دور کرنے حضور پرنور مہدی موعود علیہ السلام کی بعثت ہوئی، دیگر ارشادات کے علاوہ یہ بھی فرمایا گیا کہ ہمیشہ اپنی ذات پر ملامت کرو۔

تاریخ اٹھائیے اور دیکھیئے کہ بڑی بڑی تباہیاں اس ''میں'' کی وجہ سے ہوئی تھیں۔غرض خدا تک پہنچنا ہے تو اس بت کو گرانا ضروری ہے۔

ذکر کی پابندی ترقی کا ذریعہ ہے جب کہ غفلت ترقی کو روکتی ہے۔

غفلتوں سے دور رہنے کے لئے حضور پرنور مہدی موعود علیہ السلام نے اپنے مصدقین کو حکم دیا ہے کہ ان چھ اوقات میں بھی ذکر کرتے رہنا ہے۔جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس شخص کی دن اور رات کی بندگی کے اجر کو ضائع نہیں فرمائے گا۔اول فجر سے دن نکلنے تک۔۲۔عصر تا عشاء۔۳۔کھاتے پیتے وقت۔۴۔بیت الخلاء گئے جب بھی۔۵۔وظیفہ زوجیت کے وقت۔۶۔سوتے وقت۔

علاوہ ازیں مہدی موعود نے فرمایا: دست بہ کار، دل بایار۔یعنی ہاتھ کام میں، دل اللہ میں

جیسا کہ آپ نے ذکر خفی کے تعلق سے پڑھا، حضور پرنور ﷺ کا یہ ارشاد بھی پڑھیئے۔حضرت سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم خیبر کے جہاد سے واپس ہوئے تو کلمہ بلند آواز سے کہا۔

حضور پرنور ﷺ نے خفا ہو کر فرمایا: تم اپنے دلوں کی طرف رجوع کرو، کیونکہ تم نہیں پکارتے ہو کسی بہرے کو یا غائب کو بے شک تم پکارتے ہو اس کو جو سننے والا اور قریب ہے، اور وہ تمہارے ساتھ اور قریب ہے۔پوچھا گیا یا رسول اللہ ﷺ پسندیدہ ذکر کون سا ہے؟ فرمایا کہ ذکر خفی۔(ماخوذ از

انصاف نامہ وحاشیہ شریف)

بندۂ مومن کے دل میں ذکر اسی وقت قرار پا سکتا جب یہ دل بے جا محبتوں اور کدورتوں سے خالی رہے، جب دل میں یہ گرد وغبار ہو تو پھر ذکر کے لئے جگہ کہاں ہوگی؟

دل کا صاف رکھنا حضور پرنور ﷺ کی عین سنت ہے۔ جیسا کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے آپ کے ارشاد کا مفہوم یہ ہے کہ: اے میرے بیٹے انس تمہاری صبح وشام اس طرح ہو کہ تمہارے دل میں کسی کی طرف سے کدورت نہ رہے، اور یہ دل کا صاف رکھنا میری سنت ہے، جو میری سنت پر چلا وہ جنت میں میرے ساتھ ہوگا۔

یہ حدود کم اہم نہیں، جیسے اذاں کے بعد کام کرنا جائز نہیں، اگر کسب کرے تو وہ حرام ہے۔ زبان سے جھوٹ نہ کہے، جو کچھ قرآن میں آیا ہے سب پر عمل کرے اور ممنوعات سے پرہیز کرے۔

درج بالا آیات میں رات کے وقت کی تسبیح کی اہمیت واضح ہو رہی ہے۔

اہم بات یہ ہے کہ عذاب کی وعیدات عموماً کافروں اور منافقین کے لئے فرمائی گئی ہیں۔ لیکن وہ لوگ جو ذکر سے غافل رہتے ہیں ان کے لئے بھی سخت وعیدات ہیں یعنی روزی میں تنگی اور یوم قیامت اندھا بنا کر اٹھایا جانا۔

اس کے علاوہ شیطان کی ہمنشینی۔ خدانخواستہ شیطان ہم نشین ہو جائے تو پھر وہ گناہوں کی رغبت دلایا کرے گا اور ہمیشہ حق سے منہ موڑ لینے پر اکسائے گا۔ اس کا جادو چل گیا تو پھر خاتمہ بخیر ہونے کے بجائے خدانخواستہ کفر کی حالت میں مومن کا انتقال ہو جائے گا۔ یعنی یہ عذاب کی وعید مومنین کے لئے فرمائی گئی ہے۔

بہر حال مصدق چونکہ ذات حق کا طالب ہوتا ہے اور غفلت اس کا شعار نہیں، جو وقت بھی غفلت میں گزرا اس پر افسوس کریں اور دوبارہ پھر مصروفِ ذکر ہو جائیں۔

قوم مہدی کو اللہ نے اپنی محبت سے نوازا، پھر مصدقین کے دلوں میں اپنی محبت پیدا کی، اللہ کی یہ عنایت ہے کہ اس نے اتنی بڑی نعمتوں سے سرفراز فرمایا، بطفیل خاتمین صلی اللہ علیہما وسلم و بصدقہ سیدین وصحابہ رضی اللہ عنہم اور بوسیلہ بزرگان دین رضی اللہ عنہم ورحم اللہ اجمعین کوشش کریں کہ ہم میں غفلت نہ آئے اور ہماری ہر سانس اللہ تعالیٰ کے ذکر کے ساتھ آئے اور جائے۔ آمین

مصدق نہ تو بخیل ہوتا ہے اور نہ ہی فضول خرچ، بلکہ وہ نہایت کشادہ دست اور سخی ہوتا ہے اور اس کی نظر ذات مولیٰ پر رہتی ہے، پوشیدہ طور پر فقرائے کرام اور دیگر حاجت مندوں کی رقمی خدمت بھی جہاں ایک طرف اس کو مقامات بلند تک لے جانے میں مددگار ہوتی ہے، اور اس کو عبادت اور ذکر اللہ کی پابندی میں ممد ومعاون ہوتی ہے۔

ندوی کے نو، نو جھوٹ

حضور پرنور ﷺ کے ارشاد کا مفہوم یہ ہے کہ: ایک فقہ کا جاننے والا شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ سخت ہے۔

حضور پرنور مہدی موعود علیہ السلام تو امت کو ہلاکت سے بچا کر، دنیا سے چھڑا کر اللہ سے ملانے کے لئے مبعوث ہوئے تھے۔

حضور پرنور ﷺ کے ان دو ارشادات سے مخالفت مہدیؑ کی وجہ سمجھ میں آجائے گی۔

فرمایا: ''جب مہدی درمیانی زمانے میں آئیں گے تو ان کی مخالفت علماء اور فقہاء ہی کریں گے کیونکہ ان کی ریاست باقی نہیں رہے گی۔ (ماخوذ از شواہد الولایت)

دوسری حدیث شریف دربارِ مہدی کے مبشر بہ ''پہلوان دین'' حضرت شیخ محی الدین ابن عربی رحمتہ اللہ علیہ کی کتاب فتوحات مکیہ سے لی جارہی ہے۔ (ماخوذ از شواہد الولایت)

علمی حلقوں میں سید ابوالحسن علی ندوی بطور عالم کے مشہور ہیں، اپنی چار جلدوں پر مشتمل کتاب کی

چوتھی جلد میں انہوں نے لوگوں کو مہدی موعود علیہ السلام کی تصدیق سے روکنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔ فرامین حضور پرنور ﷺ کی صداقت وسچائی پر ہم ایمان رکھتے اور آمنا وصدقنا کہتے ہیں۔

سب سے پہلے ندوی کے تعلق سے ارشد القادری نے ''زلزلہ'' میں کیا لکھا ہے؟ پڑھیئے، اس طرح ندوی کی پوری قلعی کھل جائے گی۔

ندوی کے ممدوح سید احمد تھے جن کا کوئی پتہ ہی نہ چلا تھا غائب ہو گئے یا قتل ہو گئے تھے۔

ان کے تعلق سے ندوی نے لکھا ہے کہ ستائیسویں رات کو یہ سو گئے تھے حضور صلعم اور حضرت ابو بکر صدیق ؓ نے آ کر جگایا' غسل کرنے کا حکم دیا۔

سید احمد کے غسل کرنے تک ہر دو حضرات ٹھیرے رہے پھر حضورؐ نے فرمایا فرزند آج شب قدر ہے، یاد الٰہی میں مشغول رہو اور دعائے مناجات کرو، اس کے بعد دونوں حضرات تشریف لے گئے۔

ندوی نے اکابر پرستی کی انتہا کر دی کہاں تو اس ترقی پسند عالم نے ساری زندگی مسلمانوں کے عقائد وروایات کا مذاق اڑایا اور کہاں اپنے مورث اعلیٰ کی فضیلت ثابت کرنے کو دیوبندی مسلک جس کو شرک ٹھیراتا ہے اس کا ہی سہارا لیا''۔ (دیکھئے ''زلزلہ'' مصنف ارشد القادری)۔

کیا ندوی مسلمان بھی تھے؟ انہوں نے اپنی کتاب دینی دعوت کے صفحہ ۱۸۶ پر یوں لکھا کہ:

ایک بار دہلی میں غلط طور پر مولانا الیاس کی موت کی خبر مشتہر ہوئی۔

منظور نعمانی نے مسجد کے نیچے درخت کے تلے وہ آیت تلاوت کی جو حضور پرنور ﷺ کے پردہ فرمانے کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہ نے تلاوت فرمائی تھی۔

منظور نعمانی کے اس عمل پر ندوی افسوس کرتے اور اس جراءت بلکہ گستاخی کی مذمت کرتے، اس کے بجائے یوں لکھا: ۔۔منظور نعمانی نے۔۔(آیت)۔۔کے مضمون پر ایک برمحل اور موثر تقریر کی۔

پھر یہی آیت اس دن بھی تلاوت کی جس دن سچ مچ مولانا الیاس انتقال کر گئے۔ ذکریا اور

یوسف کا حکم ہوا کہ لوگوں کو میدان میں جمع کیا جائے اوران سے خطاب کیا جائے۔اوپر کی آیت ۔۔۔کے مضمون سے بڑھ کراس موقع کے لئے تعزیت وموعظت کیا ہوسکتی تھی۔

مذکورہ دونوں واقعات سے معلوم ہورہا ہے کہ ندوی کس پایہ کے عالم تھے؟ اورادب رسول ان کے دل میں کتنا تھا؟

ایک عام آدمی کے لئے حضور پرنور ﷺ کی تشریف آوری اوراس شخص کو نیند سے بیدار کرنا اور فرمانا کہ فرزند اٹھوآج شب قدر ہے، پھراس کے غسل کرنے تک حضور ﷺ کا ٹھیرنا؟

اورندوی جیسا عالم جب کسی کے خلاف بولے گا یا لکھے گا تو کتنا دیانت دار ہوگا؟

جب عالم تعصب کا شکار ہوتا ہے تو اس سے بڑا اور کوئی جاہل نہیں ہوتا۔ جب حضور پرنور میراں سید محمد مہدی موعودعلیہ السلام کا انہوں نے تذکرہ کیا اور مہدویت کے زیرعنوان کوئی آٹھ صفحات سیاہ کئے تو بغض وعناد کا کھل کر مظاہرہ کیا۔

پہلے انہوں نے تعریفیں کیں، پھر حضرت مہدی موعودعلیہ السلام کی شان میں گستاخیاں بھی کیں، من گھڑت باتوں کا سہارا لیا آخر میں مہدویت کو ضلالت اور فتنہ بھی لکھ دیا۔

یہ باتیں انہوں نے اپنی چار جلدوں پر مشتمل کتاب ''تاریخ دعوت وعزیمت'' کی جلد چہارم میں بعنوان ''مہدویت'' لکھا۔

ایک طرف مہدی موعودؑ کی شان میں شاندار الفاظ دوسری طرف بے ادبی وگستاخی یہ کی کہ ''حضرت'' اور ''رحمۃ اللہ علیہ'' تک نہیں لکھا کیونکہ بزرگوں کو کم ازکم اتنا تو لکھا جاتا ہے لیکن بغض وحسد مانع رہا۔

ندوی نے جو کچھ لکھا اس سے پہلے شیخ علی متقی (مفتری) نے امامؑ کے خلاف لکھا تھا اسوقت حضرت بندگی میاں شیخ علائیؒ نے جولکھا تھا وہ من وعن ندوی پر اور حالیہ عرصہ میں عبدالقوی اوراس

جیسوں پر پوری طرح چسپاں ہوتا ہے۔

میاں شیخ علائیؒ نے لکھا تھا۔'' پھر جان کہ شیخ علی (مفتری) کا مقصود مخلوق کو قوم مہدیؑ کی موافقت سے ڈرانا اوران کو روگرداں کرانا ہے اور شیخ کو ایسا ہی کرنا تھا موافق قول اللہ تعالیٰ کے کہ یہ (کفار) چاہتے ہیں کہ بجھادیں اللہ کے نور کو اپنے منہ سے اور اللہ کو اپنے نور کا پورا کرنا ہے اگر چیکہ بُرا لگے کافروں کو''۔

بعض مصنفین کی تحریرات میں حضرت مہدی موعود علیہ السلام کو ولی مانا گیا بلکہ ولی کبار میں سے مانا گیا۔

ابوالحسن علی ندوی نے جو تحریر چھوڑی ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے اپنی سی کوشش کر لی کہ لوگ مہدی موعود علیہ السلام کی تصدیق نہ کریں۔ان کے لئے یہ تحریر عذاب جاریہ سے کم نہیں، پتہ نہیں اس جھوٹ اور افتراء اور بغض مہدی کی سزا کتنی صدیوں تک ان کو ملے گی۔

مخالفت مہدیؑ پر ان کی تحریر کے نقل کرنے کا ہمارا منشاء یہ ہے کہ ہمارے نوجوان ان ہتھکنڈوں سے واقف رہیں جو مخالفین کی طرف سے ہر دور میں دہرائے جاتے ہیں۔

ابتداء میں ندوی کی تحریر یا اس کا اقتباس اور اس کے نیچے اس کی تردید یا جواب ہے جہاں تک انہوں نے تعریف کی ہے وہ تو کرنا ہی تھا کیونکہ حقیقت خود کو منوا ہی لیتی ہے لیکن پہلے تعریف بعد میں مذمت یہ خاص ترکیب ہے کہ مہدیؑ سے دور بھی کرو کہ لوگ اس شر کو نہ سمجھیں۔

ندوی کی تحریر پڑھیئے، ندوی نے بغض وعناد مہدی میں کم از کم بیس مرتبہ جھوٹ لکھا ہے۔

آگے بڑھنے سے پہلے عرض کر دیں کہ انبیاء وخلفائے الٰہیہ علیہم السلام کو جھٹلانے کی بات شیطان سکھاتا ہے اور اس شیطانی مکر وفریب کا سب سے بڑا ہتھیار جھوٹ ہوتا ہے۔

پس اس جھوٹ کی بنا پر اس کی مکاریاں اور ریشہ دوانیاں خود اپنے آپ ڈھیر ہو جاتی ہیں اس کے

باوجود شیطان اور اس کے چیلے اپنی ان گمراہ کن کوششوں سے باز نہیں آتے، ندوی کی گمراہ کن اور غلط بیانیاں پڑھیئے۔

ندوی جن کا پورا نام سید ابوالحسن علی ندوی (۲۰) مرتبہ جھوٹ بولا۔

ندوی کا جھوٹ (۱): ''مہدویت'' کے عنوان کے بعد لکھا کہ اس عہد کی سب سے زلزلہ انگیز تحریک، تحریک، مہدویت تھی۔''

تردید: مہدویت کوئی تحریک نہیں تھی بلکہ مامور من اللہ خلیفۃ اللہ مہدی موعود علیہ السلام کی دعوت تھی جس کا مقصد خدا اور بندہ کے درمیان حائل رکاوٹوں کو دور کرنا اور بندہ کو خدا سے ملانا تھا۔

ندوی کا جھوٹ (۲): جس کے بانی سید محمد ابن یوسف جونپوری تھے۔

تردید: لیجئے آتے ہی پہلا چھکا مارنے کی کوشش میں کلین بولڈ ہو گئے۔

ہماری کسی بھی کتاب میں امامنا علیہ السلام کا اسمِ مبارک سید محمد بن یوسف جونپوری نہیں ہے سید محمد بن سید عبداللہ عرف سید خاں ہے۔ سید خاں خطاب تھا جو سلاطینِ شرقیہ نے آپؑ کے آباء واجداد کو دیا تھا۔ البتہ اوپر کی پشت میں ایک نام سید یوسف ضرور ہے۔

امامناؑ کے والد کے نام میں عبداللہ کے بجائے یوسف لکھنے کا منشاء لوگوں کو اس حدیث شریف کی طرف جانے سے روکنا ہے۔ جس میں حضور پرنور ﷺ نے مہدی موعود علیہ السلام کے والد کا نام اپنے والد کے نام عبداللہ پر ہونا فرمایا تھا۔

ندوی کا جھوٹ (۳): سلوک کی تعلیم شیخ دانیال سے حاصل کی۔

تردید: خلیفۃ اللہ مہدی موعود کو خدائے تعالیٰ کی طرف سے ہر روز تعلیم بلاواسطہ دی جاتی تھی۔ آپؑ کو مخدوم شیخ دانیالؒ سے سلوک کی تعلیم کی حاجت نہیں تھی بلکہ حضرت خضر علیہا السلام کے فرمانے پر حضرت مخدوم شیخ دانیالؒ نے تصدیق مہدیؑ کی تھی۔

ندوی کا جھوٹ (۴): اسد العلماء کا خطاب امر و نہی اور شرعی زجر و توبیخ پر دیا گیا تھا۔

تردید: یہ بھی غلط لکھا' یہ خطاب تمام علوم کی تکمیل پر علمائے شہر جونپور نے دیا تھا۔

آپ علیہ السلام کا حصول علم بھی معجزانہ تھا' تمام عالموں نے آپ کی علمی برتری کو تسلیم کرتے ہوئے اسد العلماء کا خطاب اس وقت دیا تھا۔ جس وقت نہ تو آپؑ نے کوئی امر و نہی کا کام کیا تھا اور نہ ہی شرعی زجر و توبیخ (احکامات شریعت کی عمل آوری کے لئے لوگوں کو متوجہ کرنا یا احکاماتِ شریعت کے معاملہ میں سختی) فرمائی تھی۔

ندوی کا جھوٹ (۵): شدید ریاضت و مجاہدہ کیا پہاڑوں اور وادیوں میں عرصہ تک گوشہ نشینی کی۔

تردید: پل باندھا جا رہا ہے آگے کی تحریر کے لئے' شدید ریاضت و مجاہدہ کی ضرورت ہی کیا تھی ذکر خفی کی امانت حضور صلعم سے بذریعہ خضر علیہ السلام مل گئی تھی اس کی مداومت ہی کافی تھی۔

ندوی کا جھوٹ (۶): جس کا اکثر نتیجہ (بالخصوص جب شیخ کامل کی نگرانی اور رہنمائی حاصل نہ ہو) ایسے واردات واشارات ہوتے ہیں جن سے لغزش کا اندیشہ اور بعض اوقات غلط یقین کا حصول ہوتا ہے۔ اور ایسا شخص جو مقام تحقیق و رسوخ کو نہ پہنچا ہو' الفاظ کو غلط محمل پر حمل اور اشارات غیبی کو غلط معنی میں سمجھ سکتا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اسی دوران کسی سفر پر مہدی ہونے کا دعویٰ کیا۔''

تردید: پوری ریت کی دیوار بیٹھ چکی ہے کیونکہ مہدی موعودؑ نے کوئی ریاضت فرمائی تھی اور نہ ہی پہاڑوں میں وادیوں میں جا کر گوشہ نشین ہو کر عبادت کی کہ شیخ کامل کی ضرورت پڑے۔ یا مقام تحقیق اور رسوخ کی ضرورت تھی۔ بقول ندوی ''اشارات غیبی کو نہ سمجھے' چنانچہ اس دوران کسی سفر میں مہدی ہونے کا دعویٰ کیا''۔

خدا کی شان صیاد آپ اپنے دام میں آ گیا۔ ہماری کسی کتاب میں یہ باتیں نہیں ملیں گی کہ حضورؑ وادیوں میں جاتے یا آپ کو پیر کامل کی ضرورت تھی۔ یا آپؑ نے واردات واشارات کو غلط محمل

پر حمل کیا اور دوران سفر مہدی ہونے کا کوئی دعویٰ کیا۔

یہ ایک عام ضابطہ ہے کہ بغیر حوالے کے بات بے وزن رہتی ہے بلکہ من گھڑت قرار پاتی ہے، ندوی کی پوری عمارت ہی من گھڑت اور بودی ہے اور بار بار گر جاتی ہے۔

جبکہ آپ مکمل چالیس سال جونپور ہی میں قیام فرما رہے اور کوئی دعویٰ ہی نہیں فرمایا تھا۔

یہ اور بات ہے کہ بغیر دعویٰ کے ہی لوگ جوق در جوق تصدیقِ مہدی موعود علیہ السلام سے مشرف ہوتے چلے جا رہے تھے مثلاً حضرت مخدوم شیخ دانیال، حضرت میاں سید احمد (برادر بزرگ مہدی موعود علیہ السلام)، سلطان حسین شرقی رضی اللہ عنہم وغیرہ۔

بوقتِ روانگی آپ نے بعض لوگوں کو جونپور ہی میں قیام کی اجازت عطا فرما دی تھی۔

قومی کتب میں بوقت روانگی از جون پور سترہ نفوس کے ہمراہ رہنے کی روایت ہے۔

جونپور سے بحکمِ خدا آپؑ روانہ ہوئے تقریباً تئیس سال (۲۳) تک مخلوقِ خدا کو اللہ سے ملاتے رہے جنکی تعداد ہزاروں نہیں لاکھوں تک ہوگی۔ خاص بات یہ ہے کہ تمام معاملات دعوئے موکد بلکہ دعوئے غیر موکد فرمانے کے پہلے کے ہیں۔

تو پھر ندوی کی جھوٹ کی بلند پایہ عمارت آپ سے آپ گر گئی ندوی کی جانب سے یہ صرف مہدی موعودؑ کو جھٹلانے اور مسلمانوں کو گمراہ کرنے کی مکّارانہ کوشش تھی۔

ندوی کا جھوٹ (۷): اس کے بعد بھی متعدد بار مختلف مقامات پر اپنے ''مہدی موعودؑ'' ہونے کا اعلان کیا اس پر ایمان لانے کی دعوت دی۔

تردید: ہماری کتب میں تین دعوؤں کا ذکر ہے۔ پہلا دعویٰ ۹۰۱ھ میں کعبہ کے طوافِ مہدی کے بعد رکن و مقام کے درمیان۔ دوسرا دعویٰ ۹۰۳ھ میں احمد آباد کی تاج خاں سالار کی مسجد میں۔ تیسرا دعویٰ موکد ۹۰۵ھ میں بمقام بڑلی ایک کھرنی کے درخت کے نیچے فرمایا تھا۔

خاص بات یہ تھی کہ اس تیسرے دعوے میں اپنی تصدیق کو فرض اور اپنے انکار کو کفر فرمایا۔ چونکہ صفت رحیمی تھی اس لئے پہلے اور دوسرے دعوے میں صرف ''میں مہدی موعود ہوں، جس نے میری پیروی کی وہ مومن ہے۔'' فرمایا۔

غور کیجئے ازراہ کرم پہلی ودوسری بار مہدی موعود علیہ السلام نے اپنے منکر کو کافر نہیں فرمایا کیونکہ یہ آپ کا رحم تھا اور آپ کی شفقت تھی۔ دوران سفر والی ندوی کی جو بات ہے وہ جھوٹ ہے۔ تینوں دعوے حالت قیام میں تھے کسی سفر میں یا رواروی میں چلتے چلتے نہیں فرمائے تھے۔

ندوی کا جھوٹ (۸): اس کے بعد تعریفوں کے پل باندھے گئے ہیں البتہ یہ لکھا کہ ''ان کی شخصیت وصحبت ان کی گفتگو اور بیان سامعین اور حاضرین پر جادو [1] کا اثر رکھتا تھا۔''

[1] ندوی نے امامنا علیہ السلام کی دعوت کو سحر یا جادو قرار دیا تھا۔

قرآن کی دو آیات جواباً اُس پر چسپاں کی جاسکتی ہیں۔

سورۂ طہ (۲۰)۔ آیت نمبر ۵۶: ''ہم نے فرعون کو اپنی سب نشانیاں دکھائیں مگر اُس نے جھٹلایا اور انکار کیا۔

آیت نمبر ۶۱: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ''تمہاری کمبختی، اللہ پر جھوٹ مت باندھو کہ وہ تم کو عذاب سے فنا کردے گا، اور جس نے بھی افتراء کیا وہ نامراد ہی رہا۔

تفسیر: حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں سے فرمایا تم اللہ کی نشانیوں کو جادو سمجھ رہے ہو اور اس کا مقابلہ جادو سے کرنا چاہتے ہو، اللہ کی نشانی کو جادو قرار دینا اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے۔

تردید: مہدی مراد اللہ علیہ السلام ندوی جیسوں کی تعریفوں سے بہت اونچے تھے۔ جن کی قربت خدائے ذوالجلال سے تھی۔

حضور ﷺ نے فرمایا مہدیؑ مجھ سے ہے میرے قدم بہ قدم چلے گا اور خطا نہیں کرے گا۔

عیسیٰؑ نے فرمایا ہم تنزیل لاتے ہیں فارقلیط (مہدیؑ) تاویل لائیں گے۔امام حسینؓ نے مہدی موعودؑ کا زمانہ پانے پر خدمت میں رہنے کی آرزو کی تھی۔

لفظ جادو کا استعمال منصوبہ بند ہے، جب حضور ﷺ کی پرنور انگلی کے اشارے پر چاند دو ٹکڑے ہوگیا تو ابوجہل نے بھی انکار حق کے جذبہ سے مغلوب ہوکر کہا تھا کہ یہ تو جادو ہے۔

ندوی کی بکواس پر جواباً عرض ہے کہ مہدی موعودؑ کی دعوت کی تاثیر یہ تھی کہ سننے والا ایک دم اللہ والا بن جاتا تھا۔ بھلا یہاں لفظ جادو صحیح ہے؟ یہ تو ندوی کا عنادِ مہدی ہے۔اور اس عناد پر ان کی پرسش آج بھی جاری ہے۔

لفظ جادو کافروں کے پاس زیادہ مستعمل ہے۔کیونکہ مومنین یا تو فضل خداوندی کہیں گے یا پھر جن سے کوئی اہم بات وقوع پذیر ہوئی اسکو کرامت یا ہمارے پاس کی اصطلاح میں تصرف کہیں گے۔اور پیغمبر یا خلیفۃ اللہ سے کوئی بات ہوئی ہو تو اس کو معجزہ کہیں گے۔

ندوی کا جھوٹ (۹): حاکم قندھار مرزا شاہ بیگ کا ان کی طرف میلان ہوگیا۔

تردید: جی نہیں وہ مصدق ہوئے اور مرید ہوگئے تھے۔

ندوی کا جھوٹ (۱۰): ان کی دعوت کے پانچ ارکان تھے ترک دنیا، عزلت عن الخلق، ہجرت از وطن، صحبتِ صدیقین، دوام ذکر

تردید: چلئے مہدی موعود علیہ السلام کی اس دعوت کو ندوی نے تسلیم تو کرلیا

دعوت کے ارکان نہیں بلکہ فرائض ولایت تھے جو پانچ نہیں آٹھ تھے۔

(۱) ترک دنیا (۲) عزلت از خلق (۳) ہجرت عن الوطن (۴) دوام ذکر (۵) (بقول ندوی پانچواں فرض صحبتِ صدیقین) ۔

اس پانچویں فرض کو بتلانے میں ندوی نے بددیانتی کا ثبوت دیا۔ چھٹے، ساتویں آٹھویں فرض کی

بات آگے آ رہی ہے۔

اتنا بڑا عالم اس نے صادقین اور صدیقین کا فرق نہیں سمجھا یا سمجھ تو گیا تھا لیکن گمراہ کرنے کے لئے صادقین کی جگہ صدیقین لکھ مارا، صدیق کی تعریف یوں آئی ہے۔ حضرت امام غزالیؒ نے لوگوں کی چار قسمیں بیان فرمائی ہیں۔

(۱)**عوام الناس** : اپنی تعریف پر خوش ہوتے ہیں اور مذمت پر خفا ہوتے ہیں اور بدلہ لینے میں مستعد (تیار) رہتے ہیں یہ بدترین درجات ہے۔

(۲)**پارسا** : مدح (تعریف) سے خوش ہوتے ہیں اور مذمت سے خفا لیکن معاملہ کا اظہار نہیں کرتے اور مدح کرنے والے اور مذمت کرنے والے کو بظاہر برابر رکھتے ہیں اور دل میں ایک کو دوست اور دوسرے کو دشمن (سمجھتے ہیں)۔

(۳)**متقی** : (مدح اور مذمت کرنے والے) دونوں کو برابر رکھتے ہیں دل میں بھی اور زبان سے بھی، مذمت سے کچھ ناراض نہیں ہوتے اور تعریف کرنے والے کو زیادہ مقبول نہیں بناتے۔ کیوں کہ ان لوگوں کا دل نہ مدح سے التفات کرتا ہے اور نہ مذمت سے، یہ بڑا درجہ ہے۔

(۴)**صدیق** : تعریف کرنے والے کو دشمن ٹھیراتے ہیں۔ اور مذمت کرنے والے کو دوست رکھتے ہیں۔ کیونکہ اس سے تین فائدے حاصل کرتے ہیں۔ (۱) اس (مذمت کرنے والے) سے اپنا عیب سنا (۲) اس نے اپنی نیکیاں انہیں ہدیہ بھیجیں (۳) انہیں اس بات پر حریص کیا کہ اس عیب سے اور جو ویسا عیب ہو اس سے پاک ہونے کی فکر کریں۔

صدیق کی یہ تعریف بھی ہے کہ وہ مذمت کرنے والوں کو دوست رکھتے ہیں اور اُن کے ساتھ احسان کرتے ہیں۔

ندوی کی طرف سے صحبت صدیقین کو فرض میں شامل ظاہر کرنے کا منشا یہی ہے کہ عوام الناس

مہدویت کی طرف ہی نہ آئیں؛ بلکہ بدک جائیں۔ کیونکہ جس قوم میں صدیقین کی صحبت فرض ہو تو پھر صدیقین کہاں ملیں گے لہٰذا صدیقین کی تلاش کے بجائے نماز اور وظائف میں مشغول ہو جاؤ۔

اصل لفظ صدیقین نہیں ہے بلکہ صادقین ہے؛ قرآن میں بھی صدیقین نہیں بلکہ **وکونوا مع الصادقین** (اور صادقین کے ساتھ رہو) آیا ہے۔

معلوم نہیں کہ فرائض ولایت کو ندوی نے محدود کرنے کی کوشش کیوں کی؛ دو اہم فرائض؛ طلب دیدار خدا اور فرض توکل کو چھوڑ دیا اور عشر کو بھی دانستہ یا نادانستہ شامل نہیں کیا۔ حالانکہ امامؑ نے عشر کی ادائیگی کی سخت تاکید فرمائی ہے۔

ندوی کا جھوٹ (۱۱): ''وہ مشاہدۂ الٰہی (خواہ وہ بہ چشمِ سر ہو یا بذریعہ قلب بیدار حالت میں ہو یا خواب میں) کو ضروری اور شرط ایمان قرار دیتے تھے۔''

تردید: ولایت کے اس اہم فرض طلب دیدار خدا کو بدل کر ندوی نے مشاہدہ الٰہی کو ضروری اور شرط ایمان جو لکھا ہے اس کا منشاء بھی نیک نیتی پر مبنی نہیں ہے۔ کیونکہ دیدار یا مشاہدۂ حق فرض نہیں بلکہ طلب دیدار خدا فرض ہے۔

دیدار خدا چشم سر سے ہو؛ بذریعہ قلب ہو یا خواب میں ہو اس کے علاوہ اگر دیدار نہ ہوا اور مصدق نے دل کی توجہ غیر حق سے ہٹالی ہو اور اپنے دل کو خدا کی طرف لالیا ہو ہمیشہ خدا کے ذکر میں مشغول ہو دنیا اور خلق اللہ (اللہ کی مخلوق) سے الگ ہو گیا ہو؛ اپنے سے باہر آنے کی کوشش میں ہو ایسے شخص پر بھی حکم ایمان ہے۔

ندوی کا جھوٹ (۱۲): ''حالت سکر میں یا مفہوم و مراد صحیح طور پر نہ سمجھنے کی بناء پر ان سے اپنی ذات کے متعلق متعدد بار ایسے اقوال اور دعاوی (دعوے) صادر ہوئے (اور ایسے اقوال بہت سے غالی صوفیوں اور شدید ریاضت کرنے والے عابدوں سے منقول ہیں)''۔

تردید: بہرحال دعوت مہدیت کوانہوں نے صوفیوں اور عابدوں کے اقوال جیسا بتلایا۔ یا ان کی نظر امامؑنا کے اخلاق پر نہیں گئی' بعثت مہدی کی بات کو قرآن اور حدیث سے ملا کر نہیں دیکھا۔

دعوت مہدی اور مہدویت کی باتوں کو دل سے تو قبول کیا لیکن حق کو چھپانے کی خاطر اس کو بدل دیا تا کہ زیادہ سے زیادہ لوگ مہدی موعود علیہ السلام کی تصدیق سے دور ہی دور رہیں۔

اس طرح کی رکاوٹ ندوی کے لئے باعث عذابِ جاریہ ہے۔ صرف مہدی موعود کا ہی یہ خلیفۃ اللہی منصب ہے جس کے تحت آپ نے ایسے اعلیٰ وارفع اِرشادات فرمائے تھے۔ آپؑ کے سوا کوئی اور ایسا نہیں کہہ سکتے' الغرض بغض وعناد نے ندوی کو کہیں کا نہیں رکھا۔ خود بھی ڈوبے اور وہ بھی ڈوبے جو اِن کی تحریر سے متاثر ہو کر تصدیقِ مہدیؑ سے محروم رہ گئے۔

امامناؑ کے دعوؤں کا ذکر پہلے آ چکا ہے۔ لوگوں کی موجودگی میں بہ بانگ دہل اعلان مہدیت فرمایا لوگوں نے آمنا وصدقنا کہا ۔ ایسی بات نہ کوئی صوفی اور نہ ہی کوئی عابد وزاہد کر سکتا ہے۔

ندوی کا جھوٹ (۱۳): ''اور ایک مخالف جمہور' اور مخالف اہل سنت فرقہ کی شکل دے دی۔''

تردید: لفظ فرقہ پر غور کیجئے۔

جس نے مہدیؑ کو مان لیا وہ نجات پا گیا اور جس نے انکار کر دیا وہ غرقاب ہو گیا جیسا کہ حدیث شریف کا مفہوم ہے ''مہدی کشتی نوحؑ کی مانند ہے جو اس میں سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جس نے منہ پھیرا وہ غرق ہو گیا''۔

متبعین نے اپنے آقا ومولیٰ کا دامن تھام لیا تھا اور مخالفین خود بخود دور ہو گئے اس طرح لازمی طور پر مخالفت اور دوری کا پیدا ہونا فطری ہے۔

ندوی کا جھوٹ (۱۴): ''(متبعین نے) ان کو انبیاء کا ہمسر اور بعض سے افضل (۱) وبرتر بنا دیا۔''

تردید: (۱) علامہ محمد بن سیرینؒ سے روایت ہے کہ آپؒ سے پوچھا گیا کہ مہدیؑ بہتر ہے یا

ابوبکرؓ وعمرؓ آپؑ نے کہا مہدیؑ ان دونوں سے بہتر ہیں۔اور نبی ﷺ کے برابر۔

دوسری روایت میں یہ ہے کہ آپؑ نے ہونے والے فتنوں کا ذکر کیا اور کہا جب ایسا ہو تو تم اپنے گھروں میں بیٹھے رہو جہاں تک ابوبکرؓ وعمرؓ سے بہتر شخص کی لوگوں پر امامت ہونا سن پاؤ' لوگوں نے کہا کیا (مہدیؑ) ابوبکرؓ وعمرؓ سے بہتر ہوگا' کہا کہ وہ بعض انبیاء سے افضل ہوگا۔

عوف بن منبہؒ سے روایت آئی ہے کہ'' کہتے ہیں ہم آپس میں تذکرے کرتے تھے کہ اس اُمت میں ایک خلیفہ ہوگا جس سے ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم افضل نہ ہوں گے۔ (العقد رر فی اخبار المہدی المنتظر باب ہفتم بحوالہ فصل الخطاب مولانا عابد خوندمیری)

یہ عظمت وبزرگی اللہ کی عطا کردہ تھی تبعین کی طرف سے نہیں تھی۔

ندوی کا جھوٹ (۱۵):''اور بعض غالیوں نے رسول اللہ ﷺ سے بھی ہمسری ومساوات کے عقیدہ تک پہنچادیا''۔

تـــردید: یہ خدائے تعالیٰ تک خاتمین کی نزدیکی اور ذات احدیت میں فنائیت کی بات ہے اس کو ندوی جیسے کہاں سمجھ سکتے ہیں۔

اہل سنت کے اکابرین' تسویت خاتمین صلی اللہ علیہما وسلم یعنی خاتمینؑ کی برابری کے قائل تھے' حضرت علامہ ابن سیرینؒ کا ارشاد پڑھا' مزید تفصیل اس کتاب میں موجود ہے۔جس مقام قرب پر حضور ﷺ تھے اس مقام پر حضور مہدی موعودؑ کو بھی اللہ تعالیٰ نے رکھا تھا۔

بابتہ امکان نظیر:

تسویت خاتمین کو نہ ماننا مخالفین کا سب سے بڑا ہتھیار ہے۔حالانکہ امکان نظیر کے یہ لوگ بھی قائل ہیں۔بابت امکان نظیر یہ حدیث شریف ہے۔**مامن نبی الا وله نظیر فی امتی** یعنی کوئی نبی ایسا نہیں ہے جس کی نظیر میری امت میں موجود نہ ہو (جوامع الکلم مترجم صفحہ ۱۹۲)۔

صرف خدائے وحدہ لاشریک لہ کی ذات اپنی ذات میں یکتا ہے اس کے سوا سب کی نظیر ممکن ہے۔ ہر نبیؑ کی نظیر تھی تو حضور صلعم کی نظیر بھی مہدی موعودؑ ہیں اگر خدا کو بھی بے نظیر مانیں اور حضور صلعم کی نظیر کی نفی کریں تو نعوذ باللہ دو خدا ہو جائیں گے۔

ندوی کا جھوٹ (۱۶): ''(متبعین کے پاس) اگر چہ سید محمد ان کے نزدیک بھی آپؑ کے پیرو اور دین محمدیؐ کے تابع تام تھے۔''

: بے شک مہدی موعود علیہ السلام شریعت میں حضور ﷺ کے تابع ہیں نہ صرف تابع بلکہ تابع تام یعنی مکمل پیروی کرنے والے ہیں اور مکمل پیروی کرنے والے ہی مساوی المرتبہ ہوتے ہیں۔

ندوی وہ حدیث شریف بھول گئے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''مہدی مجھ سے ہے میرے قدم بقدم چلے گا اور خطا نہیں کرے گا'' بے خطا پیروی' تابع تام ہی کر سکتا ہے' مساوی المرتبہ ذاتِ پرانوار ہی تابع تام ہو سکتی ہے۔ تابع ناقص مکمل پیروی نہیں کر سکتا اور مساوی نہیں ہو سکتا۔

ندوی کا جھوٹ (۱۷): ندوی کی بکواس: ''اگر کتاب وسنت ان کے کسی قول وفعل کے مخالف ہوں تو کتاب وسنت کا اعتبار نہیں''۔

تردید: ندوی! پاپوں کا گھڑا بھرتا ہی جا رہا ہے۔ بار بار امت سے کٹ جا رہے ہو۔ کیونکہ حضور پرنور ﷺ کے ارشاد کا مفہوم ہے کہ جھوٹا میرا اُمتی نہیں ہے۔ مہدی موعودؑ نے اپنے دعوے کی بنیاد مطابقت کلام اللہ اور اتباع محمد رسول اللہ ﷺ پر رکھی ہے۔

ایسی معصوم ہستی پر اتنا بڑا بہتان؟ مہدی موعودؑ نے اس گمان کی نفی فرمادی کہ قرآن میں آیات منسوخ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ارشاد کا مفہوم یہ ہے ہم اپنی جس آیت کو منسوخ کر دیتے ہیں یا بھلا دیتے ہیں تو اس سے بہتر یا ویسی ہی آیت بھیج دیتے ہیں۔ کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے، (سورہ بقرہ ۲۔ آیت نمبر ۱۰۶)

اگر آیات کو منسوخ مانا جائے تو اس کا مطلب (نعوذ باللہ) قرآن نامکمل ہے۔ اور خدائے

تعالیٰ کی ذات (نعوذ باللہ) قادر مطلق نہیں ہے۔

ندوی سے قبل کے لوگوں کے پاس پہلے تو پانچ سو آیات منسوخ تھیں جو گھٹتے گھٹتے پانچ رہ گئیں یا دورہ گئیں۔ مہدی موعود علیہ السلام اور ان کی تصدیق کرنے والے یعنی مہدویوں کی طرف سے سنت کی مخالفت کی بات جھوٹ سے پُر ہے۔

امامؑ نے فرمایا تھا کہ حدیثوں کی کثرت ہے اس کو قرآن سے ملا کر دیکھو اگر موافق کلام اللہ ہے تو لے لو ورنہ رد کر دو۔ یا پھر (قرآن میں) نہ ملے تو بندہ کے عمل سے جانچو اگر بندہ کے عمل سے حدیث موافقت رکھتی ہے تو لے لو ورنہ مت لو۔

اتنی عظیم الشان تھی مہدی موعود خلیفۃ اللہ، مراد اللہ، مامور من اللہ، خاتمِ ولایت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سراپا نور ذات ہے کہ آپ نے یہ نہیں فرمایا کہ حدیثوں سے اس بندہ کو جانچو بلکہ مہدی موعودؑ نے اپنے عمل سے حدیثوں کو جانچنے کا حکم دیا۔

ندوی کا جھوٹ (۱۸): ''دسویں صدی کے اخیر میں تحریک مہدویت میں صرف سید محمد جونپوری کے دعادی (دعوے) اور ان کے غالی معتقدین کے تشدد سے عقائد میں ایک تزلزل اور مسلم معاشرہ میں ایک انتشار اور اضطراب پیدا ہو رہا تھا''۔

تردید : یہ صرف ندوی کا بغض ہے' لوگوں کا رجوع الا اللہ ہو جانا' ترک دنیا کر دینا' ہمارے دائروں کی تعداد کا بڑھنا، امر و نہی کی پابندی، خدا طلبی کا بڑھنا اور عوام الناس کا ہمارے دائروں کی طرف رخ کرنا' بھلا ندوی جیسوں کو انتشار اور اضطراب ہی تو محسوس ہوگا۔

اصلاح کے لئے دعوتِ خلیفۃ اللہ باعث خیر ہوتی ہے' نہ کہ باعث اضطراب' ہاں اضطراب ان کو ہوتا ہے جن کے چراغ گل ہوتے جاتے ہیں۔

ندوی کا جھوٹ (۱۹): ندوی کی بکواس جاری ہے: ''ضلالت وفتنہ کا پیش خیمہ'' علامہ طاہر پٹنی نے اس کی تردید اور انسداد کا بیڑہ اٹھایا اور اپنی پگڑی اتار دی اور دار الحکومت کا قصد کیا لیکن ان کے پیچھے پیچھے مہدویوں کی ایک جماعت ہوتی تھی اور اجین پہنچتے پہنچتے ان کو شہید کر دیا۔

تـــردیـد: مہدویت میں نہ تو کسی کی جاگیر لی گئی، نہ کسی سے کوئی زر طلب کیا گیا۔ سیدھے طریقہ پر خدا طلبی کے جذبہ کو پروان چڑھایا گیا تو منکرین کے حلق سے یہ بات کیسے اتر سکتی تھی؟

طاہر پٹنی نے اکبر کے سامنے یہ رونا رویا کہ مسلمان مہدوی ہوتے جارہے ہیں ان کو روکو کیونکہ طاہر پٹنی کے خیال میں یہ کام نعوذ باللہ ضلالت وفتنہ تھا۔ پھر ایسے ''مجاہد'' کو اجین بھاگنے کی کیا ضرورت تھی؟ فرار ہوا تو ہمارے جیالوں نے وہاں جا کر طاہر پٹنی کو داخل جہنم کر دیا۔

ندوی کا جھوٹ (۲۰): معاشرہ کے قول وعمل اور عقیدہ وزندگی میں عدم مطابقت اور تضاد جو بے چین اور ذکی الحس طبیعتوں میں شدید بے چینی پیدا کرتا ہے وہ ایک خاص مرحلہ پر پہنچ کر باغیانہ دعوتوں اور تحریکوں میں پناہ لیتی ہے۔

تردید: اس بات کی تردید خود قدرتاً ندوی کی تحریر ہی سے ہوگئی جو انہوں نے اپنی کتاب کے صفحہ (۵۹) کے حاشیہ میں لکھدی ہے۔

''حقیقت میں مہدوی تحریک اس ذہنی انحطاط اور مذہبی جمود کو دور کرنے کی ایک کوشش تھی'' (پروفیسر خلیق احمد نظامی)۔

ندوی نے ہی پروفیسر صاحب کی بات کو اپنی اس کتاب میں نقل کیا ہے۔ اس طرح باغیانہ دعوتوں اور تحریکوں کا جو لیبل ندوی نے لگایا تھا وہ آپ سے آپ نیست ونابود ہوگیا۔

بہر حال حق، حق ہوتا ہے واضح اور روشن، ندوی کے جھوٹ پر ہماری تردیدات ختم ہوئیں۔

(ندوی ختم شد)

دوسرا خارجی حملہ آور

قویٔ ناتواں ونیم جاں

ہمیں بربریت (قوی) کی آنکھوں میں جھانکنے بلکہ قویٔ نیم جاں کو سزا دینے کی ضرورت ہے تاکہ ماضی (شیخ مفتری تازماں خاں) ہمیں مزید یرغمال نہ بنا سکے۔

مشہور دانشور الگزینڈر سالزیسٹین کی اس وارننگ پر دھیان دیجئے کہ جب ہم بُروں کو سزا نہ دیں اور نہ ہی ان کی اصلاح کریں تو اس کا مطلب ہے کہ ہم نئی نسل کے قدموں سے انصاف کی بنیاد کو ہلا کر اُسے ریزہ ریزہ کر رہے ہیں۔

قوی جو دس ''عالموں'' کے جھرمٹ میں چل رہا ہے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ قوی کی ڈولی کے یہ کہار ہیں یا قوی کی صلیب کے صلیب بردار۔

یہ ٹولی خدائے تعالیٰ کے حکم اور اس کی مشیت و مصلحت کو جھٹلا رہی ہے جس کا نقصان بہر حال ان تمام کو اٹھانا ہے۔ یہ وہابی یہی چاہتے ہیں کہ مہدی موعودؑ کو نہ مانا جائے۔ جب کہ حضور پُر نور ﷺ کی تابع تام ہستی یعنی مہدی موعود علیہ السلام جو خاتم دین محمدی ﷺ ہیں، جن کے تعلق سے حضور ﷺ نے فرمادیا ہے کہ مہدی مجھ سے ہے میرے قدم بہ قدم چلے گا، خطا نہیں کرے گا۔

قوی و منڈلی مانے یا نہ مانے حق، حق ہے۔ مہدیؑ برحق آئے اور گئے آمنا و صدقنا۔

گزشتہ ادوار میں شیخ علی متقی (مفتری)، طاہر پٹنی اور زماں خاں وغیرہ گزرے ہیں جنہوں نے اس بات کی جان توڑ کوشش کی کہ لوگ مہدوی نہ ہوں۔

انفرادی طور پر انکار مہدیؑ کا جو عذاب ہے اس سے کئی گنا زیادہ عذاب مذکورہ عالموں پر ان کی حق پوشی اور ذات امامنا علیہ السلام سے بغض کی وجہ سے جاری ہے۔ اور ہر دور میں جس نے بھی گمراہ کیا اس کا بھی یہی حشر ہوا ہے اور ہوگا۔ ندوی کے بعد ہے قوی۔

امتیوں کو اپنے دامِ فریب میں لانے عبدالوہابیوں کے پاس کئی عنوان ہوتے ہیں۔

مثلاً قوی جیسے عبدالوہابیوں کی منطق یہ ہے کہ خدا کے نام پر بندوں کے نام رکھے جائیں تو ان کے ساتھ ''عبد'' ضرور لگایا جائے۔ مثلاً عبدالعزیز، عبدالغفار وغیرہ۔

لیکن یہ بات اس وقت نا قابل قبول ہو جاتی ہے جب ہم پڑھتے ہیں کہ حضور پرنور ﷺ نے

علی اور حمید کے ناموں کے ساتھ عبد کا اضافہ نہیں فرمایا۔ جبکہ یہ نام اللہ تعالیٰ کے ہی ہیں۔

اس لئے اُمت آج تک حضرت علی کرم اللہ وجہہ پڑھتی' اور بولتی آ رہی ہے۔ اور لکھنے والے حضرت علیؓ ہی لکھتے آ رہے ہیں نا کہ عبدالعلی۔

اسی طریقہ سے صحابی حضرت حمیدؓ کو عبدالحمید نہیں لکھا جاتا' حضرت مہدی موعودؑ کے دو فرزندوں کے نام حضرت بندگی میراں سید علی شہیدؓ اور حضرت بندگی میراں سید حمیدؓ ہیں' مہدی موعودؑ نے عبدالعلی یا عبدالحمید نام نہیں رکھے۔

اس طرح وہابیوں کا اصرار ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے اللہ بولا جائے' خدا نہ بولا جائے' ہم کو ان کی بات ماننے کی ہرگز ضرورت نہیں کیونکہ ہمارے امام اور ہمارے آقا و مولیٰ حضور پرنور مہدی موعود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کے لئے خدا کا ہی لفظ استعمال فرمایا ہے۔

ایک جائزہ قوی کی تحریر سے:

آگے بڑھنے سے پہلے ہم ان آیتوں کا ترجمہ پیش کر رہے ہیں جو قوی اور دیگر دوزخ نواز اگر پڑھ لیتے تو شاید اپنی حرکتوں سے باز رہ جاتے۔

سورۃ النحل (۱۶) آیت نمبر (۲۵) ''(نتیجہ یہ ہوگا) کہ قیامت کے دِن اپنے اعمال کا پورا بوجھ اُٹھائیں گے اور کچھ بوجھ اُن کے بھی جن کو یہ بلاتحقیق گمراہ کر رہے ہیں، دیکھو کتنا برا بوجھ ہے جو یہ لاد رہے ہیں''۔

دوسری آیت سورۃ النحل آیت نمبر (۸۸) جن لوگوں نے کفر کیا اور اللہ کے راستے سے روکتے رہے ہم اُن کو عذاب پر عذاب دیں گے اس لئے کہ وہ فساد برپا کیا کرتے تھے۔

سورہ النساء ۴۔ آیت نمبر (۷۹) ''(اے انسان) اگر کوئی اچھی حالت پیش آتی ہے تو وہ اللہ کی طرف سے ہے اور جو بری حالت تجھ پر آتی ہے تو وہ تیرے ہی سبب سے ہے''۔

قوی کی تحریر کے جائزہ سے پہلے حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ کا یہ ارشاد پڑھ لیجئے کہ

''بد بخت انسان وہ ہے جو خود مرجائے لیکن اس کا گناہ نہ مرے، یعنی کوئی بات جاری کرجائے بُرا عمل جاری کرجائے۔ یا بُری کتاب کی اشاعت کرجائے''۔

کاش قوی اگر یہ ارشاد پڑھ لیتا تو ممکن ہے کہ مطالعۂ مہدویت لکھنے اور شائع کروانے سے باز رہتا۔ عذاب جاریہ کا یہ توشہ تو اس کے ساتھ رہے گا۔

☆ قوی کسی جامعہ کا مستند عالم نہیں ہے' امامت وخطابت کے بعد درس قرآن دینے لگا۔

☆ مہدویہ خیالات ونظریات کی تحقیق کے لئے اس نے مشہور معاند مہدویہ زماں خاں کی کتاب کو منتخب کیا جبکہ زماں خاں کا حال یہ تھا کہ اس نے پادری روبرٹس کی ''تحفۂ محمدیان'' اور پادری عماد الدین کی ''ہدایت المسلمین'' کی طرز پر ہدیہ مہدویہ لکھی۔ اور جس طرح اس کتاب کے اٹھارہ ابواب تھے اسی طرح زماں خاں نے بھی اٹھارہ ابواب رکھے اور ہدیہ مہدویہ لکھی۔

قوی جیسوں کو جن کے تعلق سے معلومات درکار تھیں تو متعلقہ لوگوں سے معلوم کیا جاتا، پورا منظر واضح ہوکر آجاتا، جس کے بعد تنقید یا پھر ستائش کی جاسکتی ہے۔

دشمن کی نظر میں تو ہر ہنر عیب ہی ہوتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی اسلام کے تعلق سے جاننا چاہے اور وہ کسی عیسائی' یہودی یا ہندو کی تحریر پڑھے تو لازماً اس کو صحیح باتیں نہ ملیں گی۔

☆ قوی خود کو اہل سنت والجماعت والا بتاتا ہے حالانکہ اس کی فکری وراثت کچھ اور ہی ہے۔

☆ قوی نہ تو ولایت کو مانتا ہے اور نہ ہی روحانیت کا قائل ہے۔ نہ ہی انبیاء علیہم السلام کے معجزات پر اس کی نظر رہتی ہے۔

☆ قوی نے اعتراضات کے لئے ٹھوس دلیل یا ثبوت نہیں دیا۔

☆ اُس کی تحریر میں اُلٹ پھیر اور کاٹ کسر ہی ملیں گے۔

☆ ہمارے مرشدین عظام کے نام خط میں اس کی تحریر خود اس کی چغلی کھا رہی ہے۔لکھتا ہے کہ'' مہدوی کتب سے اقتباسات کو نقل کرنے میں کہیں آپ خیانت محسوس کرتے ہیں تو آپ کو حق ہے' نشاندہی فرمائیں۔

آگے قوی نے اپنی معصوم درندگی کو چھپانے کی خاطر یہ لکھا ہے کہ:

''مخفی مباد کہ میرا مقصد کسی کی توہین وتحقیر نہیں محض اللہ کے واسطے صراط مستقیم کی تحقیق کرنا اور سب بھائیوں کو اس کی دعوت دینا ہے تا کہ ہم سب مرنے کے بعد چین وسکون اور خوشنودی رب کی زندگی گزار سکیں۔''

تبصرہ : قوی نے اعتراف کرلیا ہے کہ اس نے اپنی تحریر میں خیانت کی ہے۔

قوی نے یہ جھوٹ بولا کہ اس کا مقصد کسی کی توہین یا تحقیر نہیں حالانکہ اس کی ساری بکواس ہی مہدویوں کی توہین وتحقیر سے بھری ہوئی ہے۔اور ذات پاک امامنا علیہ السلام کی شان میں گستاخیاں ہی گستاخیاں ہیں۔

اب اس کو یہ خیال ہو رہا ہے کہ مرنے کے بعد وہ چین وسکون اور خوشنودی رب کی زندگی گزار سکے گا جبکہ اس کی تحریر عذاب جاریہ کی منہ بولتی تصویر ہے۔

کیونکہ اس نے بغض مہدی میں نہ صرف مہدی موعودؑ کا انکار کر دیا بلکہ پوری توانائیاں لگا دیں کہ کوئی مہدوی نہ بنے' انکار بُرا ہے اور حق کا راستہ روکنا اس سے بڑھ کر بُرا ہے۔

قوی کی تحریر پڑھنے کے بعد فرض کیجئے کچھ لوگ مہدوی ہونے سے رک گئے تو اس کا سارا وبال قوی کی گردن پر رہے گا خود تو ڈوبا ہی تھا دوسروں کو بھی لے ڈوبا۔

قوی کی خیانت ملاحظہ کیجئے۔مہدی موعود علیہ السلام کی جائے پیدائش جون پور ہے۔قوی نے گمراہ کرنے کو یہ سرخی جمائی کہ.....'' جائے پیدائش'' پیراں پٹن لقب ام القریٰ ہے۔ پھر شواہد

الولایت کی سطور نقل کیں۔

اس کے بعد تبصرے میں یوں لکھ مارا۔ ''دنیا جانتی ہے کہ قرآن کریم میں ام القریٰ کا لقب مکہ مکرمہ کو دیا گیا ہے مگر مصنف نے اپنے امام مہدی کی نبی کریم ﷺ سے ہر ہر امر میں ہمسری وبرابری کو ثابت کرنے کی قسم کھا رکھی ہے اس لئے توڑ موڑ کے لئے مجبور ہیں۔''

شواہد الولایت میں یوں فرمایا گیا: تو شہر ''ام القریٰ'' جو کہ مقام بعثت امام ہدیٰ کا ہے۔

مصنف کتاب حضرت بندگی میاں سید برہان الدین ؒ کا مطلب یہ ہے کہ بڑلی جہاں مہدی موعودؑ نے دعویٰ موکد فرمایا تھا اور اپنے انکار کرنے والے کو کافر فرمادیا تھا۔

مقام بڑلی اہم ترین مقام رہا اور لفظ بعثت مہدی موعودؑ کی شان کے لحاظ سے ہی استعمال کیا گیا ہے۔ مہدی موعودؑ کے مبعوث ہونے کی اطلاع حضور ﷺ نے یوں فرمائی تھی کہ:

(مفہوم حدیث شریف) ''جب تم کو مہدی کی بعثت کی خبر ملے تو جاؤ چاہے برف پر سے رینگتے ہوئے جانا پڑے اور اس سے بیعت کرو کیونکہ وہ اللہ کا خلیفہ ہے''

بڑلی ہی وہ جگہ قرار پائی جہاں بحکم خدا ایمان اور کفر کیا ہوتے ہیں سمجھا دیا گیا یعنی قبولیت مہدی ایمان اور انکار مہدی کفر۔

دوسری بات ''ام القریٰ'' اگر جون پور کے لئے لکھا جاتا تو قوی کی بات مان لی جاتی۔ مقام بعثت ام القریٰ لکھا گیا ہے۔ ام القریٰ کا لغوی مطلب قریوں کی ماں ہی ہوتا ہے۔

لفظ ام القریٰ جہاں مکہ معظّمہ کے لئے آیا ہے وہیں بڑے شہر کے لئے بھی استعمال ہوا ہے۔ قوی یا تو اس بات سے لاعلم تھا یا پھر اعتراض جھاڑنے کے لئے ایسا لکھ مارا ہے۔

پٹن اس زمانے میں بھی صوبہ تھا اور ایک صوبے میں کئی اضلاع اور تعلقہ جات اور قریے جات ہوتے ہیں۔ الغرض قوی کی تحریر ہی دھوکہ وفریب کی غمّاز ہے۔

قوی کے پیش نظر یہ بات رہتی تو شاید وہ ہمارے خلاف زہر افشانی سے باز آجاتا۔ وہ بات یہ ہے کہ جس کے صحن میں کچرا ہو وہ پڑوس کی چھت پر جمی ہوئی برف کی شکایت نہ کرے۔

آگے بڑھنے سے پہلے یہ عرض کر دینا مناسب ہے کہ قوی ناتواں نے یوں لکھا ہے کہ ''مہدوی خیالات ونظریات'' کی تحقیق کا جذبہ پختہ یا تازہ ہونے پر ''ہدیہ مہدویہ'' کا مطالعہ کیا جو اس کی ٹھوکر کھانے کی علامت ہے۔

اگر اس نے شیخ محمد بن جعفر الکتانی کا یہ مقولہ پڑھ لیا ہوتا تو ایسی ٹھوکر سے (جو بغض وعناد سے بھری تھی) سنبھل جاتا مقولہ یہ ہے کہ ''ہر فن میں اہل فن کی طرف ہی رجوع کیا جانا چاہیئے''

تحقیق کا جذبہ ہی تھا تو چنچل گوڑہ زیادہ دور نہیں تھا آ کر کسی کا سب سے مل لیتا یا کسی مرشد سے یا پھر ہماری کتب پڑھتا' اس کے بجائے اس نے معاند مہدی کی کتاب کا انتخاب کیا۔

اسلام کے تعلق سے معلومات کرنی ہوں تو مسلمان علماء کی کتب پڑھی جاتی ہیں نہ کہ مستشرقین ودشمنان اسلام' یا آریہ سماجیوں' یہودی' عیسائی مصنفین کی کتب۔

یہ قوی کی بدبختی رہی کہ اس نے انتخاب بھی کیا تو اس کا جو دشمن تھا کم از کم غیر جانبدار مولفین کی کتب دیکھ لیتا تو شاید مہدویت کے تعلق سے اتنی نفرت اس کے دل میں نہ آتی۔

شاید قوی بخوبی جانتا ہے کہ اس نے زماں خاں کو رہبر ورہنما مان کر مطالعہ مُہدویت لکھ مارا اسی زماں خاں کو پہلے قلم سے جواب دیا گیا، پھر شان مہدی میں گستاخیوں پر اس کو خنجر سے سلا دیا گیا تھا۔

جبکہ قوی کو فی الوقت قلم سے جواب دیا گیا ہے، اس طرح قوی کی قلعی اُتار دی گئی۔

تذکرہ چل رہا تھا قوی کا' قوی کی بھی یہی کوشش ہے کہ کوئی شخص مہدوی نہ بنے۔ بلکہ اس نے مہدویوں کو مہدویت چھوڑ دینے کی بات کی۔ قوی کا یہ بلانا اُجالے والوں کو اندھیروں کی طرف گھسیٹ لینا ہے۔ قوی ظلمت پسند کی تحریرات سے ہمارے قلوب مجروح ہوئے ہیں اس لئے ہم نے عبدالقوی کے

بجائے قوی ہی لکھا ہے۔ قویٔ ظلمت پسند کے خلاف ہم کو یوں کہنا پڑ کہ اندھیروں کی سرکشی وجہ سے پھر بن کے آفتاب نکلنا پڑا۔ روح مخدومؔ سے معذرت کے ساتھ

ہم نے رو رو[1] کے تیری بزم سے دور اے پیکرِ نار
کتنی آہوں کو چھپایا ہے تجھے کیا معلوم

[1] ہمارے رونے کی وجہ مہدی موعود علیہ السلام کی شان مبارکہ میں قویٔ قریب الختم کی قلمی گستاخیاں ہیں۔

کیوں کہ قویٔ پیکر نار نے ٹھیک وہی عمل کیا جو مومنین کے خلاف کفار کیا کرتے تھے۔

سورہ (۸۳) المطففین آیت نمبر ۳۲

ترجمہ: ''اور جب ان (مومنوں) کو دیکھتے ہیں تو کہتے کہ یہ تو گمراہ ہیں۔ حالانکہ وہ ان پر نگراں بنا کر نہیں بھیجے گئے تھے۔''

قوی نے خواہش جتلائی ہے کہ وہ مرنے کے بعد چین وسکون اور خوشنودیٔ رب کی زندگی گزارے۔ جبکہ ارشاد باریٔ تعالیٰ یوں ہے۔

سورہ (۸۵) البروج آیت نمبر (۱۰)

ترجمہ: ''جن لوگوں نے مومنین ومومنات کو تکلیف پہنچائی پھر اس سے باز نہ آئے (توبہ نہ کی) ان کے لئے جہنم کا عذاب ہے اور ان کے لئے جلنے کا عذاب ہے''

قوی پر نظر ڈالئے معلوم ہوگا کہ قوی کو جو قومی کتب دئے گئے وہ مرتدین یا نیم مرتدین کی کارگزاری ہے۔ یا پھر قوی نے کوئی اور ذریعہ سے یہ کتب منگوائیں۔

خود کو مسلمانوں کا رہبر ونجات دہندہ ظاہر کرو اور مسلمانوں کی آپسی دوری کا استحصال کرو۔

اور اس طرح اپنی دولت ومقبولیت کو بڑھاؤ اور اس کے ذریعہ مسلمانوں کو حبیب پاک صلی اللہ

علیہ وسلم سے دور کردو جیسا کہ فکری مورثین (وہابیوں اور دیوبندیوں) کا وطیرہ رہا ہے۔

یہ ایک تجارتی فن ہے۔ لاکھوں کے وارے نیارے ہورہے ہیں۔ مسلمان خوش ہیں کہ قوی جیسے مجاہد ہیں جبکہ ان کا حال یہ ہے کہ وہ دینی مدرسے کے نام پر چرم مسلم بشکل چرم قربانی، صدقات وعطیات بٹورتے آرہے ہیں۔

گزشتہ برسوں سے قوی جیسوں نے ہمارے خلاف جو محاذ کھولا ہے وہ خالص تجارتی ہے۔

قوی کی ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مہدویوں میں اس کی تحریر سے ہیجان پیدا ہو، وہ مقابلے پر آئیں اور اس کی شہرت براہ اکبر باغ ہندوستان گیر پیمانے پر پھیل جائے۔

مہدویوں نے اس کی بچھائی ہوئی بساط کو اس کے منہ پر واپس دے مارا اور ایک عرصہ بعد جواب دیا گیا، یعنی شکار کو تھکا کر مارا گیا۔

اس نے اپنے ایک پٹھے آزر کے ذریعہ ہمیں اُکسایا کہ قوی کا جواب دیا جائے ورنہ یہی سمجھا جائے گا کہ مولانا عبدالقوی صاحب نے جو کچھ بھی لکھا تھا صحیح تھا۔

(دشمن مہدی ومہدویت یعنی قوی کے لئے احترام کے الفاظ اُس آزر کے لئے عذابِ جاریہ میں ایک اضافہ ہے)

قوی جیسوں کے متعلق صدیوں پہلے حضرت یحییٰ بن معاذ رازیؒ نے کیا فرمایا تھا پڑھئے۔

''غافل علماء وہ ہیں جنہوں نے دنیا کو اپنا قبلہ بنا کر رکھا ہے اور شریعت میں آسانی کے متلاشی رہتے ہیں، بادشاہوں کی پرستش کر کے ظالموں کا دامن پکڑتے (تھامتے) ہیں اور ان کے دروازوں کا طواف کرتے ہیں۔

خلق میں عزت وجاہ کو اپنی محراب گردانتے ہیں، اپنے غرور وتکبر اور خود پسندی پر فریفتہ ہوتے ہیں، دانستہ اپنی باتوں میں رقت وسوز پیدا کرتے ہیں۔

ائمہ وپیشواؤں کے بارے میں زبانِ طعن دراز کرتے ہیں' بزرگانِ دین کی تحقیر کرتے ہیں اوران پر زیادتی کرتے ہیں۔'' (کشف المحجوب، حضرت داتا گنج بخشؒ)

(پچھلی چار سطور میں ممکن ہے کہ قوی کا فیصد کم ہو لیکن چھٹی اور ساتویں سطور قوی پر صد فیصد بیٹھتی ہیں)۔حضرت یحیی بن معاذ رازیؒ مزید فرماتے ہیں:

اگر ان کے پلڑے میں دونوں جہاں کی نعمتیں رکھ دو تب بھی وہ اپنی مذموم حرکتوں سے باز نہ آئیں گے۔کینہ وحسد کو اپنا شعار مذہب قرار دے لیا ہے۔

قوی کا مفصل آپریشن کیا جائے تو یقیناً بہت سی باتیں سامنے آئیں گی۔

مسلمانوں کے پاس قابل عزت وتعظیم اور عالموں کی صف میں وہی لوگ مانے جاتے ہیں جن کے دل علم سے بڑھ کر حبِ رسول ﷺ سے بھرے ہوئے ہوتے ہیں۔

خانقاہی نظام یا اولیاء اللہ سے محبت رکھنے والے یا ان جیسوں کی وضع قطع اختیار کر لینے والے لائق تعظیم سمجھے جاتے ہیں۔

اس انکشاف کے بعد عاقل حسامی کی آنکھیں بند ہونے پر عبدالقوی حسامی بن گیا۔

ہمارے دل میں آیا کہ عاقل حسامی کے جانشین سے ملیں اور دریافت کریں کہ کیا آپ کے والد نے قوی کو اپنی خلافت دی ہے؟ لیکن ہم چپ ہو گئے کہ قوی جیسے لوگ کچھ مرید بنالیں' کچھ کمالیں اور شوق تعظیم کو بھی پورا کر لیں۔

لیکن شائد قوی کو حسامیوں نے گھانس نہیں ڈالی، اگلے پوسٹر میں قوی صرف قوی ہی رہ گیا۔

اس بات پر بچپن میں سنی ہوئی ایک پہیلی یاد آ گئی کہ ''چٹاخ بولی تن تنی' پٹاخ بولی تن تنی' پھر تن تنی کی تن تنی''۔

یعنی اس پہیلی کا بُوجھ یا حل ہے تل' تل کو گرم توّے پر ڈالا جائے تو اس گرمی سے تل اچھلتی ہے

تل ہی کہلاتی ہے، توے پر سے اُتار لیا جائے تو ٹھنڈی ہو جاتی ہے اور تل ہی کہلاتی ہے۔ اس طرح قوی، قوی ہی رہ گیا۔

قوی کا جائزہ جاری ہے۔

بات چل رہی تھی حضرت یحییٰ بن معاذ رازیؒ کے ارشاد کی۔ آپ نے فرمایا تھا ''غافل علماء ائمہ وپیشواؤں کے بارے میں زبانِ طعن دراز کرتے ہیں'' 'قوی اس ارشاد پر پورا اترا۔

ایک تو اس نے امامنا علیہ السلام کی شان میں بیہودگی اور بدتمیزی کا مظاہرہ کیا۔ ساتھ ساتھ ہماری قومی کتب پر بھی تنقید جھاڑی۔

قوئ نیم جاں کو مہدویوں میں یا قومی کتب میں جو چیزیں قابل اصلاح محسوس ہو رہی ہیں اس میں اس کا قصور نہیں ہے۔ کیونکہ مریض یرقان کو ہر چیز زرد ہی نظر آتی ہے۔

غالباً قوی جیسوں کے تعلق سے ہی ایک عربی شاعر نے کیا خوب کہا تھا۔

''میں شریف آدمی میں نیکی کو محمود پاتا ہوں''۔ (قوی اس کا اہل نہیں)

''اور وہی نیکی رذیلوں میں گناہ بن جاتی ہے''۔ (ایسی گھٹیا بات ہم نہیں کہتے)

''جس آدمی کا منہ کڑوا ہو تو مریض ہوتا ہے''۔ (مثلاً قوی)

''جس کی وجہ سے شیریں پانی بھی کڑوا پاتا ہے''۔ (مثلاً قوی)

ماہ ربیع المنور کا مہینہ حضور ﷺ کی مبارک ولادت کا مہینہ ہے مسلمانوں میں ظہور نور ﷺ پر خوشی کا اظہار کیا جاتا ہے، جبکہ قوی اور اس کے ہمنوا ہمیشہ خاموش رہتے ہیں۔

حضور پرنور مہدی موعود علیہ السلام کی تصدیق سے روکنے کے لئے قوی جیسے لوگ ہمیشہ تیار رہتے ہیں۔ قوی جیسے نہ چاہتے ہوئے بھی اللہ والوں کے نام یا تحریر کو پیش کرنے پر خود کو مجبور پاتے ہیں۔ اس کی تحریر کے شر کی گرفت کی خاطر ہم نے اپنی قومی کتاب المہدی الموعود از حضرت سید حسینؒ محمودی

صاحب سے مدد لی ہے۔

بیدر کے مشہور بزرگ حضرت بندگی مخدوم شیخ محمد قادری المعروف ملتانی پاشاہ رحمتہ اللہ علیہ سے ملاقات کی آرزو کر کے امام مہدی موعود نے آپ پاس کہلا بھیجا، حضرتؒ نے ان کی آرزو قبول کی لیکن خود نہ ملے تھے البتہ اپنے فرزندوں کو خدمت اقدس میں روانہ فرمایا تھا۔ فرزندوں نے بعد ملاقات واپس آ کر والد بزرگوار سے پوچھا:

یا سیدی یہ صاحب جو محمد مہدی کہلاتے ہیں کیا فی الحقیقت محمد مہدی موعود یہی ہیں۔ حضرتؒ نے یہ سن کر کچھ وقت تامل کرنے کے بعد زبان دربار گوہر نثار سے فرمایا:

''جیسا ولایت میں قطبیت اور غوثیت منازل اور مقامات ہیں، ایسا ہی مہدیت بھی ایک مقام ہے اور یہ مقام ان (حضرت سید محمد جونپوری) کو حاصل ہوا ہے''۔

حضرتؒ کے ارشاد کو روک کر صاحب کتابؒ المہدی الموعود نے بطور تبصرہ جو تحریر فرمایا پیش ہے۔

اس مقام پر حضرت مذکور کا کشف ایک حد تک صحیح ہے، کیونکہ امام علیہ السلام کے مقام مہدیت سے انکار نہیں کیا ہے۔ (دیکھیئے المہدی الموعود صفحہ ۲۲۷)

حضرت ملتانی بادشاہؒ نے یوں فرمایا: ''مگر وہ مہدی موعود نہیں''۔

(مخزن الکرامات، ترجمہ معدن الجواہر ۵۲ نقل ۸)

صاحب کتاب المہدی الموعود نے یوں تبصرہ فرمایا: اور امام علیہ السلام نے اس وقت تک دعوۂ مہدیت نہیں کیا تھا، صرف بعض اولیاء زمان وفضلاء دوران خود اپنے اپنے کشف والہام کے ذریعہ آپ کی مہدیت کا اظہار کرتے تھے۔

اور علمائے حقانی جب آپ سے بواسطہء علمی مباحثہ کرتے اور اخلاق واوصاف فاضلہ پر نظر کرتے تھے تو خود قائل ومقر ہو کر (اقرار کر کے) اکثر مرید ومنقاد ہو جاتے تھے۔ اور جب کبھی اصحاب ومہاجرین نے امام علیہ السلام سے اظہار مہدیت کے لئے عرض کیا تو آپ یہی کہہ دیتے کہ اللہ کی

طرف سے ابھی اس کا وقت باقی ہے۔(تبصرہ ختم شد)

(۱)لب لباب یہ ہے کہ قوی نے حضرت ملتانی بادشاہؒ کے بلند مقام کو چھپانے کی ناکام کوشش کی ، کیونکہ قوی، وہابی ہے اور وہابیوں کے قلوب انبیاء اور اولیاء کی عظمتوں سے خالی ہیں۔جیسا کہ وہ خود روحانی معاملات یا ولایت کے میدان کا پیدل ہے

قطبیت،غوثیت جیسے بلند مقامات کی صف میں اگر مقام مہدیت بھی ہے تو قرآن مجید میں اشارتاً دس مقامات پر ذکر مہدی اور آٹھ مقامات پر ذکر قوم مہدی اشارتاً نہ رہتا۔اور نہ سینکڑوں احادیث مہدی فرمائی جاتیں جواب بھی بیسیوں کی تعداد میں موجود ہیں۔اس کمی کے ذمہ دار اخفائے حدیث کرنے والے تھے اور ہیں۔مہدی موعود کے تعلق سے انتظار، اشتیاق و بے چینی جاننا ہو تو اسی کتاب کی جلد اول میں ملاحظہ فرمائیے۔امت صدیوں مہدی موعود کا انتظار کیوں کرتی اور جب آفتاب مہدیت اپنی پوری شان سے جلوہ گر ہوگیا اور ہزاروں میل تک اپنے نور کو پھیلا کر لاکھوں طالبان مولیٰ کو مولیٰ سے ملا کر پردہ فرمالیا۔آمنّا صدّقنا۔جس کے بعد امت پر سکون ہوگئی

اور امت کا انتظار واشتیاق ختم ہوگیا۔اور اس باب میں مکمل سکوت یا اطمینان ہے۔جبکہ حضور پر نور مہدی موعود کی مبارک تشریف آوری سے پہلے کی آٹھ صدیوں میں حضرت علی کرم اللہ وجہ کا استفسار، حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا اشتیاق کہ میں مہدی کا زمانہ پاوں تو ان کی خدمت میں رہون گا ،اکابرین اہل سنت، نو بزرگان دین جنہوں پہلے خود کو مہدی سمجھا پھر اپنے اس خیال سے دستبردار ہوگئے۔جس میں حضرت سید محمد عرف خواجہ بندہ نواز، گیسو دراز ، بلند پرواز رحمتہ اللہ علیہ بھی شامل ہیں۔بعض اکابرین نے تو مبنی بر حق مہدی کا مقام حضور پرنور ﷺ کے مساوی بھی بتلایا۔حضور پرنور مہدی موعود کی مبارک تشریف آوری کے بعد چھ طبقات درج ذیل ہیں۔

ا۔ پہلا جس نے بفضلہٖ تصدیق کی دولت پائی اور اخراج، ایذا، ہجرت اور قتال کے باوجود بفضلہٖ ببانگ دہل اپنی تصدیق پر قائم ہے ڈنکے کی چوٹ پر بلکہ تلوار کی نوک پر اپنے ایمان کا اعلان کرتا ہے۔

۲۔دوسرا جس نے مہدی کو مان تو لیا لیکن اعلان نہ کر سکا۔

۳۔تیسرا طبقہ وہ ہے جس نے انکار کر دیا اور اپنی جگہ رہ گیا، لیکن کسی کو گمراہ نہ کیا۔

۴۔چوتھا طبقہ وہ ہے جس نے انکار کر دیا اور اس کی کوشش رہی کہ کوئی تصدیق مہدی نہ کرے بلکہ انکار کر دے۔اس طرح کے لوگ مہدی کو مبعوث فرمانے والے خدائے تعالیٰ اور مہدی کی آمد کی خبر دینے والی ہستی پرنور ﷺ کے خلاف پوری قوت سے تکذیب پر جمے ہوئے ہیں۔

۵۔پانچواں طبقہ وہ ہے جس نے شروع میں تصدیق و ایمان کی دولت پائی، لیکن بعد میں انکار کر دیا لیکن حکمت عملی یہ رکھی کہ انکار کو اصلاح کے نام پر چھپا دیا، مصدقین میں آتے ہیں تو خود کو مصدق مہدی ظاہر کرتے ہیں اور حضرت مہدی موعود کا نام احترام سے لے کر مصدقین کو گمراہ کرتے ہیں۔لیکن منکرین کے ہر اعتراض پر ان کی ہاں میں ہاں ملا کر اپنی آخرت کو برباد کر لیتے ہیں اور ارتداد کا طوق پہن لیتے ہیں۔

۶۔چھٹا وہ طبقہ ہے جو قوم سے کٹ چکا ہے اور ہم مصدقین بخوبی جان گئے ہیں کہ اس طبقے کے لوگ مرتد ہو چکے ہیں۔چلئے اچھا ہی ہے خس کم جہاں پاک

اوپر کی سطور میں ذکر چل رہا تھا مقام مہدیت کا۔

لاریب ہر زمانے میں قطب اور غوث رحم اللہ اجمعین رہ رہے تھے، مقام مہدیت ان سے یقیناً بلند و بالا ہے۔مہدی موعود کے آ کر چلے جانے کا ثبوت یہی ہے کہ ان حضرات کا آنا بھی بند ہو گیا۔

ممکن ہے کہ حضرت ملتانی بادشاہؒ نے یہ بات ''مگر وہ مہدی موعود نہیں ہیں'' فرمائی ہو کیونکہ حضرتؒ کے کشف سے زیادہ دعویٰ مہدیت اہم ہوتا ہے، مہدی موعود نے اس وقت دعویٰ نہیں فرمایا تھا یہی وجہ تھی کہ اس وقت کئی لوگوں پر یہ بات منکشف ہو چکی تھی لیکن تصدیق نہیں کی بلکہ اپنی تصدیق کو دعوے کے تابع ہی رکھا۔ظاہری طور پر قبولیت کے لئے اولیت یا اہمیت دعوے کی ہوتی ہے۔

(۳) حضرت ملتانی بادشاہ سے منسوب یہ بات لکھدی گئی ہے کہ ''جب کبھی وہ اس مقام پر ہوتے

ہیں سکریت وبیخودی کے عالم میں خودکومہدی کہہ ڈالتے ہیں''۔

مہدی موعود علیہ السلام نے بارہ برس کے جذبے کے ختم ہونے پر بحکم خدا ہجرت اختیار فر،ای ء۔اور تیرہ برس تک کوئی دعویٰ ہی نہیں فرمایا یہ اور بات ہے کہ بنادعوے ہی ہزاروں بلکہ لاکھوں لوگ تصدیق مہدی سے مشرف ہوتے چلے گئے۔سکریت و بےخودی کی بات حضرت ملتانی بادشاہ کے نام سے گھڑی ہوئی محسوس ہوتی ہے۔

علاوہ ازیں یہ سراسر قوی کی چالاکی،معلوم ہورہی ہے کہ جب دعویٰ ہی نہیں کیا گیا تو تحقیق دعویٰ کی ضرورت ہی پیدانہیں ہوئی اور حضرتؒ نے ایسا فرمایا!

مصدقین کرام! اللہ تعالیٰ اپنے پیغمبروں اور اپنے خلفاء کو معصوم رکھتا ہے۔خاتمین صلی اللہ علیہما وسلم معصوم عن الخطا ہیں۔اسی عصمت کی وجہ سے مخالفین کو کوئی انکار کا پہلو نہیں ملتا۔اسی وجہ سے ان پرنور ہستیوں کے تعلق سے بے بنیاد اور بغض وعناد سے بھرپور بکواس کرتے ہیں۔

اب دیکھئے مہدی موعود نے بارہ سالہ حالت جذبہ میں کوئی دعویٰ ہی نہیں فرمایا تھا،نہ راہ چلتے چلتے عجلت میں کوئی دعویٰ فرمایا تھا۔اختتام حالت جذبہ کے کوئی چودہ برس بعد قیام فرما کر پہلا دعویٰ کعبہ کے طوافِ مہدی کے بعد بمقام کعبہ رکن ومقام کے درمیان یہ دعویٰ فرمایا کہ میں مہدی موعود ہوں جس نے میری تصدیق کی وہ مومن ہے۔اپنے منکر کو کافر نہیں فرمایا، دوسال بعد احمد آباد میں قیام فرمایا اور دوسرا دعویٰ تاج خاں سالار کی مسجد میں فرمایا لیکن الفاظ وہی تھے جو کہ رکن ومقام کے درمیان فرمائے تھے،تیسرے دعوے سے پہلے بمقام بڑلی پندرہ روز قیام فرمایا اور اس کے بعد''میں مہدی موعود ہوں جس نے میری پیروی کی وہ مومن ہے اور جس نے میرا انکار کیا وہ کافر ہے فرمایا۔

قوی جیسوں کے کان پر کوئی جوں تک نہیں رینگتی جب اسلام دشمن امریکہ واسرائیل ہر روز ہماری بربادیوں کی ایک نئی تاریخ رقم کرتے ہیں۔لیکن قوی جیسے بغض وعناد کے پیکر خود کو اہل سنت ظاہر کرتے ہیں،اس بات کو کوئی بھی قبول نہیں کرتا۔حرمین شریفین کو نعوذ باللہ نقصان پہنچانے کے امریکی ارادوں

کے معلوم ہونے پر بھی قوی اوراس کے ہمنوا خاموش رہے۔

اس کے باوجود ہمارے خلاف چیخ وپکار بذریعہ تحریر جاری ہے۔نوجوانوں میں بے چینی بڑھ رہی تھی کیونکہ حضرت ابجی میاں شہیدؒ کا اسوہ ان کے پیش نظر ہے۔لیکن ہم ان نوجوانوں کو ہر وقت صبر کی تلقین کریں گے کیونکہ ان کا خون گرم ہے اور ہمارا خون نسبتاً ٹھنڈا ہے۔

ہم اپنے نوجوانوں سے درخواست کرتے ہیں کہ وہ طیش میں نہ آئیں۔اللہ تعالیٰ سے ابلیس نے جب یہ کہا تھا کہ میں تیرے بندوں کو بھٹکاؤں گا۔حق تعالیٰ نے فرمایا تھا جو میرے ہیں وہ تیرے فریب میں نہیں آئیں گے۔

علاوہ ازیں یہ آیت بھی ہمارے پیش نظر رہے۔

سورہ المائدہ (۵)۔آیت (۱۰۵):

ترجمہ: اے ایمان والو تم اپنی فکر کرو جب ہدایت پر ہو۔کوئی گمراہ تمہارا کوئی نقصان نہ کر سکے گا۔''

ہم مہدوی ہیں ہمارا کامل بھروسہ خدائے تعالیٰ کی ذات پر ہی ہے۔

بہر حال عامۃ المسلمین کے پیش نظر یہ بات رہنی چاہیئے کہ قوی جیسوں سے ہوشیار رہیں جو مسلمانوں کو آپس میں لڑا کر ان کے حقیقی دشمنوں کی طرف توجہ دلانے اور دفاعی حکمت عملی اختیار کرنے کی ترغیب دینے کے بجائے توجہ ہٹانے کوشاں رہتے ہیں۔

یعنی مسلمانوں کو ایک دوسرے سے بدظن کرنا یہ بے وقت کی راگنی نہیں بلکہ بروقت راگنی کہلائی جاسکتی ہے کہ دشمن اپنے ہر منصوبہ میں کامیاب ہوتے رہیں۔اور مسلمان خواب غفلت میں رہیں۔

قوی ایک ماہنامہ ''اشرف الجرائد'' نکالتا ہے، کچھ عرصہ قبل اس میں شیعوں کا پیچھا کیا تھا۔

''مجلس تحفظ ختم نبوت'' ؟

قوئ ناتواں اس مجلس کا ایک سرگرم کارکن ہے۔قارئین کے اور قوی کے مطالعہ کے لئے چند سطور پیش کئے جارہے ہیں۔

حاکم یمن ابرہہ معہ لشکر کے جب کعبہ کو ڈھانے روانہ ہوا تو مکہ سے پہلے ایک مقام پر ٹھہر کر ایک وفد کو عبدالمطلب کے پاس روانہ کیا اور کہلوایا کہ ابرہہ نے ہم کو بھیجا ہے پیغام یہ ہے کہ ہم فقط کعبہ کو گرادیں گے اور واپس چلے جائیں گے ہمارا مقصد لڑنا نہیں ہے۔

بعد میں جب عبدالمطلب سے ابرہہ کی ملاقات پر اس نے نہایت تعظیم کا مظاہرہ کیا۔ عبد المطلب نے ابرہہ سے کہا کہ میرے دوسو اونٹ تمہارے لوگوں نے لے لئے ہیں وہ مجھے مل جائیں۔ ابرہہ نے کہا کہ میرے دل میں پہلے جو آپ کی عزت تھی وہ نہ رہی۔ کیوں؟ عبدالمطلب نے پوچھا۔ ابرہہ نے کہا میں کعبہ کو ڈھانے آیا ہوں اس تعلق سے آپ نے ایک لفظ بھی نہیں کہا۔ بات کررہے ہیں تو اپنے اونٹوں کی، عبدالمطلب نے کہا اونٹوں کا مالک میں ہوں، مجھے ان کی فکر ہے۔ ''کعبہ کا مالک اللہ ہے اس کی فکر وہ کرے گا اور تم سے کعبہ کو بچالے گا۔''

بعد میں تو جیسا کہ سب جانتے ہیں کہ یہ لشکر ناکام ونامراد رہا اور تباہ ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ جاری فرمایا اور اپنے خلفاء علیہم السلام کو بھی بھجواتا رہا۔ انبیاء کا یہ سلسلہ حضور پُر نور محمد مصطفیٰ ﷺ کی ذات پُر انوار پر اور خلفائے الٰہیہ کا سلسلہ حضور پُر نور مہدی موعود علیہ السلام کی ذات پُر انوار پر ختم فرمادیا۔ اس طرح ختم نبوت اور ختم ولایت ہوچکی۔ ہردو کا محافظ اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

بعض لوگوں نے ایک مجلس بنالی ہے، مجلس تحفظ ختم نبوت کے نام سے، کیا یہ تحفظ کرسکتے ہیں؟ نمایاں شخصیت کی جن کو تمنا ہوتی ہے وہ ایسے کھیل ضرور کھیلتے ہیں۔ اور یہ دنیاداری کے لئے ہوتا ہے۔ یہی جذبہ دینی معاملات کے لئے بھی ہو تو بات کچھ جمتی ہے۔ جو خدا انبیاء اور خلفاء علیہم السلام کو بھجوانے پر قادر ہے وہ اس کے اختتام کی بھی حفاظت فرماتا ہے، ہرکس وناکس سے یہ کام ممکن ہی نہیں۔

بہرحال مسلمانوں کے دلوں کو اچک لینے کے لئے عنوان کافی متاثر کن ہے۔ اس کی وجہ سے عزت، دولت اور شہرت تو ضرور مل جاتے ہیں۔ آخرت میں معاملہ صفر ہی رہے گا، کیونکہ للّٰہیت

کے بغیر ہر کام بیکار ہی ہوتا ہے۔

نوٹ: ۔ یاد رکھیئے دیوبند اور قادیان میں کچھ فرق نہیں ہے، بلکہ قادیان کا راستہ دیوبند سے ہوکر جاتا ہے (گزشتہ صفحات میں تبلیغی جماعت کے تذکرہ میں یہ بات آچکی ہے) کیونکہ قوی جیسوں کے فکری مورث اعلیٰ قاسم نانوتوی نے یہ دروازہ کھولا تھا۔

ہوسکتا ہے کہ مورث کی اس غلطی کی اصلاح اور خود کو تحفظ ختم نبوت کا چمپیئن ظاہر کرنے کے لئے یہ کھیل دیوبندیوں کی جانب سے کھیلا جارہا ہے اس ادارہ کا صدر دفتر دیوبند ہی میں ہے۔

مہدوی کہاں نہیں ہیں ؟

قوئ ناتواں کی پالکی کا ایک کہار جس کا نام مفتی سلمان منصور پوری ہے' ہمارے خلاف یوں لکھا ہے کہ ''حیدرآباد کے اطراف اس فرقہ کے پنپنے کی خبریں ملتی ہیں''۔ اس پالکی کے دوسرے کہاروں نے عامتہ المسلمین کو یہ باور کروایا کہ مہدوی کم تعداد میں ہندوستان کے چند مقامات پر موجود ہیں۔

جبکہ مہدوی پوری دنیا میں موجود ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ خدا کی مدد اور اس کے حکم پر امامؑنا نے چالیس سال کی عمرِ مبارک کے ختم ہونے پر جونپور سے ہجرت فرمائی، مقامات مع مسافتوں کے آگے درج کیئے جارہے ہیں۔

سلمان اور اُس کے ہمنواؤں کو ہمارا جواب یہ ہے کہ مہدویت کوئی چھوٹا موٹا پودا ہرگز نہیں جو پنپ جائے بلکہ یہ زائد از پانچ سو سالہ مضبوط اور پُر نور درخت ہے جس کی پُر نور جڑیں اور شاخیں ساری دنیا میں پھیلی ہوئی ہیں۔ چنانچہ اس کی اطلاع کے لئے لکھ رہے ہیں کہ:

امامنا مہدی موعود علیہ السلام کی مبارک اور پرنور آمد سے پہلے تو مسلمان شدید منتظر تھے۔

لیکن جب ولایت کا یہ آفتاب اور مہتاب اپنی پوری آب وتاب کے ساتھ جلوہ گر ہوگیا تو اولاً اہلِ ایمان نے اس دعوے پر لبیک کہا اور تصدیقِ مہدیؑ کی دولت سے مشرف ہوئے اور یہ سلسلہ

جاری ہے اور انشاءاللہ قیامت تک جاری رہے گا۔

دوسری قسم کے وہ لوگ ہوئے جنہوں نے تصدیق نہیں کی اور اپنے انکار پر اڑے رہے۔ تیسری قسم کے وہ لوگ ہوئے جنہوں نے محسوس کیا کہ اب ہمارے چراغ گل ہونے والے ہیں تو انہوں نے ذاتِ مہدی موعودؑ سے بغض وعناد اور دشمنی کو اپنے دلوں میں پالنا شروع کر دیا۔

چنانچہ امامنّا کے دعوے کے بعد منکران مہدی کی طرف سے عربی، فارسی، بعد کے دور میں اُردو میں جو علمی یا مذہبی مواد آیا اس میں مہدی موعودؑ کا ذکر ہی نہیں کیا گیا تا کہ لوگ مہدوی نہ بن جائیں اس سلسلہ میں احادیث مہدیؑ کو ہر دور میں گھٹایا جاتا رہا۔

حضرت بندگی میاں سید برہان الدینؒ مصنف شواہد الولایت اور دفتر اوّل و دوّم نے تحریر فرمایا تھا کہ احادیث مہدیؑ کی تعداد سات سو ہے۔ لیکن ہر دور میں ان احادیث کو گھٹایا جاتا رہا ہے۔

چنانچہ گزشتہ سو سال پہلے تین ساڑھے تین سو احادیث مہدیؑ ملی تھیں۔ احادیث مبارکہ کے جو تازہ ایڈیشن آرہے ہیں ان میں ہر کتاب میں احادیثِ مہدیؑ تین یا چار ہی موجود ہیں۔ ان تمام کی ذمہ داری ان پر ہے جنہوں نے دانستہ اُمت کو گمراہ کرنے کے لئے احادیث کو غائب کرنا شروع کر دیا، بلکہ فرامین رسول اللہ ﷺ کو گھٹانے کی گستاخی کی اور گنہ گار ہوئے۔ اخفائے حدیث اخفائے نبوت ہے۔ پھر اس کے بعد بھی دعوئے مسلمانی؟

بحکمِ خدا امامنا علیہ السلام کے جونپور تا فرح مبارک سفر کی تفصیل درج ذیل ہے:

مقام	فاصلہ کیلومیٹر میں	مقام	فاصلہ کیلومیٹر میں
روانگی از جون پور (اتر پردیش)		حج سے واپسی از مکہ معظّمہ	
داناپور (بہار)	۲۷۱ کیلومیٹر	جدہ سعودی عرب	۸۶
کالپی (بہار)	۶۵۱	احمد آباد (گجرات)	بحری سفر
چندیری (بہار)	۲۸۱	سولہ سانتیج (گجرات)	۴
مانڈو (مدھیہ پردیش)	۱۸۹	سودہ (گجرات)	۱۳
چاپانیر (گجرات)	۸۱۵	پیراں پٹن (گجرات)	۶۹
برہان پور (مدھیہ پردیش)	۳۸۶	بڑلی (گجرات)	۸
دولت آباد (مہاراشٹرا)	۲۲۹	جالور (راجستھان)	۲۲۷
خلد آباد (مہاراشٹرا)	۹	جیسلمیر (راجستھان)	۳۱۰
احمد نگر (مہاراشٹرا)	۱۲۲	ناگور (راجستھان)	۳۲۰
بیدر (کرناٹک)	۳۷۵	آغاز سفر سندھ	
گلبرگہ (کرناٹک)	۴۱۳	کاہہ	۱۱۷۸
بیجاپور (کرناٹک)	۱۶۵	ٹھٹہ نصر پور	۶۲۵
چیتاپور (کرناٹک)	۱۷۱	نگر ٹھٹہ	۱۳۵
بندرگاہ ڈابھول (مہاراشٹرا)	۵۲۵	سفر خراسان	
آغازِ سفر حج جدہ (سعودی)	بحری سفر	قندھار	۱۱۷۸
مکہ معظّمہ	۸۶	فرح مبارک	۴۲۶

خشکی کے راستے کے سفر کی جملہ مسافت: تقریباً ساڑھے پانچ ہزار میل بحری سفر سے روانگی اور واپسی کی مسافت الگ ہے۔اس وقت سڑکیں نہیں تھیں سفر گھوڑوں، اونٹوں یا پیدل ہی طے ہوتا۔ جو صرف خدا کے فضل وکرم سے ہی ممکن تھا۔

اور اتنا طویل سفر صرف بندگانِ خدا کو دُنیا سے چھڑانے اور خدا سے ملانے کے لئے فرمایا تھا علاوہ ازیں آپؑ کے ساتھ جو پرنور قافلہ تھا اللہ تعالیٰ نے اس قافلہ کو بھی صبر واستقامت سے نوازا تھا جس کا اختتام فرح مبارک پر ہوا۔

قبل ازیں پہلے مہدی موعود علیہ السلام نے طوافِ کعبہ شروع فرمایا' جس کے بعد کعبہ نے طوافِ مہدی موعودؑ کیا تھا، اس اہم واقعہ کی گواہی حضرت بندگی میاں سیدنا شاہ نظام رضی اللہ عنہ نے دی تھی۔اور اس کے بعد امامنا مہدی موعود علیہ السلام نے پہلا دعویٰ رُکن ومقام کے درمیان فرمایا تھا۔

اس دعوے پر آپؑ اپنی مبارک و پرنور آخری سانس تک قائم رہے تھے ان باتوں کی شہرت دُنیا میں پھیل چکی تھی اس کا ثبوت یہ ہے کہ آج بھی اقطاعِ عالم میں مہدوی موجود ہیں۔

نورِ مہدیؑ سے روشن ومنور ہے سارا جہاں:

حضور پرنور میراں سید محمد جونپوری مہدی موعود علیہ السلام نے اپنے نور سے ساری دُنیا کو منور فرمادیا' دُنیا کے نقشہ پر نظر ڈالیئے تو معلوم ہوگا کہ مہدوی کہاں کہاں ہیں؟

(دیکھیئے کتاب ''اظہارِ حق، دعوتِ مہدیت'' مصنفہ حضرت سید خوندمیر مہدوی صاحب)

ہندوستان کی ریاستیں

کشمیر، آسام، اُترپردیش، بہار، بنگال، دہلی، پنجاب، راجستھان، گجرات، مدھیہ پردیش، مہاراشٹرا، کرناٹک، گوا کے قریب، ٹاملناڈو، کیرالا، آندھراپردیش اور تلنگانہ وغیرہ۔

پاکستان اور اطراف وجوانب مثلاً لاہور، کراچی، اسلام آباد، ملتان، سندھ وغیرہ

بنگلہ دیش۔ یہاں مہدوی کہاں کہاں بستے ہیں اس کا علم نہیں البتہ بنگلہ دیش بن جانے کے بعد اس کے ایک صدر ہوئے تھے جن کا نام خوندکار مشتاق احمد تھا۔

لفظ ''خوندکار'' مہدویوں میں مستعمل ہے جو مرشدین کے لئے بولا جاتا ہے تو شاید صدر صاحب مرشدی خاندان کے تھے اسی لئے خاندانی نام اُن کے ساتھ تھا۔

افغانستان: کابل، ہرات، غور، قندھار، فرح مبارک۔

ایران، ترکی، عالم عرب میں، عراق، سعودی عرب، بحرین، کویت، قطر، متحدہ عرب امارات سلطنت عمان وغیرہ۔

روس، چین، انڈونیشیا، ملائشیا، نیپال، تھائی لینڈ، جاپان۔ فرانس، برطانیہ جرمنی اور روم

علاوہ ازیں ریاستہائے متحدہ امریکہ کی کئی ریاستوں میں مہدوی رہتے بستے آرہے ہیں۔

دنیا بھر میں رہنے والے مہدوی یا تو نسل در نسل رہتے آرہے ہیں یعنی جن کے آبا و اجداد وہاں بس گئے تھے۔ یا حالیہ پچاس ساٹھ برسوں سے تعلیم، تجارت یا روزگار کے لئے بس گئے۔

چونکہ آپسی روابط کی کمی ہے' اس لئے مہدوی حضرات کی صحیح تعداد سے لاعلمی ہے۔ پھر بھی کبھی کبھار معلومات ہو جاتی ہیں۔

کچھ عرصہ قبل ایک مہدوی صاحب کسی کے ساتھ پیرس گئے تھے' اور ہوٹل جانے پر ان کو خوندمیر خوندمیر کی آواز سنائی دی۔ سوچا کہ یہ نام مہدویوں میں مروج ہے' ضرور کوئی مہدوی ہی ہوں گے۔ جا کر خوندمیر صاحب سے ملے' جنھوں نے بتلایا کہ وہ پشت ہا پشت سے یہیں ہیں۔

اور بعض مقامات پر جو مہدوی ہیں وہ تعلیم، تجارت یا ملازمت کے سلسلہ میں مقیم ہیں۔

ایک دلچسپ بات بعض جگہوں پر مہدوی کم نظر آئیں جب کہ پہلے زیادہ رہتے تھے۔ تو یہ نہ سمجھیے کہ مابقی لوگ خدانخواستہ مہدویت چھوڑ چکے ہیں، بلکہ روٹی روزگار کی وجہ سے اس مقام کو چھوڑ کر قریب یا دور کے مقامات پر اپنی بستیاں بسالیں یا قدیم بستیوں میں رہ گئے ہیں۔

اور بفضل خداو بطفیل خاتمین علیہم السلام اور بصدقہ سیدین وصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین، یہ

مہدوی تصدیقِ مہدیؑ کی دولت سے مالا مال ہیں اور مہدی موعود علیہ السلام کے فرمان ''ہر جا کہ باشد بایادِ خدا باشد'' پر عمل پیرا ہیں۔

کعبہ کے طوافِ مہدیؑ کے بعد رکن و مقام کے درمیان دعوئے مہدیت فرمانا اور اپنی پُرنور سانسوں کی آخری سانس تک اپنے دعوے پر قائم رہنا یہ صرف اور صرف حضرت میراں سید محمد جونپوری مہدیِ موعود علیہ السلام کا مبارک، پُرنور اور منفرد عمل رہا جو کہ انبیاءؑ اور خلفائے الٰہیہ علیہم ہے۔

اور حقیقت معلوم ہو جانے پر کہ تُم مہدیِ موعودؑ نہیں تمام مدعیان مہدیت نے رجوع فرمالیا تھا اور اپنے دعوؤں سے دستبردار ہو گئے تھے۔

چین میں بسنے والے مہدوی تو ہم جیسوں سے ایک کروڑ درجہ آگے ہیں۔ کیونکہ وہ لوگ مسلسل ہجرت کرتے رہتے ہیں۔ ہر چھ ماہ بعد ہجرت کر کے دوسرے مقام کو چلے جاتے ہیں۔

پاکستانی اخبار جنگ کے نامہ نگار نے جب ان لوگوں سے دریافت کیا کہ یہ تمام سامان جو آپ دورانِ قیام اکھٹا کرتے ہیں' ساتھ لے جاتے ہیں یا یہیں چھوڑ جاتے ہیں۔

ان لوگوں نے جواب دیا کہ یہ سامان ہم یہیں چھوڑ جاتے ہیں۔ اگلے مقام کا تعلق تو کل تمام برذات خدا سے ہے۔ (کتاب ''ہدایت'' مصنفہ حضرت سید یعقوب سلیم صاحب قبلہؒ)۔

امامنا میراں سید محمد مہدی موعود علیہ السلام کی تعلیم یہی ہے کہ آپ کا مصدق اس قابل بن جائے کہ اسی دارِ دنیا میں اپنے پروردگار کو دیکھے۔ لیکن اس کے لئے چند خوبیاں بھی درکار ہوتی ہیں۔

مثلاً پہلے وہ دل و جان سے اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرے، محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا اقرار کرے اور اس کے بعد حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی تصدیق کرے پھر جو احکامات اس کو ملے ہیں ان پر چلے، باعمل بنے۔

(تصدیق مہدی موعود سے مشرف ہونے والے یہ خوش نصیب حضرات)

''الحمدللہ میں مہدوی ہوں''

(حضرت محمد رفیع الدین صاحب جو سات سال قبل مہدیِ موعود علیہ السلام کی تصدیق سے مشرف ہوئے آپ کے والد کا نام محمد غوث الدین صاحب ہے جو سُنّی ہیں رفیع صاحب کی تعلیمی قابلیت ایم بی اے ہے اور وہ بحیثیت سافٹ ویر انجینئر ایک خانگی کمپنی میں ماہانہ چالیس ہزار روپے کے مشاہرہ پر ملازم رہ چکے ہیں۔

ترک دُنیا کی خاطر جب نوکری چھوڑنے کا اِرادہ کرلیا، کمپنی والوں سے اس کا اظہار کیا تو پیشکش کی گئی کہ اب تنخواہ ساٹھ ہزار کردی جائے گی، لیکن موصوف نے انکار کردیا اور نوکری چھوڑ دی۔

مہدوی ہونے کی کیا وجہ تھی؟ اس سوال پر فرمایا کہ مہدویت ہی حق ہے۔ شروع میں والدین و رشتہ داروں کی خفگی بھی رہی تھی اس وقت خوش قسمتی سے جب آپ مہدوی ہوئے تو آپ کی اہلیہ کو بھی تصدیق مہدیؑ کا شرف حاصل ہوگیا تھا، اہلیہ کامرس گریجویٹ ہیں۔ موصوف کے ایک فرزند اور دو دختران ہیں۔

ترکِ دنیا سے دوسال قبل کمپنی والوں نے موصوف کو امریکی ویزا دلوایا تھا۔ جس کی معیاد ۲۰۱۶ء تک رہی تھی۔ لیکن موصوف کا کہنا تھا کہ مجھے اب اس کی ضرورت نہیں کیونکہ مہدیِ موعودؑ کے غلاموں کے غلاموں کا غلام ہوں۔

موصوف نے بتلایا کہ میری خوش قسمتی یہ رہی کہ میں تصدیق مہدی علیہ السلام سے مشرف ہوا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آقا علیہ السلام کے قدموں میں بمقام فرح مبارک ترکِ دنیا جیسے عظیم فرض کی تکمیل

کروائی ہے۔اس خوش قسمتی پر میں خدائے تعالیٰ کا بے حد شکر گزار ہوں۔

ترک دنیا کے بعد شروع میں چنچل گوڑہ میں قیام رہا پھر وجئے نگر کالونی میں، اس کے بعد والدین کے پاس ٹولی چوکی میں رہا، کچھ عرصہ مشیر آباد میں ٹھیرنے کا اتفاق ہوا۔اس کے بعد چند برس کلسور شریف لال گڑھی میں بھی مقیم تھا۔اوراب واپس حیدرآباد آ گیا ہوں۔

فی الحال نزد دلکشا فنکشن ہال، اکبر باغ، ملک پیٹ، حیدرآباد میں مقیم ہوں۔

جہاں کا آب ودانہ لکھا ہوتا ہے وہاں پہنچنا ہی پڑتا ہے۔ورنہ کلسور جیسی پرنور جگہ سے نکلنا کس کو پسند ہوتا ہے؟

موصوف نے بتلایا کہ مہدویت میں ذکر اللہ کی بہت اہمیت ہے اور ہمارے ہاں ہر کام جیسے اذان دینا، نماز پڑھانا، نکاح خوانی، تجہیز وتکفین وغیرہ، ہر کام اللہ کے واسطے ہوتا ہے۔

گفتگو کے آخر میں حضرت موصوف نے فرمایا کہ روئے زمین کی اس اہم ترین قوم کے افراد سے مستدعی ہوں کہ وہ اس فقیر کے لئے دعا کریں کہ بہ حیثیت مہدوی باعمل بنوں اور فقیری کے اصولوں پر کماحقہ چلوں، اور اسی دارِ دنیا میں اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے دیدار کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے اور ان ہی تجلیات سے اس فقیر کی آنکھیں بند ہوں۔

برادرانِ قوم کے لئے حضرت نے پیام دیا کہ مہدویہ اصولوں اور فرائض پر حتی الامکان عمل فرمائیں اور بکثرت ذکر اللہ کرتے رہیں۔انشاءاللہ یہ عمل اور یہ ذکر راہ مولیٰ کے مسافرین کو تیز گام کر دیتا ہے۔

موصوف نے یہ بھی بتلایا کہ کلسور شریف یعنی لال گڑھی میں چند گھر تصدیق مہدی کی دولت سے حال ہی میں مالا مال ہوئے ہیں اور انشاءاللہ آئندہ مزید لوگوں کے مصدق ہونے کی توقع ہے۔(ختم شد)

''الحمدللہ میں مہدوی ہوں''

(جناب داؤد علی متھانی سے ملاقات)

میرا تعلق شیعہ فرقہ سے تھا میرا پورا نام داؤد علی متھانی ہے۔ ۱۹۷۵ء میں' میں ممبئی سے کربلا گیا تھا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے وسیلہ سے دعا مانگی تھی کہ مجھے بھی حضرت علیؓ جیسی نماز پڑھنے کی توفیق ملے اور میں علیؓ جیسا بنوں۔ علیؓ جیسا تو کیا بنتا کچھ رہنمائی ملی واپس آنے کے ایک زمانہ تک کوشاں رہا بالآخر یوں سمجھئے خدا نے سن لیا۔

(حضرت علیؓ کے پائے مبارک (پاؤں) میں تیر تھا لوگوں نے نکالنے کے لئے اس وقت کے تعلق سے سوچا تھا جبکہ آپ حالت نماز میں ہوں' کیونکہ نماز کی محویت یا استغراق کی وجہ سے یہ تکلیف آپ کو محسوس ہی نہ ہوتی تھی۔

وہاں سے واپسی پر ایک سادھو ملا اس نے بتایا کہ آپ کو منزل ملنے تک بہت بھٹکنا ہوگا۔ اسی طرح میں نے سادھوؤں سے ملاقات کی اور عیسائیوں سے مل چکا تھا۔

اور مختلف درگاہوں پر بھی حاضری دیتا رہا تھا ایک سادھو سے دریافت کیا کہ کیا تم نے ایشور کو دیکھا ہے۔ سادھو نے جواب دیا کہ ہم خود بھٹک رہے ہیں میں نے سوچا بھٹکے ہوئے سے میرا کیا کام؟ سادھو نے کہدیا کہ تم کو صوفی بننا ہوگا۔

میری ملاقات اپنے مرشد سے ہوئی جن کا حال ہی میں وصال ہوا ہے۔ ان سے مہدویت کے تعلق سے معلومات ہوئیں اور ذکر خفی کی تعلیم مجھ کو ملی۔ میں بفضلہٖ تعالیٰ ان کا مرید ہوگیا اور بفضلہٖ تعالیٰ ہر سال دوگانہ پر آتا ہوں۔ میرا کام کاج ملیشیاء میں ہے جہاں میں مینجروں کی تربیت کرتا ہوں۔

مرشد عالی قدر سے قریب رہنے کی خاطر میں نے مرشد کی مسجد اور مکان کے درمیان میں ایک مکان خریدا، ورنہ اس سے پہلے ملیشیاء سے آنے پر ہوٹل میں ٹھیرا کرتا تھا' اور اس دوری سے وقت

ضائع ہوتا تھا۔ مکان بھی خرید لیا اور مرشد کی صحبت میں زیادہ وقت میسر آنے لگ گیا۔

بہرحال مہدویت میں ذکر خفی کی جو تعلیم ہے کسی اور جگہ پر نہیں ہے۔ باوا (حضرت سید داؤد عالم صاحبؒ) نے خود ہی مرید نہیں کر لیا تھا حضرتؒ میں سادگی، ملنساری، روحانیت جیسی خوبیاں تھیں۔

دانتی واڑہ کی زیارت کے بعد مجھے محسوس ہوا کہ مرید ہو جاؤں زیارت کے بعد وہاں عرض کرنے کے بعد باوا ؒ نے مجھے اپنا مرید بنالیا۔ اس سے پہلے باوا ؒ سے معلومات حاصل ہوتی رہی تھیں اور ذکر خفی کی تعلیم مجھے حاصل رہی۔

الحمدللہ میں مہدوی ہو گیا ہوں''

(مولوی لقمان صاحب سے ملاقات)

محمد لقمان صاحب پہلے سنی حنفی تھے اور تبلیغی جماعت کے تحت ایک مدرسے میں مدرس تھے ان کو وہاں محسوس ہوا کہ ان لوگوں کے پاس ولایت کا کوئی ذکر نہیں ہے وہ لوگ صرف نماز، روزہ پر زور دیتے اور بری باتوں سے بچنے کی تلقین کرتے ہیں۔

ولایت اور ذکر خفی کی پیاس ان کو مہدویت تک لائی انہوں نے حضرت سید داؤد عالم صاحب سے ملاقات کی۔ حضرت مرشد نے ولایت کا درجہ بتلایا اور نماز و روزہ کے تعلق سے بھی سمجھایا۔ ولایت کے تعلق سے کتب کا مطالعہ کرنے کو فرمایا۔

لقمان صاحب نے بتایا کہ انہوں نے ''حاشیہ انصاف نامہ'' پڑھا۔ اس کے بعد سمجھ میں آیا کہ ولایت کیا ہے؟ اور مرشد سے وابستگی کیوں ضروری ہے۔ اس کے بعد وہ مرشد کے مرید ہو گئے اور ابھی تک خدا کے فضل سے مہدویت پر قائم ہیں۔

مہدوی ہو جانے کے بعد ارکان خاندان نے ظلم بھی ڈھایا، لیکن لقمان صاحب نے پرواہ نہ کی سب چھوڑ چھاڑ کر دوسرے موضع کا رخ کیا۔ بیوی اور بیٹیوں نے پہلے مخالفت کی تھی بعد میں سمجھانے

پر وہ بھی سمجھ گئیں کہ یہ راستہ (مہدویت) صحیح اور سیدھا ہے۔

وہ لوگ مرید تو نہ ہو سکے لقمان صاحب کی اہلیہ دماغی طور پر کمزور ہیں مرید نہ ہو سکیں باوجود مرید نہ ہونے کے مرشد نے اللہ واسطے ان کو ذکر کی تعلیم دی جس پر وہ عمل کرتی ہیں۔لقمان صاحب کو مشرف بہ مہدویت ہو کر چھ سال ہوئے۔ بہت کچھ سیکھا اور مرشد کی صحبت میں رہنے کا ان کو موقع ملا۔

لقمان صاحب نے بتایا کہ ''حاشیہ انصاف نامہ'' میں مہدی موعودؑ کی سیرت پڑھا آپ علیہ السلام کی سیرت پڑھنے سے معلوم ہوا کہ آپ اذاں سن کر نوالہ صحنک یں رکھ دیا کرتے تھے۔اور نماز کی تیاری شروع فرما دیتے تھے۔ دو آدمیوں کے ایک جگہ ہونے اور باتوں میں مشغول ہونے کو منع فرماتے اور ذکر کا حکم دیتے اور گفتگو کرنے سے بھی منع فرما دیتے تھے۔

غلو اور جوابی غلو سے بچو

پیش رو فرماتے ہیں کہ

مہدی موعود علیہ السلام نے ''در اتفاق نصرت دین است و در نفاق ہزیمت دین است'' فرمایا ۔یعنی اتحاد و اتفاق سے دین کی نصرت ہے۔اور نفاق اور لڑائی سے دین کی شکست ہے

آپ نے یہ بھی فرمایا کہ قصے کہانیوں سے یا تفاسیر سے خدا کو نہ پاؤ گے، شیطان اور یزید پر لعنت کرنے سے بھی منع فرمایا، تا کہ مصدق ہمیشہ صرف اللہ کا ذکر کرے کوئی لمحہ ضائع نہ جائے۔

یہ گروہِ عاشقان ہے یہاں صرف عشق کا سکّہ اصل اور کار آمد ہے کینہ و کدورت کھوٹے سکّے ہیں۔

ہمیشہ غلو سے بچو اور کوئی بے وقوف غلو کر رہا ہے تو آپ جوابی غلو سے بچو ورنہ اس کو ''خر دوڑ'' کہا جائے گا جو دوڑنے والوں کو دوزخ تک بھی لے جا سکتی ہے کیونکہ محکمات پر چلنے اور متشابہات پر نہ چلنے اور بچنے کا حکم قرآنی ہے۔

ہم سے پرسش صرف ہمارے عمل کی ہی ہوگی نہ کہ یہ پوچھا جائے گا کہ تم نے کس کی شان میں

کتنا غلو کیا یا جوابی غلو کیوں نہ کیا؟

دل کو یوں سمجھو کہ ایک گلاس ہے اور اس میں پانی ڈالنا ہے تو اس کو دھویا جاتا ہے جب تک اس میں معمولی سی گرد بھی ہے تو آپ اس گرد کو دور کئے بغیر پانی نہیں پیتے۔ اس طرح دل اگر خدانخواستہ کدورتوں کی گرد سے بھرا ہو تو پھر اس میں ذکر کہاں قرار پا سکے گا؟

جہاں ذکر و فکر کی طرف دلچسپی کم ہوئی تو پھر وہاں غفلتوں کے بت کھڑے ہو جاتے ہیں۔ لہٰذا غفلتوں سے توبہ کرنا ہے اور ان باتوں کو جو بے جا محبت یا نفرت کہلائے جاتے ہیں دور کرنا ضروری ہے۔ اس دل میں صرف ذات خدا ہی کی محبت سما سکتی ہے' جس کا ذریعہ صرف اللہ کا ذکر ہے۔

یہ ایک شیطانی ہتھکنڈہ ہے کہ وہ بندہ مومن کو ذکر و فکر سے ہٹانے یا اس کو مقامات بلند تک لے جانے والے اعمال و افعال سے روکنے کے لئے ایسے بتوں کو دلوں میں بسا دیتا ہے۔

جہاں تک بزرگان دین کی سیرت ہے نہایت پاکیزہ ہوتی ہے۔ دم و قدم کی حفاظت' عالیت پر عمل اور اکل حرام سے پرہیز بلکہ مشتبہ سے تک پرہیز ان حضرات کا معمول تھا۔

ایسی ہستیاں خدا سے بے حد قریب رہتی ہیں اور ایسے افعال یا اعمال کی بدولت بفضل خدا و بہ طفیل خاتمین علیہم السلام صاحب دیدار ہوتی ہیں۔

خدا کی محبت کے بعد ان سے محبت رہنے سے ان کی تقلید کی تحریک آپ کے دلوں میں آ سکتی ہے۔ خدانخواستہ محبت کی جگہ ایسی ہستیوں سے بغض و عناد نے جڑ پکڑ لیا تو پھر دوزخ کے سوائے اور کہاں ٹھکانہ ہو سکتا ہے؟

کدورتوں کے سائے میں جینے والے اگر پس خوردہ دیں گے تو بے فائدہ' نہ مشت خاک میں اثر نہ ہی مہر کرنے سے میت کو فائدہ ہوتا ہے بلکہ یہ (میت) درمیان میں لٹک جاتی ہے، تاوقتیکہ کوئی صاف دل' صاحب دل کی دعا ان تک نہ پہنچ جائے۔

دنیاوی طور پر کدورتوں کے کسان بے فیض رہتے ہیں ان کی دعائیں بے اثر ہوتی ہیں یہی وجہ

ہے کہ امید واروں کو ٹرخاتے رہتے ہیں' کہ تمہاری مصیبتیں یا بلائیں دور ہو جائیں گی۔

بلاؤں میں گرفتار یہ شخص کسی مقبول بارگاہِ الٰہی کے پاس جاتا ہے تو اس کا کام بن جاتا ہے۔

بلائیں دور ہو جاتی ہیں یعنی اللہ تعالیٰ ایسے مومن قلب لوگوں کی دعاؤں کو قبول کر لیتا ہے۔ آپ تو نوجوان ہیں اور آپ سے قوم کو بڑی توقعات وابستہ ہیں لہٰذا دل میں آنے والے گرد وغبار کو ''الا اللہ'' کے ذریعہ دور کرتے رہو۔ یہ کتنی نادانی ہے کہ غلو یا جوابی غلو تم کو تباہ کر دے۔

کیونکہ جو ہستیاں انتقال فرما چکیں' پردہ فرما چکیں یا واصل بحق ہو چکیں ان کی شان کا تعین یا ان کی شان میں گستاخیاں' کیا یہ آپ کے لئے بلند پروازی کی مددگار ہوں گی؟

ایسی مہلک غلطیوں سے بچنے والا ہی خدا کا پسندیدہ ہوتا ہے اور خدا کے محبوب بندوں کی شان میں مجنونانہ بڑ والا خدا کو ناپسند ہو جاتا ہے۔

امید ہے کہ آپ لوگ محکمات پر عمل کریں گے یعنی جس کا کرنا فرض ہے اور جس کے کرنے کا حکم دیا گیا ہے اس پر عمل کریں گے اور جن باتوں سے بچنا ہے بچتے رہیں گے اسی میں سلامتی ہے۔

دل کی صفائی اور کدورتوں سے دوری کے لئے گذشتہ صفحات میں احادیث شریفہ آپ کی رہنمائی کے لئے بیان کر دی گئی ہیں۔ دانش مند وہ ہے جو نفع رساں چیزوں کو حاصل کرنے کی جستجو کرے اور نقصان رساں چیزوں سے دوری اختیار کرے۔

دعا ہے کہ خدائے تعالیٰ آپ تمام کو اپنے محبوب ومقرب بندوں کے طفیل سے نیک عمل کی اور نیک ہدایت کی توفیق دے۔

کیونکہ بغض وعناد اور کدورتوں کی یہ پستی آپ کے قد کو ہرگز بلند نہیں کرتی۔

ابھی بھی وقت نہیں گیا ہے

کسی کے تعلق سے بے ادبی سرزد ہو گئی ہے تو ان کی روح مبارک سے معذرت چاہ لیجئے اور اللہ تعالیٰ سے اپنی اس پستی کو بلندی میں تبدیل کرنے کی دعا کیجئے۔ انشاء اللہ آپ کامیاب رہیں گے۔

ورنہ آپ نے توبہ نہیں کی اور روش نہ بدلی تو پھر خدانخواستہ آپ پستیوں میں رہیں گے۔

اللہ آپ کو اور ہم سب کو اچھے عقیدہ والا بنائے' جس کا دل صاف ہو اور ہر قسم کی کدورتوں اور بغض وحسد سے ہمارے دلوں کو پاک رکھے۔آمین (ختم شد)

منکران مہدی کی تحریرات

اہم نوٹ: منکرانِ مہدی کی تحریرات پڑھیئے ،لیکن سنبھل کر، کیونکہ ان میں کے بعض متعصب ہوتے ہیں، چنانچہ ان کا بغض وعناد چھلک جاتا ہے، اور ان کی کوشش یہ رہتی ہے کہ پڑھنے والوں کے ذہن میں ذات پاک ولایت مآب مہدی موعود علیہ السلام، مہدویہ اور مہدویوں کے تعلق سے دوری بلکہ انکار کی آبیاری کی جائے۔(راقم فقیر)

امامنا علیہ السلام کے بارے میں منکرانِ مہدیؑ کی تحریرات اور اُنکے عنوانات

نشان سلسلہ	نام کتاب / روزنامہ	نام مصنف
	اورینٹل کالج میگزین نومبر ۱۹۱۴ء	خلیق احمد نظامی
	تاریخ سلاطین شرقیہ اور صوفیائے جونپور	سید اقبال احمد جونپوری
	تاریخ مسلمانانِ پاکستان وبھارت	سید ہاشمی فرید آبادی
	جون پور نامہ باب پنجم	مولوی خیر الدین احمد
	میڈیول انڈیا	ڈاکٹر محمد عباس رضوی
	تاریخ زوالِ انڈیا صفحہ ۴۶	اکبر شاہ خاں
	تحفۃ الکرام	شیخ محمد اکرام
	تحفۂ اثنائے عشریہ	شیخ عبد العزیز دہلوی
	طبقات اکبری صفحہ ۲۳۷	نظام الدین احمد بخشی
	مشاہیر اسلام	خواجہ عباد اللہ اختر

روزنامہ مسلمان کراچی مورخہ ۲۳ر جولائی ۱۹۵۴ء

پیغام لطیف	جی ایم سید
ظفر انوالہ	عبداللہ محمد بن عمر مکی
دربارِ اکبری	محمد حسین آزاد
صدائے حق صفحہ ۵۳	ابوالکلام آزاد
رونامہ حرّیت کراچی ۱۹ر جنوری ۱۹۶۹	عبیداللہ
چند ہم عصر	بابائے اردو ڈاکٹر عبدالحق
تاریخِ ہندوستان جلد ۴	مولوی ذکاءاللہ دہلوی
تاریخِ دعوت وعزیمت جلد چہارم	سید ابوالحسن علی ندوی
اورینٹل کالج میگزین لاہور	پروفیسر محمود خاں شروانی
تاریخِ مذاہب	رشید احمد
منتخب التواریخ صفحہ ۳۹، ۴۶، ۳۹۴ اور ۳۹۸	ملا عبدالقادر بدایونی
نجات الرشید	ملا عبدالقادر بدایونی
مراتِ احمدی	مرزا محمد حسین
رسالہ، کراچی	محمد دین وفا
طبقاتِ اکبری	نظام الدین شمسی
فرہنگِ آصفیہ	سید احمد دہلوی
تاریخ اولیائے گجرات	پروفیسر ابوظفر ندوی
ماہ نامہ فاران جلد ۷ نمبر ۲	طاہر القادری
فکر وفن	ملک زادہ منظور احمد

مآثر رحیمی	ملا عبدالباقی نہاوندی
مراتِ سکندری	سکندر بن محمد عرف منجو
صحاح ستہ کی حدیث کی پیشین گوئی صفحہ نمبر ۴۹	خواجہ حسن نظامی

نوٹ: مذکورہ کتب وروزناموں میں بالعموم امامنا علیہ السلام کی پاکیزہ و پرنور سیرت بیان کی گئی البتہ بعض متعصب مصنفین نے اپنا قلم بھی چلایا ہے مثلاً ندوی، خواجہ حسن نظامی وغیرہ۔

مذکورہ تمام مصنفین اوران کی نگارشات کے نام روزنامہ ''آوازِ دوست'' سے لیئے گئے

کتابیات

(ا) قرآن مجید

(ب) احادیث مبارکہ

(ج) نقلیات مبارکہ

(۴) شفاء شریف (سیرت رسول اللہ ﷺ از قاضی عیاض اندلسیؒ)

(۵) عقیدہ شریفہ (حضرت بندگی میاں سیدنا شاہ خوندمیر صدیق ولایتؓ)

(۶) مولود (حضرت بندگی میاں شاہ عبدالرحمٰنؓ)

(۷) انصاف نامہ (حضرت بندگی میاں ولی بن حضرت بندگی میاں یوسفؓ)

(۸) حاشیہ شریف (حضرت بندگی میاں ولی بن حضرت بندگی میاں یوسفؓ)

(۹) جواہر التصدیق (حضرت بندگی میاں شیخ مصطفیٰ گجراتیؒ)

(۱۰) نقلیات (حضرت بندگی میاں عبدالرشیدؒ)

(۱۱) آداب المریدین (حضرت ابوالنجیب عبدالقاہر سہروردیؒ)

(۱۲) وصایا (حضرت شیخ شہاب الدین سہروردیؒ)

(۱۳) کشف المحجوب (حضرت سید علی ہجویری عرف داتا گنج بخشؒ)

(۱۴) غنیۃ الطالبین (حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانیؒ)

(۱۵) فوائد الفواد (ملفوظات حضرت خواجہ نظام الدینؒ اولیاء محبوب الٰہی)

(۱۶) جوامع الکلم (ملفوظات حضرت سید محمد خواجہ بندہ نواز گیسودرازؒ بلند پروازؒ)

(۱۷) روح تصوف (حضرت سید محمد خواجہ بندہ نواز گیسودرازؒ بلند پروازؒ)

(۱۸) ترغیب الطالبین (حضرت میاں سید شہاب الدین عرف چھابو جیؒ)

(۱۹) القول المحمود (حضرت علامہ سید علی مکی بڑے میاں صاحبؒ)

(۲۰) چراغِ دین نبویؐ (حضرت سید پیر محمد صاحبؒ)

(۲۱) کحل الجواہر وخطبات جمعہ (حضرت علامہ سید نصرت صاحبؒ)

(۲۲) المہدی الموعودؑ (حضرت سید حسین محمودی صاحبؒ اہل پنگوڑی)

(۲۳) تنویر الہدایہ (حضرت علامہ سید اشرف شمسیؒ)

(۲۴) سیرت صدیق ولایتؓ (حضرت سید اسماعیل موسیٰ میاں صاحبؒ اہل ہستیڑہ)

(۲۵) حدود دائرہ مہدویہ (حضرت سید قطب الدین خوب میاں صاحب پالن پوریؒ)

(۲۶) عرس نامہ (حضرت سید قطب الدین عرف خوب میاں صاحب پالن پوریؒ)

(۲۷) رسالۂ شب قدر (حضرت علامہ سید نجم الدین صاحبؒ افضل العلماء)

(۲۸) جوابِ استفتاء برائے ادائی ساٹھی وعمر قضاء (حضرت علامہ سید نجم الدین صاحبؒ افضل العلماء)

(۲۹) چراغ دین مہدیؑ ورسالہ نافعہ (حضرت پیرومرشد سید خدا بخش رشدی صاحبؒ)

(۳۰) قرآن خود کیا کہتا ہے (حضرت سید شہاب الدین صاحب تنہاؒ)

(۳۱) دکن میں مہدوی بزرگوں کی آمد (حضرت سید عبدالکریم صاحب اسحاقیؒ)

(۳۲) فصل الخطاب (حضرت مولانا سید میرانجی عابد خوندمیری صاحب)

(۳۳) تفسیر قرآن بعنوان ''نور ایمان'' (حضرت مولانا سید میرانجی عابد خوندمیری صاحب)

(۳۴) مہدویت کے خلاف ریشہ دوانیوں پر عبدالقادر کی سرکوبی اور اس کا تعاقب

(حضرت ڈاکٹر سید علی اطہر صاحب یداللّٰہی)

(۳۵) والیانِ ولایت (حضرت محمد نورالدین عربی صاحبؒ)

مینار ہائے نور

قومی اصطلاحات

امیر المصدقین: یہ لقب حضرت بندگی میراں سید محمود ثانی مہدی رضی اللہ عنہ کا ہے۔ امامنا علیہ السلام کے پردہ فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے قوم کی ڈھارس کے لئے حضرت ثانی مہدی رضی اللہ عنہ کو رکھا تھا۔

امامنا علیہ السلام کے فرمان کے بموجب ''بندے کے ادھورے، بھائی سید محمود کے پورے'' تمام لوگوں نے آپ سے رابطہ رکھا، خدمت میں حاضر ہوئے اور اکتساب فیض کیا۔ لوگوں کو جیسی حلاوت مہدی موعود کے بیان قرآن سے حاصل ہوتی تھی ویسی ہی حلاوت، امامنا کے وصال کے بعد حضرت ثانی مہدیؓ کے بیان قرآن سے ہوئی۔ جو اصول وضوابط دائرہ مہدی موعود کے رہے، ان ہی اصولوں پر آپ کاربند رہے اور لوگوں کو ان ہی اصولوں پر چلایا، اس طرح مصدقین کی امارت آپ فرماتے رہے۔ رضی اللہ عنہ

اسداللہ الغالب: ارشاد مبارکہ مہدی موعود علیہ السلام در شان حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایتؓ، حامل بار امانت، بدل ذات مہدی موعود علیہ السلام۔

ام المصدقین: امامنا مہدی موعود علیہ السلام کی زوجہ مطہرہ کے لئے بولا جاتا ہے۔ اور امہات

المصدقین، ازواجِ مطہرات امامنا علیہ السلام کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔

اشرافوں سے بڑھ کر اشراف: ارشاد مہدی موعود علیہ السلام درشان حضرت بندگی میاں سیدنا شاہ دلاور رضی اللہ عنہ۔

بارہ بنی اسرائیل: حضرت بندگی میراں سیدنا شاہ یعقوب حسن ولایت رضی اللہ عنہ، ابن حضرت ثانی مہدی رضی اللہ عنہ کو خدائے تعالیٰ کی طرف سے مقام یعقوب علیہ السلام عطا کیا گیا تھا، آپ کے آٹھ فرزندوں کے لئے بارہ بنی اسرائیل استعمال کیا جاتا ہے۔ آپؓ کی چار دختران بھی تھیں جو روحانی طور پر بھائیوں کے برابر ہی تھیں۔

بدل ذاتِ مہدی: درشان حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایت رضی اللہ عنہ۔ ارشاد مہدی موعود علیہ السلام کہ جنگِ بدر ولایت میں بندہ کے بدلہ میں تمہاری شہادت ہوگی۔

بندگی میراں: یہ انفرادیت حضور پرنور مہدی موعود علیہ السلام کے لئے ہے۔ اور آپ علیہ السلام کے فرزندان اور نبیرگان کے لئے ہے۔

بندگی میاں: یہ خاص طور پر حضرت بندگی میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ کے بولا جاتا ہے، یا بندگی میاں کہنے سے بلائیں دور ہوجاتی ہیں۔

بندگی میاں: خلفائے مہدی موعود علیہ السلام، قطعی جنتی بزرگوں، تابعین، تبع تابعین اور حضرت شاہ قاسم مجتہد گروہ و حضرت شاہ نصرت مخصوص الزماں اور حضرت بندگی میاں سید عیسیٰ رحم اللہ اجمعین وغیرہ بزرگوں اور ان کے ہم زمانہ بزرگوں رحم اللہ اجمعین تک کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ بعد کے بزرگوں سے لے کر موجودہ دور کے مرشدین کرام کے لئے لفظ 'میاں' استعمال کیا جاتا ہے۔

تاجِ سرِ ما است: فرح مبارک میں جب حضرت بندگی میراں سید عبدالحی روشن منور رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی اور آپ کو خدمت مہدی علیہ السلام میں لایا گیا تو امامنا علیہ السلام نے ارشاد فرمایا:

''اولاد بھائی سید محمود تاج سر ما است''، یعنی بھائی سید محمود کی اولاد ہمارے سر کا تاج ہے۔

تشریف حق: حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایت رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کے بطن سے حضرت بندگی میاں سید شریف تشریف اللہ رضی اللہ عنہ تولد ہوئے۔ اس وقت دائرہ میں فاقہ تھا، والدہ ماجدہ پر گیارہ روز کا فاقہ تھا، لڑکا ہے یا لڑکی معلوم کرنے کے میاںؓ کے کرتے یا انگرکھے سے کپڑا لے کر جلا کر دیکھا گیا تھا۔

حضرت بندگی میاں رضی اللہ عنہ کو خدا کا حکم ہوا کہ یہ فرزند ہماری تشریف ہے۔ اس لئے میاںؓ نے ان فرزند کا نام سید شریف تشریف اللہ رکھا۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس مبارک و مسعود پیدائش پر دائرہ میں موجود تمام لوگ بخش دیئے گئے اور سب کو ایمان عطا کیا گیا۔

ثانی مہدی: امامنا علیہ السلام کے پردہ فرمانے کے بعد فرزند دلبند حضرت بندگی میراں سید محمود رضی اللہ عنہ ہو بہو مہدی موعود ہو گئے تھے۔ تب حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایت رضی اللہ عنہ نے فرمایا: برادرو! (حضرتؓ کی طرف اشارہ فرما کر) یہ دیکھو ''ثانی مہدی'' کا ظل عاطفت خدا نے ہم کو دے دیا ہے۔

اس ارشادِ بندگی میاںؓ پر سب نے متوجہ ہو کر دیکھا تو واقعی حضرت بندگی میراں سید محمود رضی اللہ عنہ صورت و شباہت میں بھی ثانی و نظیر و مثیلِ مہدی موعود ہو گئے تھے۔ پس اسی روز سے گروہ مقدسہ مہدویہ میں آپ کا خطاب ثانی مہدی ہو گیا، جس کی عظمت و بزرگی اور دلنوازی تک کوئی اور خطاب نہیں پہنچ سکتا۔

حسن ولایت: یہ مبارک اسم حضرت بندگی میراں سیدنا شاہ یعقوب رضی اللہ عنہ، نبیرہ اور مبشّرِ امامنا علیہ السلام کا ہے، آپ حضرت ثانی مہدیؓ کے دوسرے فرزند ہیں، آپؓ کی ولادت بھیلوٹ شریف میں ہوئی۔

حضرت بندگی میاں سیدنا شاہ دلاور رضی اللہ عنہ نے آپ کی شان یوں بیان فرمائی: حضرت مہدی علیہ السلام کے فیض کی نہریں (حضرت شاہ یعقوب حسن ولایت رضی اللہ عنہ کے ذریعہ) ایسی تیزی سے بہہ رہی ہیں کہ ان کی بھڑ بھڑاہٹ کی آواز بندہ کے کانوں میں آرہی ہے۔ انشاء اللہ ان (شاہ یعقوبؓ) کا فیض قیامت تک رہے گا۔

حسین ولایت: یہ خطاب حضرت بندگی میراں سید محمود ثانی مہدی رضی اللہ عنہ نے حضرت بندگی میاں سید محمود سید نجی خاتم المرشدین رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا ہے۔

حضوری مدام: یہ لفظ حضرت بندگی میاں سیدنا شاہ نظام رضی اللہ عنہ کی شان میں ہے۔ آپؓ مسلسل اور متواتر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کے حاضر باش تھے۔

خاتم المرشدین: بحکم خدا حضرت بندگی میاں سید محمود سید نجی رضی اللہ عنہ نے اپنے خاتم المرشد ہونے کا دعویٰ فرمایا۔ آپ کے زمانے کے تمام بزرگ وصال فرما چکے تھے۔ آپؓ نے فرمایا: خدائے تعالیٰ کا فرمان ہوتا ہے کہ ہم نے تجھے صاحب زمان وصاحب فرمان اور حاکم زماں کیا ہے اور خاتم مرشداں بنایا ہے، جو تیرے سامنے صحیح ہے وہ ہماری درگاہ میں مقبول ہے۔

حضرت سید نجی خاتم المرشدین رضی اللہ عنہ نے خدائے تعالیٰ کے فرمان اور ارواح خاتمین صلی اللہ علیہا وسلم و بندگی میاں رضی اللہ عنہ کے ارشاد پر فرمایا:

''اگر بندہ اپنی طرف سے (یہ بات) کہہ رہا ہے تو ظالم ہے، مگر محض فرمان خدائے تعالیٰ (کے تحت) مکرر کہتا ہوں کہ جس کسی کو گروہ مہدی میں مہدی علیہ السلام کا صدقہ پہونچ رہا ہے وہ بندہ کی طرف سے پہونچ رہا ہے، جو یہاں آکر صحیح ہوا وہ خدا کی درگاہ میں مقبول ہے اور فرمایا مہدی کا فیض بندہ کی ذات میں مقید ہوگیا ہے''۔

حضرت خاتم المرشد رضی اللہ عنہ کو دین دریبہ اور فیض مقیدہ کہا جاتا ہے۔

دریبہ کا مطلب وہ مقام جہاں چاروں طرف سے کوئی شئے آئے اور وہیں سے مختلف مقامات کو روانہ کردی جائے۔ یا لوگ آ آ کر لے جائیں۔

خاتم المرشد رضی اللہ عنہ کی مبارک ہستی کو دین کا فیض یا بہرہ اپنے والد بزرگوار سے، والدہ کی طرف سے، ماموں حضرت ثانی مہدی رضی اللہ عنہ سے اور حضرت بندگی ملک الہدا خلیفہ گروہ رضی اللہ عنہ سے حاصل ہوا اور آپ کی ذات بابرکات میں مقید ہو گیا تھا، اسی لئے فیض مقیدہ بھی کہا جاتا ہے۔

آپؓ کے اس دعوئے خاتم المرشدی کو سن کر اکثر بزرگ تشریف لائے، اور اس دعوے کو تسلیم کیا، جو نہ آسکے انہوں نے بذریعہ خطوط دعوے کو تسلیم فرمایا۔

خاتم کار: یہ شان حضرت بندگی میاں سید نور محمد خاتم کار، آخر حاکم، ستونِ دین رحمتہ اللہ علیہ کی ہے۔

نقل ہے کہ حضرت بندگی میراں سیدنا شاہ قاسم مجتہد گروہ رحمتہ اللہ علیہ نے فرمایا

''یہ زمانہ میاں ماموں کے رہنے کا نہیں ہے، مگر خدائے تعالیٰ نے اس ذات خجستہ صفات (مبارک و مسعود صفتوں کی حامل ہستی) کو جو رکھا ہے، مہدی موعود علیہ السلام کا دین کیا ہے؟ وہ بتانے رکھا ہے ورنہ ہم تو سمجھے ہوئے تھے کہ جو کچھ ہم کر رہے ہیں وہی مہدی علیہ السلام کا دین ہے۔ اور مہدی کا حکم صحبت سے متعلق ہے اور میاں ماموں تک ہے اس کے بعد عیسیٰ علیہ السلام سے متعلق ہو جائے گا''۔

خلیفہ گروہ: یہ اسم حضرت بندگی میاں ملک الہدا رضی اللہ عنہ کے لئے ہے۔

حضرت ملکؓ مہدی موعود علیہ السلام کے مرید ہیں، مہدی موعود آپ سے خوشنود تھے چنانچہ سفر سندھ کے دوران آپ نے اپنا کمر بند یا چادر بذریعہ حضرت بندگی میاں رضی اللہ عنہ، حضرت، بندگی میاں ملک الہدا و خلیفہ گروہ رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا تھا۔

ایک مرتبہ کسی مسئلہ پر فقراء اور کاسبین کی نشست تھی، کاسبین اس معاملہ کو اپنی طرف لانا چاہ رہے تھے، اس کو دیکھ کر بندگی میاںؓ نے فرمایا کہ کاسبین اٹھ جائیں، جب حضرت خلیفہ گروہ رضی اللہ عنہ اٹھنے لگے حضرت ثانی مہدی رضی اللہ عنہ نے ہاتھ پکڑ کر بٹھالیا اور فرمایا بھائی دادو تم بھی ہم میں کے ہو، جس چشمہ سے ہم کو فیض ملتا ہے تم کو بھی اسی چشمہ سے ملتا ہے۔ حضرت ثانی مہدیؓ بھی آپ سے خوشنود رہے تھے۔

اولاً آپ حضرت بندگی میاں سیدنا شاہ نظام رضی اللہ عنہ کی صحبت وخدمت میں تین برس رہے، اس کے بعد حضرت بندگی میاںؓ کی صحبت اور خدمت میں گیارہ برس رہے۔ حضرت بندگی میاں سیدنا شاہ نعمت رضی اللہ عنہ نے جالور میں اپنا دائرہ حوالے فرمادیا۔

حضرت بندگی میاں سیدنا شاہ دلاور رضی اللہ عنہ بھی آپ سے خوشنود رہے اور اپنی مدد یا اپنے مشورے سے نوازتے تھے۔

جنگ بدر ولایت کے موقعہ پر جو بزرگ شریک نہ ہوئے تھے، ان حضرات نے جالور میں بندگی میاں رضی اللہ عنہ کے چہلم پر آکر حضرت خلیفہ گروہ رضی اللہ عنہ سے رجوع فرمایا۔

روشن منور :فرح مبارک میں حضرت بندگی میراں سید محمود ثانی مہدی رضی اللہ عنہ کی زوجہ حضرت بی بی کد بانو رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضرت بندگی میراں سید عبدالحی رضی اللہ عنہ تولد ہوئے۔ خدمت مہدی موعود علیہ السلام میں اطلاع دی گئی اور کہا گیا کہ لڑکا سانولا ہے۔

حضور پرنور مہدی موعود علیہ السلام مسکراتے ہوئے تشریف لائے اور بچے کو ہاتھوں میں لیا، کانوں میں اذاں اور اقامت کے الفاظ فرمائے اور فرمایا اس بچے کا نام سید عبدالحی رکھو یا سید یعقوب ۔ یہ سن کر حضرت ثانی مہدیؓ نے اپنے بند کے جامہ کو گرہ ڈال لی اور فرمایا یہ دوسرے فرزند کی بشارت ہے۔ امامنا علیہ السلام نے فرمایا ہاں ہاں یہ دونوں فرزند ولایت کے زہرہ اور مشتری کے مانند

ہیں، پھر فرمایا بی بی اس بچے کو تم نے سانولا کیوں کہا؟ یہ تو روشن منور ہے۔ پھر فرمایا: ''اولاد بھائی سید محمود تاج سر ما است'' (بھائی سید محمود کی اولاد ہمارے سر کا تاج ہے)۔

رضی اللہ عنہ: خاتمین علیہم السلام کے صحابہ کرام اور مبشرین کے لئے یہ اسم کہا جاتا ہے۔

رحمتہ اللہ علیہ: تابعین و تبع تابعین کے لئے، اولیاء اللہ اور مرشدین کے لئے کہا جاتا ہے۔

رنگریز شہداء: قبل جنگ بدر ولایت دو رنگریز بچے جن کے نام میاں اسمٰعیل اور میاں کبیر تھے، مہدی موعود کی تصدیق سے انکار کر دینے کی بات منکرین نے کی تھی، یہ دونوں تصدیق مہدی پر جمے رہے۔ اس پر ان دونوں کو شہید کر دیا گیا۔ حضرت بندگی میاں رضی اللہ عنہ نے ان کو اپنی شہادت کے امام فرمایا تھا۔ احمد آباد میں ان شہداء کے مزار ہیں اور ناموں کی تختی ہے۔

زائر مہر ولایت: جس طرح حضور پرنور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک اور پرنور پشت پر ''مہر نبوت'' تھی۔ اسی طرح حضور پرنور مہدی موعود علیہ السلام کی مبارک اور پرنور پشت پر ''مہر ولایت'' تھی۔

مہر ولایت کے دو زائر ہیں، پہلے حضرت میاں شیخ مومن توکلیؓ جن کا مزار اقدس اڑم نلی، ہمنا آباد سے کچھ فاصلے پر ہے۔ اور دوسرے بزرگ اور زائر مہر ولایت حضرت یوسف سہیت رضی اللہ عنہ ہیں جو پٹن شریف (گجرات) کے رہنے والے تھے۔

ستون دین: حضرت بندگی میاں سید محمود سیدنجی خاتم المرشدین رضی اللہ عنہ نے اپنے تین فرزندوں (۱) حضرت بندگی میاں سید علیؓ (۲) حضرت بندگی میاں سید میرانؓ اور (۳) حضرت بندگی میاں سید نور محمدؓ اور اپنے نبیرہ حضرت بندگی میاں سید غیاث الدینؓ بن حضرت بندگی میاں سید ابراہیمؓ، ان چاروں کے حق میں ''ستون دین'' کی بشارت فرمائی ہے۔

سالارِ گروہ: یہ اسم حضرت میاں سید محمد غازیؓ کے لئے کہا جاتا ہے۔ آپ بانی دائرہ میندرگی

ہیں۔اورنگ زیب کے دور میں ثبوت مہدی کے لئے جب تشریف لے جارہے تھے، والدہ ماجدہ کی خدمت میں حاضر ہوئے ، والدہ نے فرمادیا تھا کہ تم انشاءاللہ کامیاب رہوگے، اورنگ زیب قائل ضرور ہوگا لیکن مہدی موعود پر ایمان نہیں لائے گا اور تم شہید نہ ہوگے بلکہ غازی ہوں گے۔ یہ باتیں بحمداللہ من وعن پوری ہوئیں۔

سیدالشہداء: یہ لقب یا خطاب حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایت، حامل بارامانت، بدل ذات مہدی رضی اللہ عنہ کے لئے لکھا، پڑھا اور کہا جاتا ہے۔

شہزادۂ لاہوت: امامنا مہدی موعود نے حضرت بندگی میاں ملک جی کو ''آیئے شہزادۂ لاہوت'' سے مخاطب فرمایا تھا۔

شہید: حضور پرنور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہیدوں کے یہ مراتب بیان فرمائے ہیں۔ اس کی روایت ام المومنین بی بی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمائی ہے۔

مفہوم حدیث شریف: ''اللہ تعالیٰ نے شہیدوں کو پانچ باتوں میں ممتاز فرمایا ہے، جو انبیاء اور اولیاء میں کسی کو عطا نہیں ہوئیں۔

انبیاء علیہم السلام کی مبارک روح کو ملک الموت قبض کرے گا، لیکن شہیدوں کی روح خدائے تعالیٰ اپنی قدرت سے جس طرح چاہے قبض کرے گا اور ان کی روحوں پر ملک الموت مسلط نہیں ہوگا۔

تمام انبیاء بعد وصال کے غسل دیئے جائیں گے، اور میں بھی غسل دیا جاوں گا، موت کے بعد۔ اور شہداء غسل نہیں دیئے جاتے، ان کو دنیا کے پانی کی ضرورت نہیں ہے۔

تمام انبیاء کفن دیئے جائیں گے، اور میں بھی کفن دیا جاؤں گا، اور شہداء کفن نہیں دیئے جاتے، اپنے کپڑوں میں دفن کئے جاتے ہیں۔

تمام انبیاء انتقال کئے تو ان کا نام ''موتی'' رکھا گیا اور میں بھی میّت کہلاؤں گا،

شہداءکو '' موتیٰ '' نہیں کہہ سکتے۔۔

تمام انبیاء کو قیامت کے روز شفاعت کی اجازت ہوگی، اور میں بھی قیامت کے روز شفاعت کروں گا، لیکن شہداء ہر روز شفاعت کر سکتے ہیں ان کو اختیار ہے، جس کی چاہیں شفاعت کریں۔

(ماخوذ از انصاف نامہ صفحات ۳۲۳ اور ۳۲۴)

صدیق ولایت: جب پہلی بار حضرت بندگی میاں سید خوندمیر رضی اللہ عنہ خدمت مہدی میں باریاب ہوئے، اس وقت امامنا علیہ السلام نے آؤ بھائی سید خوندمیر صدیق سے مخاطب فرمایا، اور یہ بھی فرمایا تھا کہ ہم اور تم ایک جدّی سید ہیں۔ آپؓ کو صدیق ولایت کہا جاتا ہے۔

غازی: جہاد میں شریک ہوں اور زخمی ہو جائیں اور باحیات رہیں، ان کو غازی کہا جاتا ہے، جب کہ جہاد میں شریک ہو کر زخمی ہوئے، اور بلا تاخیر یا بناء طویل مدت کے انتقال فرما جائیں تو شہید کہلاتے ہیں۔

فرزندِ مہدی: حضرت مہدی موعود علیہ السلام کی اولاد کو فرزند مہدی کہا جاتا ہے۔

فرزند میاں: حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایت رضی اللہ عنہ کی اولاد کو فرزند میاں کہتے ہیں۔

قطعی جنّتی: درج ذیل بارہ اصحاب قطعی جنّتی ہیں یہ قطعیت امامنا کے حکم پر ہے۔

اسمائے گرامی	مقام مدفن
۱۔ حضرت بندگی میراں سید محمود ثانی مہدی رضی اللہ عنہ	بھیلوٹ شریف گجرات

۲۔ حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیق ولایت رضی اللہ عنہ، تین جگہ تدفین ہوئی تھی۔

۱۔ سدراسن شریف : میاںؓ کا جسد پرنورِ، بناء سر

۲۔ پٹن شریف: میاںؓ کے ساتھ چار اور شہداء کے مبارک سروں کے پرنور استخواں (علحدہ

قبور میں جن کی تدفین ہوئی تھی)۔

۳۔ چاپانیر شریف: پٹن شریف میں مدفون پانچ شہداء کے مبارک سروں کے پرنور پوست ایک ہی مزار مبارک میں مدفون ہیں۔(تینوں مقامات گجرات ہی میں ہیں)۔

(تفصیلات ماخوذ از کتاب ''سیرت صدیق ولایتؓ از حضرت پیرومرشد میاں سید اسمٰعیل موسےٰ میاں صاحب قبلہؒ)۔

۳۔ حضرت بندگی میاں سیدنا شاہ نعمت رضی اللہ عنہ لوگڑھ شریف۔مہاراشٹرا

۴۔ حضرت بندگی میاں سیدنا شاہ نظام رضی اللہ عنہ انوندرہ شریف، گجرات

۵۔ حضرت بندگی میاں سیدنا شاہ دلاور رضی اللہ عنہ بورکھیڑہ شریف، مہاراشٹرا

۶۔ حضرت بندگی میاں سیدنا ملک برہان الدین رضی اللہ عنہ احمد آباد، گجرات

۷۔ حضرت بندگی میاں ملک جی شہزادۂ لاہوت رضی اللہ عنہ سرال چچونڈ، احمد نگر مہاراشٹرا

۸۔ حضرت بندگی میاں سیدنا ملک گوہر رضی اللہ عنہ ٹھٹہ، سندھ، پاکستان

۹۔ حضرت بندگی میاں سیدنا ملک معروف رضی اللہ عنہ جالور شریف، راجستھان

۱۰۔ حضرت بندگی میاں سیدنا عبدالمجید نورنوش رضی اللہ عنہ احمد آباد، گجرات

۱۱۔ حضرت بندگی میاں سیدنا امین محمد رضی اللہ عنہ دولت آباد، مہاراشٹرا

۱۲۔ حضرت بندگی میاں سیدنا یوسف مہاجر خداوند خانی رضی اللہ عنہ احمد آباد، گجرات:

(قطعی جنتی بزرگوں کی فہرست ختم شد)

(۱) مقراضِ بدعت: یہ لقب یا خطاب حضرت بندگی میاں سیدنا شاہ نعمت رضی اللہ عنہ کا ہے۔

(۲) نورنوش: بہ مقام فرح مبارک بخار کی زحمت سے امامنا علیہ السلام کو قئے ہوئی تو حضرت بندگی میاں سیدنا شاہ عبدالمجید رضی اللہ عنہ نے اس کو نوش فرمالیا تھا، کسی نے کہا کہ قئے مکروہ ہے، مہدی موعود علیہ السلام نے فرمایا یہ قئے نہیں نور ہے۔ تب سے آپ کو نورنوش کے لقب سے یاد کیا جاتا

ہے۔آپ کی اولاد کو نوری پیرزادے کہا جاتا ہے، جو عقیدہ میں پکّے ہیں۔(ختم شد)

(۳) مجتہد گروہ: یہ خطاب حضرت بندگی میراں سیدنا شاہ قاسم رحمتہ اللہ علیہ کے حق میں آپ کے والد بزرگوار حضرت بندگی میراں سیدنا شاہ یوسف بارہ بنی اسرائیل رحمتہ اللہ علیہ نے یوں ارشاد فرمایا تھا کہ قاسم جی تو مجتہد ہے۔

مخصوص الزماں: یہ خطاب حضرت بندگی میاں سید نور محمد خاتم کار، آخر حاکم، ستون ِ دین رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت بندگی میراں سیدنا شاہ نصرت رحمتہ اللہ علیہ کو عطا فرمایا تھا۔

(۵) مرشد الزماں: یہ اسم حضرت بندگی میاں سید عیسیٰ بن خاتم کارؒ کا ہے۔

گزشتہ سطور میں آپ نے ہمارے بزرگوں کی مبارک سیرتیں پڑھیں، ہر بزرگ ہمارے لئے ایک نمونہ ہیں۔ مہدی موعود علیہ السلام کی تصدیق اور آپ کے فرامین مبارکہ پر عمل سے ہر مصدق کے لئے اوپر واڑے کے راستے آسان اور کشادہ ہو جاتے ہیں۔

ترک دنیا کی فضیلتیں اور برکتیں

تصدیق کی دولت پا لینے کے بعد پہلا فرض ترک دنیا ہے۔اس پہلے فرض کی برکتیں کیا کیا ہیں؟ جب کوئی مصدق فقیر ہو گئے تو انھوں نے گویا دنیا سے منہ موڑ لیا اور دربارِ خداوندی میں حاضری کا خیال ان کے دل میں پیدا ہو گیا، اس کے بعد ان کو اپنی عزت کی چاہت نہ رہی، لذت کی خواہش دل سے جاتی رہی، خدا کے فضل کی وجہ سے انھوں نے شرک خفی و جلی سے منہ موڑ لیا۔اسی طرح کفر خواہ پوشیدہ تھا یا ظاہر، جس کا خود ان کو ادراک نہ تھا وہ کافور ہو گیا، دل سے نفاق جیسی برائی رفع ہو گئی۔

بفضل خدا و بطفیل خاتمین صلی اللہ علیہما وسلم و بصدقہ سیدین و صحابہ رضی اللہ عنہم ان محترم فقیر کی انا اور خودی دھیرے دھیرے دور ہوتی چلی گئیں۔اب وہ رسم، عادت اور بدعت کے رسیا نہ رہے، اور نہ ہی ان کے اعمال میں ریا کا دخل رہا۔اخلاقِ ذمیمہ (برے اخلاق) ان حضرت نے ترک کر دیئے اور گناہ ظاہری بھی ان سے دور ہو گئے، گناہ باطنی عام آدمی کے لئے لائق پرسش ہوں یا نہ ہوں لیکن ان فقیر کے خیال پر بھی پرسش ہے۔اللہ نے اس غیر اختیاری فعل جس کا وقوع نہیں ہوا تھا، اس کی پرسش

سے بھی بچالیا۔ یہ برکتیں تصدیقِ اور فرامینِ امامنا علیہ السلام پر عمل کی وجہ سے حاصل ہوئیں۔

اب ان کے دل میں نہ کھیل تماشوں کے لئے جگہ رہی اور نہ ہی ان کے دل میں خاندانی فخر کے بتوں کی حکمرانی رہی، نہ خود کو سنوارنے سدھارنے کا خیال رہنے لگا۔ اور نہ ان کو کثرت مال واولاد پر غرور آیا۔

مذکورہ بالا بتوں سے دوری کی برکت سے ان حضرت کے دل سے متاع حیات دنیا مثلاً عورتیں، اولادیں، سونے یا چاندی کے ڈھیر، بنکوں میں موجود رقوم، کمپنیوں کے (حصص) شیرز، اگر زمین دار یا جاگیردار تھے تو پھر کھیتی، چوپائے، گھوڑے اور حویلی ان تمام سے دل سرد ہوگیا۔ اگر ان تمام کی یا ان میں سے کسی ایک کی بھی محبت یا چاہت نے دل میں اپنا آشیاں بنالیا تھا تو پھر یاد خدا یا عشق خدا سے دل خالی ہی رہتا۔

ترک دنیا کی ان برکتوں کے حصول کے بعد ان حضرت فقیر صاحب نے فرضِ ولایت صحبت صادقین کو اختیار کرلیا، اس صحبت کی برکت سے تعلیم ذکر اللہ ملی اور انہوں نے اس پر عمل کرنا شروع کردیا۔

اس کے بعد ایک اور فرض ولایت عزلت از خلق کی جانب دل مائل ہوا، چنانچہ انہوں نے محفل کے مقابلے میں تنہائی کو پسند کیا، گفتگو کے بجائے خاموشی کو ترجیح دی، اپنے قدموں کو قید کرلیا، غیر ضروری یا تضیع اوقات آمد ورفت کو بند کردیا، کیونکہ جتنی نیستی رہے گی اتنا اللہ تعالیٰ اوپر اٹھائے گا، جتنا کسی نے اپنے کو سکیڑ لیا اتنا ہی وہ پھیلے گا یعنی اس کی پرواز میں تیز رفتاری بڑھتی ہی جائے گی بالآخر وہ اپنے پروردگار کے قریب ہوجائے گا۔

فرائض ولایت پر عمل آوری کی برکت سے وہ ایک اور اہم فرض توکل پر عمل آوری کی خود میں ہمت پائیں گے۔ چنانچہ نہ ان کو طمع رہے گی اور نہ ہی وہ کسی سے سوال کریں گے، ترک دنیا کے بعد تو انہوں نے ترک کسب کر ہی لیا تھا، توکل پر چلنے کے ارادہ کے بعد وہ تسلیم ورضا کے پیکر بن گئے، اور ان میں قناعت کی صفت نے اپنا آشیاں بنالیا بلکہ ڈیرہ ڈال دیا۔

الغرض بفضل خدا و بطفیل خاتمین صلی اللہ علیہما وسلم و بوسیلہ سیدین وصحابہ رضی اللہ عنہم ان فقیر محترم کی ذکر اللہ کی پابندی روز بہ روز بڑھتی ہی جائے گی۔ قید نشست کے ساتھ ہر دو وقت یعنی صبح فجر تا طلوعِ آفتاب اور شام عصر تا عشاء ذکر کی پابندی آسان ہو کر کچھ عرصہ بعد ذکر کثیر کے پابند ہو جائیں گے۔ پھر اس کے بعد خدا کا فضل ہو گیا تو ذکر دوام جیسی نعمت بھی ان کو حاصل ہو جائے گی۔

مذکورہ بالا فرائض ولایت کی تفصیل حضرت سید قطب الدین عرف خوب میاں صاحبؒ اہل پالن پور کی کتاب ''شرح عقیدہ سید خوندمیرؒ'' سے لی گئی، اس میں حضرت خوب میاں صاحبؒ نے اس فرض ولایت یعنی طلبِ دیدار خدا کو مذکورہ بالا فرائض کے بعد تحریر فرمایا ہے۔ حضرتؒ نے لکھا ہے کہ دیدار خدا مقصود میں اول اور نتیجہ میں آخر ہے، اس لئے بعض نے فرائض ولایت میں طلب دیدار خدا کو پہلے شمار کیا ہے اور بعض نے سب سے آخر لکھا۔

فرماتے ہیں جو شخص ترک دنیا، ترک علائق، صحبتِ مرشد، عزلتِ خلق اور ذکر کثیر یعنی حدود دائرہ کی پابندی کرتا ہوا خدا کے دیدار کی طلب رکھے وہی اپنی طلب میں سچا اور اسی کو سیدنا مہدی علیہ السلام نے طالب صادق یعنی مومن حکمی فرما کر زمرہ مومنین میں شمار فرمایا ہے۔

قارئین کرام! ان امتحانوں یا رکاوٹوں کے تعلق سے ایک دنیاوی مثال شائد مفید ہو۔

کوئی بھی کمپنی کوئی چیز بناتی ہے تو ایک معیار ہوتا ہے جس کو کوالٹی کنٹرول کہا جاتا ہے، چیز کی تیاری کے بعد اس کو مقررہ معیار کے مطابق پرکھا اور جانچا جاتا ہے۔ اگر مضبوطی اور پائیداری پائی گئی تو اس کو بازار میں لایا جاتا ہے اور اگر نقص رہا یا جانچ کے دوران ٹوٹ پھوٹ جائے تو پھر اس کو تلف کر دیا جاتا ہے۔

کوالٹی کنٹرول کے معیار پر پورا اترنے والے مصدق کو ہی آگے بڑھنے دیا جاتا ہے اور اگر معیار پر پورا نہ اترے تو اس کو روک دیا جاتا ہے، یعنی اس کی تیز گامی سست گامی میں بدل جاتی ہے۔ مصدقین کی یہ کوشش رہتی ہے کہ ان کے دل میں نہ کسی کی بیجا محبت رہے اور نہ کسی کی طرف سے کدورت رہے۔ خدانخواستہ دل میں غیر خدا کی محبت یا کدورت رہے تو اس دل میں ذکر قرار نہیں پکڑتا۔

مثلاً جس کٹورے میں ہم پانی پیتے ہیں ہمیشہ اس کو پانی سے کھنگال لیتے ہیں کہ کوئی گرد یا غبار نہ رہے۔ جب دل میں کدورتوں کے بت رہیں گے تو ذکر جمتا ہی نہیں۔

مصدقین ہمیشہ اپنی ذات پر ملامت کرتے رہتے ہیں جس سے دلفریبی حسن عمل باقی نہیں رہتی۔

مہدویت کے خلاف جنگ جاری ہے (بذریعہ سفرنامہء قائدملت)

حضور پرنور امامنا مہدی موعود علیہ السلام کی دنیا میں تشریف آوری ہوئی، ظلمتیں مٹیں اور اجالے پھیل گئے، تصدیق کرنے والے مصدقین کہلائے، اور انکار کرنے والے منکرین کہلائے۔

عوام الناس تو سادہ لوح ہوتے ہیں لیکن علماء سو ہر دور میں اپنے چراغوں کے بجھ جانے پر غمزدہ رہتے آئے ہیں اور چاہتے ہیں کہ چراغ مصطفوئی ﷺ سے سلگایا گیا یہ چراغ بجھ جائے۔ لیکن اللہ کے حبیب ﷺ کی دعائیں بچالیتی ہیں، اور اللہ تعالیٰ حفاظت فرماتا ہے۔

حیدرآباد سے شائع ہونے والے اردو روزنامے ''منصف'' میں عبدالوہابیوں نے جگہ بنالی ہے اور مہدویت پر حملے کرتے ہی رہتے ہیں۔ جس کی وجہ سے بعض وقت ادارہ کو اعتذار یعنی عذرخواہی شائع کرنی پڑتی ہے۔

عموماً اخبارات کی پالیسی اتحادملت کی ہوتی ہے، اور ہمیشہ حق وصداقت کی راہ پر چلتے ہیں، لیکن بعض وقت متعصب قسم کے لوگ اپنی کارگزاریوں سے اخبارات کے لئے باعثِ شرمندگی بنتے ہیں۔

جس کی وجہ سے اخبارات کی شہرت اور ناموری متاثر ہوتی ہے۔ منصف میں بھی بالخصوص جمعہ ایڈیشن میں متعصب اپنے کھیل کھیلتے اور اپنے مخصوص معتقدات کو قارئین کے دماغوں میں منتقل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ یہ سلسلہ برسوں سے جاری ہے۔

کچھ عرصہ پہلے بہادر یار جنگ کا سفرنامہ ہر پنجشنبہ یعنی جمعرات کو شائع ہو رہا تھا۔

اس سفرنامہ میں صفحہ ۱۵۷ کی آخری سطر میں ذیلی سرخی ''مہدی موعود علیہ السلام'' ہے۔ اس کے بعد صفحہ ۱۵۸ پر ہے کہ قائدملت نے فرح مبارک پہنچنے کی اطلاع دی۔

چوتھی سطر میں یوں ہے، ''تقریباً دس بجے (بمقام فرح مبارک، روضہ مبارکہ) حضرت سید محمد جونپوری مہدی موعود تابع تام محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہما وسلم (کو) پہنچے''۔

نوٹ: قوسین کی یہی عبارات ہوسکتی ہیں جو چھوٹ گئی ہیں جو تحریر کردی گئیں۔ (راقم فقیر)

امامنا مہدی موعود علیہ السلام سے پہلے اہل سنت کے اکابرین تسویت خاتمین علیہما وسلم کے قائل تھے۔ ہم مہدوی بھی قائل ہیں، چنانچہ قائد ملت نے مہدی موعود لکھنے کے بعد تابع تام محمد الرسول اللہ کے بعد صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے صلی اللہ علیہما وسلم لکھا ہے جو تسویت (برابری) خاتمین کے منکروں کے لئے قابل غور بلکہ اس کے حق ہونے کو قبول کرنے کے لئے کافی ہے۔

قائد ملت کا تسویت کے تعلق سے ببانگ دہل اظہار ان کے پختہ ایمان کی دلیل ہے۔ حالانکہ رات دن منکرین کی آمد و رفت رہتی تھی لیکن حق کے معاملہ میں صرف حق ہی کہا جاتا ہے۔

روزنامہ منصف میں موجود بددیانت ٹولے یا اس ٹولے کے گرو گھنٹال نے قائد ملت کو عام مسلمان بلکہ مہدی موعود کی تصدیق کا منکر بتانے کی منافقانہ چال چلی۔ کیونکہ مہدوی ڈنکے کی چوٹ پر بلکہ تلوار کی نوک پر صرف امامنا میراں سید محمد مہدی موعود علیہ السلام یا حضرت سید محمد جونپوری مہدی موعود علیہ السلام ہی ضرور کہے گا، نہ کہ صرف حضرت سید محمد جون پوری کہے گا۔

۲۲ دسمبر ۲۰۱۶ء کے منصف میں سفرنامہ میں مندرج تاریخ من وعن لکھی گئی، کیونکہ تاریخ کی تبدیلی سے اِن عبدالوہابیوں کو کوئی فائدہ نہ ہوتا، البتہ یوں لکھا گیا: ''ملا یعقوب نورزائی نے ایک کتاب لکھی ہے جس میں حضرت سید محمد جونپوری کا بھی ذکر کیا ہے۔ خلاصہ اس تحریر کا یہ ہے کہ حضرت کے والد کا اسم گرامی یوسف تھا، آپ کی وفات ۱۰۴۲ھ میں ہوئی''۔

قارئین کرام! سفرنامہ کے صفحہ کی پانچویں سطر لی گئی اور اخبار میں یہ سطر نہیں لکھی گئی: حضرت کے تذکرے کا ماخذ ''خزینۃ الاصفیاء'' کے نام کی ایک کتاب ہے۔ اخبار نے یہ سطر اس لئے چھوڑ دی، کیونکہ قائد ملت نے اس کتاب کو ناقابل اعتبار قرار دیا تھا، تفصیل آگے آرہی ہے۔

بہرحال نہایت معصوم درندگی سے قارئین کے ذہنوں میں ملا نورزائی کے حوالے سے گمراہی

پھیلانے یا اذہان کو منتشر کرنے کا کھیل پوری عیاری سے کھیلا گیا تھا۔

اللہ تعالیٰ مومنین و مومنات کی حفاظت فرماتا ہے اور ان کے ایمان کی بھی۔

وداعی حاضری

سفرنامہ صفحہ (۱۶۱) ۲۷ جمادی الاول ۵۰ھ ہجری م ۱۰ اکتوبر ۳۱ء عیسوی

---۔ میں نے شیخ ابونصر فراہی کی زیارت کی، یہاں کے باشندوں کا بیان ہے کہ شیخ صاحب کا زمانہ حضرت مہدی موعود علیہ السلام کے قبل کا ہے، لیکن میں نے تحقیق نہیں کی۔

۔۔آخری سطر: آج کرنل عبداللہ خاں صاحب وردک (لالہ کرنیل) سے بہت دیر تک مسئلہ مہدویت پر گفتگو ہوتی رہی۔

صفحہ (۱۶۲) ۔۔دوسری سطر۔۔ایالت (عہدہ گورنری) کے ملا محمد یعقوب

تیسری سطر: نورزائی نے ایک کتاب لکھی ہے اس میں حضرت مہدی موعود علیہ السلام کا ذکر بھی کیا ہے حضرت کے تذکرے کا ماخذ '' خزینۃ الاصفیا '' کے نام کی ایک کتاب ہے۔

خلاصہ اس کی تحریر کا یہ ہے کہ حضرت کے والد کا اسم گرامی یوسف تھا آپ کی وفات ۱۰۴۲ھ ہجری میں ہوئی، آپ ایک مغلوب الحال بزرگ تھے اور بعد ازاں جب اپنی حالت سے بیدار ہوئے تو رجوع کیا اور اپنے والد کا نام عبداللہ قرار دیا۔

امامنا علیہ السلام کو مغلوب الحال بزرگ لکھنا اور اس حالت سے بیداری کے بعد رجوع ہونا یہ ہماری کسی کتاب میں نہیں، مہدی موعود پر جذبہ بارہ سال رہا تھا، لیکن اس عرصہ میں کوئی دعویٰ ہی نہ فرمایا تھا تو پھر رجوع کس بات پر فرمایا؟

ساتھ ساتھ عبدالوہابیوں نے چالاکی سے کام لیا کیونکہ ''اپنے والد کا نام سید عبداللہ بتلایا'' کے بجائے ''اپنے والد کا نام سید عبداللہ قرار دیا''۔نورزائی کی راست تحریر کے بجائے تبصرہ نگار کا یہ ایک گمراہ کن ردّہ ہے، کیونکہ ''بتلانے'' اور ''قرار دینے'' میں نمایاں فرق ہوتا ہے۔

یہ چال محض مسلمانوں کو مہدی موعود سے روکنے کے لئے چلی گئی ہے تاکہ کوئی مہدی موعود کی

تصدیق نہ کرے۔اس طرح تبصرہ نگار نے اپنا نام حق کی طرف آنے والوں کو تا قیامت روک دینے والوں میں اور حکمت الٰہی کو باطل کرنے اور سینکڑوں احادیث شریفہ کا انکار والوں میں شامل کرلیا۔

قائد ملت نے لکھا: ہمارے زائرین کے تقسیم کردہ رسالے کا حوالہ دیتے ہوئے ملا صاحب لکھتے ہیں کہ سلطان حسین نے ملا محمد گل کو آپ سے مباحثہ کرنے کے لئے روانہ کیا۔

قائد ملت نے ملا یعقوب نورزائی کی گرفت کرتے ہوئے لکھا ہے کہ

حالانکہ سلطان حسین کے زمانہ میں عبدالرحمٰن جامی جیسے علماء موجود تھے اور محمد گل کا نام اس کے زمانہ کے مشاہیر میں نہیں''۔ملا یعقوب کی تحریر یوں نقل کی: آخر میں لکھا ہے کہ بفحوائے ظن المومنین خیرا ہم سید صاحب کو ایک بزرگ اور مہدی بامعنی ہدایت یافتہ مانتے ہیں۔

دعوئے مہدویت حالت جذب میں کیا تھا جس سے بعد ازاں توبہ کرلی (میں نے اس کتاب کا خلاصہ اپنی یادداشت کے لئے تحریر کرلیا ہے) بحث کے دوران میں میں نے عبداللہ خان صاحب کو سمجھایا کہ مآبہ النزاع ہے مورخین کی صف میں صاحب خزینۃ الاصفیاء کو کوئی قابل اعتبار مقام حاصل نہیں ہے۔

اس لئے حضرت کے سنِ وفات واسم ہدا کے متعلق دیگر مخالف وموافق مورخین کے مقابلہ میں ان (ان سے مراد قائد ملت کے پاس مخالف وموافق مورخین ہیں نہ کہ ملا یعقوب نوزائی، جس کو قائد نے نا قابل اعتبار قرار دیا ہے۔راقم فقیر) کے بیان سے زیادہ دقیق نہیں سمجھا جاسکتا تھا۔ بحث کو مختصر کرنے کے لئے میں نے ان کی توجہ مبذول کروائی کہ ملا صاحب کی یہ۔۔۔

سلسلہ سفرنامہ صفحہ ۱۶۳

۔۔حیثیت اگر تسلیم کرلی جائے تو پھر بحث پیدا ہوجائے گی کہ دعوئے مہدویت حالت بیداری میں دعویٰ کرنے کا ثبوت فراہم ہو تو احادیث کے ساتھ دعوے کی مطابقت پر بحث ہوگی غرض میں نے توضیح کی کہ اس طرح یہ بحث اتنی طویل ہوجائے گی کہ اس سے عہدہ برآ ہونے کے لئے کسی کے پاس بھی وقت نہیں ہے۔

اس کے علاوہ میں نے ان سے کہا کہ اس بحث کے لئے میں افغانستان کو کوئی موزوں مقام تصور نہیں کرتا کیونکہ اس نوعیت کی گفتگو شروع ہو تو یہاں فساد کا اندیشہ ہے اور عقیدہ مہدویت کی تبلیغ پر، اس کا بھی خوف ہے کہ زیارت کا موقع باقی نہ رہے۔

میرے مخاطب نے میری گفتگو سے اتفاق کیا اور الحمدللہ بحث ختم ہوگئی''۔

نوٹ: ان ہی صفحات میں جہاں جہاں اسم مبارک مہدی موعود علیہ السلام آیا، منصف والوں نے حضرت سید محمد جونپوریؒ لکھا۔ ان صفحات میں امامنا علیہ السلام کے روضہ کی تصویر نہیں تھی، لیکن ''روضہ حضرت سید محمد جون پوریؒ لکھا تا کہ ''مہدی موعودؑ'' لوگوں کے اذہان میں نہ آنے پائے۔

(سفرنامہ کے صفحات ۱۵۷ تا ۱۶۳ کے اقتباسات ختم شد)

ہمارے خلاف جنگ کی دوسری ناکام کوشش

ہم اپنے نوجوانوں کو بتلادیں کہ مہدی موعود علیہ السلام اور قوم مہدی سے بغض وعناد رکھنے والے (ابلیسی اشاروں پر گمراہ کرنے والے) انتہائی جھوٹے ہوتے ہیں، اور یہ ان کا نہایت کمزور پہلو ہوتا ہے۔ ابلیس کے تعلق سے فرمادیا گیا ہے کہ: سورہ نساء (۴)، آیت (۷۶)

''سو تم شیطان کے مددگاروں سے لڑو، کیونکہ شیطان کا مکر وفریب کمزور اور بودا ہوتا ہے''۔

اسی لئے ہر دور میں خواہ شیخ علی مفتری ہو، زماں خاں ہو یا موجودہ دور کے علی ندوی یا پھر منصف کا مذہبی ایڈیشن کا یہ ٹولہ وغیرہ ہمیشہ پسپا ہوتے آرہے ہیں اور انشاء اللہ آئندہ بھی ہمیشہ ناکام رہیں گے۔ یہ صرف فضلِ خدا اور اس کے دونوں محبوبوں صلی اللہ علیہما وسلم کا صدقہ وطفیل ہے۔

صحافتی اصول یہ ہوتا ہے کہ ایڈیٹر یا ان کے نائب کے مذہبی یا سیاسی اعتقادات پر ان کا چلنا ممنوع ہے۔ وہی لکھنا ہوتا ہے جو درحقیقت ہوتا ہے۔ شاعری، توڑ مروڑ اور بددیانتی نہیں کی جاسکتی اور ایسی کوئی بات چھپ بھی گئی اور پھر اس کی تردید کردی گئی تو اخبار لوگوں کی نظروں سے گر جاتا ہے۔

چند برس پہلے رفیق دلاوری کی کتاب ''ائمہ تلبیس'' سے سلسلہ شروع کیا گیا تھا' اس نے جھوٹے مدعیانِ نبوت ومہدیت کے ساتھ امام برحق مہدی موعود علیہ السلام کا نام بھی لکھا تھا اور گستاخیاں بھی کی

تھیں۔حضرت مولانا سید نجم الدینؒ افضل العلماء نے ''القول النفیس'' کے نام سے جواب دیا تھا۔

رفیق کی یہ کتاب دو جلدوں پر مشتمل ہے۔حصہ اول میں اس نے یوں لکھا تھا: ''سید محمد جون پوری کی نسبت کہا جاتا ہے کہ ان کا دعوئے مہدویت محض غلبہء حال کے باعث تھا، اگر ایسا ہے تو وہ اس دعوے کے باعث اہل سنت و جماعت کے دائرہ سے بھی خارج نہیں ہوئے''۔

اللہ تعالیٰ نے خاتمین صلی اللہ علیہاوسلم کو معصوم بنایا، دشمنوں کو کوئی ایسی بات نہیں ملتی جو انکار کرنے والوں کو انکار پر بہکا سکے، تو دشمنانِ خاتمین صلی اللہ علیہاوسلم جھوٹ کا سہارا لیتے ہیں۔

رفیق نے امامنا علیہ السلام کے دعوئے مہدیت کو غلبہ حال کا باعث بتلایا، جبکہ امامنا علیہ السلام پر بارہ سالہ جذبہ طاری رہا تھا اس میں آپ علیہ السلام نے کوئی دعویٰ ہی نہیں فرمایا۔ بلکہ اختتام حالت جذبے کے کوئی چودہ برس کے درمیان میں بناء دعوے کے ہی لوگ جوق در جوق آتے گئے اور تصدیق کرتے گئے جس کی صحیح تعداد کا علم اللہ ہی کو ہے۔آپ نے اس مدت کے بعد بحکم خدا ہجرت فرمائی اور پہلا دعویٰ فرمایا، پھر دو سال بعد دوسرا دعویٰ فرمایا۔تیسرا دعوئے موکد بھی دو برس بعد ہی فرمایا۔۔

اس کی تحریر کا لب لباب درج ہے۔یعنی حضرت مہدی موعود علیہ السلام علائق دنیاوی سے آزاد ہوکر انتہائی تبتّل و انقطاع کے ساتھ ہر وقت یاد الٰہی میں مصروف رہنے لگے۔یعنی اس نے اعتراف کیا کہ حسب حکم خداوندی وتبتل الیہ تبتیلا (سب سے ٹوٹ کر خدا کے ہو جاؤ) پر عمل فرمایا۔

ذکر و فکر کی مصروفیت رہتی۔عقیدتمند پروانہ وار مرید ہونے لگے، آپ علیہ السلام نے نہایت عسرت میں گزر بسر فرمائی۔سلاطین کی درخواست کے باوجود آپ نے ان سے راہ و رسم پیدا نہیں فرمایا۔اس عمل کو رفیق نے پیران چشت کا عمل بتلایا۔جب کہ مہدی موعود کا ہر عمل تخلفو با خلاق اللہ تھا اور حضور پرنور ﷺ کی عین اتباع تام کی شان لئے ہوئے تھا۔

اس نے اعتراف کیا کہ دانا پور اور اطراف کے مضافات کے ہزاروں ہندو مشرف بہ اسلام ہوئے۔شاہ جونپور سلطان حسین شرقی کو مدد فرما کر فاتح بنانے اور راجہ دلپت کے قتل اور اس کے دل پر نقش بت کی تصویر کا بھی اس رفیقِ نے ذکر کیا ہے ۔

اس نے یہ بھی لکھا کہ مہدی موعود علیہ السلام کے ارادتمندوں کی تعداد ہزاروں سے بڑھ کر لاکھوں تک پہنچ گئی۔

الغرض دانستہ یا نادانستہ اس نے شروع میں سچ لکھا پھر بھٹکانے کا کام شروع کر دیا۔

چنانچہ نوصفحات کے بعد رفیق نے جو بھی لکھا اس میں بد یانتی اور جھوٹ کے انبار لگا دیئے۔

مخبر صادق حضور پرنور ﷺ نے یہ پیشین گوئی علماء سو کے تعلق سے فرمادی تھی وہ من وعن پوری ہوئی۔ فرمایا: جب مہدی درمیانی زمانے میں آئیں گے تو ان کی مخالفت خصوصاً علماء وفقہاء ہی کریں گے، کیونکہ ان کی ریاست باقی نہیں رہے گی۔ (دیکھیئے قومی کتاب شواہدالولایت)

دوسری حدیث شریف حضرت محی الدین ابن عربیؒ جن کو دربارِ امامنا علیہ السلام سے ''پہلوانِ دین'' کا خطاب عطا فرمایا گیا، حضرتؒ کی کتاب ''فتوحات مکیہ'' سے لی جارہی ہے، جو قومی کتاب شواہدالولایت سے نقل کی جارہی ہے۔ فرمایا حضور پرنور ﷺ نے:

''جب امام مہدی نکلے تو اس کا علانیہ دشمن (طبقہ) سوائے علماء وفقہاء کے خاص کر کوئی نہ ہوگا، کیونکہ ان کی ریاست باقی نہ رہے گی، جیسا کہ باقی نہ رہے گی ریاست یہود ونصاریٰ کی''۔

چنانچہ علمائے دنیا دار جو بحث میں ہار جاتے تو بادشاہوں کو غلط باور کروا کر مہدی موعود کا حکم اخراج نکلواتے۔

ان لوگوں کو رفیق نے حاملان شریعت لکھا۔ امامنا علیہ السلام کی دعوت الی اللہ کو اس نے جو ساری دنیا میں پھیل رہی تھی ''وبائے عالمگیر'' لکھا۔ اس طرح اس نے اعتراف کیا کہ امامنا علیہ السلام کی دعوت الی اللہ دنیا میں پھیل گئی تھی۔

رفیق کی دوسری جلد کے تیس بتیس صفحات بد دیانتی اور جھوٹ سے بھرے ہیں، اس نے اپنے ہاتھوں اپنی قبر کھود لی تھی اور مرنے کے بعد برسہابرس سے ہر روز عذاب جاریہ سے گزر رہا ہے۔

رفیق کی یہ تحریر منصف کے اس منحوس ٹولے کو نہایت پسند آئی۔ اس سلسلے کا آغاز کیا' لیکن تاڑنے والے قیامت کی نظر رکھتے ہیں اور ان کی مومنانہ فراست سے ڈرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

مہدویوں نے اس عبدالوہابی ٹولے کی بدنیتی اور امامناً کی شان میں کی گئی گستاخیاں اگلے شماروں میں آنے کا اندازہ بلکہ یقین کرلیا۔ اور اخبار کے ذمہ دار سے جا کر کہا کہ رفیق دلاوری نے شانِ مہدی موعودؑ میں گستاخیاں کی ہیں اور آپ کے اخبار میں اسی عنوان سے لکھا جانے والا ہے۔

ان ذمہ دار صاحب نے بتلایا کہ ہم نے حضرت کے تعلق سے کچھ لکھنے سے منع کر دیا ہے۔ چنانچہ اس کے بعد شان مہدی کے خلاف کوئی بات نہیں چھپی، اللہ کا شکر ہے۔

الغرض پیشگی آگاہی اور اطلاع دینے سے عبدالوہابیوں کی یہ دوررس سازش پنپ نہ سکی۔

یہ سلسلہ محض مہدی موعود علیہ السلام کی شان میں گستاخیوں کو شامل اشاعت کرنے کی غرض سے اس ٹولے نے شروع کیا تھا اور اسی مقصد کے تحت یہ کتاب منتخب کی گئی تھی۔ تاکہ چند ہفتوں کے بعد مہدی موعود علیہ السلام کے تعلق سے گستاخیاں کی جاسکیں اور خود کو بے تعلق ظاہر کر کے حقیقی مجرم رفیق دلاوری کا نام لے لیا جاوے۔

غور فرمایئے کیسی مکاّری اور چالبازی سے یہ کھیل کھیلا گیا تھا، لیکن ان کی یہ سازش ناکام رہی۔

رفیق ابلیس پر لکھنے سے ہمارا، اور پڑھنے سے آپ کا کافی وقت ضائع ہوا، اب آگے بڑھیئے۔

غور کیجئے کہ عبدالوہابیوں کی منصوبہ بندی کیسی رہتی ہے؟ پہلے ذہنوں کو تیار کیا جاتا ہے پھر اپنی بکواس یا دریدہ ذہنی کا اسیر بنانے کی کوشش کی جاتی ہے' مصدقین کے لئے لازمی اور ناگزیر ہے کہ ایسے فتنوں اور ایسی منصوبہ بندیوں پر کڑی نظر رکھیں۔ کیونکہ انکارِ حق کا یہ تسلسل رکنے والا نہیں ہے۔

اخبار کے ذمہ داروں کو چاہیئے کہ ایسے بددیانت اور قارئین کے دماغوں میں اپنے زہریلے نظریات داخل کرنے والوں پر نظر رکھیں۔ اور ان کو متنبہ کریں' نہ ماننے پر ان کی خدمات کو ختم کر دیں ،تاکہ لوگوں کی دلآزاری اور روزنامے کی مقبولیت کے دن بہ دن گھٹنے کا امکان نہ رہے۔

یہ وقت اتحاد کا ہے نہ کہ انتشار کا، اتحاد کو توڑنے والے دراصل ہمارے غیر مسلم دشمنوں کے دوست اور ساتھی ہیں اور ان کے ہاتھ مضبوط کرتے ہیں ، اور دشمنوں کی ریشہ دوانیوں کی طرف مسلمانوں کے اذہان نہ جانے دینے کے لئے ایسے کھیل کھیلتے ہیں، جن سے چوکسی ضروری ہے۔

جنوری ۲۰۱۷ء عیسوی میں بہ مقام ابراہیم فنکشن ہال چنچل گوڑہ، حیدرآباد میں مہدوی نوجوانوں نے امّت کی خیرخواہی میں یہ بتلایا کہ حضرت مہدی علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک زمانے میں نہ آئیں گے، جیسا کہ **سلسلۃ الذھب** (سونے کی زنجیر) والی حدیث میں یوں فرمایا گیا ہے۔ راوی حضرت سیدنا امام جعفر صادقؒ

'' وہ امّت کیونکر ہلاک ہو، جس کا اوّل میں ہوں، اور جس کے درمیان مہدی اور آخر میں مسیح ہیں۔ لیکن ان زمانوں کے درمیان ایک ایسی کج رو جماعت ہوگی، وہ جماعت میرے طریقے سے نہ ہوگی اور نہ میں ان سے ہوں گا۔''

حدیث نمبر ۶۰۱۵۔ مشکوٰۃ شریف چوتھا ایڈیشن، صفحہ نمبر ۹۳۸۔

مرتبہ علامہ آغا رفیق، طباعت دارالفرقان، جامع مسجد، دہلی۔

یہ وہ معرکتہ الآراء حدیث شریف ہے جس میں کئی باتیں آگئی ہیں۔

(۱) مہدی موعود علیہ السلام دافع ہلاکت امّت ہیں۔ اور آپ علیہ السلام کا ذکر دو نبیوں کے درمیان فرمایا گیا ہے۔

(۲) آپ علیہ السلام کا مبارک زمانہ وسط (درمیان) میں ہے۔

(۳) آپ علیہ السلام کے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام دونوں کی تشریف آوری کے ادوار الگ الگ ہیں، ایک زمانہ میں ہرگز نہیں۔

(۴) حیلہ 'جو اہل انکار کی جماعت، جس سے حضور پرنور ﷺ نے اپنی بیزاری ظاہر فرمادی ہے۔

اول دور مبارکہ حضور پرنور ﷺ کا، دوسرا دور مبارکہ حضور پرنور مہدی موعود علیہ السلام کا اور تیسرا مبارک دور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا، تینوں ادوار میں ایمان والے بھی ہونگے اور انکار کرنے والے بھی، اسی لئے اہل انکار کے لئے آپ ﷺ نے کج رو جماعت فرمایا۔

دوسری بات مندرجہ بالا حدیث شریف میں مہدی کا تذکرہ دو انبیاء علیہم السلام کے درمیان فرمایا گیا، تو ادب کا تقاضہ جو ہر دور میں ملحوظ رکھا گیا وہ یہی رہا کہ مہدی کے مبارک نام کے ساتھ علیہ السلام

لکھا، پڑھا اور بولا گیا، لیکن مفتی قاسمی نے اسم مہدی کے بعد علیہ الرضوان لکھا، اس کی اس بددیانتی یا مخالفت حدیث شریف تک جانے کا منشاء معلوم نہیں۔

آگے بھی اس کی طرف سے احادیث شریفہ سے فرار یا حیلے بہانوں کی داستانیں پڑھیئے۔ ان وجوہ سے حضور پرنور ﷺ نے پہلے ہی فرمادیا تھا کہ

''یہ جماعت میرے طریقہ پر نہ ہوگی، اور نہ میں ان سے ہوں گا''۔

مذکورہ بالا جلسے میں نوجوانوں کی بات بالکل سچ تھی اور کسی نے کوئی اعتراض بھی نہ کیا۔

ہمارے خلاف تیسرا ناکام حملہ:

لیکن علمائے سو اس کو ٹھنڈے پیٹوں کیسے برداشت کرتے؟ انھوں نے منصف میں بیٹھے ٹولے کو متحرک کیا، اور اس ٹولے نے اندرون ایک ماہ اس حدیث شریف کے خلاف امّت کو لانے یعنی حضرت مہدی موعود اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کو ایک زمانے میں بتلانے اور اپنی بات میں مزید وزن پیدا کرنے اخبار میں یوں سرخی جمادی ''کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام، امام مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں گے''؟ جبکہ یہ سرخی، یا زور بیان نہایت غیر موزوں ہے''۔

دیکھئے روزنامہ منصف مورخہ ۲۴ فروری ۲۰۱۷ء، جمعہ ایڈیشن، مولف ابوحسان قاسمی۔

اب آیئے مفتی غرقاب کی تحریر کا جائزہ و جواب۔

حضور پرنور ﷺ نے حضرت عیسیٰ اور حضرت مہدی علیہم السلام کا ایک زمانہ میں ہونا نہیں فرمایا بلکہ دونوں کے زمانوں کو بالترتیب دوسرا (درمیانی) اور تیسرا (آخری) زمانہ فرمایا ہے۔

مفتی قاسمی نے تین احادیث شریفہ پیش کیں، تینوں میں چونکہ مہدی کے بجائے امیر یا امام کے الفاظ آئے۔ لکھنے والے مفتی کو خلاف حدیث شریف اپنے بنائے ہوئے قلعہ کو جوریت کا تھا اپنے ہاتھوں خود ہی ڈھادینا پڑا۔

حالانکہ یہ اہتمام اس اندیشہ کے تحت تھا کہ ان کے خودساختہ فلسفہ کو کہ ان کے خیالی مہدی اور عیسیٰ علیہم السلام کے ایک زمانے میں ہونے کی بات کو کوئی مسترد نہ کردے۔

مفتی کا اعتراف: ''البتہ ان تینوں روایتوں میں صراحتاً امام مہدی کا نام مذکور نہیں ہے''۔

تینوں احادیث شریفہ ہمارے لئے نہایت شیریں، شفاف اور معدنیات ونمکیات سے بھرپور کسی پانی سے بڑھ کر ہیں۔ لہٰذا ان کو نہ کسی اور فلٹر سے گزارنے کی ضرورت ہے اور نہ اس مبارک پانی میں معدنیات ونمکیات داخل کرنے کی، دوسرے دور کے بعد بحکم خدا تیسرا دور ہی آئے گا۔

لیکن علماء سو نے دونوں زمانوں کو ایک جگہ بتلا دیا۔ اس طرح مخبر صادق ﷺ کا فرمایا ہوا یوں پورا ہوا کہ: ''لیکن ان زمانوں کے درمیان ایک ایسی کج رو جماعت ہوگی وہ جماعت میرے طریقے سے نہ ہوگی، اور نہ میں ان سے ہوں گا۔''

حضور پرنور ﷺ کا فرمان آمنّا وصدّقنا۔

مفتی قاسمی نے کوئی بارہ محدثین، شارحین حدیث اور مفسرین وغیرہ کے اقوال اپنی بات میں وزن پیدا کرنے کے لئے لکھے کہ اس کے خیالی مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ ایک ہے اور اس کے خیالی مہدی، حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نماز کی امامت کریں گے۔

لیکن چوتھی صدی ہجری کے اور اُن کے بعد کے ادوار کے بعض بزرگوں مثلاً علامہ حسن بن علی البر بہاریؒ، امام ابوالحسین احمد مناویؒ، امام خطابیؒ، امام ابن کثیرؒ، امام سفاریؒ کے اقوال وآراء سے مفتی کے خیالات یا نظریات کی تردید ہو جاتی ہے۔

سعودی عرب کے مفتی اعظم شیخ بن باز کے دو فتاویٰ سے بھی مفتی قاسمی اور ان کے ہم نواؤں کی اس معاملہ میں مکمل تردید ہو جاتی ہے، اور ان کی ہوا اتر جاتی ہے۔

مفتی نے لکھا: ''لیکن سنن و مسانید کی صحیح روایات اور مفسرین، محدثین اور مورخین کی تصریحات سے واضح ہوتا ہے کہ نزول حضرت عیسیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے وقت مسلمانوں کے امیر وامام، امام مہدی علیہ الرضوان ہوں گے۔ اس لئے بخاری، مسلم اور ابن ماجہ کی ان حدیثوں میں مذکور امیر وامام کا مصداق اور اس سے مراد بلاشبہ مہدی ہیں''۔

امّت کو فرمان رسول ﷺ کافی ہے۔

چندسطور قبل ہم نے بتلادیا تھا کہ ہم کو نہ کسی فلٹر کی ضرورت ہے اور نہ ہی معدنیات ونمکیات کی۔ لیکن مفتی نے فلٹروں مثلاً سنن و مسانید کی صحیح روایات، مفسرین، محدثین اور مورخّین کی تصریحات کو حدیثوں پر غالب رکھنے کی ناکام کوشش کی اور مفتی کو اپنی اس ناکام کوشش کا اعتراف بھی کرنا پڑا۔

قاسمی مفتیوں کی توجہ کے لئے اور ان کی خود احتسابی کے لئے ایک آیت کافی ہے۔

کیونکہ اُنہوں نے ارشاد مبارکہ پر مسانید، محدثین، مورخین وغیرہ کے بیان کو غالب رکھا۔ جبکہ قرآن مجید میں ایسوں کو غیر مومن بتلادیا گیا ہے، ملاحظہ فرمائیے:

سورۂ النساء آیت ۶۵: ترجمہ۔ ''(اے پیغمبر) تمہارے پروردگار کی قسم یہ لوگ مومن نہیں ہوسکتے جب تک کہ اپنے تنازعات میں آپ کو حکم نہ مان لیں، اور جو فیصلہ آپ فرمائیں اس کے بارے میں اپنے دل میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں اور اسے پورے طور پر تسلیم کرلیں''۔

مہدی موعود علیہ السلام تو اب دوبارہ تشریف نہیں لائیں گے۔ آئے اور گئے آمنّا وصدقّنا۔

اور نہ ہی قاسمیوں کے خیالی مہدی آئیں گے، اب آنا تو صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ہے۔ جو اپنی سابقہ عظمت وجلال والی پیغمبرانہ حیثیت کے ساتھ نازل ہوں گے، بعض لوگوں کا یہ وہم باطل ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت ختم ہوچکی اور بہ حیثیت امت محمدیہ ﷺ کے ایک امتی کی حیثیت سے نازل ہوں گے۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت علیٰ حالہ برقرار ہے۔ اور آپ علیہ السلام خاتمین صلی اللہ علیہما وسلم کی طرح دافع ہلاکت امت محمدیہ ﷺ ہیں، علیہ السلام۔

حضور پرنور مہدی موعود علیہ السلام، بحکم خدا تشریف لائے، اور اپنے سپرد کردہ کاموں یعنی مخلوق کو دنیا سے چھڑانے اور اللہ سے ملانے کی تکمیل فرمادی، اور گزشتہ آٹھ صدیوں میں جو خطائیں سرزد ہوئی تھیں ان کی اصلاح فرمادی اور پردہ فرمالیا۔

لیکن خاتمین صلی اللہ علیہما وسلم ہم سے نہایت قریب ہیں دور نہیں، صرف شریعت کا پردہ ہے۔

مفتی اور اس کے ٹولے نے یہ بتلانے کی پوری پوری کوشش کرلی کہ ان کے خیالی مہدی اور

حضرت عیسیٰ علیہ السلام ایک ہی زمانہ میں آنے والے ہیں لیکن ناکام رہے۔

مصدقین ومصدقات! چونکہ آپ روئے زمین کی اہم ترین اور عمل کی شرط کے ساتھ، خدائے تعالیٰ کی محبوب قوم ہیں، تو دوبارہ حسب مراتب آپ کی خدمات میں قدم بوسی، سلام اور دعا۔

ہمارے دشمن ہم کو نقصان پہنچانے سے کبھی غافل نہیں رہتے، چنانچہ جب تک مختار تھے ہمارا اخراج کروایا گیا، گھروں سے نکالا گیا، ایذا پہنچائی گئی اور قاتلو وقتلو کے مراحل سے ہم بفضل خدا کامیاب وکامران اور سرخ رو گزرے۔

بدلۂ ذات مہدی موعود حضرت بندگی میاں سید خوندمیرؓ کی شہادت مخصوصہ ہوئی اور حسب ارشاد امامنا مہدی موعود علیہ السلام' پہلے روز فتح' اور (جنگ کے دور کے) دوسرے روز شہادت ہوئی' تن سے سر اور سر سے پوست جدا کیا گیا، تین جگہوں پر تدفین ہوئی۔ بہرحال امامنا علیہ السلام کا فرمان بیس سال بعد من وعَن پورا ہوا، آمنا وصدّقنا۔ مہدی موعود علیہ السلام کے بدل میں یہ شہادت ہوئی تھی اس وجہ سے میاں رضی اللہ عنہ کو بدلِ ذات مہدی کہا جاتا ہے۔

بندگی میاںؓ کی شہادت کے بعد بھی یہ سلسلہ رُکا نہیں چنانچہ ان جنگوں کی تفصیلات کتاب ہذا کے حصہ اول میں آخری صفحات پر موجود ہیں۔

لیکن کل کے مختار آج کے مجبور، کل کے آقا آج کے غلام، قدرتاً بنادیئے گئے ہیں۔ تیر وتفنگ اور تلواروں کے بجائے انھوں نے قلم سنبھال لیا ہے اور اس سے بڑھ کر جا بھی نہیں سکتے۔

لہٰذا ہمارے دین وایمان پر ڈاکہ ڈالنے کی حکمت عملی بھی بدل ڈالی، چنانچہ عیّاری اور مکّاری سے کام لیا اور دھڑا دھڑ قلم وقرطاس سے حملے جاری ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمارے ایمان کو سلامت رکھے۔ اور ہم باعمل رہ کر دشمنوں سے ہوشیار رہیں اور ضرورت پڑنے پر مہدویت کے دشمنوں کے حملوں کا بھرپور دفاع کریں۔ آمین

انشاءاللہ ہم اپنی کوشش میں ضرور کامیاب رہیں گے، اور ان کے پھندے میں نہ پھنسیں گے۔

مفتیٔ غرقاب نے مہدویوں کو مرتد بنانے کی چال چلی، جو ناکام رہی یہ اللہ کا فضل اور خاتمین صلی

اللہ علیہا وسلّم کا صدقہ اور سیّدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا طفیل ہے۔ مفتی نے زہر کو نہایت اعلیٰ شیرے بلکہ شہد میں ملا کر ہم کو پلانے کی کوشش کی ہے، کیونکہ ہتھیاروں کے استعمال کے بجائے لٹیروں نے بسکٹوں اور چاکلیٹوں میں نیند یا بیہوشی کی دوائیں ملا کر بالخصوص جبکہ آپ حالت سفر میں ہوں کھلانا شروع کر دیا ہے اور نہایت بے ضرر طور پر لوٹ کر فرار ہو جاتے ہیں۔

یا پھر لٹیروں کی دوسری قسم وہ ہے جو آپ کو پیام دیتی ہے کہ آپ کے نام پر کروڑوں کی لاٹری نکلی ہے، رقم کی آپ تک منتقلی کے لئے بنک کی خدمات ضروری ہیں، آپ چند لاکھ روپئے اس بنک کے کھاتے میں جس کا نمبر یہ ہے منتقل کر دیں، تا کہ لاٹری کی رقم آپ کو مل جائے اور اپنا اے ٹی ایم نمبر یا کریڈٹ یا ڈیبٹ کارڈ نمبر بتلا دیں۔

اگر خدانخواستہ آپ اس دھوکے میں آ گئے تو مکمل لٹ گئے، اور شدید مالی نقصان سے دوچار ہو گئے۔ لہٰذا احتیاط ضروری ہے۔

اس سے بڑھ کر نقصان، دین و ایمان کا نقصان ہے۔ خدانخواستہ دین و ایمان کے ان لٹیروں کے دھوکے میں آ گئے تو آخرت بھی برباد ہو جاتی ہے۔

یاد رکھیئے مہدی موعود سے جڑ گئے تو پھر کل کتب سماویہ، کل انبیاء علیہم السلام اور ذات پاک رسالتمآب ﷺ اور ذات خدا سے جڑ گئے اور خدانخواستہ اگر مہدی موعود علیہ السلام سے دور ہو گئے تو سب سے دور ہو گئے اور کٹ گئے۔ پھر دوزخ سے نہایت قریب ہو گئے، اللہ تعالیٰ ہر مومن اور مومنہ کے ایمان کی حفاظت فرمائے اور مہدی موعود سے جڑا ہوا رکھے، آمین۔

عام لٹیروں سے بدتر تو یہ ہوتے ہیں جو دین و ایمان کو لوٹ لیتے ہیں، ان سے چوکس رہیئے۔

جواباً عرض ہے کہ ہم نے جس ذات پر انوار پر ایمان لایا اور مہدی موعود مانا، آپ کی شان یہ ہے کہ آپ نے مطابقت کلام اللہ اور اتّباع رسول اللہ ﷺ کو اپنے دعوے کے دو شاہد عدل فرمایا۔

اور آپ علیہ السلام کی ذات پر انوار معصوم عن الخطاء ہے۔ اکابرین اہل سنت مثلاً حضرت علامہ ابن سیرین، حضرت خواجہ اجمیری، حضرت محی الدین ابن عربی اور مولانا روم وغیرہ رحم اللہ اجمعین نے

حضور پرنور ﷺ کے مساوی فرمایا۔ان بزرگانِ دین رحم اللہ اجمعین کے صدق وصفا بلکہ کشف سے فرمائے گئے یہ فرمودات من وعن مہدی موعود پر پورے ہوئے۔

حضور پرنور مہدی موعود علیہ السلام کی دیگر عظمتیں یوں بھی ہیں یعنے آپ مامور من اللہ ہیں،خلیفتہ اللہ ہیں، داعی الاللہ ہیں، مراداللہ ہیں، آپ کی ایک مبارک نظر میں اللہ نے یہ تاثیر بخشی تھی کہ ہزار سالہ مقبولہ عبادت سے بہتر آپ کی ایک نظر تھی۔

مفتی قاسمی کا تعلق اس قاسمی ٹولے سے ہے جس کے ممنون ومشکور قادیانی بھی ہیں،

بلکہ بقول ارشدالقادری ''قادیان اور دیوبند ایک ہی تصویر کے دو رخ ہیں، دونوں ایک ہی منزل کے مسافر ہیں، فرق صرف یہی ہے کہ کوئی پہنچ گیا ہے اور کوئی راہ گزر میں ہے''۔

مفتی قاسمی کے فکری مورث قاسم نانوتوی نے یوں ہانک لگائی تھی۔

''اگر بالفرض آپ ﷺ کے زمانے میں بھی کہیں اور نبی ہو جب بھی آپ ﷺ کا خاتم ہونا بدستو باقی رہتا ہے''۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے صدیوں بعد صرف حضور پرنور ﷺ کی تشریف آوری کی پیشین گوئی رہی، جو آمنا وصدقنا پوری ہوئی۔آیات قرانیہ اور احادیث مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے شاہد ہیں۔بطور آخری پیغمبر، حضور پرنور سرکار دو عالم ﷺ کی ذات منفرد تھی، لیکن قاسم نانوتوی نے ذہنوں کے پلٹانے کو یہ افسانہ گھڑا کہ ''اگر بالفرض آپ ﷺ کے زمانے میں بھی کہیں اور نبی ہو''۔

اس لفظ بالفرض کی آڑ میں قاسم نانوتوی نے قادیانیوں کے لئے اس کی دانست میں محفوظ راہداری فراہم کردی، اس لحاظ سے دیوبند کو قادیان کا باب الداخلہ کہا جاسکتا ہے۔

قاسمیوں کی جھولی میں ایسے کئی نمونے ملیں گے جو بغض رسول سے لبالب بھرے ہیں۔

مصدقین کرام! اپنے نونہالوں کو اس زہر سے بچانا ہمارا اہم دینی فریضہ ہے، غفلت یا لاپرواہی یا مفتی جیسے منکران مہدی پر بے جا اعتماد سے خدانخواستہ ارتداد کا دروازہ کھل سکتا ہے۔

ہمارا بچّہ ہو یا بچّی اگر کوئی سوال کرے تو ان کی حوصلہ افزائی کریں اور ان کو مکمل معلومات سے آگاہ کریں، خود کو نہ معلوم ہو تو مرشدین سے یا ذاکرین سے معلوم کریں۔

ان کی حوصلہ شکنی ہرگز نہ کریں۔ اور قاسمی جیسوں کے مکر و فریب کو نیست و نابود کر دینے کا حوصلہ، جذبہ وہمت پیدا ہونے کی دعا اور کوشش کریں۔

مفتی کی تحریر یہ باور کرواتی ہے جیسا کہ اس نے لکھا ہے۔

''سیدنا حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام آسمان سے نزول کے بعد پہلی نماز حضرت مہدی علیہ الرضوان'' کے پیچھے پڑھیں گے اور یہ چیز حقیقی اور صحیح امام مہدی علیہ الرضوان کی اہم اور بڑی علامتوں میں سے ایک علامت ہے۔ اور یہ بات مختلف صحیح روایتوں سے ثابت ہے۔

فرضاً و تقدیراً مان لیتے ہیں کہ ان کے خیالی مہدی حاضر و موجود ہوں گے تو لوگوں سے بیعت لیں گے پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو کر پہلے سے حاضر و موجود مہدی کی اقتداء میں نماز پڑھیں گے اور وہ بھی بیعت لیں گے۔

ان کے خیالی مہدی پہلے سے موجود ہیں اور عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو بیک وقت دو خلیفوں کا اجتماع ہو گیا' جبکہ حدیث شریف میں ارشاد فرما دیا گیا کہ جب دو خلیفوں سے بیک وقت بیعت کی جائے تو ان میں سے دوسرے کو قتل کر دو۔

چنانچہ اس حدیث شریف پر عمل بھی ہوا' حضرت ابوبکر صدیقؓ سے جب لوگ بیعت کر رہے تھے اُسی وقت حضرت سعد بن عبادہؓ نے اپنے خلیفہ ہونے کا دعویٰ کیا تو وہ روند دیئے گئے۔'' اس حدیث کی شرح میں نووی نے کہا ہے کہ

ترجمہ: علماء کا اتفاق و اجماع ہے کہ دو خلیفوں سے ایک وقت میں بیعت جائز نہیں۔ بحکم رسول اللہ ﷺ کہ معاذ اللہ فاقتلوا.... الآخر (یعنی دوسرے خلیفہ) کو قتل کر دو۔ معاذ اللہ اس لحاظ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام مورد ثابت ہوں گے۔

یہ نتیجہ محض اس وجہ سے نکل رہا ہے کہ دونوں خلفاء الٰہیہ کو ایک وقت میں تسلیم کیا جارہا ہے۔ اگر یہ دونوں خلفاء علیحدہ علیحدہ اپنے خاص وقتوں میں مبعوث ہوں گے۔ تو تضاد کی صورت پیدا نہ ہوگی اور نہ ہی **فاقتلو** .....الآخر کا فتویٰ صادر کرنے کی ضرورت ہے۔ (دیکھئے کتاب براہین مہدویہ، از مولانا عبدالحکیم تدبیر صاحب مرحوم)

تین احادیث میں مفتی نے امامکم امیرکم یا امامھم کی جگہ مہدی بتلانے کی کوشش کی جو بے اصل ہے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ نزول عیسیٰ علیہ السلام کے وقت مہدی نہ ہوں گے بلکہ مسلمانوں کا امام یا امیر ہوگا۔

دوسری اہم بات حضور پرنور ﷺ نے علامات قیامت بیان فرمائے ہیں جس کو علامت صغریٰ یعنی چھوٹی علامتیں کہا جاتا ہے۔ مثلاً

''قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے بھیجا حق کے ساتھ کہ اس امت کا مہدی اس سے (فاطمہؓ) سے ہوگا جبکہ دنیا ہوجائے گی غال وغول اور فتنے ظاہر ہوں گے اور راستے کٹ جائیں گے۔ ایک دوسرے پر لوٹ مار کریں گے پس نہ بڑا چھوٹے پر رحم کرے گا نہ چھوٹا بڑے کی عزت کرے گا۔ پس بھیجے گا اللہ ایسے وقت اس (فاطمہؓ) کی اولاد سے اس شخص کو جو فتح کرے گا گمراہی کے قلعوں کو اور بند دلوں کو وہ دین کو آخری زمانے میں قائم کرے گا۔ جیسا کہ قائم کیا میں نے اس کو اول زمانے میں''

مفتی جیسے لوگ اگر دیانت دارنہ غور کریں گے تو معلوم ہوگا کہ علامات صغریٰ میں درج ذیل باتیں بیان فرمائی گئیں۔ بحوالہ ''رسالہ خلاصۃ الکلام'' حضرت بندگی میاں شیخ علائیؒ شہید خلیفہ حضرت بندگی میاں لاڑ شہ رضی اللہ عنہ۔

علاماتِ صغریٰ بہ یک نظر:

(۱) امت کا مہدی حضرت بی بی فاطمۃ الزہراءؓ سے ہوگا۔

(۲) دنیا ہوجائے گی غال وغول فتنے ظاہر ہوں گے' راستے کٹ جائیں گے۔ ایک دوسرے پر

لوٹ مار کی جائے گی پس نہ بڑا چھوٹے پر رحم کرے گا نہ چھوٹا بڑے کا ادب کرے گا۔

(۳) پس اللہ تعالیٰ بھیجے گا اس (فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا) کی اولاد سے ایک شخص کو جو فتح کرے گا گمراہی کے قلعوں کو اور فتح کرے گا بند دلوں کو۔ اس کے ذریعہ دین کا قیام ویسا ہی ہوگا جیسا حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم نے قائم فرمایا اول زمانے میں۔

آمنا وصدّقنا ہمارا ایمان ہے کہ حضرت میراں سید محمد مہدی موعود کی مبارک آمد ہو چکی جو اولاد فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہیں۔ آپ کی تشریف آوری سے پہلے کا حال حضرت خواجہ بندہ نوازؒ نے بیان فرمادیا ہے۔ (حضرتؒ کی پیدائش ۷۲۰ھ ہجری کی ہے اور وصال ۸۲۵ ہجری میں ہوا)۔

فرمایا: ''دین اسلام اپنے پورے جمال وکمال پر رسول اللہ ﷺ کے عہد میں تھا۔ اس کے بعد خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم نے بھی اس راستے پر قدم جمائے رکھا یہاں تک کہ تابعین وتبع تابعین تک کچھ کچھ یہ سلسلہ چلتا رہا۔

لیکن ان کے بعد ''دین جو درحقیقت تھا نہ رہا'' (جوامع الکلم اردو ترجمہ صفحہ ۹۷، بحوالہ کتاب فیضان مہدی موعودؑ زندگی کے ساتھ اور بعد صفحہ ۱۲)

بعثت مہدی کے قبل لوگ رسم، عادت اور بدعت کے شکار ہو چکے تھے، ایمان صرف مجذوبوں میں باقی رہ گیا تھا۔

ان خرابیوں کو مہدی موعود علیہ السلام نے دور فرمایا، بند دلوں کے فتح سے مراد بند دلوں کو کھولنا ہے۔ یعنی وہ دل جو اللہ کے عشق سے محروم ہو گئے تھے اور اللہ کے ذکر کے بغیر محض حب دنیا کی وجہ سے بند ہو گئے تھے اسکو مہدی موعود علیہ السلام نے ذکر اللہ کی تعلیم اور ولایت کی تعلیم سے کشادہ فرمادیا۔

باعمل لوگوں کے دلوں سے حب دنیا جاتی رہی اور اس کی جگہ حب خداوندی آ گئی۔ اور پھر زمانے نے دیکھ لیا کہ جس طرح حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں لوگ اعتقاد وعمل میں خدا سے قریب تھے ویسی قربت دورِ مہدی میں بھی لوٹ آئی تھی۔ حسبِ ارشاد حضور ﷺ دین کا قیام بذریعہ مہدی

موعود علیہ السلام ویسا ہی ہوا جیسا کہ خود حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہوا تھا۔

مذکورہ بالا تمام امور کے ساتھ اس پر بھی غور کیجئے کہ حضور پرنور مہدی علیہ السلام کی تشریف آوری کے بعد زندگی کا وجود ہے اور قیامت کا وقت ابھی دور ہے۔ جبکہ علامات کبریٰ (بڑی علامتیں) یوں بیان فرمائی گئی ہیں، جو چند سطور کے بعد لکھی جارہی ہیں۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ''مہدی دین کو آخری زمانے میں اس طرح قائم کریں گے جس طرح میں نے اس کو اول زمانے میں قائم کیا ہے''۔ تقریباً چھ صدیاں ہورہی ہیں مہدی موعود علیہ السلام کے تشریف لانے اور تشریف لیجا کر، اب صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول باقی ہے۔

علامات کبریٰ قبل قیامت ارشاد حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم:

(۱) دخان دھویں کا (۲) دجّال کا (۳) دابۃ الارض کا (۴) آفتاب کا مغرب سے طلوع ہونا (۵) عیسیٰ بن مریم کے نازل ہونے کا (۶) یاجوج وماجوج کے آنے کا (۷) تین خسوف یعنی زمین کے زلزلے، اہل زمین کے دھنس جانے کا (۸) ایک خسوف مشرق کا، ایک خسوف مغرب کا اور ایک خسوف جزیرۃ العرب کا (۹) آگ یمن سے نکلنے کا۔ (۱۰) (یہ آگ) لوگوں کو دریا میں ڈال دے گی۔

بطور خلاصہ غور فرمایئے۔

دھویں کے بعد دجال آئے گا جس کے بعد دابۃ الارض نکلے گا۔ آفتاب بجائے مشرق کے مغرب سے طلوع ہوگا۔ اس کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو آسمانوں پر اٹھالیئے گئے، نازل ہوں گے۔ یاجوج وماجوج نکلیں گے، زمین دھنسنے کے تین واقعات ہوں گے پہلا مشرق سے دوسرا مغرب سے اور تیسرا جزیرۃ العرب سے اور یمن سے آگ نکلے گی اور یہ آگ بالآخر لوگوں کو دریا میں ڈال دے گی۔

علامات صغریٰ وعلامات کبریٰ پر غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ مہدی جب وسط زمانے میں تشریف لاچکے تب علامات صغریٰ کی تکمیل ہوگئی۔ جس کے بعد چھ صدیاں بھی مکمل ہونے جارہی ہیں۔

اب علامات کبریٰ باقی رہیں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نازل ہونے کے بعد اور دیگر نشانیوں کے ظاہر ہوجانے کے بعد قیامت آجائے گی۔ اس حدیث شریف سے حضرت مہدی موعود علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ایک زمانے میں ہونے کی کوئی دلیل نہیں ملتی۔ شان مہدیؑ کو مفتی نے گھٹانے کی کوشش کی اور عام آدمیوں کی طرح صالح و نیک شخص ہونے کی بات کی۔

فضائل و مناقب یا صفات مہدی موعود علیہ السلام:

ابن ماجہ، حاکم اور ابونعیم (طویل حدیث ہے)

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ ﷺ.....آخری سطور یوں ہے کہ ''.....پھر اللہ کے خلیفہ مہدی آئیں گے جب تم ان کو سنو تو ان کے پاس جاؤ اور ان سے بیعت کرو اگرچہ کہ برف پر سے رینگتے ہوئے جانا پڑے کیونکہ وہ اللہ کا خلیفہ مہدی ہے۔''

لہٰذا اس حدیث شریف سے یہی نتیجہ برآمد ہوتا ہے کہ مہدی جو وسط زمانے میں یعنی درمیان میں تشریف لائے جن کی دعوت آخری دور تک جاری رہے گی۔ پھر عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے اور کم مدت میں علامات کبریٰ کے پورے ہونے کے بعد قیامت برپا ہوجائے گی۔

ابن عمرؓ سے بھی ایک روایت آئی ہے جس کو ابن ابوشیبہ نے بیان کیا۔

ترجمہ: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے مہدیؑ اس حالت میں نکلیں گے کہ ایک فرشتہ اوپر سے ندا کرے گا کہ یہ مہدی خلیفۃ اللہ ہیں تم ان کی اتباع کرو۔

(۳) حضرت علی کرم اللہ وجہ نے دریافت کیا تھا مہدی ہم میں سے ہوں گے یا ہمارے غیر سے تو؟ حضور پرنور ﷺ نے فرمایا تھا مفہوم: نہیں (ہمارے غیر سے نہیں) بلکہ مہدی ہم میں سے ہیں اللہ تعالیٰ اُن پر دین کو ختم کرے گا جس طرح ہم سے اس کو شروع کیا ہے۔ ابوالقاسم الطبرانی، ابونعیم اصفہانی، عبدالرحمٰن بن حاتم، ابوعبداللہ، نعیم ابن حماد وغیرہم نے اس حدیث کی تخریج کی ہے۔

(۴) مہدی علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کی طرح دافع ہلاکت امت ہیں جیسا کہ ابونعیم نے اخبار

مہدی میں ابن عباسؓ سے روایت کی ہے۔

ترجمہ: وہ امت ہرگز ہلاک نہیں ہوسکتی جس کے پہلے میں ہوں اور عیسیٰ بن مریمؑ اس کے آخر میں ہیں اور مہدی اس کے وسط میں۔

(۵) جیسی شان حضور پرنور ﷺ کی طرح **وما ینطق عن الھوی** یعنی محمدؐ اپنی طرف سے نہیں کہتے'' کی ہے، ویسی ہی شان حضور پرنور مہدی موعود علیہ السلام کی ہے جو اس حدیث شریف سے واضح ہے کہ مہدی مجھ سے ہے میرے قدم بہ قدم چلے گا اور خطا نہ کرے گا۔ مہدی موعود علیہ السلام بھی حضور ﷺ کی طرح معصوم عن الخطا ہیں۔

حضرت محی الدین ابن عربیؒ نے فرمایا تھا کہ۔

ترجمہ: یعنی رسول اللہ ﷺ دعوت بصیرت میں غیر مخطی (خطا سے پاک) ہیں اس طرح آپ کے تابع (مہدی) بھی غیر مخطی (خطا سے پاک) ہوں گے کیونکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے نشان قدم کی پیروی کریں گے۔

فتوحات مکّیہ میں حضرت ابن عربیؒ فرماتے ہیں۔

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ سے ائمہ دین میں سے کسی امام کے لئے کوئی نص جاری نہیں ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ کے بعد آپ کا وارث اور آپ کے نشان قدم کی پیروی کرنے والا ہوگا۔ مگر وہ خاص طور پر مہدی ہو، رسول اللہ ﷺ نے مہدی کو احکام میں معصوم ہونے کی گواہی دی ہے۔ جیسا کہ آپ ﷺ کی شان **وما ینطق عن الھوی** کی شان ہے اُسی طرح مہدی موعودؑ کی شان بھی وہی ہے۔ یعنی دونوں خاتمین صلی اللہ علیہما وسلم معصوم عن الخطا ہیں۔

مہدی موعودؑ کی ایک اور عظمت:

حضور ﷺ نے فرمایا ''اگر دنیا کا ایک ہی دن باقی رہ جائے تو اللہ تعالیٰ اس دن کو اتنا دراز فرمادے گا کہ ایک شخص میرے اہل بیت سے مبعوث ہوگا جس کا نام میرے نام کے، اس کے باپ کا نام

میرے باپ کے نام کے موافق ہوگا۔ دار قطنی، طبرانی، ابونعیم، حاکم وغیرہ نے ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے۔ اس حدیث شریف سے صاف ظاہر ہورہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس باعث تخلیق عالم ہیں اور عالم بغیر بعثت مہدی کے ختم نہ ہوگا اور مہدی علیہ السلام ہم نام رسول اللہ ہیں۔

بہر حال مہدی علیہ السلام تو آئے اور گئے اور اب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو نازل ہونا ہے۔ مفتی نے جن محدثین، شارحین حدیث وغیرہ کے نام لکھے ہیں، ان راویوں کی تقریباً ہر روایت میں یہی بات آئی ہے کہ مہدی موعودؑ امام ہوں گے عیسیٰ علیہ السلام مقتدی ہوکر ان کے پیچھے نماز ادا کریں گے یعنی دونوں کا ایک زمانہ ہوگا۔

لیکن ہم جواب میں اُن محدثین، شارحین، بزرگوں اور ان لوگوں کے اقوال پیش کررہے ہیں جنہوں نے حضرت مہدی علیہ السلام کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے پہلے بتلایا ہے جیسے کہ حدیث شریف ''کیسے ہلاک ہوگی وہ اُمّت جس کے شروع میں، میں ہوں، درمیان میں مہدی اور آخر میں مسیحؑ ہیں''۔

چنانچہ (بقول) علامہ حسن بن علی البربہاریؒ (ت ۳۲۹) اس بات پر ایمان لانا ضروری ہے کہ عیسیٰ کا نزول ہوگا وہ دجال کو قتل کریں گے، شادی کریں گے اور آل محمد کے قائم وخلیفہ کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔

قارئین یہاں دو باتیں غور طلب ہیں ایک تو اس روایت میں مہدی کا کوئی ذکر یا حوالہ نہیں دیا گیا۔ دوسری بات آل محمد کے قائم وخلیفہ کے الفاظ مہدی کے بجائے آئے ہیں۔ آل محمد قائم اور خلیفہ امام ہوں گے اور حضرت عیسیٰ مقتدی بن کر نماز ادا فرمائیں گے۔

(۲) امام خطابی (ت ۳۸۸) حدیث شریف: اس وقت تک قیامت نہیں آئے گی جب تک کہ زمانہ بہت قریب نہ ہوجائے اس وقت سال یوں گزرے گا جیسے مہینہ، اور مہینہ ایسے گزرے گا جیسے ہفتہ گزرتا ہے۔

شرح حدیث شریف

ایساوقت امام مہدی علیہ السلام

یا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام

یا

پھران دونوں کے زمانوں میں ہوگا

اس شرح سے پتہ چل رہا ہے کہ ایساوقت مہدی (کے زمانے میں ہوگا)

یا

حضرت عیسیٰ علیہ السلام (کے زمانے میں ہوگا)

یا

پھران دونوں کے زمانوں (یعنی دونوں کے زمانے علیحدہ علیحدہ ہوں گے)

اگر ایک ہی زمانے میں دونوں کے رہنے کی بات رہتی تو پھر ''پھران دونوں کے زمانوں میں نہ کہا جاتا''۔(زمانوں کے لئے لفظ ''یا'' اہم ہوتا) اگر ''اور'' ہوتا تو اتصال ہوتا۔''یا'' سے مراد دوری اور فاصلہ ہے۔

بقول حضرت امام ابن کثیرؒ ''نبی کریم ﷺ سے مروی بکثرت روایات شاہد وناطق (گواہی دینے والے)) ہیں کہ وہ آخر زمانے میں ظہور فرما ہوں گے اور میرا (یعنی امام ابن کثیرؒ کا) خیال ہے کہ ان کا ظہور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے قبل ہوگا جیسا کہ احادیث سے پتہ چلتا ہے''۔

حضرت امام ابن کثیرؒ نے حدیثوں کا حوالہ دے کر بتلا دیا کہ حضرت مہدی اور عیسیٰ علیہ السلام کا (زمانہ ایک نہیں ہے)۔

ابن حجر عسقلانی: (ایساوقت) یہ ظہور امام مہدی کے وقت وقوع پذیر ہوگا۔اور یہ یقیناً عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ ایک دوسری شخصیت ہیں اور ان کا ظہور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے قبل ہوگا۔

حسب خیال امام سفارینی اہل حق کے نزدیک صحیح وصواب یہ ہے کہ امام مہدی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ ایک دوسری شخصیت ہیں اوران کا ظہور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے قبل ہوگا۔

مفتی اعظم سعودی عرب شیخ بن باز کے دوفتوے یوں ہیں۔

فتویٰ نمبر ۱۶۱۵: سوال نمبر ۱۱

بن باز نے اپنے فتوے میں یوں لکھا ہے کہ ہمارے علم کے مطابق احادیث میں نص موجود نہیں جو اس بات کا پتہ دے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بالتحدید (کس ماہ وکس سال میں) نازل ہوں گے۔

بہرحال بن باز نے حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کے ظہور ونزول کو علیحدہ زمانوں میں بتلایا ہے نا کہ ایک زمانے میں' البتہ تعین نہیں کیا کہ حضرت مہدی علیہ السلام فلاں سن میں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام فلاں سن میں آئیں گے۔

تسلسلِ جواب: جہاں تک امام مہدی سے تعلق رکھنے والے جزو کی بات ہے تو اس سلسلے میں کئی احادیث وارد ہوئی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ وہ ظاہر ہوں گے اور اس امت پر حکمرانی کریں گے۔

(ہمارا تبصرہ) بن باز نے امام مہدی کو حکمراں یا بادشاہ تصور کرلیا' جب حضور ﷺ نے بادشاہت کی جگہ پر فقیری کو پسند فرمایا تو پھر آپ ﷺ کے تابع تام یعنی پوری پوری اور بے خطا پیروی کرنے والے مہدی کس طرح حکمراں یا بادشاہ ہوں گے؟۔

نوٹ: بے شک مہدی موعود علیہ السلام بادشاہ نہیں ہیں البتہ بندوں کو خدا سے ملانے کے لئے ہی آپ کی بعثت ہوئی۔ خاتمین صلی اللہ علیہما وسلم ہمارے آقا ومولیٰ ہیں جن کے ہر حکم کو ماننا فرض ہے، عمل میں کوتاہی باعث عذاب یا لائق پرسش ہے۔ اور خدانخواستہ انکار کفر ہے اور پروانہ دوزخ۔

بن باز کہتے ہیں کہ ہمارے علم کے مطابق صحیح احادیث میں ایسی کوئی نص موجود نہیں ہے جو اس بات کا پتہ دے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بالتحدید یعنی کب اور کس وقت نازل ہونا ہے۔ البتہ اس بات کا ذکر ضرور وارد ہوا ہے کہ جب دجال نکلے گا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا۔

(فتویٰ نمبر ۷۶۶۴)

تبصرہ: یہاں بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ومہدی کے یک زمانہ ہونے کا کوئی ذکر نہیں یا اشارہ تک نہیں تو پھر کس طرح دونوں کو ایک ہی زمانے میں بتلایا جاسکتا ہے؟

جواب: وہ (مہدی) نبی اکرم ﷺ کے اہل بیت سے ہوں گے ان کا ظہور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول سے قبل ہوگا''

فتوے سے معلوم ہورہا ہے کہ حضرت مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہم السلام کا زمانہ ایک نہیں ہے۔

ان تمام حوالوں کو نامان کر اجتماع مہدی وعیسی علیہم السلام کو مانے تو یہ ایک بے اصل بات ہوگی۔

حضرت سعدالدینؒ جیسی بزرگ شخصیت کے نام کے بعد اہل تفتازان لکھنا چاہیئے نہ کہ تفتازانی۔

خاص طور پر فرقہ اہل سنت کے علماء کو اس جانب اللہ واسطے متوجہ کرنے کی شدید ضرورت ہے۔

حضرت سعدالدینؒ اہل تفتازان نے اپنی پہلی کتاب ''شرح عقائد'' میں لکھ دیا تھا کہ

''عیسیٰ لوگوں کو نماز پڑھائیں گے اور ان کی امامت کریں گے اور مہدی' عیسیٰ کی اقتداء کریں گے لیکن اس کے بعد حضرت سعدالدین اہل تفتازانؒ نے اپنی دوسری کتاب ''شرح مقاصد'' میں فرمایا کہ: ''یہ جو کہا جاتا ہے کہ عیسیٰ' مہدی کی اقتداء کریں گے ایک ایسی بات ہے جس کی سند نہیں پس اس پر بھروسہ نہیں کرنا چاہیئے۔''

مفتیانِ غرقاب نے ۲۴ر فبروری ۲۰۱۷ء کے منصف کے شمارے میں احایث پر مسانید' مورخین کو ترجیح دینے کی کوشش کی ہے ہم کو ان سے چوکنے رہنے کی ضرورت ہے اور قلم کا مقابلہ قلم سے کریں۔ پانی سر سے اونچا ہوجائے تو پھر حضرت ابجی میاں شہیدؒ کا اسوہ ہر دور کے لئے ہادی ورہنما ہے۔

ایک اور قاسمی یعنی رضوان القاسمی نے بھی اور امبانی نے بھی کروڑوں چھوڑے!

حیدرآباد پر قاسمیوں کے حملے جاری ہیں۔ چنانچہ بیرون حیدرآباد سے ایک قاسمی رضوان القاسمی

آئے تھے، اپنی تحریر دینے کو اخبار کے دفتر کو آتے تو اپنی سائیکل اندر تک لالیتے تا کہ کوئی چرا نہ لے، لیکن بوقت انتقال لاکھوں بلکہ شائد کروڑوں کا اثاثہ چھوڑے، بعد میں اسی کی وجہ سے ان کے افرادِ خانہ کی جوتیوں میں دال بٹی تھی، اس اثاثے پر ان سے آج تک حساب جاری ہوگا۔

ریلائینس کمپنی کے دھیرو بھائی امبانی بمبئی آئے، ہاتھ خالی فتّے خاں کی طرح، یعنی صرف پانچ سو روپے ساتھ لائے تھے۔ جب مرے تو اس وقت ان کا اثاثہ ۷۵ ہزار کروڑ تھا انہوں نے کاروبا کیا، شیئر مارکٹ میں کودے ممکن ہے عوام کو مالی چونا بھی لگایا وغیرہ، تب جا کے یہ اثاثہ چھوڑا۔

سوال یہ ہے کہ رضوان القاسمی نے کون سے کاروبار کئے؟ دین کا نام لے لے کر کمائی کی، بہتی گنگا میں ہاتھ دھونے کے خیال سے ہمارے خلاف فتویٰ بھی داغا، لیکن مزید دو فتاوے کے طرح تینوں فتووں کے شر و فساد سے اللہ تعالیٰ نے بطفیل رسول و مہدی صلی اللہ علیہما وسلم ہم کو بچالیا۔

اہل دکن نے ان فتووں کو نہایت احترام سے مسترد کر دیا، چنانچہ امان اللہ خان صاحب کی نماز جنازہ جامع مصر (شہر کی سب سے بڑی مسجد) یعنی مکہ مسجد میں ادا کی گئی اور تدفین حظیرہ حضرت بندگی میاں سید راج محمد رحمتہ اللہ علیہ واقع چنچل گوڑہ میں ہوئی، شریک مسلمانوں کے اس اژدہام کو دیکھ کر قائد ملت مرحوم کی میت کے شرکاء یاد آئے۔

انبیاء یا خلفائے الٰہیہ کے لئے علیہ السلام لکھا، پڑھا اور بولا جاتا ہے، مفتی غرقاب نے ''علیہ الرضوان'' لکھا ہے۔

پہلے اس نے مہدی موعود کا ذکر عمومیت سے کیا: ''وہ انتہائی نیک و صالح انسان ہوں گے، جن کا تعلق امت سے ہوگا''۔

امت میں تو لاکھوں نیک اور صالحین ہوئے، لیکن ان میں کوئی بھی لوگوں کو دنیا سے چھڑانے اور اللہ سے ملانے جیسے منصب جلیلہ پر فائز نہ ہوا۔ خدائے تعالیٰ کی طرف سے سپرد کردہ یہ ذمہ داری

صرف مہدی علیہ السلام کی ہی ذمہ داری تھی جو بندوں اور خدا کے درمیان حائل رکاوٹوں کو کس طرح دور کیا جاسکتا ہے؟ بتلا دیا۔ اور ہزاروں نہیں بلکہ لاکھوں کو اللہ سے ملا دیا۔ اور یہ سلسلہ بفضل خداو بطفیل خاتمین صلی اللہ علیہما وسلم جاری ہے اور تا قیامت جاری رہے گا۔

حضور پر نور مہدی موعود کا یہ ارشاد گرامی ہے کہ: ''جہاں کہیں رہو اللہ کے ذکر میں رہو، ہم تمہارے بہت نزدیک رہیں گے، تم جس وقت توجہ کرو ہم تمہارے پاس ہیں۔''

مفتی نے مجبور ہو کر یوں لکھا کہ۔۔ اور مسلمانوں کی نصرت و مدد کے لئے ''ان'' کا ظہور ایک اٹل حقیقت ہے۔ (مفتی نہیں جانتا کہ کسی خاص ہستی کا جب ذکر آئے تو ''آپ'' لکھا یا بولا جاتا ہے)۔

لیکن یہ بیچارہ ادب سے نابلد ہے یا پھر انبیاء علیہم السلام تا اولیائے کرام رحم اللہ اجمعین کے ساتھ موجود اندرونی بغض و عناد جو ان عبدالوہابیوں کی خاص پہچان ہے اس کی وجہ سے وہ نہ لکھ سکا، ایک لفظ ''ظہور'' بھی شائد اتفاقی طور پر اس کے قلم سے نکل گیا۔

☆ ہمارا ایمان ہے کہ رسول و مہدی صلی اللہ علی علیہما وسلم نے جو بھی فرمایا اللہ کے حکم سے فرمایا۔

☆ غور کیجئے مفتی نے اپنے خیالی مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک ہی زمانہ میں بتلانے، پہلے تو سرخی جمایا اور پھر تردید کر کے اپنے دینداری یا علمیت بتلا دی اور یہ نہ سوچا کہ میرے زور بیان سے میں نے بات کو کہاں سے کہاں پہنچا دیا؟

☆ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمایا اس کا مطلب یوں ہے کہ:

کہ حضور پُر نور ﷺ کا زمانہ اوّل ہے۔

حضور پُر نور مہدی موعود علیہ السلام کا زمانہ دوم ہے۔

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا زمانہ آخری ہے۔

پہلے دور کی تکمیل پر دوسرا دور شروع ہوا اور اُس میں مہدی موعود علیہ السلام تشریف لائے

اورتشریف لے گئے البتہ تیسرا دور باقی ہے، یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نازل ہونا باقی ہے۔

جبکہ ابوحسان کے خیالی مہدی امام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نماز میں اُن کے مقتدی ہوں گے۔

احادیثِ شریفہ میں تو یہ آچکا ہے کہ ایک وقت میں دو آدمیوں کا خلیفہ ہونا ممکن نہیں اور ایک وقت میں دو آدمیوں کا بیعت لینا بھی ممنوع، اور ایک ہی وقت میں دو آدمی خلیفہ ہونے کا دعویٰ کریں تو آخر کو قتل کر دیا جائے (جیسا کہ قارئین اس سے پہلے پڑھ چکے ہیں کہ دورِ صدیقیؓ میں حضرت سعد بن عبادہؓ نے جب خلافت کا دعویٰ کیا تو وہ روند دیئے گئے)۔

اللہ تعالیٰ کی شان سے یہ بات بعید ہے کہ وہ مہدی کو دوبارہ روانہ کرے اور مہدی سے لوگ آ آ کر بیعت کریں اور پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمانوں سے زمین کی طرف روانہ کرے تا کہ (نعوذ باللہ) لوگ اُن کی اہانت اس طرح کریں کہ اُن سے بیعت کرنے سے اجتناب کریں۔

اور پھر چونکہ مفتی کے خیالی مہدی کے موجود ہونے کی وجہ سے نعوذ باللہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کو قتل بھی کر دیں۔

ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر عیب سے پاک و مبرا ہے۔

غور کیجئے! امیر کم یا امام یا امیر ہم میں صرف ایک لفظ مہدی بڑھا دینے سے بات کہاں سے کہاں پہنچ گئی۔ مفتی اِن گستاخیوں پر غور کرے اور خدائے تعالیٰ سے معافی مانگے۔

مفتی کی مفلوج اُردو! اُس کے قحط علمی یا افلاسِ علمی کا اندازہ کیجئے۔

مفتی کی بکواس	صحیح اُردو
۱۔ مختلف علاقے اور مختلف زمانے	مختلف علاقوں اور مختلف زمانوں
۲۔ متعدد افراد نے مہدویت کا دعویٰ۔۔۔	متعدد افراد نے مہدیت کا دعویٰ
۳۔ اپنے آپ کو مہدی موعود ہونے کا اعلان۔۔	اپنے آپ کے مہدی موعود ہونے کا اعلان
۴۔ نبی اکرم ﷺ کے بتائے ہوئے علامتیں۔۔	نبی اکرم ﷺ کی بتائی ہوئی علامتیں

مہدی موعودؑ کے تعلق سے اُس کی معلومات کیا ہیں غور کیجئے۔ ''جبکہ اِن (مہدی) کا عقیدہ وعمل احادیث اور محدثین اور علمائے اُمت کی تشریحات کی روشنی میں صحیح نہیں ہے۔''

مفتی نے یوں بکواس کی کہ مہدی موعودؑ کے عقیدے اور عمل کو احادیث کے مغائر بتلایا لیکن ایک بھی مثال دینے سے مفتی معذور رہا وہ خود یہ بھی نہیں جانتا کہ مہدی موعودؑ کا مقام ومرتبہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی طرح ہی بنایا ہے اور حضور ﷺ کی اتباعِ تام کا منصبِ جلیلہ عطا فرمایا ہے۔

مفتی، غیر معصومین کی تشریحات کے پیمانہ پر مہدی موعود علیہ السلام کو جانچنا چاہتا ہے جبکہ حضور ﷺ نے فرمادیا ''المہدی منی یقفو اثری ولا یتخطی'' (مہدی مجھ سے ہے میرے قدم بقدم چلے گا اور خطا نہیں کریگا)۔ حضور ﷺ نے فرمایا: جس طرح دین کا آغاز ہم سے ہوا ہے اور اُس کا اختتام مہدی سے ہوگا۔

مفتی نے حیلہ جوئی کے تحت انکار کردیا، کوشش میں ہے کہ کوئی اور شخص تصدیقِ مہدی نہ کرے۔

حضور ﷺ کا ارشادِ گرامی یوں ہے۔ (مفہوم): ''مہدیؑ کشتیِ نوح کی مانند ہے جو اس میں سوار ہوا اس نے نجات پائی اور جس نے منہ پھیرا وہ غرق ہوگیا۔''

اس لئے ہمارے نزدیک مفتی اور اس کی قبیل کے سبھی مفتیان غرقاب ہیں۔

مہدی موعود علیہ السلام کی شان کیا بیان فرمائی گئی ہے اس بات سے مفتی کورا اور نابلد ہے یا پھر بغض وعناد نے اس کی بینائی کمزور کردی ہے۔ اور اس باب میں اس کا مطالعہ کم ہے۔ بلکہ وہابیوں یا بند دیوبندیوں کا فارغ بھی اہل سنت کی کسی جامعہ کے عام طالب علم کے سامنے پیدل نظر آتا ہے۔

ماڈرن لٹیرے جو خاص طور پر دین کے لٹیرے ہوتے ہیں آپ کو یہ باور کرواتے ہیں کہ ''۔ اسی طرح وہ تمام لوگ جو ناواقفیت یا علم کی کمی کی وجہ سے کسی کو مہدی مانتے اور تسلیم کرتے ہیں تو غور وفکر کریں کہ وہ جس کو امام مہدی مان رہے ہیں کیا ان کے اندر یہ ساری صلاحیتیں پائی جاتی ہیں؟

ناواقف لوگوں کے بہکاوے میں آ کر اپنی آخرت کو تباہ نہ کریں''۔

یہ دین کے لٹیرے مومنین کو تصدیق مہدی سے پھیرنے
ہمدردانہ چلے آتے ہیں۔بقول کلیم عاجز
' دامن پہ کوئی چھینٹ نہ خنجر پہ کوئی داغ
تم قتل کرو ہو کہ کرامات کرو ہو'

مفتی نے جو منکرِ مہدیؑ ہے اس کے کہے ہوئے الفاظ کی طرز پر ہم یوں لکھ رہے ہیں۔

اُس نے لکھا ہے ''لیکن افسوس صد افسوس کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے علامتوں کو نظر انداز کر کے مختلف لوگوں نے حقیقی امام مہدیؑ کا انتظار کرنے کے بجائے کسی اور کو امام مہدیؑ تسلیم کر لیا''۔(یہ گستاخانہ طعن ذاتِ پاک مہدی موعود علیہ السلام کی شان میں ہے)۔

مفتی جیسے حیلہ جو لوگوں نے اقرار کے بجائے امت کو انتظار کرنے کی جو تلقین کی ہے اس پر غور کیجئے، حضور پرنور ﷺ نے تو مہدی کا دور درمیانی فرمایا، اب جب کہ زمانہ آخری ہچکیاں لے رہا ہے ، علاماتِ قیامت جو فرما دی گئی ہیں وہ پوری ہونے جا رہی ہیں اسی لئے مہدی موعود سے جو لوگ مفتی جیسوں کی وجہ سے دور ہیں اور تصدیق نہ کر سکے ہیں وہ بھی اب صرف نزول حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے منتظر ہیں، جو اس حدیث شریف سے واضح ہوتا ہے۔

امت کو گمراہ کرنے کے لئے مفتی نے ایسے ہی الفاظ استعمال کئے، بخوشی عذاب کو اپنے سر لینے کے لئے ان بیسیوں احادیث مہدی کو بھلا دینے کی کوشش کی جو کہ شان مہدی میں آئی ہیں۔

مثلاً وہ امت کیسے ہلاک ہوگی جس کے شروع میں میں ہوں، آخر میں عیسیٰ بن مریم ہیں، اور مہدی میری اہل بیت سے درمیانی زمانہ میں ہیں۔ایک حدیث شریف میں فرمایا گیا کہ (مفہوم) جب مہدی کی بعثت کی خبر ملے تو جاؤ چاہے برف پر سے رینگتے ہوئے جانا پڑے، اور ان سے بیعت

کرو کیونکہ مہدی اللہ کا خلیفہ ہے۔

ایسی مبارک اور پرنور ہستی (مہدیؑ) کے تعلق سے جن کی تصدیق فرض ہے اور از روئے فرمان خدا و فرامین خاتمین صلی اللہ علیہما وسلم (مہدیؑ کا) انکار کفر ہے۔ دافع ہلاکتِ امت بتانے کے بجائے عام امتی بتلایا گیا ہے۔ تصدیق مہدی کے برعکس امتیوں کو انکار مہدی کی تلقین کی جارہی ہے۔

ہمارا جواب:۔ لیکن افسوس صد افسوس کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی علامتوں کو نظر انداز کر کے مختلف لوگوں نے حقیقی امام مہدی کی تشریف آوری پر خود کو منکر کے بجائے منتظر کہلوایا خدائے تعالیٰ علیم و بصیر ہے جو جانتا ہے کہ منکر نے خود کیلئے منتظر کی اصطلاح گڑھ لی ہے۔ (ختم شد)

بارگاہِ عشق ! جہاں پھول نہیں سر چڑھائے جاتے ہیں

واقعات شہادت حضرت ابجی میاں شہیدؒ

حضرت سید محمد عرف ابجی میاں شہید بن میاں سید نور محمد عرف نمکین بڑے میاںؒ بن میاں سید زین العابدینؒ بن میاں سید مرتضیٰؒ بن میاں سید یوسفؒ بن میاں سید یعقوبؒ بن حضرت بندگی میراں سیدنا شاہ قاسم مجتہد گروہؒ بن حضرت بندگی میراں سید یوسف بارہ بنی اسرائیلؒ

بن حضرت بندگی میراں سیدنا شاہ یعقوب حسنِ ولایت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بن حضرت بندگی میراں سید محمود ثانیِ مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بن حضرت امامنا میراں سید محمد جونپوری مہدی موعود علیہ السلام۔

حضرت ابجی میاں شہیدؒ کی شہادت ہر دور کے لئے راہنما و رہبر ہے، واقعات شہادت یوں ہیں

ابو رجا زماں خاں نامی ایک عالم اتر پردیش کے شہر شاہجہاں پور کا تھا۔

وہ شروع میں نظام دکن نواب افضل الدولہ کا استاد رہا ان کے انتقال کے بعد میر محبوب علی خاں کا استاد رہا' بعد میں اس نے مہدویوں کے خلاف بغض و عناد کو دِل میں پالنا شروع کیا۔

ایک مہدوی بزرگ حضرت میاں سید عیسیٰ مہدوی سے قسم کھا کر کہا کہ مجھے آپ کے مذہب کی چند کتب لا کر دو بعد مطالعہ ضرور آپ کا مذہب قبول کر لیتا ہوں۔

لیکن کتب کے مطالعہ کے بعد تصدیق مہدی کرنے کے بجائے عہد شکنی کی اور امام نا علیہ السلام کی شان میں اور مہدوی بزرگوں کی شان میں گستاخیاں کیں۔

ہجو اور طعن تشنیع کر کے مہدویوں کو قتل و اخراج کرنے کے ترغیبی فتوے حکام اور عوام کے ذہن نشین کروانے کے مقصد سے پُر، منفی مضامین سے بھرپور ایک کتاب لکھی اور اس کا نام ''ہدیہ مہدویہ'' رکھا اور سینکڑوں جلدیں چھپوا کر تقسیم کروائیں اور مہدویوں کے پاس بھی بھجوائیں۔

زماں خاں نے اپنی اس کتاب کی ترتیب پادری ولیم رابرٹس کی کتاب ''ہدیہ محمدیاں اور پادری عماد الدین کی تالیف ''ہدایت المسلمین'' کے ابواب کے طرز پر کی تھی۔ ہدایت المسلمین میں جتنے ابواب تھے اتنے ہی ابواب اس نے ''ہدیہ مہدویہ'' میں قائم کیئے۔ پادری عماد الدین نے ''ہدایت المسلمین'' لکھ کر مسلمانوں کی دِل آزاری کی تھی اسی طرح زماں خاں نے بھی ہدیہ مہدویہ میں عقلی و نقلی اور تاریخی اعتبار سے غلط لکھ کر مہدویوں کی سخت دِل آزاری کی تھی۔

یہ قدرتی انتظام ہے کہ جھوٹا ہمیشہ جھوٹ کا سہارا لیتا ہے جو بودا و بوسیدہ ہوتا ہے اور گر جاتا ہے، زماں خاں بھی کسی بات کو ثابت

یہ کتاب سرکاری حلقوں میں بڑی اہمیت کی حامل رہی البتہ نواب افضل الدولہ ایسی کاروائیوں کو پسند نہ کرتے تھے اس لئے یہ کتاب ان کی زندگی میں نہ چھپی ان کے انتقال کے بعد یہ کتاب چھپی۔

پہلا ایڈیشن ۱۲۸۷ھ میں اور دوسرا ایڈیشن حضرت انجی میاں شہیدؒ کی شہادت کے بعد ۱۲۹۳ھ میں شائع ہوا۔ قلم کے حملوں کا قلم سے جواب دیا گیا مثلاً۔

''شمس الہدیٰ'' ''کحل الجواہر'' ''اخگر سوزن در خرمن خاں زماں'' رسالہ ردِ مہدویہ، رسالہ

نصرانیہ بہ شکریہ در ہدیہ مہدویہ''، سبیل السویٰ، رجم الشیاطین (منظوم) ردِ ابورجا (منظوم) مجموعہ میراثی و استفتاء، مقدمہ سراج الابصار طبع دوم۔

ہدیہ مہدویہ کو شائع ہوکر ۶ برس ہو چکے تھے زماں خاں نے حدیثِ نبویؐ کی جو توہین کی تھی اور مہدی موعود علیہ السلام کی شان میں جو گستاخیاں کی تھیں وہ تمام باتیں حضرت ابجی میاں شہیدؒ کے ذہن میں آئیں۔ پس آپؒ نے زماں خاں کے مدرسہ محبوبیہ میں داخلہ لیا تا کہ قریب ہوکر اس کے حلقہ اثر کے تاثرات معلوم کریں۔

لیکن زماں خاں کے مدح خواں حق بات سننے کو تیار نہ تھے۔ حتٰی کہ سید شاہ محی الدین ویلوری جس کے ایک لاکھ مرید تھے اس نے ہدیہ مہدویہ کی تالیف کے بعد زماں خاں کو ''غنیمت الاسلام'' کا لقب دے کر حوصلہ افزائی کی تھی۔ منکرین میں بھی منصف مزاج ہیں، لیکن ان کی کون سنتا ہے؟

حضرت ابجی میاں شہیدؒ نے ان حالات کا مطالعہ فرمایا اور سمجھ گئے کہ یہ معاملہ عہد رسالت کے کعب بن اشرف (۱) کی کاروائی (دربار وشانِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں گستاخیوں) سے کم نہیں۔ اس تعلق سے چند سطور پیش کی جارہی ہیں۔

۱ گستاخانِ رسولؐ میں:

کعب بن اشرف کے سلسلہ میں سرکار دوعالم علیہ السلام نے فرمایا کون ہے جو اس (دریدہ دہن) کو جا کر سزا دے جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتا ہے' محمد بن سلمہ کو یہ سعادت ملی اور انہوں نے دشمن خدا اور رسول کو دعوت اسلام نہیں دی۔ اور بلا تکلف اپنی دانشمندی سے اس کو کیفر کردار کو پہنچا دیا۔ کعب بن اشرف کے قتل کی وجہ اس کا کفر وشرک نہ تھا بلکہ اس کے قتل کا حکم سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس لئے دیا تھا کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول علیہ السلام کے لئے اذیت کا سبب بنتا تھا۔

اس کے علاوہ ابورافع، ابن خطل اور اُس کی باندیاں، عقبہ بن ابی معیط، ونیز دو اور گستاخان

رسول' یہ تمام حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایذا دہی، سب وشتم مخالفت پر آمادہ کرنا، حضور ﷺ کی توہین بذریعہ اشعار اور گستاخیاں کیا کرتے تھے۔

ان تمام کو بحکم حضور پرنور ﷺ قتل کر دیا گیا۔

حکم رسول اللہ ﷺ کی اطاعت وفرمانبرداری کرنے والے درج ذیل صحابہ کرام تھے)۔

حضرت خالد' حضرت زبیر' اور حضرت سیدنا علی رضی اللہ عنہم۔

علاوہ ازیں ایک شخص نے گستاخ رسول اپنے باپ کو خود قتل کر دیا' اور بارگاہ نبوی ﷺ میں حاضر ہو کر یہ بات گوش گزار کی' حضور پرنور ﷺ نے یہ سن کر ناگواری کا اظہار نہ فرمایا۔

بنی خطمہ کی ایک عورت حضور علیہ السلام کی بارگاہ میں گستاخی کیا کرتی تھی' حضور ﷺ نے صحابہ سے دریافت فرمایا کہ کون ہے جو اس دریدہ دہن سے بدلہ لے؟ اسی قبیلہ کے ایک شخص نے اس عورت کو قتل کر دیا اور خدمت اقدس میں آ کر اطلاع دی' حضور پرنور ﷺ نے قبیلہ کے متعلق بشارت فرمائی کہ اس قبیلہ میں آئندہ دو بکریاں بھی آپس میں سینگ نہ ٹکرائیں گی، یعنی امن و اخوت کی برقراری)۔

ندی کو قتل کر دیا تھا۔ حضور پرنور ﷺ نے اس کے خون کو معاف فرما دیا۔

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے دور میں یمن کے گورنر حضرت مہاجر بن امیہ نے ایک گانے والی کو جو اپنے گانوں میں حضور پرنور ﷺ کی توہین کرتی تھی' اس کو بلا کر اس کے ہاتھ کٹوا دیئے اور اس کے اگلے دانت تڑوا دیئے۔ جب یہ اطلاع بارگاہ خلافت میں ہوئی تو امیر المومنین حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کاش تم نے یہ نہ کیا ہوتا تو میں اس عورت کے قتل کا حکم دیتا۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام کے معاملہ میں حدود بھی دوسروں سے مختلف ہوتے ہیں۔

(بحوالہ شفاء شریف، حضرت قاضی عیاض اندلسیؒ)۔

شفاء شریف کے اس اقتباس کے بعد اب ہم اپنے موضوع کی طرف آجاتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت اجی میاں شہیدؒ نے ہندوستان کے سُنّی اور حنفی المذہب اور دیگر مسالک کے ہر عالم کو توہینِ حدیثِ نبویؐ جو ہدیہ میں پائی گئی تھی اس تعلق سے استفتاء روانہ فرمایا اور جواب میں پچاس فتاوے حاصل فرمائے جس سے دِل کو اطمینان ہوگیا۔

۵/اور ۶/ذی الحجہ ۱۲۹۲ھ ہجری مطابق ۱۸۸۶ء کی درمیانی شب بھر بارگاہِ حضرت بندگی میراں سیدنا شاہ قاسم مجتہد گروہ رحمتہ اللہ علیہ میں حاضر رہے اور حضرتؒ کے وسیلے سے استقامت اور ثابت قدمی کی دعا مانگتے رہے۔

دریں اثناء حضرتؒ کے چچازاد بھائی نے خواب میں دیکھا کہ حضرت بندگی میاں سید خوندمیر صدیقِ ولایتؓ تشریف لائے ہیں اور حضرتؒ کو طلب فرمایا۔ آنے پر حضرتؒ نے بندگی میاںؓ کی قدمبوسی کی، بندگی میاںؓ نے پیٹھ تھپک کر فرمایا بسم اللہ کرو ہم تمہارے ساتھ ہیں' حضرت اجی میاں شہیدؒ نے دوبارہ قدمبوسی کی اور میاںؓ واپس تشریف لے گئے۔

پہلے حضرت شاہ قاسمؒ کی طرف سے بشارت اس کے بعد بندگی میاں رضی اللہ عنہ کی طرف سے بشارت اِن بشارتوں کو پا کر صبح ۶/ذی الحجہ ۱۲۹۲ھ کو بعد نمازِ فجر گھر تشریف لائے، ایک قرآنِ مجید اپنے مرشد کو ہدیۃً دیا، شہیدوں کے نام پر شیرینی تقسیم فرمائی، والدۂ محترمہ سے حقیقتِ حال عرض کر کے اجازت حاصل کی۔

عمدہ لباس پہنا اور گلابی رنگ کا کلی دار شملہ باندھا' کندھے پر رومال رکھا، اس رومال میں چودہ اِنچ لانبی کٹار لپیٹ کر بغل میں دبائے ہوئے بوقت عصر (ادا کر کے) گھر سے نکلے۔

اور براہِ چار مینار و شاہ علی بنڈہ بازار روپ لال پہنچے، اور زماں خاں کے مدرسہ و مکان کے روبرو والی مسجد میں مغرب کے وقت داخل ہوئے لوگ نمازِ مغرب پڑھ کر واپس ہو رہے تھے، حضرتؒ نے اس مسجد میں

مغرب ادا فرمائی۔ اور غالباً آپؒ نے زماں خاں کو یوں للکارا کہ

سینہ فگار ، چاک گریباں ، کفن بدوش
آئے ہیں تری بزم میں اس بانکپن سے ہم

حکومت کی طرف سے زماں خاں کی حفاظت کے لئے پچاس روہیلے مقرر تھے۔

زماں خاں، محبوب علی خاں کو پڑھا کر آنے کے بعد عصر و مغرب اسی مسجد میں ادا کرتا تھا، اس کے بعد شاہ عبدالقادر کے ترجمہ والا قرآن شریف اور تفسیر دیکھا کرتا تھا، بعد عشاء گھر جاتا اور کھانا کھاتا تھا۔

حسب عادت اس روز اُس نے سورۂ الاعراف (۷) کی آیت نمبر (۸۸) سے تلاوت شروع کی، اور تلاوت کرتے ہوئے آیت نمبر (۱۰۳) پر پہنچا ہی تھا کہ حضرت ابجی میاں شہیدؒ نمازِ مغرب ادا کر کے فارغ ہوئے اور زماں خاں پر کٹار سے تین ضربیں لگائیں۔

پہلی روایت کے بموجب پہلی ضرب شہہ رگ پر، دوسری سر پر، اور تیسری ضرب داہنے پہلو پر لگائیں، ان ضربات کے بعد وہ ڈھیر ہو گیا، دوسری روایت کے مطابق حضرتؒ نے اس کے پیٹ میں کٹار ایسی ماری کہ نوک آر پار ہو کر خون بکھرنے لگا۔

دونوں روایتوں کا قدرِ مشترک یہی ہے کہ خون کا پہلا قطرہ کھلے ہوئے قرآنِ مجید کی اس آیت پر پڑھا ''فانظر کیف کان عاقبۃ المفسدین'' ترجمہ ''پس آپ دیکھئے فسادیوں کا کیا انجام ہوا''۔

زخمی ہو کر وہ چیخنے لگا کہ ہائے مجھے مار ڈالا، اور چت ہو گیا اتنے میں ایک روہیلا حضرت ابجی میاںؒ کی طرف بڑھنے لگا اور جب کٹار کی نوک دیکھی تو بھاگ کر مسجد کے حوض میں کود پڑا۔

الغرض زماں خاں قتل ہو گیا' اور دوسرے دن مدرسہ محبوبیہ بازار روپ لعل میں دفن کر دیا گیا۔

زماں خاں کے قتل کے بعد حضرت ابجی میاں شہیدؒ نے کٹار پھینک دی۔ محکمہ کوتوالی (پولیس) سے وابستہ دو افراد حضرتؒ کو لے جا کر محلّہ رکاب گنج میں بہ حفاظت رکھا اس کے بعد سالار جنگ بارہ

دری (قریب نیا پل) میں منتقل کر دیا۔

حضرت ابجی میاں شہیدؒ نے زماں خاں کو مارنے کے بعد خود کو گرفتاری کے لئے پیش فرما دیا تھا، دو ماہ تک آپ کو قید رکھا گیا، آپ کی پرنور گردن پر ایک گراں بار طوق ڈالدیا گیا تھا

زنجیروں میں جکڑ کر دونوں پاؤں کے بیچ ایک کُندہ رکھ دیا گیا، دو ماہ تک آپ کی گردن زمین سے ہی ٹکی رہی آپ حرکت نہ کر سکتے تھے۔

۱۴ صفر المظفر ۱۲۹۳ ہجری کو حضرتؒ کو مقتل کی طرف لے چلے، راستے میں پینے اور وضو کرنے کے لئے حضرتؒ نے پانی مانگا۔ ایک شریر النفس نے کہا کہ اس کو پینے کے لئے پیشاب دو، یہ سن کر حضرتؒ نے فرمایا کہ مجھے تشنگی نہیں ہے۔ اور انشاء اللہ وضو میں اپنے سر کے خون سے کرلوں گا۔

تاریخ اپنے آپ کو ہر بار دہراتی ہے کل کے حکمراں آج کے محکوم ہیں، چنانچہ چند برس قبل اخبار میں اطلاع آئی تھی کہ کٹر مسلم دشمنوں نے کسی مسلمان شخص کو زبردستی پیشاب پلوایا تھا یا پلوانے کی بات کی تھی۔

شہادت سے قبل آپؒ نے فرمایا تھا ''میرے دفن کے تین دِن بعد مقتل سے میرا لاشہ نکال کر دیکھو اگر لاشہ صحیح وسلامت کسی تغیر یا تبدیلی کے بغیر ہے اور لاشہ میں کوئی بدبو نہیں ہے تو سمجھ لو کہ حق میری طرف تھا وگرنہ مجھے جھوٹا جانو۔

مقتل میں پہنچنے کے بعد آپؒ رو بہ قبلہ بیٹھ گئے، قاتل نے ایسا وار کیا کہ سرِ مبارک جدا کر دیا اس کے بعد ہاتھ اور پاؤں توڑ دیئے، علیحدہ شدہ سرِ مبارک کو سینے پر رکھ دیا اور لاشہ مبارک کو گولا بنا ڈالا اور ایک تنگ گڑھے میں ڈال کر اوپر سے مٹی ڈال دی گئی۔

دفن کے بعد ایک سکھ نے آ کر عرض کی کہ اگر میری جنون زدہ لڑکی جنون سے ہوش میں آ کر کپڑے پہن لے تو میں آپ کو بزرگ جانوں گا، یہ کہہ کر جب وہ گھر گیا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کی دختر نے کپڑے پہن لیئے ہیں اور صحت مند بیٹھی ہے، سکھ بڑا معتقد ہو گیا۔

اس شرط پر اجازت ملی کہ چار آدمیوں سے زیادہ نہ ہوں، رات بارہ بجے شہید کو لے جایا جائے۔

اس کے بعد مہدویوں نے مقتل جا کر گڑھے کو کھودا موسم گرما کا تھا زمین شور تھی اور تین دِن گزر چکے تھے کیا دیکھتے ہیں کہ دونوں ہاتھ اور پاؤں سیدھے اور دونوں ہاتھ سینے پر بندھے ہوئے ہیں جیسے نماز میں باندھتے ہیں (جس طرح سخت فریش آدمی لیٹ کر نماز پڑھتا ہے)۔ سرِ مبارک دھڑ سے ملا ہوا اور گلے پر خون کی بال سے باریک ایک لکیر جمی ہوئی اور ایک لٹ بالوں کی مانندِ زلف جمی ہوئی، چہرہ مبارک مانندِ مہر تاباں (چمکدار اور روشن چاند) اور خوشبو مہک رہی تھی۔

نعش مبارک کو صحیح وسالم پایا جبکہ مہدوی بھائی اپنے ساتھ کافی عطر لائے تھے جب انہوں نے دفن گاہ اور لاشے کو خوشبودار پایا تو نہایت جوش وعقیدت سے لاشہ کو نکال کر پلنگ پر رکھا۔

اس وقت جو غیر مہدوی موجود تھے اور گڑھے میں ڈالنے کے وقت کی کیفیت دیکھ چکے تھے یہ دیکھ کر حیران وششدر رہ گئے تھے۔ پھر جنازے کا پلنگ اُٹھا کر یکے بعد دیگرے دست بدست لے چلے ہجوم مقتل تا حظیرۂ حضرت بندگی میاں سیدنا شاہ قاسم مجتہد گروہؒ تک یکساں تھا اور دائیں وبائیں جانب لوگ ہی لوگ تھے۔ الغرض راستہ لوگوں سے بھرا ہوا تھا اور خوشبو مہک رہی تھی، جس نے بھی آپ کے جنازۂ مبارک کو ہاتھ گایا اس کا سراپا معطر ہو گیا۔ چنانچہ حسین خاں خان زئی صاحب جمعدار جو جنازہ اُٹھانے والوں میں سے تھے کہا کرتے تھے کہ شہید کا جنازہ اُٹھاتے وقت میرے جسم پر جو انگرکھا تھا وہ کئی بار دھل جانے اور پھٹ جانے کے باوجود بھی اس سے خوشبو نہ گئی۔ تدفین کے بعد نظر آیا کہ صرف چند لوگ ہی شریکِ جنازہ رہے تھے، باقی کون تھے؟ کہاں سے آئے تھے؟ اور کہاں گئے؟ ان تمام باتوں کا علم خدائے تعالیٰ کو ہی ہے۔ مادۂ تاریخ یوں برآمد ہوا تھا: ''صفر کی چودھویں، سورج ہوا غروب'' اعداد ۱۲۹۳ھ (۱) ''حضرت اجی میاں شہیدؒ کے واقعاتِ شہادت پر ایک سرسری نظر''۔ مرتبہ جناب محمد عمر خاں صاحب مہمن زئی مرحوم۔

(۲) ''واقعاتِ شہادت حضرت اجی میاں شہیدؒ'' مرتبہ جناب سید عبدالکریم صاحب مرحوم یداللّٰہی۔

(پانچویں اور آخری جلد ختم شد)